UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188101
UNIVERSAL
LIBRARY

LL. B.

Principles of the English Law of Contract.

by

SIR, W. R. ANSON.

اصول قانون معاہدۂ انگلستان

ترجمہ

پروفیسر حسین علی مرزا، بیرسٹر ایٹ لا۔

سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

اصول قانون معاہدۂ انگلستان

تصنیف

سر ولیم آنسن

ترجمہ

مولوی حسین علی مرزا صاحب

صدر شعبۂ قانون جامعۂ عثمانیہ

قیمت	روپیہ	آنہ
سکۂ عثمانیہ	۳	۵
سکۂ انگریزی	۱۳	۴

سنہ ۱۳۵۹ھ م سنہ ۱۳۵۰ف م سنہ ۱۹۴۰ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی اجازت سے
جس کو حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ
کرکے طبع و شایع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

اُصول قانون مَعاہدۂ انگلستان



مضامین صفحات

مضامین	صفحات

مضامین | صفحات

مضامین | صفحات

مضامین — صفحات

مضامین	صفحات

مضامین　　　صفحات

مضامین	صفحات

مضامین صفحات

مضامین	صفحات
ایسے معاملات جو ہماری مملکت کے تعلقات ممالک غیر کے ساتھ بگاڑ دیں اُس کی دو صورتیں ہیں متخاصم ممالک سے دوستانہ تعلقات اور حلیف مملکت سے مخاصمانہ تعلقات۔	۲۹۶
غیر ملکی دشمن سے معاہدہ حلیف سلطنت سے مخاصمت رکھے۔	
ملازمت سرکاری کیلیے مضر معاملات	۲۹۷
عہدہ فروشی۔ تحویل تنخواہ۔	
معاملات جو انصاف رسانی کو غلط راہ پر لگانے کے لیے ہوں۔	۲۹۹
تعزیری کارروائی کی نالش۔ استغاثہ۔ دیوانی کی کارروائیاں۔ بیجا قانونی کارروائی کے معاملات۔ اعانت مقدمہ بازی۔ اخلاق حسنہ کے معارض معاملات۔	
معاملات جو آزادی یا حفاظت ازدواج پر یا فرائض پدرانہ کی مناسب انجام دہی پر موثر ہوں۔	۳۰۳
ازدواج میں رکاوٹ۔ آزادی معاہدات افتراق۔ فرائض والدین۔	

مضامین	صفحات
کاروبار کی ممانعت کے معاملات	۳۰۵
کاروبار کے امتناع کے متعلق قانون۔ جائز پابندیاں۔	
مصالحت عامہ کی بناپر توسیع شخصی آزادی میں رکاوٹ۔	
فصل دوم:۔ معاہدے پر عدم جواز کا اثر۔	۳۱۴
عدم جواز کا اثر۔	
(۱) ناجائز معاہدے کا جدا ہوسکنا	۳۱۵
(۲) کالعدمی اور عدم جواز کے اثرات کا مقابلہ:۔	۳۲۰
(۱) معاہدے کو کالعدم کیے بغیر کوئی سزا مقرر کرے (۲) معاہدے کو کالعدم کرے۔ (۳) کالعدم کرکے سزا دے یا ممنوع قرار دے۔	
تعریفیں۔ کالعدم۔ ممنوع۔ ناجائز معاملات۔ ناجائز معاملات کا اثر۔	
کالعدم معاملات۔	
(۳) فریقین کا ارادہ	۳۲۵
ارادہ غیر اہم شے ہے۔ بے قصور فریق کا حق معاہدہ کو کالعدم کرنے کے دعوے کے متعلق واقفیت کا اثر۔	
(۴) ناجائز اغراض کی بناپر جو رقم واجب الادا ہو اُس کی کفالتیں	۳۲۷
گزرا ہوا معاملہ۔ معاملۂ آئندہ۔ کفالات مہری کفالت معاملۂ مہری اور معاملہ کا کالعدم ہونا۔ غیر مہری کفالتیں۔ ابتدائی فریقین میں	

مضامین | صفحات

مضامین صفحات

مضامین	صفحات
(ب) نصفت میں	۳۶۵
انتقال معاہدہ نصفت میں - بعض دعاوی قابل ارجاع نالش منتقل نہیں کیے جا سکتے - اطلاع -	
حق	۳۷۱
منتقل الیہ صفتوں کا تابع ہوتا ہے -	
(۳) بذریعۂ قانون موضوعہ	۳۷۲
قرضہ یا دیگر حق ارجاع نالش غیر مشروط - بدل - جان کے بیمے کے صداقت نامہ جات - بحری بیمے کے صداقت نامہ جات - حصص شرکت - رہن کے ڈبنچر -	
(۴) بیع و شری کے قابل ہونا -	۳۷۶
منتقل ہونے اور قابل بیع و شری ہونے میں فرق - خصوصیات - رواج کی بنا پر قابل بیع و شری ہونا - بربنائے قانون موضوعہ - ہنڈی - اجرائی - سکارنا - سادہ عبارت ظہری - خاص عبارت ظہری - پرامیسری نوٹ - منتقل ہو سکنے اور قابل بیع و شری ہونے میں فرق - بدل اور اطلاع - تالف مابعد کی حیثیت - بدل اور دستاویزات بیع و شری ہنڈیوں کا مقصد قدیم زمانے میں - دستاویز بار برداری بحری -	
فصل دوم: (۱) معاہداتی حقوق اور ذمہ داریوں کا انتقال بذریعۂ عمل قانون	۳۸۹
ازدواج - قائم مقامی -	

مضامین	صفحات

مضامین | صفحات

مضامین صفحات

مضامین	صفحات
(۵) شخصی خدمات کا معاہدہ معاہد کی موت یا ناکارہ کرنے والی بیماری کے باعث ناقابل التعمیل ہو جائے۔	۴۹۰
دری شرط سے ختم ہونا اصل میں معاملے کے رد ہونے سے ختم ہونا ہے۔ بعض شرط بقیہ معاہدے سے ہم آہنگ ہو کر ان کے مختلف متاثر ہوں گے۔	

مضامین صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات
کسی کارندے کے اقتدار کو ختم کرنے کے تین طریقے ہیں:- معاملہ، تبدیل حیثیت، موت۔	۵۷۵ تا ۵۸۳
فصل اول: معاملہ	۵۷۵
معاملہ۔	
فصل دوم: تبدیل حیثیت۔	۵۷۸
دیوالیہ پن۔	
فصل سوم: موت۔	۵۸۲

حصہ ہشتم: معاہدات و معاملات مشابہ معاہدہ۔ ۵۸۴

باب بست و دوم: معاملات مشابہ معاہدہ کے معنی اور ماہیت۔ صفحات ۵۸۴ تا ۵۹۰

حساب مذکرہ۔

ضمیمہ جات

صفحات ۵۹۱ تا ۵۹۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ اوّل

معاہدے کی حیثیت قانون میں

باب اول

(اقرار، معاہدہ اور وجوب کے معنے)

خلاصہ مضمون	قانون معاہدہ کے اصول دریافت کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ اس دریافت کی نوعیت اس کے خاص مقاصد اور ان کی ترتیب بحث بیان کی جائے۔
معاہدے کی ماہیت	چنانچہ سب سے پہلے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ معاہدے کے کیا معنی ہیں اور دیگر قانونی تصورات (Legal Conceptions) سے اس کو کیا نسبت ہے۔
اس کا انعقاد	اس کے بعد یہ معلوم کرنا ہے کہ معاہدہ کس طرح منعقد ہوتا ہے اور جائز معاہدے کے انعقاد کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔
اس کا عمل	جب معاہدہ منعقد ہو جاتا ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ کس پر اس کا

اثر ہوتا ہے اور کس پر اثر ڈالا جاسکتا ہے اسی کو ہم معاہدے کی تعمیل (Operation) کہیں گے۔

اس کی تعبیر

اس کے بعد یہ دریافت کرنا ہے کہ عدالتیں معاہدے کو اس شہادت کے اعتبار سے جو اس کے انعقاد کے ثبوت میں پیش ہو یا اس منشا کے اعتبار سے جو اس کے شرائط کا قرار دیا گیا ہو کس نظر سے دیکھتی ہیں۔ اسے ہم تعبیر معاہدہ کہہ سکتے ہیں۔

اس کا اختتام

آخر میں وہ مختلف طریقے دیکھنے ہیں جن کے ذریعے سے معاہدہ ختم کیا جاتا ہے اور فریقین معاہدہ کو معاہدتی ذمہ داری سے بری کیا جاتا ہے، یہ اختتامِ معاہدہ ہے۔

معاہدے کی نوعیت

قانون کا مقصد انتظام ہے اور انتظام ہی کا نتیجہ ہے کہ لوگ ایک حد تک اطمینان کے ساتھ مستقبل کو محفوظ سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں، اگرچہ افعال انسانی میں وہ یکسانیت نہیں پیدا کی جاسکتی جو افعال قدرت میں پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی بنی نوع انسان نے کوشش کی ہے کہ قانون کے ذریعے سے ایک ایسا نظام پیدا کریں جو اس یکسانیت کے قریب قریب ہو۔ جائداد کے متعلق جو قانون ہے وہ اصل میں اس غرض سے وضع ہوا تھا کہ ایک شخص جائز طور سے جو چیز حاصل کرتا ہے اسے اپنے تصرف میں رکھ سکے۔ اسی طرح قانون معاہدے کا مقصد یہ ہے کہ ایک شخص کو جس بات کی توقع دلائی گئی تھی وہ وقوع میں آئے۔ یعنی اس سے جس بات کا وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا کیا جائے۔

معاہدے کا مقصد یہی ہے اور ہم اس تصور کی تشریح کریں گے اور وہ ذرائع دریافت کریں گے جن سے لوگوں کو باہمی وعدوں کے پورا کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

معاہدہ ایک معاملہ ہے جس سے وجوب پیدا ہوتا ہے

دو تصورات یعنی اقرار اور وجوب کے ملنے سے معاہدہ پیدا ہوتا ہے اس بیان کا اطلاق صرف اسی نظام قانون تک محدود رہے گا جس میں حقوق کی تشریح اور ترتیب ہوئی ہے وجوب کا جو تصور ہمارے ذہن میں ہے وہ غالباً ان حکامِ عدالت کے پیش نظر نہ تھا جنھوں نے پہلے پہل ایسے عہد کی تعمیل واجب قرار دی جو فعل یا ترک فعل

کے متعلق کیا جاتا تھا۔ ہمیں اس کا تو یقین رکھنا چاہیئے کہ زمانۂ قدیم میں اس قسم کے عہد کو اس وجہ سے درست نہیں قرار دیا جاتا تھا کہ فریقین میں باہمی معاملہ ہوا ہے یا کہ وہ متفق الارادہ تھے۔ موجودہ تشریح و تحلیل اگرچہ قدیم زمانے میں نہ کی گئی ہو یا سمجھ میں نہ آئی ہو لیکن اس کی صحت میں کلام نہیں۔

معاہدہ ایسے اقرار کا نام ہے جو بلاواسطہ منعقد ہوتا اور ایک وجوب پیدا کرتا ہے۔ معاہدے کا وجوب وہ وجوب ہے جو اقرار سے پیدا ہوتا ہے اسی بنا پر ہمیں ان دونوں تصورات کو صاف طور پر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے ساویگنی (Savigny) کی تشریح[1] سے قانون انگریزی کا مقابلہ کرنا مناسب ہوگا اقرار کے متعلق اسی کی تشریح پہلے پیش کی جاتی ہے۔

فصلِ اوّل

اقرار

اقرار کے لوازم (۱) اقرار کے وقوع میں آنے کے لئے کم از کم دو فریق ضروری ہیں دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ معاملہ باہمی اتفاق اور رضامندی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے ایک سے زاید فریق کا ہونا لازمی و ضروری ہے۔

(۲) فریقین کا ارادہ مشترک (Common) صاف اور واضح ہونا چاہیئے۔ اقرار میں شک یا اختلاف کی گنجایش کو دخل نہیں۔ چنانچہ اسے ایک مثال واضح کرے گی۔

مثال شک "اگر میں اپنا گھوڑا بیچنا چاہوں تو کیا آپ اسے خریدیں گے؟" "بہت ممکن ہے"

مثال اختلاف "کیا آپ میرا گھوڑا پچاس پونڈ میں خریدیں گے؟" "میں بیس پونڈ دوں گا"

(۳) فریقین کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مشترک ارادے سے ایک دوسرے کو

---

[1] Savigny System, §140. 4.

واقف کرائیں۔ اسی لئے کسی ایجاب کے محض ذہنی قبول سے معاملہ طے نہیں ہوتا چنانچہ زید نے بکر کو خط لکھا کہ وہ بکر کا گھوڑا پچاس پونڈ میں خریدنا چاہتا ہے۔ بکر اس پر اپنے دل میں راضی ہو جاتا ہے لیکن اس ارادے کی اطلاع زید کو نہیں دیتا۔ اگر زید کسی اور سے گھوڑا خریدے تو بکر کو کسی شکایت کا حق نہیں۔

(۴) فریقین کا ارادہ قانونی رشتہ (پیدا کرنے) کے متعلق ہو یعنی ان کا مقصد یہ ہو کہ وہ معاشرتی قسم کے رشتے نہیں پیدا کر رہے ہیں بلکہ قانونی حقوق اور وجوبات عائد کر رہے ہیں۔ یہ کام آسان کام نہیں کہ معاشرتی اور قانونی نوعیت کے رشتوں میں امتیاز کرنے کے لئے کوئی معیار مقرر کیا جائے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی معاملے کی کوئی رقمی قیمت معین کی جا سکے اور وہ پھر بھی قانونی تعلقات کے دائرے سے باہر ہو۔[1] عدالت کو چاہیئے کہ اس قسم کے معاملات کا فیصلہ کرتے وقت فریقین کے طرز عمل اور مقدمے کے تمام حالات کو دیکھے اور معاملات انسانی کے متعلق اپنے علم کو بھی کام میں لائے۔

(۵) معاملے سے جو نتائج پیدا ہوں ان کا اثر صرف فریقین پر ہونا چاہیئے ورنہ جمہوری کی رائے اور دورہ کنندہ عدالت قانونی (Court sitting in panco) کے فیصلے بھی شرائط مذکورہ کے لحاظ سے اقرار کے زمرے میں شریک ہو جاسکیں گے۔

معاملے کی تعریف

معاملے سے مراد دو یا زیادہ اشخاص کا اپنے مشترک ارادے کو اس غرض سے ظاہر کرنا ہے کہ اس سے ان کے قانونی تعلقات متاثر ہوں۔

معاملے کا مفہوم معاہدے سے وسیع تر ہے

لیکن ساوگینی نے معاملے کی یہ جو تعریف کی ہے وہ بہت زیادہ وسیع ہے اور اس میں معاہدے کے علاوہ دیگر ایسے معاملے بھی داخل ہو جاتے ہیں جو معاہدے کے عام مفہوم سے خارج ہیں۔

معاملات کی کئی قسمیں ہیں چنانچہ :-

(۱) بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ فریقین اگر قانون کے مطابق اپنی مشترکہ رضامندی ظاہر کر دیں تو وہ فوراً اثر پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً انتقال جائداد

[1] تفصیل باب ۲ فصل ۷ میں آئے گی۔

اور یہ کہ[1] ان میں فریقین کے اقرار کے ساتھ ہی ایک حق بالتمیم منتقل ہو جاتا ہے۔ اور ان میں پھر کوئی تعمیل طلب وجوب باقی نہیں رہتا۔

(۲) یا وجوب ضمناً پیدا ہو سکتے ہیں

بعض اقرار ایسے ہوتے ہیں کہ اظہار ارادے کے ساتھ ہی ان کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں اور معمولی انتقال جائداد اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ ان میں فریقین میں مزید تکمیل طلب وجوبات پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض وقت دیگر وجوبات ایسے اشخاص پر عائد کرنے کا باعث بنتے ہیں جو اصل فریقین مقدمہ نہ تھے۔ مثلاً نکاح اگرچہ معاہدہ کرنے والے فریقین پر مبنی ہوتا ہے لیکن خود نکاح ایک ایسی حیثیت قانونی ہے جو معاہدہ سے پیدا ہوتی ہے[2] اور ساتھ ہی اس سے تمام اشخاص پر وجوبات عائد ہو جاتے ہیں جو اس رشتے سے قانوناً تعلق رکھتے ہیں۔

اسی طرح زائیدہ یا غیر زائیدہ اطفال کے لئے چھوڑی ہوئی امانتی جائداد کا انتظام امین پر ضمناً بعض ایسے وجوبات عائد کرتا ہے جو ممکن ہے کہ مدت دراز تک پیدا ہی نہ ہوں اور اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ اس میں اور ان اشخاص میں جو پیدا نہ ہوئے ہوں وجوبات قایم ہو جائیں۔

یہ وجوبات اگرچہ "اقرار" کا نتیجہ ہوتے ہیں مگر ان کو "معاہدہ" نہیں کہا جا سکتا۔

(۳) ساونگینی کی تعریف کے لحاظ سے ان میں ایسے اقرار بھی داخل ہو جائیں گے جن سے گو قانونی رشتہ پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس ملک کے جہاں وہ معاہدہ ہو رہا ہو۔ قانون کے بعض شرائط پر پورا نہ اترنے کے باعث اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں یا جن کی تعمیل میں دشواری پیدا ہوتی ہو یا جن سے مقدمہ بازی کا موقع پیش آتا ہو۔

عہد معاہدے کا لازمی جزو

یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ معاہدے کے وہ کیا خصوصیات ہیں جن کے باعث وہ مذکورالصدر اقسام اقرار سے ممتاز ہوتا ہے۔

[1] ہبوں کے متعلق دیکھو مقدمہ ہل بنام ولسن (L R. 8. Ch 888)

[2] سوٹومیئر بنام ڈی بارس (5 P.D. at P. 101, per Lord Handed)

معاہدے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک فریق دوسرے سے یا ہر ایک فریق دوسرے سے عہد کرتا ہے کہ وہ کوئی معینہ کام انجام دے گا یا اس سے باز رہے گا۔ عہد سے مراد ایسا ایجاب ہے جو قبول کر لیا گیا ہو نہ کہ کسی عہد کا ایجاب۔

ایجاب کی ماہیت

ایجاب اور اظہارِ ارادے میں امتیاز ضروری ہے کیونکہ ایجاب میں اس بات کی آمادگی پائی جاتی ہے کہ ایجاب کنندہ فریق مخاطب کا پابند ہو جائے گا۔ مثلاً اگر زید بکر سے کہتا ہے کہ "مجھے کوئی پانچ پونڈ دے تو میں اس کے ہاتھ اپنی بکری فروخت کرنا چاہتا ہوں" یہ محض اظہارِ خیال ہے۔ اس سے کوئی معاملہ مقصود نہیں۔ لیکن اگر زید بکر سے یہ کہے کہ "آپ میری جس بکری کو چاہیں میں پانچ پونڈ میں فروخت کروں گا" تو یہ ایک ایجاب ہوگا۔

عہد

عہد اور ایجاب عہد میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ایجابِ عہد اس وقت عہد ہوتا ہے جب وہ قبول کر لیا جائے۔ قبول ہونے تک اس کا استرداد ہو سکتا ہے۔ لیکن قبول کے بعد اس کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ مثلاً اگر زید بکر سے کہے کہ "میں اپنی بکری آپ کے ہاتھ پانچ پونڈ میں فروخت کرتا ہوں" اور بکر جواب دے کہ "میں اس کو اس قیمت پر خریدتا ہوں" تو یہاں زید فروخت کا اور بکر خرید کا عہد کرتا ہے اور ان دونوں میں معاہدہ ہو جاتا ہے۔ اقرار اس وقت معاہدے کی صورت اختیار کرتا ہے جب کہ اس میں ذیل کے اجزا پائے جائیں۔

(۱) ایجاب (۲) قبول ایجاب جس سے عہد پیدا ہوتا ہے (۳) قانون اس عہد کو واجب التعمیل قرار دے تاکہ اس میں قانونی وجوب کی خصوصیت پیدا ہو۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس قسم کے اقرار میں ایک یا دونوں فریق اپنے اس ارادے کا اظہار کریں کہ انھیں فریق ثانی سے یا ایک دوسرے سے کیا توقعات ہیں اور ان توقعات کے متعلق قانون کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ارادہ شرائط کے مطابق پورا کیا جائے اور توقع بر آئے[۱]

[۱] سر ٹی ارسکین ہالینڈ کی رائے ہے کہ قانوناً اس بات کی ضرورت نہیں کہ فریقین معاہدے میں مشترک ارادہ پایا جائے۔ اگر بظاہر بھی ارادہ مشترک معلوم ہو تو کافی ہے۔ لہٰذا قانون کو

اس طرح معلوم ہوگا کہ معاہدے اور اقرار کے دیگر اقسام میں فرق ہے کیونکہ معاہدے کا مقصد فریقین معاملہ میں وجوب قایم کرنا ہوتا ہے۔

فصلِ دوم

وجوب

وجوب کی نوعیت وجوب ایک قانونی رشتہ ہے جس کے ذریعے سے کسی شخص یا مجموعۂ اشخاص کے فعل یا ترکِ فعل پر دوسرے شخص یا اشخاص کو اختیار حاصل ہوتا ہے[1]۔ اس کے خصوصیات یہ ہو سکتے ہیں :—

(۱) اس سے ایک یا دونوں کو دوسرے کے طرزِ عمل پر قابو (Control) حاصل ہوتا ہے، اس طرح ان میں جو رشتہ پیدا ہوتا ہے اسے روما کے مقنن رشتہ قانونی (Vinıculum Juris) کہتے تھے۔ یہ اس وقت تک باقی رہتا ہے یا اسے اس وقت تک باقی رہنا چاہیئے جب تک کہ (اس نگرانی کا) مقصد نہ حاصل ہو جائے۔ جب ان کے مقاصد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) واقعی نیت" سے نہیں بلکہ ظاہر کردہ منیت سے سروکار ہے"۔ ایک کے مطابق قانون "مشیتوں کے اتحاد" پر زور نہیں دیتا بلکہ اتحاد کا محض مظاہرہ بھی کافی ہے۔ لیکن دوسرے کے لحاظ سے قانون یہ تو چاہتا ہے کہ مشیتوں میں یکسانی ہو لیکن اقرار کے تمام مظاہرات لوگ پیش کردیں تو پھر انھیں یہ کہنے کا حق نہیں رہتا کہ وہ راضی نہیں تھے۔ (انھوں نے معاملہ نہیں کیا) عملی ضروریات کے لئے تو یہ فرق کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن بہر حال فریقین کے ارادے ہی کے متعلق عدالتیں دریافت عمل میں لاتی ہیں۔ اور معاملہ کرنے کا ارادہ ہی وہ شئے ہے جسے خاص قسم کے الفاظ یا طرزِ عمل کا ضروری نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ (دیکھو فیصلہ لارڈ واٹس در مقدمہ اسٹورات بنام کینیڈی۔ (۱۳) مرافعہ ۱۰۸ صفحہ ۱۲۳:)" مرافع نے اسی طرح معاہدہ کیا جس طرح کسی تحریری معاہدے کا فریق کرتا ہے کہ اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں وہ اس تعبیر کا پابند ہوگا جو عدالت مجاز دستاویز معاہدے کے الفاظ کے متعلق کرے، کسی اور اصول کو تسلیم کیا جائے تو کوئی معاہدہ اس صورت میں واجب التعمیل نہ رہے گا، جب فریقین نیک نیتی کے ساتھ کسی اصل اقرار سے الگ الگ معنی لیں"۔

[1] Savigny Obl. Ch 1, 55-24

پورے ہوجائیں تو وجوب کا حل (Solutis obligations) عمل میں آتا ہے یعنی رشتۂ قانونی منقطع ہوجاتا ہے۔ تعمیل کے علاوہ اس رشتے کو منقطع کرنے کے اور بھی طریقے ہیں جن کا آئندہ ذکر ہوگا۔

دو فریق کی ضرورت

(۲) ایسے تعلق کے لئے جس کا ذکر ہوا، دو فریق ہونے ضروری ہیں اور ان کا معین ہونا بھی لازمی ہے۔

دو فریق کی ضرورت اس لئے ہے کہ کوئی شخص قانون غیر موضوعہ کے لحاظ سے فقط اپنے آپ پر یا اپنے پر بشمول دیگر اشخاص کے، وجوب عائد نہیں کرسکتا۔[1]

اشخاص کا معین ہونا اس لئے ضروری ہے کہ کسی آدمی پر پوری قوم کی جانب سے وجوب یا پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ رہا سیاسی معاشرے کی جانب سے (جس کا وہ ایک فرد ہے) ذمہ داری کا عائد ہونا قانون عام یا قانون تعزیری کا کام ہے، اور نہ پوری قوم پر کوئی ایک آدمی وجوب عائد کرسکتا ہے۔ اس کے حقوق اور ان حقوق کی متعلق ذمہ داریاں (جن کا اوپر ذکر ہوا) بالتعمیم ہوں گے اور ان کی نوعیت حقیت (Property) کی ہوگی، وجوب کی نہیں اس طرح وجوب کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے ذریعے سے عائد ہونے والی ذمہ داریاں معین اشخاص پر ہوں اور خود یہ ذمہ داریاں بھی معین ہوں۔ وجوب سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں وہ حقوق بالتخصیص (Rights in personam) ہوتے ہیں۔

ذمہ داری کا معین ہونا

(۳) وجوب کی ذمہ داریاں معین افعال یا ترک افعال سے متعلق ہوتی ہیں، پابند معاہدہ شخص کی آزادی صرف کسی خاص فعل یا سلسلۂ افعال یا قسم افعال سے باز رکھنے کی حد تک مسدود ہوتی ہے چنانچہ اگر میں معاہدہ کروں کہ زید کے لئے فلاں وقت تک کام کروں گا اور اس پر معینہ معاوضہ ملے گا تو میری عام آزادی زید کے اس مخصوص حق کے ذریعے گھٹ گئی جو مجھ سے معہودہ کام لینے کے متعلق ہے، اسی طرح اس پر بھی یہ وجوب عائد ہوگا کہ وہ کام لے اور اجرت دے۔

معاملے کا رقمی اندازہ ہوسکنا

(۴) امر وجوب یعنی وہ کام جس کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہوتا ہے کم از کم قانونی حد تک ایسا ہونا چاہیئے کہ اس کا رقمی بدل معین

---

[1] مگر اب قانون جائداد منظورہ ۱۹۲۵ء ۸۲ دیکھئے۔

کیا جاسکے ورنہ قانونی تعلقات کو اخلاقی اور معاشرتی تعلقات سے تمیز کرنا دشوار ہوگا کسی گزشتہ احسان کے لئے اظہار تشکر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے رقمی معیار سے جانچ سکیں۔ نہ روزمرہ کے تعلقات میں وعدہ خلافی سے کچھ تکلیف ہو تو اس کا رقمی بدل مقرر کیا جا سکتا ہے۔ عدالتیں صرف انھیں امور پر غور کریں گی جن سے فریقین نے کوئی ایسی اہمیت وابستہ کر دی ہو جسے سکۂ رائجہ کے معیار سے جانچا جاسکے، جب معین اشخاص کو معین اشخاص کے معین افعال یا اجتنابات پر قابو حاصل ہو اور ان افعال یا اجتنابات کا رقمی اندازہ ہو سکے تو یہ کہا جائے گا کہ وجوب پیدا ہوا۔

ماخذہائے وجوب

(۱) وجوب اقرار سے پیدا ہوسکتا ہے یہاں اقرار سے وہی استقرار مراد ہے جس سے معاہدہ منعقد ہوتا ہے، ایجاب ایک طرف سے ہوتا ہے اور قبول دوسری طرف سے، اور ایک ہی چیز باہمی رضامندی سے ایسی ہو جاتی ہے کہ ایک فریق اس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور دوسرا اس کے ہونے کی توقع کرتا ہے۔ اس معاملے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک رشتۂ قانونی کے ذریعے سے فریقین پر آئندہ افعال یا اجتنابات کے متعلق پابندی عائد ہو جاتی ہے۔

(۲) وجوب کسی فعل ناجائز (Delict) یا انگریزی قانونی اصطلاح میں ٹارٹ (Tort) سے پیدا ہوتا ہے یہ اس وقت وقوع میں آتا ہے جب کسی اصلی حق (Right) (Primary) کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔ مثلاً جب جائداد یا تحفظ یا نیک نامی حقوق کی مداخلت بیجا یا حملے یا توہین کے ذریعے سے خلاف ورزی کی جائے اور اس فعل ناجائز کا مرتکب پابند ہو جاتا ہے کہ شخص متضرر کے متعلق اپنی فرض شکنی کی اس طرح تلافی کرے جس طرح قانون نے مقرر کیا ہے، اس قسم کا وجوب فریقین کی آزادانہ مشیت (یا خواہش) سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ فعل ناجائز کے ارتکاب پر خود بخود وجود میں آتا ہے۔

(۳) وجوب نقض معاہدے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اگر زید، بکر سے عہد کرتا ہے تو اس پر یہ وجوب عائد ہے کہ وقت آنے پر بکر سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرے، لیکن زید اگر اپنا عہد توڑ دے تو بکر کے حق تعمیل کی خلاف ورزی ہوئی۔ اگر اس سے معاہدہ ختم نہ بھی ہو تو زید پر ایک نیا وجوب قانوناً عائد ہوتا ہے کہ بکر کو مناسب ہرجہ عطا کرے اور یہ وجوب بالکل اسی قسم کا ہوتا ہے جیسا کہ فعل ناجائز (Delict) یا فرض شکنی پر پیدا ہوتا ہے[1]

[1] جسٹس ہومز کے خیال میں معاہدہ "نقصان کی ذمہ داری لینا" ہے۔ وہ اس بات پر نہایت زور دیتے ہیں کہ

(۴) عدالت مجاز اپنے اختیار سماعت کے استعمال میں فریقین میں سے کسی ایک یا ہر دو فریق کو فریق ثانی کے لئے کسی فعل یا ترک فعل کا حکم دے تو اس فیصلۂ عدالت سے بھی وجوب پیدا ہوتا ہے۔ انگلستانی قانون میں بدقسمتی سے اس نوعیت کے وجوب کو "معاہدہ ریکارڈ" (Contract of Record) کہا جاتا ہے۔ اصطلاح اس وجہ سے خراب ہے کہ اس سے بنا ہر یہ سمجھا جائے گا کہ یہ وجوب بھی اقرار سے پیدا ہوا حالانکہ حقیقت میں وہ فریقین پر خارجاً (Abextra) عائد کیا جاتا ہے۔

(۵) مماثل معاہدہ شکلوں میں بھی وجوب عائد ہو سکتا ہے یہ اصطلاح سہولت کی غرض سے قانونی تعلقات کی اس متنوع قسم کے لئے استعمال کی جاتی ہے جن کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ فریقین کی طرف سے معاملہ یا فعل ناجائز یا فرض شکنی کے بغیر زید اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کچھ چیز ادا کرے یا ادائی کا اقرار کرے جو دراصل بکر کا فریضہ ہے یا بکر کو کوئی چیز وصول ہو گئی جو زید کی تھی۔ ایسی صورتوں میں قانون بکر پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ اس نے زید سے جو ناحق فائدہ اٹھایا ہے اس کا معاوضہ زید کو دے۔ اس قسم کی چند صورتوں میں، جن کا آئندہ ذکر ہوگا، انگریزی عدالتوں کی پلیڈنگ میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ بکر نے زید سے معنوی طور پر عہد کر لیا تھا اور اس طرح اس تعلق میں معاہدے کی مشابہت پیدا کی جاتی ہے۔

(۶) وجوب قائم کرنے کی آخری صورت معاملہ بھی ہے، اور پھر بھی اس میں اور معاہدے میں امتیاز کرنا چاہئے۔ اس قسم میں مذکورۂ بالا وہ وجوبات داخل ہیں جو جائز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہر شخص کو شروع ہی سے اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اس کے طرز عمل سے بالآخر کیا قانونی نتائج پیدا ہوں گے۔ اور عہد کرتے وقت یہ خیال نہیں رکھنا چاہئے کہ اس کی تعمیل ہوگی بلکہ یہ کہ اس کی عدم تعمیل پر ہرجہ دینا ہوگا۔ لیکن یقیناً یہ امر نامناسب ہوگا کہ قانونی تشریح کی مزید وضاحت کرنے کی دھن میں اس رخ کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے جو لوگوں کے کاروباری معاملات میں ملحوظ رہتا ہے۔ اور معاہدے کو محض ایک شرط سمجھ لیا جائے جس کی تعمیل یا زر ہرجہ دینے کے لئے ہرجہ مقرر کیا جاتا ہے۔ (ہومز کامن لا صفحہ ۳۰۰) ہالینڈ کی رائے فصل ۱ کے آخر میں ایک تعلیق میں بیان ہو چکی۔

ازدواج یا امانت کے سلسلے میں ضمنی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔

اب یہ امر ممکن ہے کہ معاہدے یعنی اس چیز کی تعریف کریں جو معاملے اور وجوب کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔

معاہدے کی تعریف

معاہدے سے مراد ایسا اقرار ہے جس کا نفاذ قانوناً ہو سکتا ہو اور جس سے دو یا دو سے زیادہ اشخاص کو دوسروں کے افعال یا اجتنابات پر حقوق حاصل ہوں[1]۔



[1] آیندہ واضح ہو جائے گا کہ یہ تحلیل پوری طرح معاہدۂ مہری پر صادق نہیں آتی۔

حصۂ دوم

انعقادِ معاہدہ

باب دوم

معاہدۂ صحیح کے اجزا

ہمیں اب یہ معلوم کرنا ہے کہ معاہدات کس طرح منعقد ہوتے ہیں معاہدے کی تعریف کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسا اقرار ہے جس کی پابندی پر قانوناً "مجبور" کیا جاسکتا ہے۔ اسی بنا پر ہمیں ایسے معاہدے کے اجزا کی تشریح یا وضاحت کرنی چاہیے جو قانون انگلستان کی رو سے فریقین معاہدہ کو پابند کردیتا ہے۔

جائز معاہدے کے اجزا اولاً ہیں:۔

(۱) فریقین کا اپنے اس ارادے سے ایک دوسرے کو واضح طور سے مطلع کرنا ضروری ہے کہ وہ ایک ایسا معاملہ کرنا چاہتے ہیں جو ان کے باہمی قانونی تعلقات پر اثر کرے

دوسرے الفاظ میں ایجاب وقبول (ضروری ہیں)۔

(۲) (الف) ضابطہ (form) (ب) یا بدل (Consider)-ation کی موجودگی۔

اگر (۲الف) اور (ب) کی تعمیل ہو تو بادی النظر میں ایک جائز معاہدہ ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم ظاہری حد تک وہ ایک معاہدہ نظر آتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کو جائز بنانے کے چند اور اجزا کی ضرورت ہے چنانچہ:۔

(۳) فریقین میں جائز معاہدہ منعقد کرنے کی صلاحیت۔

(۴) ایجاب وقبول میں ظاہر کی ہوئی رضامندی اصلی اور واقعی ہو۔ یعنی حقیقی رضامندی ہو۔

(۵) وہ غرض جس کے لئے معاہدہ کیا جائے جائز ہو۔

انکی عدم موجودگی کے نتائج اگر یہ سب اجزا ایک ساتھ پائے جائیں تو جائز معاہدہ وقوع میں آتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی غائب ہو تو اس صورت میں معاہدہ باطل یا قابل انفساخ یا ناقابل نفاذ ہوگا۔

اصطلاحات طالب علم کو چاہیے کہ ان اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ ایک تو قانونِ معاہدہ میں ان کا مسلسل استعمال ہوتا رہتا ہے اور اکثر ان کا غلط استعمال کیا جاتا ہے نیز ان سے حقوق بر بنار معاہدہ کے حقیقی اختلافات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔

معاہدۂ کالعدم قانوناً بے اثر ہوتا ہے۔ سچ پوچھئے تو اصطلاح معاہدۂ کالعدم ایک اجتماع ضدین ہے۔ کیونکہ الفاظ سے ایک ایسی حالت ظاہر ہوتی ہے جس میں فریقین کے ارادے کے باوجود کوئی معاہدہ منعقد نہیں ہو سکا۔ مگر یہ اصطلاح کتنی ہی ناقص ہو، تاہم اس سے مختصر اور جامع طور سے اس حالت کا اظہار ہوتا ہے جس میں ظاہری صورت تو معاہدے کی ہے مگر فی الحقیقت وہ معاہدہ نہیں ہے۔

معاہدۂ ممکن الانفساخ کو کوئی ایک فریق منظور یا مسترد کر سکتا ہے۔

معاہدۂ ناقابلِ نفاذ اصولاً تو صحیح ہوتا ہے لیکن کسی اصطلاحی سقم کی وجہ سے فریقین یا ان میں سے کوئی ایک اس کی بنا پر نالش نہیں دائر کر سکتا۔

معاہدہ باطل معاہدہ باطل یا تو خود بخود باطل ہو گا یا یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہو گی کہ وہ باطل ہے۔ جب ایجاب و قبول ایک ہی شے کے متعلق نہ ہوں یا جب معاہدہ کسی ارتکاب جرم کے متعلق کیا گیا ہو۔ تو ظاہر ہے کہ ایسا معاملہ کالعدم ہے لیکن اگر معاہدہ چند غلطیوں کے تحت کیا جائے، یا جہاں ایک بالغ بچہ وعدہ کرتا ہے (جس کے متعلق مجلس وضع قوانین نے حکم دیا ہے کہ ایسا عہد باطل ہے)، تو ضروری ہے کہ پہلی صورت میں غلطی کا وجود ثابت کیا جائے اور دوسری صورت میں کمسنی کا ثبوت دیا جائے۔ اگر اس کا ثبوت فراہم نہ ہو اور ایسا معاملہ بادی النظر میں صحیح معلوم ہو اور اس میں کسی قسم کا قانونی نقص نہ پایا جائے تو اس کی تعمیل عدالت کے حکم سے کرائی جائے گی۔

مگر اس سے خود اس معاملے کی نوعیت نہیں بدلتی چنانچہ باطل اور ممکن الانفساخ کا مقابلہ کرتے وقت اس کی وضاحت کی جائے گی۔

معاہدہ ممکن الانفساخ اگر کسی معاہدے کا کالعدم ہونا ثابت کر دیا جائے تو اس سے کوئی قانونی حقوق نہیں پیدا ہوتے۔ وہ کالعدم ہے لیکن معاہدہ ممکن الانفساخ وہ معاہدہ ہے جس میں کسی قسم کا نقص ہوتا ہے اور اس نقص سے کوئی فریق چاہے تو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ معاہدے کو بحال رکھنا پسند کرے یا اپنے حق برأت (Right of avoidance) کا ایک مناسب مدت کے اندر استعمال نہ کرے جس سے فریقین کی حالت بدل جائے یا معاہدے سے استفادہ کرے یا اشخاص ثالث کو اس کے متعلق حقوق حاصل ہو جائیں تو ان سب صورتوں میں وہ اس معاہدہ کا پابند رہے گا۔

باطل اور ممکن الانفساخ کا حقیقی فرق ایک مثال سے واضح ہو گا:۔

(۱) زید یہ باور کرتے ہوئے کہ بکر اصل میں خالد ہے۔ اور یہ کہ وہ (زید) خالد کے ہاتھ سامان بیع کر رہا ہے، کچھ اسباب بکر کے پاس بھیجتا ہے بکر وہ اسباب محمود کو بیع کر دیتا ہے، زید اور بکر کا معاملہ کالعدم ہے اور محمود کو ان اشیاء میں کوئی حق نہیں پیدا ہوتا۔[1]

(۲) زید نے کچھ اسباب بکر کے ہاتھ اس وجہ سے فروخت کیا کہ بکر نے اسے

[1] کنڈی بنام لنڈسے (3app.ch.459.)

ازراہ فریب یہ باور کرایا تھا کہ کساد بازاری ہو رہی ہے[1] قبل اس کے کہ زید اس فریب سے واقف ہو یا واقف ہو کر کچھ کارروائی کر سکے، بکر وہ اسباب بکر محمود کے ہاتھ بیع کر دیتا ہے، جسے اس فریب کی اطلاع نہیں اور وہ اسباب کی پوری قیمت دیتا ہے۔ زید و بکر کا معاملہ چونکہ ممکن الانفساخ ہے اس لئے محمود کو اس اسباب پر اچھا حق پیدا ہو جائے گا اور زید کے لئے فقط یہ چارہ کار ہے کہ وہ بکر کے خلاف دغا (Deceit) کا مقدمہ دائر کرے اور یہ مقدمہ تحت قانون تعدیات (Ex delicts) ہوگا۔

ان دونوں میں سے پہلی مثال میں معاہدے کے کالعدم ہو جانے کے باعث غلطی کے ثابت ہونے پر بھی کوئی حق نہیں پیدا ہوتا۔ دوسرے مقامے میں ایک معاہدہ ہے جس میں حقوق پیدا کرنے کی صلاحیت ہے، اور فریب خوردہ شخص کو حق ہے کہ قیود بالا کی حد تک اس معاہدے کو منظور یا باطل کر دے۔

معاہدۂ ناقابل نفاذ معاہدۂ ممکن الانفساخ اور معاہدۂ ناقابل نفاذ میں وہی فرق ہے جو اصل اور ضابطے میں ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک معاہدہ درست ہو لیکن تحریر میں نہ ہونے یا مالگزاری کا اسٹامپ ثبت نہ کرنے کے باعث ثابت نہ کیا جا سکتا ہو۔ پہلی صورت میں تحریر اور دوسری صورت میں اسٹامپ ضروریات قانونی کی تکمیل کر کے معاہدے کو قابل نفاذ بنا سکتے ہیں مگر اس کا کسی فریق کو اختیار نہیں ہے کہ معاملے کو کالعدم قرار دیں۔ معاہدے پر کوئی حرف نہیں آ سکتا۔ صرف اتنا ہے کہ عدالت میں اسے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اصطلاحات کا مخلوط کر دینا ان اصطلاحات کا مطلب طالب علم کو سمجھانے کے لئے غالباً اتنی بحث کافی ہوگی۔ مگر اسے یاد رکھنا چاہئے کہ لفظ "باطل" کا استعمال کسی قدر آزادی سے ہونا اس کے مفہوم کو غیر متعین کر دیتا ہے الفاظ "معاہدۂ باطل" نہ صرف اصطلاحاً نادرست ہیں بلکہ ایک معاہدے کو بعض وقت کالعدم نہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ شروع سے قانوناً غیر موثر تھا بلکہ کلاً تعمیل ہو جانے کے

[1] Babock بنام Lawson (Q B D.394)

سبب سے اس کا قانونی عمل ختم ہو چکا ہے۔ زیادہ مناسب تو یہ ہو کہ ایسے معاہدے کو "معاہدۂ مختتمہ" کہا جائے۔

بعض مقدمات ایسے ہو سکتے ہیں جن میں بعض حالات کے تحت "باطل" سے عملاً "ممکن الانفساخ" مراد لیا جائے۔ کسی معاہدے یا قانون میں ظاہر کیا جا سکتا ہے کہ کسی معینہ واقعے کی صورت میں ایک معاملہ "باطل" یا "کالعدم اور باطل" ہو لیکن جس فریق کے فعل ناجائز یا قصور کے باعث معاملہ باطل ہو گیا ہو اس کو یہ ادعا کرنے کی اجازت نہیں کہ وہ معاملہ غیر صحیح ہے اور اس طرح اپنے فعل ناجائز سے خود فائدہ اٹھائے[1]۔ اس قاعدے کے عمل سے درحقیقت بے گناہ شخص کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ معاہدہ یا قانون کے احکام پر اصرار کرے یا نہ کرے کہ وہ معاملہ کالعدم ہے[2]۔ اسی لئے عملی اغراض کے لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ قصور کرنے والے کے خلاف وہ باطل ہے یا دوسرے کے اختیار پر ممکن الانفساخ ہے۔

طالب علم کے لئے مفید ہو گا کہ اس موقع پر چند اصول ضابطہ معلوم کرے قبل اس کے کہ تفصیل سے مختلف "اجزاء معاہدۂ جائز" پر غور کرے اور چند خصوصیات اصطلاحات جان لے جن کو سمجھنے اور پیش نظر رکھنے کے بغیر اسے مشکلات پیش آئیں گی اور الجھنیں پیدا ہوں گی۔

نالش معاہدے کا ضابطہ

قانون معاہدے کو اگر صرف نظائر منفصلہ کی مدد سے معلوم کرنا ہے تو اتنا ضابطہ جاننا ضروری ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فریقین کیا چاہتے ہیں یا کس بات پر جھگڑتے ہیں۔ ایک ہی واقعے کے حالات کے تحت ایک نالش کنندہ اگر اپنے مقدمے کے مناسب چارۂ کار اختیار کرے۔ تو کامیاب ہو سکتا ہے اور نامناسب چارہ جوئی کرے تو ناکام ہو سکتا ہے۔

چارہ ہائے کار

مدعی کسی معاہدے کی نالش میں مندرجہ ذیل پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کا طالب ہو سکتا ہے:-

---

[1] (4 Bing. N.C. 395) Frice man بنام Malins

[2] (A.C:1) 1919 Soc.de Atiliers بنام N Z Shippingcos

(۱) ہرجہ یا عدم تعمیل معاہدہ کا معاوضہ
(۲) تعمیل مختص یا یہ حکم کہ مدعی علیہ شرائط معاہدے کی پوری پوری تعمیل کرے۔
(۳) حکم امتناعی یا کسی واقعی یا بینہ خلاف ورزی معاہدے سے روکنا۔
(۴) تنسیخ یا معاہدے کو فسخ کردینا۔
(۵) تصحیح یا اصلاح شرائط معاہدہ کی ایسی تبدیلی جس سے فریقین کا صحیح ارادہ ظاہر ہو۔ ان میں سے علاوہ چارہ کار ہے جو پہلے عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ (law Common) عمومی عطا کرتی تھیں دوسرے چارہ کار صرف چانسری کورٹ میں حاصل ہو سکتے تھے جہاں نصفت پر عمل ہوتا تھا۔ چانسری کورٹ میں ہرجہ نہیں دلایا جاتا تھا۔[۲] بلکہ یہ حکم ہوتا تھا کہ چند چیزیں کی جائیں یا ان سے پرہیز کیا جائے۔ اور اس طرح حقوق فریقین کا تصفیہ ہوتا تھا۔ (Judicatureact کے ذریعے سے اب عدالت العالیہ عدالت مرافعہ اور ان عدالتوں کے ہر جج کو یہ اختیار حاصل ہوا ہے کہ جس طرح چاہیں جملہ نصفتی نیز قانونی حقوق عطا کریں۔
(36,37 Vich.C 66.5.24)

تاہم جو چارہ کار سابق میں عمومی عدالتیں عطا کرتی تھیں وہ سابقہ چانسری کورٹ کے عطا کردہ چارہ کار سے نہ صرف نوعیت میں جدا ہیں بلکہ وہ اصول بھی مختلف ہیں جن کے تحت یہ عطا کئے جاتے تھے۔

قانونی چارۂ کار

اگر زید نے بکر کے ساتھ ایک جائز معاہدہ کیا تو اسے استحقاقاً بکر سے ہرجہ ملے گا اگر بکر نقض معاہدہ کرے۔ مقدار ہرجہ کے متعلق بحث آیندہ ہوگی مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے معاہدے کی تعمیل مختص کے لئے

---

[۱] مدعی عدالت سے یہ اعلان حاصل کرنے کی کا بھی درخواست کرسکتا ہے کہ کسی معاہدے کے صحیح شرائط یا اس میں اس کے حقوق کیا ہیں۔ اسے بہ مشکل ہی کوئی چارہ کار کہا جا سکتا ہے اگرچہ عدالت کی امداد سے اپنے حقوق دریافت کرلینے کے بعد وہ آیندہ ضرورت ہو تو اپنی دادرسی زیادہ عمدگی کے ساتھ حاصل کرسکتا ہے۔ 8 Com. Cas. 289 Venusco سام Societe maritinus

[۲] اگرچہ ۱۸۵۸ء میں چانسر کورٹ کو ہرجہ دلانے کا اختیار قانوناً دیا گیا مگر اس کو شاذ ہی کام میں لایا گیا۔

ڈگری حاصل ہو جائے گی یا ایک حکم امتناعی مل جائے گا جس سے وہ بکر کو ایسے کام سے روک سکے گا جو خلاف ورزی کی حد تک پہنچے۔

نصفتی چارۂ کار نصفتی چارۂ کار کے محدود ہونے کی وجہ کچھ تو ان کی نوعیت ہے اور کچھ وہ اصول ہیں جن کے تحت وہ ہمیشہ چانسری کورٹ سے دلائے جاتے رہے۔ ظاہر ہے کہ تعمیل مختص کا چارۂ کار صرف ایسے مقدمات تک محدود ہو سکتا ہے۔ جن میں عدالت اپنے احکام کی جبری تعمیل کرا سکتی ہے۔ ذاتی خدمت کے لئے ملازم رکھنا اس قسم کے مقدمات کی مثال ہے جن میں عدالتوں کے لئے معاہدے کی تعمیل کے لئے مجبور کرنا نہ تو ممکن ہے اور نہ مناسب۔ اور اگر معاہدہ اس قسم کا ہے کہ اس کے متعلق عدالت تعمیل مختص کی ڈگری صادر نہ کرے گی۔ تو ایسی صورتوں میں کبھی نقض معاہدے کے خلاف حکم امتناعی نہیں صادر کیا جاتا۔

جن اصول کے تحت نصفتی چارۂ کار عطا کئے جاتے ہیں ان کے اطلاق پر ایک اور تحدید عاید ہوتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یہ مراحم خسروانہ تھے جو خاص خاص موقعوں پر مداخلت کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے، جب کہ عدالت ہائے قانون عمومی مکمل انصاف کرنے کے ناقابل ہوتی تھیں۔ اسی لئے نصفتی چارۂ کار ذیلی ہیں اور اختیار تمیزی پر منحصر۔ ان کا بطور حق مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے موقعوں پر مدعی کو یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ اسے کسی اور طور سے وہ چارۂ کار حاصل نہیں ہو سکتا جو اس کے مقدمے کے مناسب ہو۔ اور نیز یہ کہ وہ اس عنایت کا واقعی مستحق ہے جس کا وہ ملتجی ہے لہذا ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہرجہ مناسب چارۂ کار ہو تو عدالت ہائے نصفت مداخلت نہیں کریں گی۔ یہ قاعدہ ہمیشہ ان مقدموں میں پیش کیا جاتا ہے جب تعمیل مختص کی استدعا کی گئی ہو۔ اور مدعی سے کہدیا جاتا ہے کہ ہرجے کی صورت میں اس کے تمام ضروری معاوضے عطا ہو جائیں گے نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نصفتی چارۂ کار کی استدعا پر اس مقولے کا اثر پڑتا ہے کہ جو نصفت چاہتا ہے اسے خود انصاف سے کام لینا چاہئے۔ جو شخص معاہدے کی تصحیح یا تنسیخ اس وجہ سے چاہتا ہو کہ وہ غلطی یا فریب یا چالبازی کا جو اصطلاحاً فریب سے مختلف ہے) شکار ہوا تو اسے یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ اس معاملے میں

شروع سے آخر تک ہر طرح راستباز رہا ہے۔

یہ قاعدہ تمام نصفتی چارۂ کار سے متعلق ہے، طالب علم اسے بھول نہ جائے۔ ہر مقدمے کی ابتدا میں اگر وہ یہ دریافت کر لیا کرے تو مفید ہو کہ فریقین کن چارۂ کار کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی فریق محض اس بنا پر مقدمہ ہار سکتا ہے کہ اس نے غلط چارۂ کار اختیار کیا۔ اگرچہ اس کا ادّعا درست ہو۔



باب سوم

ایجاب و قبول

معاہدہ ایک یا چند قابل نالش عہود پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ایسے عہد میں دو فریق ہوتے ہیں۔ ایک معاہد ایک معاہد لہٗ اور امر معہودہ کے فعل یا ترک فعل کے متعلق مشترک ارادہ اور توقع ظاہر کیجاتی ہے۔ اس طرح ہمارے موضوع کی ابتدا ہی میں ہمیں فریقین کو جمع کرکے یہ پوچھنا پڑتا ہے کہ وہ توقع کس طرح پیدا ہوئی جس کے پورے نہ کئے جانے کی قانون اجازت نہیں دیتا؟ ہمارے موضوع کا یہ حصہ مختصر طور پر ایجاب و قبول کے متعلقہ قواعد میں بیان کیا جاتا ہے۔

فصل اول

ہر معاہدہ ایجاب کے قبول ہونے سے پیدا ہوتا ہے

دو یا زیادہ فریق جب کسی مشترک ارادے کا اظہار کریں تو زیر بحث امور کے

متعلق بالآخر یہ سوال پیدا ہوگا کہ "کیا آپ کے خیال میں فلاں فلاں بات ہے"؟ "ہاں ہے"! اور وجوبات پیدا کرنے کے لئے یوں کہا جاسکے گا "کہ کیا آپ فلاں فلاں کام انجام دیں گے"؟ "ہاں میں انجام دوں گا"۔ اگر زید اور بکر میں اس بات کا معاملہ ہوتا ہے کہ زید بکر سے پچاس ہزار پونڈ مالیت کی جائداد خرید ے گا تو اس کارروائی میں کسی نہ کسی وقت بکر نے زید سے یہ سوال کیا ہوگا کہ "کیا آپ میری جائداد پچاس ہزار پونڈ کے عوض لیتے ہیں"؟ اور زید نے جواب دیا ہوگا: "ہاں میں لیتا ہوں"۔ اگر زید بکر کی دوکان سے چھ پنس کی کتاب لے یا بکر کی اس مشین میں جس سے ازخود مٹھائی نکل آتی ہے ایک پیسہ ڈالتا ہے تو اس وقت بھی یہی اجزا اس معاملے میں ملیں گے۔ بکر اپنا فروخت شدنی اسباب بتاکر الفاظ میں نہیں بلکہ زبان حال سے پوچھتا ہے "کیا آپ میرا اسباب میری مقرر کردہ قیمت پر خریدیں گے"؟ اور زید کتاب کو بکر کے علم سے اٹھاتا ہے یا بکر کی معنوی دعوت پر کل میں پیسہ ڈالتا ہے تو گویا وہ زبان حال سے جواب دیتا ہے کہ "ہاں میں خریدتا ہوں"۔ چنانچہ بلاکسٹن نے یہ قاعدہ بنایا کہ: "اگر میں کسی بیوپاری سے اسباب فروخت شدنی کو زرثمن کے متعلق معاملے طے ہوئے بغیر اٹھاؤں تو قانون سمجھتا ہے کہ میں نے ان کو اصلی مالیت پر خریدنے کا معاہدہ کیا"۔[1]

اس قاعدے کو ہر جگہ یکساں منطبق کرنے میں ممکن ہے کچھ مشکل پیش آئے۔ چنانچہ سر فیڈرک پالک[2] نے بعض ایسی صورتیں پیش کی ہیں جن میں یہ قاعدہ بہ آسانی متعلق نہیں ہوتا کسی تیار شدہ دستاویز معاملہ پر دستخط کسی شخص ثالث کی تجویز پر فریقین کا ان شرائط کو تسلیم کرنا۔ مگر فی الحقیقت اس کی مثالوں کے متعلق بھی کسی قدر غیر یکساں صورت میں سوال و جواب ہوسکتے ہیں۔ اگر زید و بکر کسی معاملے کے شرائط پر بحث کر رہے ہوں اور بالآخر محمود کی تجویز قبول کرلیں تو اس صورت میں بھی کسی نہ کسی وقت وہ لمحہ آیا ہوگا جب زید یا بکر دوسرے فریق سے کہتا یا

[1] Comm. bk 2 C.30.

[2] Conpach نواں ایڈیشن صفحہ (۷)

اطلاع دیتا ہوکہ:۔ میں قبول کرتا ہوں اگر آپ بھی منظور کریں[۱]" سر فریڈرک پالک سچ کہتے ہیں کہ اس قاعدے کی حد سے زائد دقیق تحلیل نامناسب سی بات ہے۔ تاہم دوسری طرف یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ ایک کارآمد قاعدے کو محض اس لئے نظرانداز کردیں کہ بعض وقت اس کا اطلاق مشکل سے ہوتا ہے۔

چونکہ عہد میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر ہوتا ہے اس لئے یہ ناگزیر ہے کہ جب کوئی معاہدہ کرنا ہو یا برضا و رغبت وجوب عائد کرنا ہو تو مشترکہ ارادے کا اظہار ایجاب و قبول دونوں میں ہونا چاہیے۔ چونکہ ایک فریق کا پیش کردہ ایجاب دوسرے فریق نے قبول کیا تھا اس لئے ایک یا ہر دو فریق پر ان کے عہد یا وجوباتی اظہار ارادہ کے باعث پابندی عائد ہوجاتی ہے۔

ایجاب و قبول کا طریقہ

ایجاب و قبول کی کارروائی کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں:۔

۱۔ کسی عہد کے ایجاب کے بعد صرف رضامندی ظاہر کئے جانے سے۔ قانون انگلستان میں یہ صرف معاہدات مہری سے متعلق ہے۔

۲۔ ایجاب عہد فعل کے لئے۔ مثلاً جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے پر انعام مقرر کرے تو اس کام کے کرنے سے عہد کی پابندی لازم آتی ہے۔

۳۔ ایجاب عہد کے لئے۔ اس صورت میں جب عہد کے ذریعے سے ایجاب قبول کرلیا جائے۔ تو معاہدہ جانبین میں آئندہ وجوبات کے اندر منحصر ہوتا ہے

مثالیں

مذکورہ بالا طریق ہائے ایجاب و قبول کی تشریح ضروری ہے۔

۱۔ پہلی صورت قانون انگلستان میں صرف معاہدات مہری سے متعلق ہے۔ کیونکہ کوئی معاہدہ جو مہری نہ ہو اس وقت تک پابندی عائد نہیں کرسکتا جب کہ معاہد اپنے عہد کا کچھ معاوضہ معاہدلہٗ سے حاصل نہ کرلے۔ یہ "کچھ"

---

[۱] کلارک بنام ڈرناوُں (A C 59) ۱۸۹۷ء پالک نے جو استدلال کیا ہے اس پر فصل ۹ میں بحث ہوگی۔ اس میں بعض اور ہی مشکلات سے بحث کی گئی ہے۔

یا تو فعل ہو سکتا ہے یا ترک فعل یا کوئی عہد۔ اور اسے بدل کہتے ہیں (تفصیل دیکھو باب ۲ فصل ۴)

۲۔ ایک آدمی جس کا کتا کھو گیا ہے۔ اعلان کرتا ہے کہ جو شخص اسے صحیح سلامت گھر پہنچا دے اسے پانچ پونڈ انعام دیا جائے گا۔ اس میں ایک فعل کے متعلق عہد کا ایجاب کیا گیا ہے۔ اگر بکر اس ایجاب کا علم رکھتے ہوئے کتے کو صحیح سلامت گھر پہنچا دے تو فعل انجام پا گیا اور عہد کی پابندی ضروری ہو گئی۔

۳۔ زید بکر سے ایجاب کرتا ہے کہ وہ بکر کو آیندہ فلاں دن اتنی رقم ادا کرے گا۔ اگر بکر اس بات کا وعدہ کرے کہ وہ اس تاریخ سے پہلے زید کی فلاں خدمات انجام دے گا۔ اگر بکر مطلوبہ عہد کرے تو وہ ایجاب کردہ (پیش کردہ) عہد کو قبول کر لیتا ہے۔ اور دونوں فریق پابند ہو جاتے ہیں ایک کو کام کرنا اور دوسرے کو کرنے دینا ہوتا ہے اور نیز اس کا معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

بدل ہائے تکمیل شدہ و تکمیل شدنی کے فرق کا اثر معاہدات پر

یہ محسوس کیا گیا ہوگا کہ دوسری اور تیسری شکل میں ایک اہم فرق ہے، دوسری شکل میں معاہدہ اس وقت تک وجود میں نہیں آتا جب تک اس کا ایک فریق وہ سب کچھ انجام نہیں دے لیتا۔ جس کا اس سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے ایک فریق کی تعمیل ہی دوسرے فریق کے عہد کو واجب الایفا بناتی ہے ایک فریق پر صرف ایک تکمیل طلب وجوب ہی ہوتا ہے۔

تیسری شکل میں ہر فریق کسی ایسے فعل یا ترک فعل کا پابند ہوتا ہے جو بوقت انعقاد معاہدہ آیندہ انجام طلب رہتا ہے۔ اس میں ہر ایک فریق پر تکمیل طلب وجوب ہوتا ہے۔ جہاں (مثل دوسری شکل کے) صرف فعل کا انجام دینا معاہدے کو مکمل کر دیتا ہے۔ وہاں انجام دادہ فعل کو ایجاب کا "بدل تکمیل شدہ" [1] (یعنی موجودہ)

---

[1] الفاظ "تکمیل شدہ" و "تعمیل طلب" کا استعمال قانون معاہدہ میں مختلف معنوں میں حسب ترکیب توصیفی ہوتا ہے تعمیل شدہ بدل کے معنی (بخلاف تعمیل طلب) موجود کے ہیں (بخلاف مستقبلی کے) "وہ فعل ہوتا ہے" "عہد نہیں"۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آیندہ)

ہرجہ دینے کا کسی معاہدے کے تحت ذمہ دار ہو گا جو شرکت ہراج کے سلسلے میں کچھ رقم کے زیر بار ہوئے ہوں۔

مدعی علیہ کو اس وقت تک ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا
جب تک کہ ہر وہ اعلان جس میں کسی فعل کے کرنے کا ارادہ
ظاہر کیا گیا ہو ان لوگوں کے لئے ایک قابل پابندی
معاہدہ نہ ہو جائے جو اس پر عمل کرتے ہیں اور ہر صورت
میں اشتہار بیع کے بعد ہراج والے کو یہ اطلاع دینے پر
مجبور نہ کیا جائے کہ کون سی اشیاء ہراج سے
اٹھالی گئی ہیں"

۱۷۸۹ء میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ[1] ہراج میں بولی دینا محض ایک ایجاب ہے۔ اور کسی طریق پر بھی اس وقت تک قابل پابندی نہیں جب تک کہ اسے قبول نہ کر لیا جائے۔ اور یہ کہ بائع کی قبولیت ہتھوڑی گرانے سے معلوم ہوتی ہے۔ اس قاعدے کو ۱۸۹۳ء سے (Sale of Goods act) دفعہ ۵ قانون بیع اشیا کے ذریعے سے قانونی صورت دیدی گئی ہے۔ چنانچہ اب واضح ہے کہ اشتہار ہراج کو ایجاب و بیع اشیا مشتہرہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ معاہدے کی محض دعوت ہے۔ اور یہ کہ بیع اشیا کا کوئی معاہدہ وجود میں نہیں آتا جب تک کوئی بولی قبول نہ کر لی جائے۔

تاہم یہ کہنے کی کچھ سند ضرور ہے کہ جب کسی "قطعی" ہراج کا اشتہار دیا جائے اور ہراج والا سب سے زیادہ جائز بولی دینے والے کو قبول کرنے سے انکار کرے تو وہ ایسے بولی دینے والے سے خلاف معاہدہ کام کرنے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ مقدمہ (Warlow) بنام ہیارسن[2] میں مدعی علیہ (ایک ہراج والے) نے اعلان کیا تھا کہ "ایک کمیت گھوڑی جس کا نام جانیٹ پرائٹر ہے بلا قید ہراج میں بیع کی جائے گی

[1] (Payne) بنام (3T.R. 148 Cave)

[2] 1 E OE 245

مالک کا نام نہیں بتایا گیا تھا۔ مدعی نے ہراج میں شرکت کی اور ساٹھ گنی کی بولی دی۔ مالک نے اس پر اسٹھ گنی کہی اور مدعی علیہ نے وہ گھوڑی اس کے نام چھوڑ دی۔ وارلو نے دعوی کیا کہ سب سے زیادہ جائز بولی اسی کی ہے۔

عدالت اکسچکر چیمبر نے ان واقعات پر خیال کیا کہ اگر ان کے پاس مناسب طور پر پلیڈنگ ہوتی تو مدعی کامیاب ہو جاتا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ اسے ڈکلیریشن میں ترمیم کی اجازت دی گئی تاکہ نئے سرے تجویز ہو۔ تین ججوں (Martin, J Byles) اور (Watson, B) نے اس مقدمے کو اس شخص پر قیاس کیا جو کسی انعام کے ایجاب میں اپنی جائداد دکھوتا ہے۔ اور خیال کیا کہ مدعی علیہ ذمہ دار ہے تحت اس معاہدے کے کہ قطعی ہراج ہوگا۔ بقیہ دو ججوں (Wills, J) اور (Bramwell, B) نے اپنا فیصلہ اس بنیاد پر کرنا پسند کیا کہ "مدعی علیہ نے اقرار کیا تھا کہ وہ بلا قید ہراج کا اختیار رکھتا ہے لیکن شہادت دی گئی کہ اسے ایسا اختیار نہ تھا" بظاہر ان دونوں ججوں نے خیال کیا کہ نظریہ "وارنٹی آف اتھاریٹی" (کا جس پر آئندہ تفصیل سے بحث ہوگی) اس مقدمے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس فیصلے پر کورٹ آف کوئینس بنچ نے مقدمہ رینر بنام ویسٹلے میں[1] تنقید کی اس مقدمے میں اگرچہ واقعات مقدمہ وارلو بنام ہیرسن کے ساتھ یکسانی رکھتے تھے لیکن اس میں مالک اسباب کا نام ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اور عدالت نے قرار دیا کہ نالش اصل کے خلاف ہونی چاہئے ہراج والے کے نہیں۔ اس مقدمے کی تائید کزنس ہارڈی ال جے کے ایک جدید تر فیصلے[2] سے بھی ہوتی ہے۔

مقدمہ (Smoke Ball) میں اس بات کی مثال ملتی ہے کہ ایک عام ایجاب کی قبولیت سے معاہدہ ہوا۔ اور یہ قبولیت تعمیل شرائط کے ذریعے سے ظاہر کی گئی کاربالک اسموک بال کمپنی نے بذریعہ اشتہار ایک سو پونڈ کے انعام کا اعلان

---

[1] 6 B & S. 420

[2] سیک مانس بنام فارٹس کیو سنہ 1910 (2 K B Page 6)

اس شخص کے لئے کیا جو ہدایات مطبوعہ کے مطابق صابن کو روزانہ تین بار دو ہفتے تک استعمال کرنے کے باوجود وبائے انفلوئنزا کے زکام کا یا کسی دوسرے مرض کا جو نزلہ سے پیدا ہوتا ہو شکار ہو" یہ بھی بتایا گیا کہ ایک ہزار پونڈ الائنس بنک میں امانت رکھے گئے ہیں "تاکہ اس معاملے میں ہماری نیک نیتی ظاہر ہو"

مسز کارلل نے اسموک بال کے حسب ہدایات استعمال کیا۔ مگر جب پھر اس پر انفلوئنزا کا حملہ ہوا تو اس نے کمپنی پر انعام کا دعویٰ کیا۔ کمپنی ذمہ وار قرار دی گئی۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ ایک اطلاع قبولیت کمپنی کو دینی چاہیئے تھی۔ عدالت نے قرار دیا کہ یہ اس قسم کے مقدمات میں سے جن میں (مثل اس صورت کہ جب جائداد مفقود کی بازیافت کے متعلق بہم رسانی اطلاع پر انعام کا اعلان کیا جاتا ہے) اس بات کی ضرورت نہیں کہ تعمیل شرائط کے سوا کسی اور طرح قبولیت کی جائے۔ یہ بھی استدلال کیا گیا کہ مبینہ ایجاب ایک خالی خولی اشتہار تھا جسے کوئی عقلمند شخص سچ نہیں سمجھ سکتا۔ مگر اس اعلان سے کہ ایک ہزار پونڈ مطالبات کے ایفا کے لئے امانت رکھے گئے ہیں یہ سمجھا گیا کہ ایجاب کے سچے ہونے کی شہادت درست ہو گی۔

کسی کتب فروش کی فہرست کتب جس میں ہر کتاب کے مقابل قیمتیں درج ہوں، کثیر ایجابات پر مشتمل ہوسکتی ہے لیکن اگر کتب فروش کے پاس ایک ہی ڈاک سے پانچ یا چھے خط ایک خاص کتاب کی قیمت معلنہ پر خریداری کے لئے آئیں تو وہ کس کے حق میں پابند ہوگا؟ کیا اس شخص کے لئے جس نے سب سے پہلے خط قبول تحریر کیا؟ یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ لہٰذا فہرست کتب صاف طور سے دعوت کاروبار ہے ایجاب نہیں۔

ان تمام صورتوں میں ایک ہی سوال مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایجاب ہے؟ اور کسی ایجاب کے وجود کے لئے الفاظ مستعملہ کو خواہ وہ کتنے ہی عام ہوں ایسا ہونا چاہیئے کہ ان کا معینہ اشخاص پر اطلاق ہو سکے۔ اور ان کو دیگر بیانات ارادہ اور دعوت ہائے معاملات کاروباری اور اشتہار بازی سے (جو قانونی رشتہ پیدا کرنے کے لئے نہیں ہوتے) ممتاز ہونا چاہیئے۔

---

[1] گرینجر بنام گف ۱۸۹۶ء (A. C. 325,334)

باب چہارم

ضابطہ اور بدل

تاریخ مقدمہ

ایجاب و قبول سے فریقین متحد ہو جاتے ہیں اور ایک ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جو معاہدے کا روپ رکھتی ہے لیکن اکثر نظام ہائے قانون میں فریقین کے ارادے کی کچھ اور شہادت ضروری ہوتی ہے جس کے بغیر وجوب کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ قانون انگریزی میں یہ شہادت ضابطے اور بدل کی صورت میں فراہم کی جاتی ہے بعض وقت ایک کی بعض وقت دوسرے اور بعض وقت دونوں کے موجود ہونے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ معاہدے کو قابل نفاذ بنایا جائے ضابطے سے ہماری مراد وہ خاص اہتمام ہے جو اظہار معاملہ کے ساتھ وابستہ ہو اور یہی معاہدے میں اثرات مطلوبہ پیدا کرتا ہے۔ بدل سے مراد وہ نفع ہے جو معاہد کو معاہدلہ کے فعل یا ترک فعل یا عہد سے حاصل ہو۔

تاریخ

انگریزی اور رومی دونوں قانون میں نظام قانون کی ابتدائی منزل میں ضابطے کو معاہدے میں سب سے اہم جز تصور کیا جاتا تھا۔ عدالتوں کی نظر میں کسی معاملے کی رسمی چیزیں ہی فریقین کے ارادے کی سب سے بین اور قطعی شہادت پیش کرتی تھیں۔ بدل کا تصور اگر مفقود نہ بھی ہو تو بہر حال اس کی ترقی ناقص تھی۔ یہاں عہد عتیق سے بحث کی گنجائش نہیں خواہ وہ کتنا ہی دلچسپ ہو۔ اتنا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قانون انگریزی بھی معاہدے کے دو ممتاز تصورات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ رومن قانون بھی غالباً ہوا تھا۔ پہلے یہ کہ عہد قابل پابندی ہے اگر وہ ایک خاص قسم کے ضابطے میں کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی خاص قسم کے فائدے کے قبول کرنے سے ان کا معاوضہ دینے کی ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ رومن قانون کی تاریخ تاریک اور مبہم ہے مگر بہر حال رومن کا نظریہ یہ ہے کہ وہ اختیار ... سے اسی مناسبت سے ترقی کرتا گیا جتنی اخلاق نے ترقی کی۔ مگر یہ نظریہ عرصے سے ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہم مختلف انواع ضوابط میں دو تصورات کارفرما پاتے ہیں۔ اس معاملے کا قابل پابندی ہونا جسے اقرار صالح کا جامہ پہنایا جائے۔ اور جائدادی حقوق کی ترتیب جدید جہاں کہ رقم یا اسباب صرف یا استعمال کے لئے مستعار دئے جائیں۔ انگریزی قانون میں ہم دیکھتے ہیں کہ تیرھویں صدی عیسوی کے اختتام سے پہلے وہاں بھی دو ذمہ داریاں تھیں جو مذکورۂ بالا ذمہ داریوں کے مماثل ہیں۔ ایک باضابطہ (Formal) یعنی معاہدۂ مہری جس کی نوعیت عطیہ موجودہ (Present grant) کی سی سمجھی جاتی تھی۔ اور ایک بے ضابطہ (Informal) جو بیع و حوالگی اشیاء یا قرضۂ رقمی سے پیدا ہوتی تھی ان میں بدل ایک جانب سے ہوتا تھا اور فعل دین میں ذمہ داری کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی بے ضابطہ (Informal promise) عہد کی اس بنا پر تعمیل جبری کہ معاہد لہ کے کسی فعل یا ترک فعل سے معاہد کو کوئی استفادہ ہوتا یا ہونے والا تھا، پندرھویں صدی کے وسط یا اختتام سے پہلے تسلیم ہوتا نظر نہیں آتا۔

قانون انگریزی کا باضابطہ معاہدہ (Formal contract) معاہدۂ مہری تھا۔

صرف اسی طریقے کو برتنے سے عہد بہ حیثیت عہد قابل پابندی ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد نظریۂ بدل وسیع ہونا شروع ہوا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ صرف (form) ہی کی بنا پر عدالتیں معاہدے کی تائید کرتی تھیں۔ فریقین کا متحدالارادہ ہونا اس کے اظہار کے رسمیات میں سے الگ نہیں ہوا تھا۔ عدالتیں اس معاملے میں فریقین کے ارادے کو معلوم کرنے کی پروا نہیں کرتی تھیں جب ان کا معاملہ صورت صالح (Solemn form) میں نہ ہوتا تھا جیسے کہ عدالتیں غیر معمولی قانونی اہمیت دیتی تھیں۔ نہ اس کے برخلاف ہی اگر ضابطہ موجود ہوتا تو وہ کسی مزید شہادتِ ارادہ کا مطالبہ کرتیں یا اس کے ادخال کی اجازت دیتیں۔

غالباً چانسری عدالت ہی کا اثر تھا کہ بعد میں عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ نے فریقین کے ارادے کا لحاظ رکھنا شروع کیا۔ فارم کی اہمیت کا خیال عجیب تبدیلی پاتا ہے۔ جب کوئی معاہدہ عدالت کے سامنے آتا تو اس بات کی شہادت کا مطالبہ ہوتا کہ اس سے فریقین کے ارادہ صحیح کا اظہار ہوتا تھا؟ یہ شہادت یا تو معاہدۂ مہری کی صالحیت میں ملتا یا بدل کی موجودگی میں یعنی معاہدہ کو اس کے عہد کے عوض میں کچھ استفادہ یا معاہدلہ کو کچھ نقصان ہو۔ رفتہ رفتہ بدل کو معاہدے کا اہم عنصر قرار دیا جاتا اور پھر دستاویز صالح ہونے سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اس سے قابل پابندی معاہدہ وقوع میں آتا ہے۔ کیونکہ اس میں "بدل پایا جاتا ہے"۔ اگرچہ فی الحقیقت وہاں بدل کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ صرف ضابطے ہی سے قانونی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

ہمیں بے ضابطہ معاہدے سے بحث کرنی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ابتداءً قانون انگریزی جن معاہدات کو تسلیم کرتا تھا وہ صرف باضابطہ معاہدات مہری (فارمل انڈر سیل) تھے۔ اور بے ضابطہ معاہدات جن میں وہ چیز ہوتی تھی جسے اب بدل کہا جاتا ہے ان کی تعمیل فقط ایک فریق پر ہوتی تھی۔ پھر زمانۂ حال کا یہ وسیع نظریہ کس طرح وقوع میں آیا کہ ہر وہ معاہدہ جو بدل پر مبنی ہو معاہد پر پابندی عائد کرتا ہے؟ اس سوال سے دو اور سوال پیدا ہوتے ہیں: تعمیل طلب بلا ضابطہ معاہدات قابل ارجاع نالش قرار دی

پہنچے یہ ایسے امور ہیں جن سے ابھی بحث کرنی چاہیئے۔ یہاں یہ کہنا کافی ہے کہ قبول کے لئے محض ذہنی منظوری سے کچھ زیادہ ہونا چاہیئے۔

ایک قدیم مقدمے میں (جس میں ایک کھیت کی پیداوار ایک شخص کو کچھ زرِ ثمن کے مقابل پیش کی گئی تھی۔ اور اسے معائنہ کرنے کا حق تھا) یہ بحث کی گئی کہ جوں ہی وہ شے بیع شدنی معائنہ کر کے پسند کر لے۔ جائداد منتقل ہو گئی۔ مگر میر مجلس برائن نے کہا:۔

"میرے خیال میں دعویٰ اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ ثابت نہ کرے کہ اس نے فریق ثانی کو اپنی پسندیدگی کی اطلاع دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے خیالات غیب کی چیزیں ہیں چونکہ خود شیطان کو بھی نہیں معلوم ہو سکتا کہ انسان کے (دل میں) کیا خیال ہے۔ لیکن اگر تم نے اس بات پر معاملہ کر لیا تھا کہ اگر کاروبار تمہیں پسند آئے تو تم اس کی فلاں شخص کو اطلاع دے دو گے تو ایسی صورت میں بیشک میری رائے ہے کہ تم کو اس سے زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر واقعہ ہے"[1]

یہ فیصلہ Lord Blackburn نے دارالامرا[2] میں اس قاعدے کی تائید میں پیش کیا تھا کہ معاہدہ اس وقت منعقد ہو جاتا ہے جب قبول کنندہ اپنے ارادۂ قبول کے اظہار کے لئے کچھ کرے مگر اس وقت نہیں جب وہ صرف دل میں ایسا کرنا طے کرے۔

دو مقدموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی یا ایسی رضامندی جس کی اطلاع نہ دی گئی ہو قبول کی حد کو نہیں پہنچتی۔ اگرچہ ایجاب کنندہ نے کہا ہو کہ اس قسم کا قبول کافی ہے۔ Felthouse نے خط کے ذریعے سے اپنے بھتیجے کا گھوڑا اکتیس[30] پونڈ پندرہ شلنگ میں خریدنے کا ایجاب کیا۔ اور لکھا کہ اگر میں اس کے متعلق اور کچھ نہ سنوں تو

---

[1] Year Book, 17Ed IV. 1

[2] براگڈن بنام میٹروپالیٹن ریلوے کمپنی (2 app Cas 692)

میں سمجھوں گا کہ گھوڑا تیس پونڈ پندرہ شلنگ میں میرا ہو چکا" اس کے خط کا کوئی جواب وصول نہیں ہوا۔ مگر اس کے بھتیجے نے بنڈلے نامی نیلام کنندہ سے کہا کہ وہ گھوڑے کو اپنے دوسرے جانوروں کے ساتھ فروخت نہ کرے کیونکہ اسے اس کا چچا خرید چکا ہے۔ بنڈلے نے گھوڑا غلطی سے فروخت کر دیا اور فلیٹ ہاوز نے اس پر اپنی جائداد کے تصرف بیجا کا دعویٰ کر دیا۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ بھتیجے نے چونکہ فلیٹ ہاوز کو اس کے ایجاب کے قبول کرنے کی اطلاع نہیں دی تھی اس لئے ان میں کوئی معاہدۂ بیع ہی نہیں ہوا۔ اسی بنا پر گھوڑا ابھی اس وقت فلیٹ ہاوز کا نہ تھا جب اس کو نیلام کنندہ نے ہراج کیا۔[1]

پاویل بنام لی[2] مدعی ایک مدرسے کی صدر مدرسی امیدوار تھا۔ اور مجلس منتظمین نے جسے تقرر کا اختیار تھا۔ ایک رزولیوشن منظور کیا کہ اس کا تقرر اس خدمت پر کیا جائے ایک منتظم نے خانگی حیثیت میں اسے اس فیصلے کی اطلاع دی۔ مگر اسے کوئی اور کوئی اطلاع نہیں وصول ہوئی۔ بعد میں رزولیوشن منسوخ کر دیا گیا۔ اور عدالت نے طے کیا کہ مجلس منتظمین کی کسی مستند اطلاع کی غیر موجودگی میں کوئی معاہدہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

فصل پنجم

ایجاب اس وقت قبول ہو جاتا ہے جب قبولیت ایجاب کنندہ کے معین کردہ طریقے پر کی جائے۔



اثر قبول معاہدہ کسی ایجاب کو قبول کرنے پر منعقد ہو جاتا ہے، جب ایجاب قبول ہو جائے تو وہ عہد بن جاتا ہے۔ اس کے قبول ہونے تک کوئی فریق پابند نہیں ہوتا۔ اور ایجاب اس فریق کو مناسب اطلاع دے کر کہ جس سے وہ کیا گیا تھا، واپس لیا جا سکتا ہے۔ قبول کسی طرح قابل استرداد نہیں کیونکہ قبول ہی سے

---

[1] فیلٹ ہاوز بنام بنڈلے (II C.B.) N S 869

[2] L.T. 284

فریقین پابند کئے جا سکتے ہیں۔

اطلاع قبول ہم نے دیکھا کہ کسی ایجاب کے قبول میں ارادے کا ذہناً مستحکم ہونا کافی نہیں۔ اس ارادے کو کسی علانیہ فعل یا قول کے ذریعے سے ظاہر ہونا چاہئیے۔ مگر ایجاب و قبول میں یہ خاص فرق ہے کہ ایجاب اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ ایجاب لہٗ کے علم میں نہ لایا جائے۔ مگر قبول بعض حالات میں اس وقت بھی ہو سکتا ہے جب اس کی ایجاب کنندہ کو اطلاع نہ ملی ہو۔

ایسے مقدمات میں دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو ایجاب کنندہ کی طرف سے کسی صریح یا معنوی اطلاع کہ فلاں خاص قسم کا قبول کافی ہے۔ دوسرے ایجاب لہٗ کا علانیہ فعل یا الفاظ کا ادا کرنا جو اس کے ارادۂ قبول کی شہادت ہوں۔ اور جو اس طریقۂ قبول کے مطابق ہو جس کا ایجاب کنندہ نے اظہار کیا تھا۔

اس مسئلے پر قانون کا اظہار Bowen, L. J. نے مقدمۂ کاربالک اسموک بال[1] میں یوں کیا ہے:۔

"اس میں کوئی کوشش نہیں ہو سکتا کہ ایک عام قانونی قاعدے کے طور پر کسی ایجاب کو قبول کرنا ہو تو اس کی ایجاب کنندہ کو اطلاع دینی ضروری ہے تاکہ دو شخصوں کا منشا متحد ہو سکے جب تک ایسا نہو دلوں کا منشا مختلف رہ سکتا ہے اور وہ اتحاد نہیں پایا جا سکتا جس کی قانون انگلستان میں اور دیگر ممالک کے قانون سے مجھے بحث نہیں) معاہدہ کرنے کے لئے ضرورت ہے۔ مگر یہ صاف توضیح اس نظریئے پر موقوف ہے کہ چونکہ قبول کی اطلاع شخص ایجاب کنندہ کے فائدے کے لئے ضروری ہے اس لئے ایجاب کنندہ اپنے لئے اطلاع غیر ضروری قرار دے سکتا ہے اگر اس کے خیال میں ایسا مناسب ہو۔ اور میری رائے میں اس میں کوئی

[1] دیکھو باب ۳ فصل ۹۔

شبہ نہیں ہوسکتا کہ جس وقت کوئی شخص اپنے پیش کردہ
ایجاب میں صراحتہً یا معناً معاملہ قابل پابندی ہونے کے لئے
کسی خاص طریقہ قبول کو کافی قرار دیتا ہے تو دوسرے
شخص (ایجاب لہٗ) کو صرف مقررہ طریقہ قبول کی پیروی
کرنی کافی ہے اور اگر ایجاب کنندہ اپنے ایجاب میں
صراحتہً یا معناً یہ قرار دیتا ہے کہ تجویز پر عمل کرنا خود کافی ہے
اور اسے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں تو اطلاع دئیے بغیر
شرط کی تعمیل بھی کافی قبول ہے"

اس اظہار قانون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

ایجاب میں بتایا جا سکتا ہے کہ قبول کی اطلاع کس طریقے سے دی جائے ایسی اطلاع کا وہ پابند ہو جائے گا خواہ وہ اسے پہنچے یا نہ پہنچے۔ یا ایجاب کنندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے اطلاع دئیے بغیر تعمیل کی جا سکتی ہے اور اس صورت میں اسے پابند کرنے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ ایجاب لہٗ تجویز پر عمل کرے"

بہرصورت اس عام اصول سے ہم شروع کر سکتے ہیں کہ ایجاب کنندہ کو قبول کی اطلاع دی جانی چاہئیے اس کے بعد شرائط و ماہیت ایجاب پر غور کیا جائے گا۔ اور یہ دریافت کیا جائے گا کہ ایجاب کنندہ نے کسی خاص طریقہ قبول کا اپنے کو پابند کرلیا ہے یا اس نے ایجاب لہٗ سے کہا ہے کہ وہ تجویز پہ عمل کرے۔ اور تعمیل کے ذریعے سے قبولیت ظاہر کرے۔

دوسری قسم کے مقدمات پر ہم پہلے بحث کریں گے۔ بعض وقت ایجاب لہٗ کے لئے ناممکن ہوتا ہے کہ اپنے حصۂ معاہدہ کی تعمیل کے سوا کسی اور طرح قبولیت کا اظہار کرے۔ یہ خاص کر ان صورتوں میں ہوتا ہے جن کو ایجاب عام کہا جاتا ہے۔ یہ ایجاب غیر متعین اشخاص سے کئے جاتے ہیں اور ان میں صراحتہً یا معناً بتایا جاتا ہے کہ تعمیل کو قبول سمجھا جائے گا۔ کسی کھوئی ہوئی چیز کی بازیافت کے لئے انعام کا اعلان کرنے سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ ہر وہ شخص جو اعلان دیکھتا ہے اس بات کی اطلاع دے کہ وہ شئے مفقودہ یا اس کے متعلق جستجو کرنا چاہتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شئے مطلوبہ کو

اطلاع سے پہلے ہی پا چکا ہو یا وہ اس کے قبضے میں آچکی ہو اور اس کا کام سوائے اس کے کچھ نہ ہو کہ اسے ایجاب کنندہ کے پاس بھیج دے۔

لیکن جب کبھی مخصوص شخص کی طرف ایسے ایجاب کا رخ ہو جسے تعمیل کے ذریعے سے قبول کیا جا سکتا ہو۔ تو اس ایجاب کی ماہیت اور شرائط پر احتیاط سے غور کرنا چاہئے اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیا ایجاب لہ کو حق دیا گیا ہے کہ قبول کی اطلاع نہ دے۔

اگر زید[1] نے بکر کو بذریعۂ خط اطلاع دی ہو کہ اگر بکر بعض خاص اسباب بھیجے تو زید اس کو وصول کرے گا اور قیمت ادا کر دے گا۔ تو ایسا ایجاب بذریعۂ ارسال اشیا قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر زید نے بکر کو یہ اطلاع دی کہ وہ ان رقموں کا ذمہ دار ہے جو بکر نے محمود کو دیں ہیں تو اطلاع قبول ضروری ہے۔ ایسی صورت میں[2] جب کہ بکر نے زید کی بلا اطلاع محمود کو کچھ رقم دی ہو اور بعد میں محمود کی عدم ادائی پر زید سے مطالبہ کرے تو طے ہوا ہے کہ بکر کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے قبول کی اطلاع زید کو دیتا اور یہ کہ ایسی اطلاع کی غیر موجودگی میں معاہدے کا تصور نہ ہوگا۔ اب ہم ان ایجابوں کے بعد جن میں کسی فعل کا عہد کیا گیا تھا ان ایجابوں پر غور کرتے ہیں جن میں کسی عہد کے مقابل میں عہد کیا گیا ہو۔ یعنے ان ایجابوں سے جو بذریعۂ تعمیل قبول کئے جا سکتے ہیں، ان ایجابوں کی طرف متوجہ ہوں جن کی قبولیت کے لئے ارادۂ قبول کا اظہار ضروری ہے اس لئے اس بات پر غور کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں کہ آیا ایجاب کنندہ نے اطلاع چاہی بھی تھی کہ نہیں۔ ہمیں اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نے کس حد تک اپنے آپ کو طریقۂ اطلاع قبول کا پابند کیا ہے۔

اگر وہ ایسے طریقۂ قبول کا یقین کرے جو ناکافی ثابت ہو تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

اس قاعدے کی ایک اچھی توضیح ہمیں ان معاہدات میں ملتی ہے جو ڈاک کے ذریعے سے کئے جاتے ہیں یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ ڈاک کے ذریعے سے

---

[1] ہاروے بنام جانسٹن (6 C.B. 334)

[2] میک اور بنام رچارڈسن (I M. S. 557)

جو ایجاب کیا جائے وہ جواب بھی ڈاک کے ذریعے سے چاہتا ہے بجز اس کے کہ ارادہ اس کے خلاف صراحتاً ظاہر کردیا جائے ڈاک خانہ معمولی ذریعۂ اطلاع ہے اور ہر وہ شخص جو دوسرے کو حق دیتا ہے کہ اسے اطلاع دے تو اسے یہ بھی حق دیتا ہے کہ اطلاع معمولی طریقے سے دے[1]۔"

پہلی چیز جسے ذہن نشین رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ ایک ایسے شخص سے ایجاب جو ایجاب کنندہ سے راست خط وکتابت نہیں رکھتا ہے اس وقت تک باقی اور قبولیت کے لئے کھلا رہتا ہے جب تک اتنا وقت نہ گزر جائے جو ایجاب کنندہ نے مقرر کیا یا جو نوعیت کاروبار کے لحاظ سے معقول خیال کیا جاسکے اس دوران میں ایجاب ایک مسلسل ایجاب ہے اور (کسی وقت بھی) قبولیت کے ذریعے سے اسے معاہدے کی صورت میں بدلا جا سکتا ہے۔ یہ بات وضاحت سے اڈمس بنام لنڈزل میں بیان کردی گئی ہے۔ لنڈزل نے اڈمس کو اون بھیجنے کا ایجاب بذریعۂ خط مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۱۷ء کیا اور لکھا "ڈاک کے ذریعے سے آپ کا خط وصول ہوگا۔ اس کا جواب ساتویں تک وصول ہو جاتا اگر خط صحیح طور سے ڈالا جاتا۔ مگر غلطی کے باعث اصل خط اڈمس ہی کو پانچ تاریخ تک نہ پہنچ سکا اور اس کی قبولیت کا خط جو اسی دن ڈاک میں ڈالا گیا لنڈزل کو نویں تک نہ مل سکا۔ آٹھویں کو (یعنی قبولیت کا خط وصول ہونے سے پہلے) لنڈزل نے اون دوسروں کے ہاتھ بیع کردیا۔ اڈمس نے نقض معاہدہ کی نالش کی اور کہا کہ بذریعۂ خطوط ایجاب وقبول عمل میں آئے تھے۔ لنڈزل کی جانب سے بحث کی گئی کہ فریقین میں اس وقت تک معاہدہ نہیں ہوسکتا جب تک قبولیت واقعتاً وصول نہ ہو جائے۔ مگر عدالت نے کہا۔

"اگر ایسا ہو تو کوئی معاہدہ کبھی بذریعۂ ڈاک نہ ہوسکے گا۔
کیونکہ اگر مدعا علیہم پر ان کے اس ایجاب کی پابندی
اس وقت تک ضروری نہ ہو جب تک ان کے پاس

---

[1] ہاؤنہولڈ فایر انشورنس کمپنی بنام گرانٹ (IB. & Md.681

[2] 4Ex D.216 233)

مدعیوں کی قبولیت نہ پہنچ سکے تو مدعیوں کو بھی اس
وقت تک پابند نہیں ہونا چاہئیے جب تک کہ انھیں
اس بات کی اطلاع نہ دی جائے کہ مدعی علیہم کو ان کا
جواب وصول ہوا اور انھوں نے اسے منظور کر لیا
اور اس طرح اس معاملہ کا سلسلہ جاری چلے گا۔ مدعی علیہم
کے متعلق قانوناً یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس وقت کے
ہر لمحے میں جب کہ خط سفر کر رہا تھا وہ خاص ایجاب
مدعیوں سے کر رہے ہیں اور معاہدہ منعقد ہو جاتا ہے
جب آخر الذکر اسے منظور کر لیں"

ایڈمس بنام لنڈزل سے دو امور طے ہوتے ہیں۔ اولاً یہ کہ ایجاب قبولیت کے لئے اس پورے عرصے میں کھلا رہتا ہے جو ایجاب کنندہ مقرر کرے یا حالات کے تحت معقول خیال کیا جاسکے۔ ثانیاً یہ کہ ایجاب کنندہ کے مقرر کردہ طریقے پر قبول کرنے سے معاہدہ مکمل ہو جاتا ہے۔

عدالتیں اس قاعدے کے اطلاق سے ان مقدموں میں لیں و پیش کرتی ہیں۔ جب خط قبولیت کھو جائے یا نقل و حمل میں دیر ہو جائے مگر یہ بات اب ہاوز ہولڈ فائر انشورنس کمپنی بنام گرانٹ کے فیصلے سے طے ہو چکی ہے جس میں حصص لینے کا ایجاب ایسے حالات میں پیش کیا گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جواب بذریعہ ڈاک وصول ہو۔ یہ ایجاب بذریعہ خط قبول کر لیا گیا خط ایجاب کنندہ کو کبھی نہیں ملا۔ مگر عدالت مرافعہ نے طے کیا کہ اس پر حصہ دار کی ذمے داریاں عائد ہوں گی:-

جوں ہی قبولیت کا خط ڈاک خانے میں ڈال دیا جائے
معاہدہ مکمل کر دیا جاتا ہے اور قطعی طور سے اور پوری طرح
پابندی عائد کرتا ہے گویا کہ قبول کنندہ نے اپنا خط ایسے
پیام رساں کے حوالے کیا جسے ایجاب کنندہ نے خود اپنا

I H.L.C 318. al

کارندہ مقرر کرکے بھیجا تھا تاکہ وہ ایجاب کو پیش کرے
اور قبول کو وصول کرے"

ان آخری الفاظ میں ایک طور پر وہ وجوہ بیان کئے گئے ہیں جس کے باعث ذمہ داری قبول کنندہ کی جگہ ایجاب کنندہ پر اس وقت ڈالی جاسکتی ہے جب کہ قبول غیر متعلق شخص کے پاس چلا جاتا ہے ایجاب کنندہ وہ طریقہ قبولیت مقرر کرسکتا ہے اور ڈاک خانے کو قبولیت کے وصول کرنے کے لئے اس کا کارندہ خیال کیا جاسکتا ہے یا یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک معمولی ذریعۂ اطلاع دہی ہے۔ یہی خیال ایک بعد کے مقدمے (ہین تھارن بنام فریزر[له]) میں ظاہر کیا گیا۔ ایک تحریری ایجاب دست بدست پہنچایا گیا اور بذریعۂ ڈاک قبول ہوا۔ طے کیا گیا کہ جس لمحے قبول ہوا اسی وقت سے معاہدہ مکمل ہو گیا اور لارڈ ہرشل نے کہا:—

"میں اصول ان الفاظ میں ظاہر کرنا پسند کرتا ہوں کہ جب
حالات ایسے ہوں کہ معمولی انسانی رواج کے لحاظ سے
ڈاک قبولیت ایجاب کی اطلاع دہی کا ذریعہ سایا جاسکتا ہو
تو قبول اسی وقت مکمل ہو جاتا ہے جب وہ ڈاک
میں ڈالا جائے"

مگر ڈاک کے ذریعے سے کئے ہوئے معاہدات اس عام قاعدے کی صرف مثال ہیں کہ ایجاب کنندہ اس امر کی ذمہ داری لیتا ہے کہ اطلاع دہی موثر ہوگی اگر قبول اس طریقے پر عمل میں آئے جسے ایجاب کنندہ نے کافی خیال کیا ہو۔ قبول کنندہ پر سختی ہوگی اگر مطلوبہ امور انجام دینے کے باوجود وہ کسی معاہدے کے استفادے سے محض اس لئے محروم ہو جائے کہ ایجاب کنندہ نے ایک غیر موثر ذریعہ اطلاع دہی کو پسند کیا تھا۔

فرض کیجئے کہ بکر نے زید کو ایجاب ایک پیام رساں کے ذریعے سے جھیل کے اس پار روانہ کیا اور خواہش کی کہ اگر زید اسے منظور کرے تو اس کو چاہئے کہ ایک

[له] سنہ ۱۸۹۲ (2 ch 27, 33.)

معینہ وقت پر توپ چلائے یا آگ روشن کرے۔ زید کیوں نقصان اُٹھائے اگر طوفان کے باعث توپ کی آواز نہ سنی جائے یا کہر کے باعث آگ کی روشنی نہ دیکھی جاسکے؟ اگر بکر نے زید کو ایک ایجاب ایک پیام رساں کے ذریعے سے بھیجا اور خواہش کی کہ حامل پیام کو تحریری جواب حوالے کیا جائے۔ کیا یہ زید کا قصور ہے کہ خط قبولیت حامل خط کے جیب سے چرا لیا جائے؟

مگر یہ ثابت کرنے کے لئے سندوں کی کمی نہیں کہ اگر قبولیت اس طور پر نہو جو ایجاب کنندہ نے بیان کیا تھا تو وہ اطلاع میں شمار نہ ہوگی ہیب[1] نے ایک کمپنی کے کارندے کے پاس حصص کے لئے درخواست بھیجی۔ نظماء نے اس کے لئے حصے منظور کئے مگر منظوری کا خط اپنے کارندے کے پاس بھیجا کہ اسے ہیب کے پاس بھیج دیا جائے۔ قبل اس کے کہ کارندہ وہ خط پہنچاتا۔ ہیب نے اپنا ایجاب واپس لے لیا۔ طے ہوا کہ اگر ہیب نے کارندۂ کمپنی کو مجاز کیا تھا کہ اس کی جانب سے منظوری حصص کو قبول کرے تو ایک قابل پابندی معاہدہ تصور ہوتا۔ لیکن ایسی کوئی اجازت نہ تھی "نظما کا اپنے کارندے کو اطلاع دینا ہیب کو اطلاع دینے کے مرادف نہیں۔ لہٰذا وہ مجاز تھا کہ اپنا ایجاب واپس لے لے۔

نیز بکر نے بذریعۂ ڈاک ایجاب کیا کہ وہ لندن نارورن بنک کے حصص لینا چاہتا ہے منظوری حصص کا نوشتہ مرتب کیا گیا اور ڈاکیئے کے حوالے کیا گیا کہ ڈاک میں ڈالا جائے۔ ڈاکیئے کا یہ کام نہ تھا کہ وہ اپنے معمولی حلقۂ وصولی کے علاوہ اور کہیں سے خطوط ڈاک کے لئے وصول کرے۔ اس نے اس خط کو اس وقت تک پوسٹ نہیں کیا (جیسا کہ مہر سے معلوم ہوتا ہے) جب تک کہ بکر کے ایجاب کا استرداد بنک کو وصول نہ ہو گیا۔ اور طے ہوا کہ استرداد درست ہے[2] کسی ڈاکیئے کے حوالے کرنا خط کو ڈاک میں ڈالنے کے مرادف نہیں۔ اسی لئے وہ اطلاعِ قبولیت نہیں ہے۔

مقام قبول	یہ قاعدہ کہ معاہدہ اسی وقت ہوتا ہے جب قبول کی اطلاع دی جائے

[1] ہیب کا مقدمہ (L R 4 Eq. 9)

[2] بحوالہ لنڈن اینڈ نارورن بنک سنہ ۱۹ (1 ch 220)

لازماً یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ معاہدہ اس مقام پر ہو جاتا ہے جہاں قبولیت کی اطلاع دی جائے۔ اس کی اہمیت اس وقت ہوتی ہے جب یہ دریافت کرنا ہو (جیسا بعض وقت ضرورت ہوتی ہے) کہ جواز معاہدہ یا اس کی تعمیل کے ضابطے کے متعلق قانون کیا ہے۔ کاون بنام اوکانرؔ[1] میں دو تاروں کے ذریعے سے معاہدہ کیا گیا۔ ایک میں ایجاب تھا دوسرے میں قبول۔ بمقدار مالیت مقدمے کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ کل بنا دعوی ہیر بلدہ لندن کی عدالت کے حدود سماعت میں پیدا ہو جس میں مقدمے کی سماعت ہونے والی تھی، قبولیت کا تار لندن سے بھیجا گیا تھا اور عدالت نے طے کیا کہ معاہدہ وہیں منعقد ہوا اور یہ کہ کل بنا دعوی ہیر بلدہ کی عدالت کے حدود سماعت میں پیدا ہوئی۔

کیا قبول کا استرداد ہو سکتا ہے۔ فیصلہ جات مذکورہ بالا سے ایک نتیجہ پیدا ہوا ہے جس پر تنقید کی گئی ہے۔ قبولیت سے معاہدہ مکمل ہو جاتا ہے اسی لئے اگر قبولیت اس وقت ہونی طے کی جائے جب خط ڈاک میں ڈال دیا گیا تو استرداد کا تار بے اثر ہوگا خواہ وہ ایجاب کنندہ کے پاس خط سے پہلے پہنچے۔ یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ انگریزی عدالتیں اب اس کے خلاف کس طرح فیصلہ کر سکتی ہیں نہ یہ معلوم کرنا آسان ہے کہ موجودہ قانون سے کوئی سختی سمجھی جا سکتی ہے۔ ایجاب لے کو چاہئے کہ یا تو قبول ہی نہ کرے یا وہ ایک مشروط قبولیت بھیجے کہ میں قبول کرتا ہوں بجز اس کے کہ کوئی استردادی تار اس خط کے پہنچنے سے پہلے آپ کو ملے" یا بذریعہ تار درخواست کر سکتا ہے کہ اسے مزید مہلت غور کے لئے دی جائے اگر وہ کوئی غیر مشروط قبولیت بھیجنا پسند کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں اسے اس بات کا ایک موقع دیا جائے کہ اپنا خیال بدل دے جب کہ اسے اس کا موقع ہرگز نہ ملتا اگر معاہدہ بالمواجہہ ہوتا۔

فصل ششم

ایجاب کے قبول ہونے تک قانونی حقوق نہیں پیدا ہوتے
لیکن وہ ساقط یا مسترد ہو سکتا ہے۔

[1] 20 Q B.D 640

ایجاب کے لیۓ قبول کی وہی اہمیت ہے جو بارود کی سرنگ کے لیۓ جلتی ہوئی دیاسلائی کی۔ اس سے جو کچھ وقوع میں آتا ہے اسے واپس لے سکتے ہیں نہ کالعدم کرسکتے ہیں۔ مگر بارود زیادہ عرصے تک پڑی رہنے سے گیلی ہوسکتی ہے یا سرنگ اندازاً سے آگ لگانے سے پہلے نکلوا سکتا ہے۔ علیٰ ہذا ایجاب قبول نہ ہونے کی وجہ سے ساقط ہوسکتا ہے یا قبل از قبول منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

سقوط (Lapse)

فریقین کی موت

(۲) قبل قبول کسی فریق کی موت سے معاہدہ ساقط ہوجاتا ہے۔ ایجاب کنندہ کے قائم مقام ان کو قبولیت کی اطلاع دینا انھیں پابند نہیں کرسکتا نہ کسی ایجاب لہٗ متوفی کے قائم مقام اس کی جائداد کی طرف سے اس ایجاب کو قبول کرسکتے ہیں۔

(ج) یہ بتایا گیا ہے کہ ایجاب اس وقت قبول ہوتا ہے جب وہ ایجاب کنندہ کے بتائے ہوئے یا مقرر کئے ہوئے طریقے پر کیا جائے۔

مقررہ طریقے پر قبول نہ ہونا۔

اگر اطلاع ایجاب میں طریقۂ قبول کے متعلق اشارہ ہو تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایجاب لہٗ اس طریقے کا پابند نہ ہوگا جب کہ اس نے ایسا طریقہ اختیار نہ کیا ہو جس سے تاخیر کا امکان ہوسکے اور جو ایجاب کنندہ تک قبولیت کو پہنچا دے۔ کسی معمولی یا مجوزہ طریقہ اطلاع سے انحراف ایجاب لہٗ پر یہ بار عاید کرے گا کہ وہ اپنی قبولیت کی اطلاع دہی کا یقین حاصل کرے۔ بمتابعت اس شرط کے جو ایجاب بذریعۂ ڈاک کیا جائے اسے بذریعۂ تار قبول کیا جاسکتا ہے یا ٹرین پر کسی پیام رساں کے ذریعے سے بھیجا جاسکتا ہے۔

لیکن جو طریقۂ قبول معینہ ہو اور ایجاب لہٗ اس سے انحراف کرتا ہو تو ایجاب کنندہ مجاز ہے کہ قبول کو کالعدم سمجھے۔

(Henshaw نے Eliason)[1] سے آٹا خریدنے کا ایجاب کیا اور درخواست کی کہ جواب اسی گاڑی سے دے دیا جائے جس سے ایجاب بھیجا گیا تھا۔ ہنشا نے قبولیت کا خط ڈاک گاڑی سے بھیجدیا اور خیال کیا کہ وہ اس طرح ایلیاسن کو جلدتر

---

[1] Eliason بنام Henshaw (4 Wheaton, 225)

پہنچ جائے گا۔ مگر وہ غلطی پر تھا اور عدالت عالیہ ممالک متحدہ (Supreme Court) نے طے کیا کہ ایلیاسن مجاز ہے کہ خریداری سے انکار کر دے۔

> قانون معاہدے کا یہ ناقابل تردید اصول ہے کہ کسی معاملے کا ایجاب ایک شخص کی جانب سے دوسرے کو پیش کیا جائے تو پہلے شخص پر کوئی وجوب عائد نہیں ہوتا تاآں کہ دوسرا شخص اس کو شرائط مندرجہ ایجاب کے مطابق قبول نہ کرے۔ اس اثنا میں اگر کوئی تعہد عاید کرایا گیا ہے [illegible] انحراف کر کے ایجاب کو [illegible] [illegible] ایجاب کنندہ [illegible] کرے۔

وقت معینہ میں قبول نہ ہونا

(ج) بعض وقت ایجاب کنندہ ایک وقت مقرر کر دیتے ہیں جس کے اندر ایجاب کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ وقت مقرر نہ کرنے کی صورت میں اکثر اس بات کا فیصلہ عدالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ معقول مدت کیا ہے جس کے اندر ایجاب کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ وقت مقرر کر دینے کی مثالیں بہ آسانی دستیاب ہوتی ہیں۔[1] "یہ ایجاب جمعہ ۱۲؍جون تک برقرار رہے گا" کے اعلان میں ایجاب کنندہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی وقت بھی تاریخ مقررہ تک اس کا استرداد کرے یا ایجاب کے استرداد نہ ہونے پر ایجاب کو قبول کرے۔ اس کے بعد ایجاب ساقط ہو جائے گا۔

ایک سال تک معینہ قیمت پر کسی خاص قسم کا اسباب مہیا کرنے کے لئے ایجاب[2] جس میں کسی شخص ثالث کے نام سکھاری ہوئی ایک ہنڈی کی ادائی کی ضمانت تاریخ امروزہ سے ایک سال تک کے لئے دی گئی ہو یہ ایسے ایجابات ہیں جن کو ایک صورت میں فرمائش کر کے اور دوسری صورت میں ہنڈیوں کے سکھار[illegible] سے معاہدوں میں مبدل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ایجاب [illegible] وقت [illegible]

---

[1] ڈکنسن بنام ڈاڈس (2 Ch D 463)

[2] G N R. CO. بنام Witham (L R 9 C P 16)

بجز ان فرمائشات کے جو دی جا چکی ہوں اور ہنڈیاں جو سکھاری جا چکی ہوں۔ بہر صورت وہ تاریخ ایجاب سے ایک سال ہونے پر ساقط ہو جائیں گے۔

کسی عہد کو جاری رکھنے کا عہد قابل پابندی بننے کے لئے بدل کا محتاج ہے اور اسی وقت قابل پابندی ہو سکتا ہے جب ایجاب کنندہ فریق کو ایجاب کے کھلا رکھنے میں کچھ فائدہ ہوتا ہو۔ ایسی صورت میں ایجاب لہٗ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حق اختیار (Option) خرید رہا ہے" یعنے ایجاب کنندہ ایک بدل کے معاوضے میں جو عموماً رقمی ادائی ہوتا ہے' اپنے آپ کو اس بات کا پابند کر لیتا ہے کہ ایک معینہ تاریخ تک ایجاب کا استرداد نہ کرے۔ ایسی صورت میں ایجاب کنندہ اپنے عہد کے باعث حق استرداد ایجاب کے استعمال سے اپنے آپ کو باز رکھتا ہے۔ لیکن اگر اسے کوئی بدل ایجاب کو کھلا رکھنے کے لئے نہ وصول ہوا ہو تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ "آپ اسے فلاں وقت تک قبول کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ اس اثنا میں میں ایجاب کو مسترد کروں"

ایسے ایجاب کی مثال جس میں معقول وقت گزر گیا ہو (Ramsgate Hotel co) بنام (Montefiore)[1] میں ملتی ہے۔ مونٹ فیور نے بذریعۂ خط مورخہ ۲۸ جون کمپنی مذکور کے حصص خریدنے کا ایجاب کیا۔ اسے ۲۳ نومبر تک کوئی جواب نہ ملا اب اسے منظوری حصص کی اطلاع دی گئی۔ اس نے انھیں قبول کرنے سے انکار کیا اور طے کیا گیا کہ اس کا ایجاب اس وجہ سے منقضی ہو گیا کہ کمپنی نے اسے اطلاع دینے میں تاخیر کی۔

استرداد

(۱) ایجاب قبول سے پہلے ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔

(۲) ایجاب قبول کے بعد ناقابل استرداد ہو جاتا ہے۔

(۲) پہلے قاعدے کی مثال Offord بنام Davies[2] میں ملتی ہے

---

[1] L. R. I Exch 109

[2] 12 C B N.S 748

ڈیویز کمپنی نے مدعی سے ایک تحریری ایجاب کیا کہ اگر مدعی ایک دوسری فرم کے ہنڈیاں سکھارے تو وہ (مسز ڈیویز) بارہ مہینے تک چھے سو پونڈ کی ادائی کی حدتک ضمانت دیتے ہیں۔

(Offord) نے چند ہنڈیاں سکھاریں اور مناسب ادائی عمل میں آئی۔ لیکن بارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے مسز ڈیویز (ضامنوں) نے اپنا ایجاب مسترد کر دیا اور اعلان کیا کہ اب وہ مزید ہنڈیوں کے ضامن نہیں ہیں افارڈ پھر بھی ہنڈی سکھاتا رہا مگر ان کی ادائی عمل میں نہیں آئی۔ پھر اس نے مسز ڈیویز پر نالش دائر کی۔ طے ہوا کہ استرداد اس مقدمے میں درست جواب دہی ہے۔ بینہ ضمانت ایک ایجاب تھا جس کی میعاد ایک سال تھی جس میں افعال کا عہد اور سکھارنے کی ضمانت تھی ہر سکھارنے سے ایجاب اس حدتک عہد میں مبدل ہوتا جاتا تھا۔ مگر پورا ایجاب کسی وقت بھی مسترد کر لیا جاسکتا تھا بجز ان کے سکھارنے کے جو استرداد کی اطلاع سے قبل کی گئی ہوں[1]۔

(۲) قاعدے کی توضیح (G.N Ry Co بنام (Witham) میں ملتی ہے جو اسی نوعیت کا معاملہ تھا۔ کمپنی نے بذریعۂ اشتہار ایک ٹنڈر طلب کیا کہ اسے یکم نومبر ۱۸۷۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۸۷۲ء تک جس قسم کے فولادی اشیا مطلوب ہوں وہ مہیا کئے جائیں وٹھام نے ٹنڈر بھیجا کہ وہ مطلوبہ اشیا بینہ شرائط پر اس مقدار میں مہیا کرے گا جس کی کمپنی "وقتاً فوقتاً فرمائش دے"۔ کمپنی نے یہ ٹنڈر منظور کر لیا۔ مگر وٹھام نے کچھ عرصے بعد فرمائشوں کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ کمپنی نے اس پر ایک فرمائش کی جو دی جاچکی تھی عدم تعمیل کا مقدمہ دائر کیا۔ اور طے ہوا کہ وٹھام ذمہ دار ہے۔ فریقین کے حقیقی تعلقات کا معلوم کرنا اہمیت رکھتا ہے کمپنی نے اشتہار دے کر

---

[1] یہ معلوم رہے کہ مقدمہ افارڈ بنام ڈیویز کے فیصلے میں اور نیز اس سے کس حدتک کم گریٹ ناردن ریلوے کمپنی بنام وٹھام میں لفظ "عہد" کو "ایجاب عہد" کے معنوں میں برتا گیا ہے۔ ایک قابل استرداد ہمارے قانون میں نہیں پایا جاتا۔ معاہدہ کالعدم ممکن الانفساخ یا ناقابل نفاذ ہوسکتا ہے اگر انعقاد معاہدہ میں خامیاں رہ گئی ہوں یہ اس کا اختتام کسی واقعۂ مابعد کے ذریعے ہوسکتا ہے۔ لیکن عہد خواہ وہ قابل نالش ہو یا نہ ہو معاہد کی مرضی سے مسترد نہیں ہوسکتا۔

فولاد کے تمام تاجروں کو ٹنڈر بھیجنے کی خواہش کی۔ یعنے ان سے کہا کہ وہ اپنے شرائط پیش کریں۔ جس پر وہ ایجاب کرنے پر آمادہ ہیں۔ وٹھام نے ایک ایجاب کے شرائط پیش کئے جو اس سال والے بارہ مہینوں میں کسی ایک یا زاید اوقات میں قبول کر لیا جا سکتا تھا۔ قبولِ ٹنڈر سے معاہدہ نہیں ہو گیا۔ بلکہ وہ صرف کمپنی کی جانب سے اس بات کی اطلاع تھی کہ وہ وٹھام کے ٹنڈر کو ایک ایسا ایجاب خیال کرتے ہیں جسے وہ حسب ضرورت و موقع اشیائے مہیا شدنی کے متعلق بطور ایک امر کاروباری کے قبول کرنے پر آمادہ ہیں کمپنی اس بات کی پابند نہ تھی کہ فولاد کی فرمائش دے۔ اور اگرچہ عدالت نے اس نقطے پر رائے زنی نہیں کی مگر یہ احتمال ہے کہ وٹھام کسی وقت بھی فرمائش آنے سے قبل کمپنی کو نوٹس دے کر اپنا ایجاب رد کر سکتا تھا۔ (بجز اس کے کہ کوئی ایسا بدل دیا جائے جیسے کمپنی کا یہ عہد کہ وہ کسی اور سے فولاد نہیں خریدے گی جس سے وہ پابند ہوتا کہ بارہ مہینے تک اس ایجاب کو رد نہ کرے) اگر چہ فرمائش وٹھام کے ایجاب قائمہ کا قبول تھی اور اسے ہر فرمائش فولاد مہیا کرنے پر پابند کرتی تھی۔ ۳۱ اکتوبر ۱۸۷۱ء کے بعد آئی ہوئی فرمائش معینہ وقت کے بعد کی قبولیت ہوگی اور بے اثر۔

اس قسم کے مقدمات میں بہت کچھ دار و مدار ٹنڈر کی طلب پیشکش اور قبولیت کی اسی صورت پر منحصر ہوتا ہے جسے فریقین اختیار کریں اور اسی باعث سے ان کے متعلق عدالتی فیصلوں میں بعض وقت تطبیق مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ٹنڈر کی قبولیت سے جو قانونی تعلقات پیدا ہوتے ہیں ان کو جج اٹکن نے یوں تقسیم و مرتب کیا ہے:-

> سال بھر سے زیادہ کے ضروریات مہیا کرانے والے بڑے
> ادارات کے لئے یہ بات بالکل عام ہے کہ وہ ٹنڈر طلب
> کرتی اور حاصل کرتی ہیں اور بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ قبولیت
> کے ساتھ ٹنڈر کی نوعیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ فرم کو معاہدہ
> کرنا پڑتا ہے جس کی رو سے کہ تمام معینہ سامان

له فورڈ بنام ویتھم سنہ ۱۹ (I K B 690)

ٹله پری وال لمیٹڈ بنام L C C ([illegible] I K B ON)

ٹھیکہ دار سے خریدنے کا معاملہ ہاتھ میں لیتا ہے اس کے برخلاف یہ بات معلوم ہے کہ یہ ٹنڈر اکثر اس صورت میں ہوتے ہیں کہ مشتری اس کا پابند نہیں ہوتا کہ ٹنڈر پیش کنندہ کو کوئی فرمائش دے دوسرے الفاظ میں ٹھیکہ دار ایجاب کرتا ہے کہ وہ اسباب ایک نرخ پر مہیا کرے گا۔ اور اگر مشتری اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مدت مقررہ میں اسے اسباب کی کوئی فرمائش دے۔ تو ٹھیکہ دار پر اس بات کا وجوب ہوتا ہے کہ وہ فرمائش کے مطابق اسباب مہیا کرے۔ اور ماسوا اس کے کوئی فریق پابند نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ ایک بین بین معاہدہ بھی ہے جو منعقد ہو سکتا ہے۔ اس میں اگرچہ فریقین کسی مقدار معینہ کے پابند نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے آپ کو اس بات کا پابند کرتے ہیں کہ وہ تمام اسباب جن کی واقعی ضرورت ہو خریدا جائے گا اور ان کی قیمت ادا کی جائے گی۔ بے شبہ اگر اس قسم کا معاہدہ ہو وہ قابل پابندی معاہدہ ہے اور مشتری معاہدہ شکنی کا مرتکب ہوگا اگر اسے فی الواقع چند اشیائے مندرجہ ٹنڈر کی ضرورت ہو اور وہ انھیں ٹنڈر پیش کنندہ سے نہ خریدے"

ایجاب مہری ناقابل استرداد ہے

اس عام قاعدے کا کہ ایجاب کا استرداد ہو سکتا ہے ایک استثنا ہے یعنے ایجاب مہری کہا جاتا ہے کہ اس کا استرداد نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ باوجود اس کی اطلاع ایجاب لہ کو نہ دینے کے وہ اس بات کے لئے برقرار رہتا ہے کہ اس کے وجود سے آگاہ ہونے پر اسے قبول کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عطیۂ مہری (گرانٹ انڈر سیل) معطی اور ان لوگوں کے لئے

لہ Garnons Doe d سنہ ۱۹۲۲ 71 B & C 5 ,Macedo --Knight سنہ Stroud

L A.C 330 سنہ ۱۹۲۲

قابل پابندی ہوتا ہے جو عطی کے تحت دعوے دار ہوتے ہوں خواہ اس کی اطلاع معطی لہٗ کو دی ہی نہ گئی ہو، صرف شرط یہ ہے کہ دستاویز کی تفویض[1] عمل میں آگئی ہو اور یہ سمجھا جائے گا کہ ایجاب بذریعہ دستاویز کی بھی یہی حیثیت ہے۔ ایجاب کنندہ پابند ہے لیکن ایجاب لہٗ کے لئے ایجاب سے استفادہ کرنا ضروری نہیں جب تک وہ نہ چاہے وہ اس سے انکار کر سکتا ہے اور وہ اس طرح بے اثر ہو سکتا ہے۔

اس قسم کے مقدمے میں حالت غیر یکساں ہے۔ فی الحقیقت وہ جدید تحلیل معاہدہ سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ معاہدے سے مراد یہ ہے کہ کم از کم دو فریق کسی مشترکہ ارادے کا اظہار کریں جس سے ایک یا دونوں کے دلوں میں توقعات پیدا ہوں۔

ایجاب مہری ایک بیان حقیقت (Factum) ہے اور ایک ایسی چیز ہے جسے واپس نہیں لیا جا سکتا اور اس کا ایجاب کنندہ اسی حالت میں ہوتا ہے جس میں وہ شخص جو اپنا ایجاب واپس نہیں لے سکتا یا ایک مشروط عہد جو عمل میں آنے کے لئے معاہد لہ کی منظوری کا محتاج ہوتا ہے۔[2]

استرداد کی اطلاع ضروری ہے

یہ بیان کرنا باقی ہے کہ استرداد کو (جس سے انقضا (Lapse) کو ممیز کرنا چاہیے) نافذ اور موثر بنانے کے لئے اطلاع ضروری ہے۔ قبولیت کی صورت میں ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اس وقت نافذ اور معاہدہ منعقد ہوتا ہے جب ایجاب لہٗ قبول کے ذریعے سے وہ کام کرتا ہے جسے ایجاب کنندہ نے صراحتہً یا معناً کافی قرار دیا تھا خط کو ڈاک میں ڈالا یا کسی فعل کا کرنا قبولیت کا مرادف ہو سکتا اور معاہدے کو منعقد کر سکتا ہے یہ سوال لازماً پیدا ہوگا کہ آیا استرداد کی اطلاع بھی اسی طرح خط استرداد کو ڈاک میں ڈال کر یا اس شئے کو بیع کر کے

---

[1] تفویض دستاویز سے یہ ضروری نہیں کہ وہ معاہدے کے فریق دیگر کے حوالے کر دی جائے (دیکھو نیچے باب ۴ فصل ۲)

[2] زیناس (Xenos) بنام وکھام میں جو ایجاب مہر کے ناقابل استرداد ہونے کی تائید میں اکثر پیش کیا جاتا ہے دراصل ایک معاہدہ موجود تھا جو پہلے فریقین میں ہو چکا تھا۔

جس کی خرید کا ایجاب ہوا تھا دی جا سکتی ہے؟

اس کا جواب (دو مقدمات متذکرۂ مابعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے) یہ ہوگا کہ استرداد ایجاب کی اطلاع اس وقت تک نہیں سمجھی جائے گی جب تک کہ ایجاب لۂ کے مسلم تک نہ پہنچا ئی جائے' اس مسئلے میں قاعدہ قانونی کا تصفیہ (Byrne) بنام (Von Tienhoven)[1] میں کیا گیا ہے۔ مدعی علیہ نے کارڈف سے خط مورخہ یکم اکتوبر کے ذریعے سے مدعی سے جو نیویارک میں تھا ایک ایجاب کیا اور جواب بذریعہ تار طلب کیا۔ مدعی کو ایجاب ۱۱ تاریخ کو وصول ہوا اور اس نے فوراً طریقۂ مطلوبہ میں اسے قبول کر لیا ۸ تاریخ کو مدعی علیہ نے استردادِ ایجاب کا خط ڈاک میں ڈالا تھا۔

جج لنڈلے کی رائے میں دو سوالات پیدا ہوئے (۱) کیا اطلاع ہونے سے پہلے استرداد کا کوئی اثر ہے؟ (۲) کیا خط استرداد کو ڈاک میں ڈالنا اس شخص کی اطلاع یابی کے مرادف سمجھا جائے گا جس کے نام وہ خط لکھا گیا ہے؟

اس نے طے کیا کہ (۱) استرداد اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی اطلاع نہ دے دی جائے۔ (۲) اور یہ کہ ایجاب کو واپس لینے کی اطلاع محض خط کو ڈاک میں ڈال دینے سے نہیں ہوئی اور یہ کہ اسی بنا پر (بذریعۂ خط کی ہوئی) قبولیت پر محض اس واقعے سے کوئی اثر نہیں پڑتا کہ خط استرداد راستے میں ہے۔ اس نے بتلایا ہے کہ کوئی اور فیصلہ کرنے سے کیا مشکلات پیدا ہوں گے:۔

> اگر مدعی علیہ کا استدلال تسلیم کر لیا جائے تو کوئی شخص جس نے
> ایک ایجاب وصول کر کے بذریعۂ خط اسے قبول کیا تھا
> اپنی حیثیت کو اس وقت تک معلوم نہ کر سکے گا جب تک کہ
> وہ اتنا عرصہ انتظار نہ کرلے جس میں اسے یقین ہو جائے کہ
> اس کے قبول سے پہلے کوئی خط استرداد ڈاک میں نہیں
> ڈالا گیا۔ میری رائے میں قانون اصول اور عملی سہولت
> ہر دو کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ شخص جس نے

[1] 5 C. P. D. 344

کسی ایجاب کو قبول کیا ہے اور جسے اس کے استرداد کا
علم نہیں اس حیثیت میں ہو کہ وہ یہ سمجھ کر کوئی فعل کر سکے کہ
ایجاب وقبول سے ایک معاہدہ منعقد ہوتا ہے جس کے
فریقین پابند ہوں گے"

مقدمۂ ہنتھارن بنام فریزر[1] جو عدالت مرافعہ میں فیصل ہوا اس قاعدے کو ان مقدمات تک وسعت دیتا ہے جن میں تحریری ایجاب دست بدست حوالے کیا گیا اور بذریعہ خط قبولیت عمل میں آئی۔ لارڈ ہرشل اس میں کہتا ہے:-

"جس اصول پر یہ طے کیا گیا کہ ایجاب کا قبول اس کو
ڈاک میں ڈالنے سے مکمل ہو جاتا ہے اس کا اطلاق
میری رائے میں ایجاب استرداد یا ترمیم پر متعلق
نہیں ہو سکتا۔ یہ اس سے زیادہ موثر نہیں جتنا جو ایجاب
بجز اس کے کہ ان کی اطلاع شخص ایجاب لہ کو پہنچ جائے"

یہی اصول کزنس بنام سٹی آف لنڈن اینڈ مڈلینڈ بینک[2] میں بھی نظر آتا ہے ایک چک کی ادائی بذریعہ تار روک دی گئی تھی جو کہ ملازمین بنک کی غفلت کے باعث منیجر کی اطلاع میں اس وقت تک نہ آسکی جب تک کہ چک ادا نہ ہوگئی۔ یہ طے کیا گیا کہ تار ادائی کو روکنے میں غیر موثر تھا۔

اس قاعدے کے خلاف نظائر

ڈکنسن بنام ڈاڈس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر ایجاب اس بات کا ایجاب ہے کہ جائداد بیع کی جائے تو اس کا استرداد صرف یہ کرنے سے ہو جاتا ہے کہ جائداد کسی شخص ثالث کو بیع کردی جائے اور ایجاب لہ کو اطلاع تک نہ دی جائے۔

یہ مقدمہ[3] اس لئے دائر کیا گیا تھا کہ حالات مندرجۂ ذیل کے باعث معاہدے کی

[1] ۱۸۹۲ (2 ch 27)
[2] ۱۹۰۸ (I K. B 291)
[3] ڈکنسن بنام ڈاڈس (2 ch D 463)

تعمیل مختص کرائی جائے۔ ۱۰ / جون ۱۸۷۴ء کو ڈاڈس نے ڈکنسن کو اس مضمون کی تحریری یادداشت دی کہ "میں بذریعۂ ہذا مسٹر جارج ڈکنسن کو اپنے مملوکہ تمام مکانات سکونتی، اراضی باغ۔ اصطبل اور ان کے بیرونی عمارتی حصے جو کروفٹ میں واقع ہیں مبلغ آٹھ سو پونڈ میں بیع کرنے کا معاملہ کرتا ہوں بطور شہادت میں یہ بتاریخ ۱۰ / جون ۱۸۷۴ء (لکھ کر) حوالے کرتا ہوں۔ شرح دستخط جان ڈاڈس۔

۸ ۸ پ نوٹ۔ یہ ایجاب آیندہ جمعے کے نو بجے صبح تک باقی رہے گا۔ ج ڈ (بارھویں) ۱۲ / جون ۱۸۷۴ء۔ شرح دستخط ج ڈاڈس "

گیارھویں جون کو اس نے تمام جائداد ڈکنسن کو اطلاع دئے بغیر کسی اور شخص کے ہاتھ بیع کر دی فی الواقع ڈکنسن کو بیع کی اطلاع دی گئی تھی گو کسی ایسے شخص نے نہیں دی تھی جو ڈاڈس کے زیر حکم کام کرتا ہو۔ اس نے بیع کے بعد مگر ۱۲ / تاریخ صبح کے نو بجے سے پہلے اطلاع دی کہ اس نے ایجاب بیع کو قبول کیا اور نالش کی کہ تعمیل مختص کرائی جائے اور کہا کہ معاہدہ ہو چکا تھا۔

عدالت مرتبہ نے طے کیا کہ کوئی معاہدہ موجود نہ تھا۔ جیمس (L.J.) نے بتایا کہ ایجاب کو کھلا رکھنے کا عہد پابندی عاید نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ ایجاب کے پوری طرح قبول ہونے سے قبل ہر فریق پوری طرح آزاد ہے اس نے یہ بھی کہا کہ:۔

> یہ کہا گیا ہے کہ وہ واحد طریقہ جس سے ڈاڈس اس آزادی کا ادعا کر سکتا تھا۔ یہ تھا کہ وہ ڈکنسن سے فی الواقع اور وضاحت کے ساتھ کہتا کہ "میں اب اپنے ایجاب کو مسترد کرتا ہوں" یہ سمجھنے کی نہ کوئی سند ہے۔ نہ کوئی اصول کہ ایجاب کے استرداد کو واقع اور صریح ہونا چاہئے یعنی وہ چیز جسے واپس لے لینا (Retraction) کہتے ہیں معاہدہ ہونے کے لئے یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ فریقین ایک خاص لمحہ میں متحد الخیال رہے ہوں یعنے ایجاب لمحۂ قبول تک جاری رہا ہو۔ اگر ایسا ایجاب جاری نہ تھا تو قبول بے اثر ہے۔ بے شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص

کسی نہ کسی طرح اس بات کا پابند ہو کہ دوسرے کو
اطلاع دے کہ اس کی رائے ایجاب کے متعلق بدل گئی
ہے۔ مگر اس مقدمے میں ناقابلِ تردید طور پر مدعی جانتا
تھا کہ ڈاڈس اب اس کے ہاتھ جائداد بیع کرنے کے
خیال کو بدل چکا ہے اور یہ علم اتنا ہی واضح اور صاف
تھا کہ گویا ڈاڈس ہی نے اس سے ان الفاظ میں کہا ہو کہ
میں ایجاب واپس لیتا ہوں۔

جہاں تک اس اقتباس کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ ایجاب کا استرداد بلا علم ایجاب لہٗ ہو تو وہ ایجاب لہٗ کے مدت مقررہ کے اندر قبول کر لینے کی صورت میں مفید ہو سکتا ہے۔ مگر یہ یقین کرنا چاہیئے کہ بعد کے فیصلوں نے اسے منسوخ کر دیا مگر فاضل ججوں کی رائے مقدمہ ڈکنسن بنام ڈاڈس میں بہت کچھ گنجائش یہ سمجھنے کی رکھتی ہے کہ انھوں نے ایجاب لہٗ کی واقفیت کے واقعے کو پوری طرح واتفاقی سوال قرار دیا اور مطمئن ہو گئے کہ مقدمۂ زیر بحث میں قبول کے وقت کافی علم تھا کہ ایجاب واپس لے لیا جا چکا ہے۔

مگر کیا ہم یہ قرار دے سکتے ہیں کہ استرداد کے متعلق ایجاب کنندہ کا ارادہ خواہ کسی ذریعے سے ایجاب لہٗ کو معلوم ہو وہ استرداد کی درست اطلاع ہے؟ فرض کرو کہ ایک تاجر کو ایک دور و دراز رہنے والے شخص کے پاس سے (بذریعۂ خط) تحویل اسباب کا ایجاب وصول ہوا اور چند روز کے اندر جواب دینے کی مہلت دی گئی تھی۔ اس اثنا میں ایک غیر مجاز شخص اس سے کہتا ہے کہ ایجاب کنندہ نے اسباب فروخت کر دیا یا دوسرے کے لئے عہد کر لیا۔ اسے اب کیا کرنا چاہیئے؟ خبر رساں سچا ہو سکتا ہے اور اسی لئے اگر اس نے ایجاب کو قبول کیا تو قبولیت لایعنی ہو گی۔ اسی طرح ممکن ہے کہ خبر رساں نے محض افواہ پہنچائی ہو یا وہ کوئی مفسد ہو اور اگر ایسی سند پر وہ قبولیت سے باز رہے تو ممکن ہے اچھا معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے۔

یہ وہ حقیقی دشواری ہے جو ڈکنسن بنام ڈاڈس نے پیدا کی۔ یہ اس صورت میں تو بالکل سند نہیں جب اس استرداد کو صحیح قرار دیا جائے جس کی اطلاع نہ ہوئی ہو

البتہ ایک غیر ذمہ دارانہ اطلاع استرداد کا اثر ایجاب لہٗ کے حقوق پر کیا ہوگا۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ جواب غالباً یہ ہوگا کہ جس ایجاب کنندہ نے بلا اطلاع ایجاب لہٗ استرداد ایجاب کر لیا ہے۔ اسے یہ بتانا ہوگا کہ ایجاب لہٗ کو ایک قابل اعتماد ذریعے سے اس بات کی اطلاع تھی کہ ایجاب مسترد کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ عدالت ہر مقدمے کو اس کے حالات پیش شدہ کے لحاظ سے فیصل کرے گی، اس امر کی کہ ڈکنسن بنام ڈاڈس کا یہی منشا ہے تائید ایک بعد کے مقدمے (Cartwright) بنام (Hoogstoel)[1] سے ہوتی ہے جس کے واقعات بھی قریب قریب یکساں تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ دوسرا مقدمہ ہے جس میں اس مسئلے پر غور کیا گیا۔

اب دو قسم کے قاعدوں پر بحث کرنا ہے جن کا منشا یہ ہے کہ ایجاب و قبول سے اگر قانونی اثرات پیدا کرنا مقصود ہوں تو انھیں محکم اور غیر مشتبہ ہونا چاہئے۔

فصل ہفتم

ایجاب کا منشا اور ساتھ ہی اس میں صلاحیت قانونی رشتہ پیدا کرنے کی ہو۔

اگر ایجاب کو بذریعۂ قبول قابل پابندی بنانا ہو تو ایجاب قانونی نتائج کا خیال رکھ کر کیا جانا چاہئے۔ اثنائے گفتگو میں محض اظہار ارادے سے کوئی قابل پابندی عہد نہیں پیدا ہوتا اگرچہ اس پر وہ فریق عمل بھی کرے جس سے اس کا اظہار کیا گیا تھا۔ ایک قدیم مقدمے[2] میں مدعی علیہ نے اثنائے گفتگو میں مدعی سے کہا کہ وہ اس شخص کو سو پونڈ دے جو اس کی منظوری سے اس کی لڑکی سے شادی کرے۔ مدعی نے مدعی علیہ کی منظوری سے اس کی لڑکی سے شادی کی اور بعد میں مبینہ عہد کی بنا پر

---

[1] (105 L T. 628)

[2] (N y, II) Tybald بنام Weeks

نالش دائر کی۔ قرار دیا گیا کوئی معقول بات نہیں کہ مدعی علیہ ان عام الفاظ کا پابند ہو جو اس نے خواستگاروں کی ترغیب کے لئے کہے تھے۔"[1]

بعض وقت نوعیت معاملہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی قابل پابندی معاہدے کے کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ یہی حیثیت تفریح کی قرار دادوں اور ان معاملات کی ہے جن کی نوعیت خود بناتی ہے کہ ان کو کاروباری معاملات نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ہم ہر حالت میں معاہدہ قرار نہ دینے کی یہ وجہ نہیں بیان کر سکتے کہ ان کی رقمی قیمت مقرر نہیں کی جاسکتی کسی ڈنر کی دعوت یا کسی کرکٹ میچ میں شرکت کو قبول کرنا یا کسی شوہر کا اپنی بیوی سے یہ وعدہ کرنا کہ اس کو مصارف خانہ داری کے لئے اتنی رقم ہر ہفتے دیا کرے گا یہ اس طرح کی قرار دادیں ہیں جن میں فریقین اپنے قول کو پورا کرنے کے لئے مصارف برداشت کر سکتے ہیں اور وعدہ خلافی سے جو نقصان پہنچے وہ بھی متعین ہو سکتا ہے۔ مگر عدالتیں غالباً قرار دیں گی کہ چونکہ فریقین کا ارادہ کوئی قانونی رشتہ پیدا کرنا نہ تھا اس لئے کوئی نالش نہیں ہو سکتی۔

روز اینڈ فرانک بنام کرامپٹن[2] ایک مختلف اور مستثنیٰ قسم کا مقدمہ ہے جس میں ایک کاروباری معاملے کے فریقین نے عمداً یہ قرار دیا کہ ان کا ارادہ قانونی وجوہات میں پڑنے کا بالکل نہیں۔ مدعی علیہم (جو ایک برطانوی صنعتی فرم تھی) چند سال سے مدعیوں سے (جو ایک امریکن فرم تھی) کاروباری معاملات کر رہے تھے۔ ایک دستاویز تیار کی گئی جس میں فی الحقیقت یہ انتظام کیا گیا کہ مدعی امریکا میں مدعی علیہم کے اسباب کو واحد بیع کرنے والے بن جائے۔ اس میں انصرام کاروبار کے تفصیلی انتظامات درج تھے اور بنایا گیا تھا کہ "اس انتظام کے کرنے یا اس یادداشت کے لکھنے کا منشا باضابطہ یا قانونی معاملہ نہیں ہے اور اس کی بنا پر امریکا یا انگلستان کی عدالتوں میں مقدمہ نہیں دائر کیا جائے گا"۔ ایک جھگڑا پیدا ہوا اور مدعی علیہم نے بلا اطلاع اور خلاف شرائط معاملہ ختم کر دیا اور چند تکمیل طلب فرمائشوں کی سربراہی سے

---

[1] بالفور بنام بالفور ۱۹۱۹ء (2k B571)

[2] ۱۹۲۵ء (A C. 445)

انکار کیا۔ اس بنا پر مدعیوں نے ان کے خلاف معاہدہ شکنی اور عدم حوالگی مال کی نالش دائر کی۔ قرار پایا کہ دستاویز قانوناً قابل پابندی نہیں اور یہ کہ مدعیوں کو شرائط شکنی کا ہرجہ پانے کا استحقاق نہیں۔ البتہ اس کے تحت جو فرمائشیں قبول کی گئیں ان سے قابل پابندی معاہدے پیدا ہوں گے۔ اور یہ کہ ان کی حد تک عدم حوالگی پر وہ ہرجے کے مستحق ہیں۔

معاہدے کو وجود میں لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ فریقین مشترکہ ارادے سے قانونی وجوبات میں پڑنا چاہیں اور اس کی باہمی اطلاع صراحتہً یا معنًا دیں۔ ایسا ارادہ عام طور پر اس صورت میں مستنبط ہو جائے گا جب فریقین ایک ایسا معاملہ کریں جو اور سب طرح انعقاد معاہدہ کے متعلقہ قواعد قانونی کے مطابق ہوں۔ نوعیت عہد یا عہود سے اس کی معنًا نفی ہوتی ہے۔ جیسا کہ مہمانداری کے ایجاب و قبول کے مقدمے میں یا ایسے معاملے جو خاندانی زندگی سے متعلق ہوں جیسا کہ بالفور بنام بالفور میں ہوا۔ اگر ارادے کی معنًا نفی کیجا سکتی ہے تو صراحتہً اس کی بھی نفی ہو سکتی ہے۔ اس دستاویز میں بلحاظ مجموعی میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ فقرۂ زیر بحث سے صاف طور پر فریقین کے اس ارادے کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ ان امور کے متعلق جن پر رضامندی لکھی جا رہی ہے ہرگز قانونی وجوبات پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ ہم نے اس سے قبل ایسے فقرے نہیں دیکھے مگر میری رائے میں یہ ضروری نہیں کہ کاروباری لوگوں کے اس فعل کو بے معنی قرار دیا جائے کہ اپنے کاروباری تعلقات کے متعلق

سلہ Atkm, L.J., 2k. B. 293 ۱۹۲۳

باہمی عہود کے ذریعے سے (جو قانونی وجوبات سے
بہت کم درجے کے ہیں) انتظامات کریں اور ذاتی اعتبار
یا جانبین کے مفاد یا دونوں حیثیتوں پر اعتماد کریں۔"

ایجاب میں قانونی رشتوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے فریقین کو چاہئے کہ اپنا معاہدہ آپ کریں۔ عدالت شرائط غیر معینہ یا مبہم سے کوئی معاہدہ نہیں تصور کرے گی۔ زید نے بکر سے ایک گھوڑا خریدا اور عہد کیا کہ[1] "اگر گھوڑا اسے مبارک ثابت ہوا تو وہ مزید پانچ پونڈ دے گا یا ایک اور گھوڑا خریدے گا" قرار دیا گیا کہ اس قسم کا عہد بہت مذبذب اور مبہم ہے جس پر عدالت غور نہیں کر سکتی۔

زید نے بکر سے اقرار کیا کہ[2] وہ ایک کاروبار سے جہاں تک قانون اجازت دیتا ہے پوری طرح علیحدہ ہو جائے گا۔ قرار دیا گیا کہ فریقین اپنے اقرار کی حد مقرر کریں اور یہ کام عدالت پر نہ چھوڑیں کہ وہ ان میں معاملہ کرائے۔

زید نے بکر سے معاہدہ کیا اور عہد کیا کہ[3] "اگر آپ اچھے گاہک ثابت ہوئے تو وہ اس درخواست تجدید معاہدہ پر[4] مناسب غور کرے گا" قرار دیا گیا کہ ان الفاظ میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے قانونی وجوب پیدا ہو۔

زید نے بکر سے تار پر گفت و شنید کی اور غلطی سے الفاظ میں کفایت برتنے کے باعث فریقین میں قیام معاہدہ کے متعلق اختلاف پیدا ہوا[5]۔ یہاں معاہدے پر بھروسہ کرنے والا فریق ہار جائے گا کیونکہ عدالت اس سوال کو نہیں معین کرے گی جسے فریقین کو مشتبہ حالت میں نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔

---

[1] Guthing بنام Lynn (2 B & A d. 232)

[2] ڈیویز بنام ڈیویز (66 ch D. 54)

[3] Montreal Gas Co. بنام Vasey سنہ ۱۹۰۰ (A.C 545)

[4] ظلیک بنام ویمس سنہ ۱۹۰۱ (A.C 176)

[5] Miles بنام Haselhurst (2 Com. Cas. 88)

فصل ہشتم

قبول قطعی اور شرائط ایجاب کے مطابق ہو



قبول کی ناقص صورتیں۔

اگر معاہدہ کرنا ہے تو ایجاب لہٗ کا ارادہ اس طور پر ظاہر ہونا چاہیے کہ واقعۂ قبول یا شرائط ایجاب و قبول میں تطابق کے متعلق شک و شبہ کی کوئی گنجایش نہ رہے۔

وہ مشکلات جو اس بات کا یقین کرنے میں پیدا ہوں کہ کوئی قبول مکمل ہے یا نہیں، تین قسم کی ہوسکتی ہیں۔ بینۂ قبول (۱) انکار یا ایجاب مقابل (Counter-offer) یا مجوزہ معاملے کے متعلق محض اظہار واقعہ ہوسکتا ہے یا (۲) بہ اضافہ یا تبدیلی شرائط قبول ہوسکتا ہے یا (۳) عام نوعیت کا قبول ہوسکتا ہے جس کے شرائط کا بعد میں تعین و تحقیق کیا جائے۔

(۱) مقدمہ (Hyde) بنام (Wrench)[۱] میں زید نے بکر کے ہاتھ ایک کھیت ہزار پونڈ میں بیع کرنے کا ایجاب کیا۔ بکر نے کہا کہ وہ (۹۵۰) پونڈ دیگا۔ زید نے انکار کیا تب بکر نے کہا وہ ہزار ہی پونڈ دے گا۔ اور جب زید نے سابقہ ایجاب پر باقی رہنے سے انکار کیا تو بکر نے بینہ معاہدے کی تعمیل مختص کا دعویٰ دائر کیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ پانچ سو نوے پونڈ میں خریدنے کا ایجاب جو ہزار پونڈ میں بیچنے کے ایجاب کے جواب میں کیا گیا در اصل ایک انکار تھا جس کے ساتھ ایک ایجاب مقابل کیا گیا تھا۔

ایجاب جس سے ایک بار انکار کر دیا جائے ختم ہو جاتا ہے[۲]۔ اور قبول نہیں کیا جا سکتا بجز اس کے کہ تجدید عمل میں آئے۔ مگر صرف یہ دریافت کرنا کہ آیا ایجاب کنندہ اپنے شرائط میں ترمیم کرے گا، انکار کے مرادف ہونا ضروری نہیں۔

---

[۱] 3 Beav 334

[۲] Slevenson بنام Mc Lean (5Q B.D 346)

بارو سے بنام فے سیؔ [1] جو پریوی کونسل میں طے ہوا اس میں ایجاب مقابل عمل میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ ایک اظہار ثمن تھا جسے ہونے والے قبول کنندہ نے بطور ایجاب پیش کرنا پسند کیا۔ بکر نے زید کو تار دیا کیا آپ ہمیں بمپر ہال پن بیع کریں گے۔ کم ترین نقد نرخ کا تار دیجئے۔ جواب کے مصارف ادا کئے گئے ہیں۔" زید نے تار پر جواب دیا "کم ترین نرخ بمپر ہال پن نو سو پونڈ ہے۔" بکر نے تار دیا "ہم بمپر ہال پن آپ کے مطلوبہ نو سو پونڈ پر خرید نے کا معاملہ کرتے ہیں۔"

کمیٹی نے بتایا کہ بکر کے پہلے تار میں دو باتیں دریافت کی گئی تھیں۔ (۱) کیا زید بیع کرنے پر آمادہ ہے (۲) کم ترین نرخ اور یہ کہ الفاظ "تار دیجئے" صرف دوسرے سوال سے متعلق ہیں۔ قرار دیا گیا کہ معاہدہ نہیں ہوا اور یہ کہ زید کم ترین نرخ جائداد بتاتے ہوئے کوئی ایجاب نہیں کر رہا تھا بلکہ خبر دے رہا تھا اور یہ کہ تیسرا تار بکر کی جانب سے ایجاب تھا۔ مگر کے اسے قبول تعبیر کرنے سے ایجاب کی حیثیت نہیں بدلتی اور یہ کہ یہ ایجاب قبول نہیں کیا گیا۔

ہمیں شبہ ہوسکتا ہے کہ آیا جوڈیشل کمیٹی نے فریقین کے تاروں کو بہت محدود معنوں میں لیا۔ مگر اصول مقدمہ بے شبہ درست ہے یعنی کوئی شخص غیر پیش شدہ ایجاب کو قبول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ بھی قرار دیا گیا کہ کوئی شخص اس ایجاب کا پابند نہیں ہے جو ایجاب لہٗ تار بابو کی غلط ترسیل کے باعث مبدلہ صورت میں قبول کرے۔ ڈاک خانہ مجاز نہیں کہ کوئی اور چیز بجز اس پیام کے روانہ کرے جو دیا گیا تھا۔

(۲) قبول ایجاب سے ایسے شرایط پیدا ہو سکتے ہیں جو ایجاب میں نہ تھے ایسے حالات میں کوئی عہد نہیں ہوتا کیونکہ ایجاب لہٗ فی الحقیقت ایجاب قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اور اپنا ایک ایجاب مقابل پیش کرتا ہے۔

مقدمہ جونس بنام ڈانیل [2] میں زید نے ایک جائداد کے لئے جو بکر کی

---

[1] سنہ ۱۸۹۳ اے سی ۵۵۲

[2] سنہ ۱۸۹۳ (2ch. 332)

ملوک تھی (۱۰۵۴ء) پونڈ کا ایجاب کیا۔ اس ایجاب کو قبول کرتے ہوئے بکر نے خط قبول کے ساتھ ایک معاہدہ منسلک کیا کہ زید اس پر دستخط کرے۔ اس دستاویز میں مختلف شرائط متعلق ادائی پیشگی، تاریخ تکمیل اور ضروریات حقیت درج تھے حالانکہ ایجاب میں ان کا کوئی ذکر نہ تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ معاہدہ نہیں ہوا۔ اور یہ کہ یہ مناسب ہوگا کہ زید کو شرائط قبول کا اور بکر کو شرائط ایجاب کا پابند قرار دیا جائے۔

مقدمۂ کیننگ بنام فرکوہار بھی گو اصولاً اسی بنیاد پر طے ہوا ہے اگرچہ اتنی وضاحت کے ساتھ نہیں۔ مدعی علیہ کمپنی کے سامنے کیننگ نے زندگی کے بیمے کی تجویز پیش کی جو اسی پر بیمہ منظور ہو گئی جو کمپنی کے جواب میں درج تھی صرف شرط یہ تھی کہ "کوئی بیمہ موجود نہ ہوگا جب تک پریمیم ادا نہ ہو" پریمیم کی ادائی اور پالیسی کی ترتیب کے قبل کیننگ کو ایک سخت حادثہ پیش آیا۔ اور اسی بنا پر کمپنی نے پریمیم کے ٹنڈر کو قبول کرنے اور پالیسی جاری کرنے سے انکار کر دیا

قرار دیا گیا کہ کمپنی کا تجویز کو قبول کرنا در اصل ایک ایجاب مقابل تھا اور ذمہ داری میں حالات کے بدل جانے سے جو تبدیلی اس ایجاب مقابل اور پریمیم کے ٹنڈر کے ذریعے سے قبول میں پیش آئی اس کے باعث کمپنی کو حق پیدا ہو گیا کہ پالیسی جاری کرنے سے انکار کر دے۔

شرائط موجودہ کا ذکر درست ہے	(۲) جب کسی مقدمے میں ایجاب یا قبول نو عام الفاظ میں ظاہر کیا جائے لیکن ایک ایسے معاہدے کی امید ظاہر کی جائے جس میں فریقین کا ارادہ زیادہ صحت کے ساتھ

بیان کیا جائے تو ان میں یہ دیکھنا چاہئے کہ ایسے معاہدے کے شرائط موجودہ کا فریقین کو علم تھا یا وہ صرف زیر تجویز تھے۔ پہلی صورت میں ایجاب و قبول تحت اور مشمول مفصل شرائط و بیانات کے طے ہو جاتے ہیں۔ دوسری صورت میں قبولیت کی عمومیت انعقاد معاہدہ کی مانع ہوتی ہے۔

16 Q.B D.727

زمین خریدنے کا ایک زبانی ایجاب کیا گیا[1] ایجاب کنندہ سے کہا گیا کہ زمین کو چند مطبوعہ شرائط کے تحت خریدا جا سکتا ہے اور ایجاب جواب تک جاری تھا "ان شرائط اور تفصیلات کے تحت جو نقشے پر درج تھے" قبول کر لیا گیا۔ چونکہ ایجاب میں ان کا لحاظ رکھا گیا تھا اس لئے مکمل معاہدہ منعقد ہو گیا۔

زمین خریدنے کا ایک ایجاب کیا گیا[2] اور[3] اگر ایجاب قبول ہو جائے تو پیشگی کی ادائی اور رجسٹرار میں معاہدے پر دستخط" اسے قبول کر لیا گیا "تحت اس معاہدے کے جس پر رضامندی ظاہر کی گئی تھی" قبول میں صاف الفاظ میں شرائط معاہدہ مندرجہ ایجاب شامل تھے۔ اور ایک مکمل معاہدہ وقوع میں آ گیا۔

شرائط آئندہ کا ذکر جائز نہیں ہے

اس کے برخلاف کسی جائداد کی بیع کا ایجاب "تحت شرائط معاہدہ جو فریقین کے مشیران قانون میں آئندہ طے ہوں گے" قبول ہو تو معاہدہ نہیں ہوتا[4] قبول فی الحقیقت اظہار آمادگی معاہدہ سے زیادہ نہ تھا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب آپ کوئی تجویز یا معاملہ بذریعہ تحریر کریں اور ظاہر کریں کہ وہ تحت معاہدۂ مجوزہ رہے گا تو اس کا مطلب وہی ہوگا جو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس باضابطہ معاہدے کے تحت اور اس کا محتاج ہوگا جو آئندہ تیار کیا جائے گا۔ جہاں یہ بات صاف طور سے نہ بتائی گئی ہو کہ وہ باضابطہ معاہدے کے تابع ہوگا تو یہ تعبیری سوال ہوگا کہ آیا فریقین کا یہ ارادہ تھا کہ شرائط منظور شدہ کو صرف باضابطہ

---

[1] Rossiter بنام Miller (3App Ca. 1124)

[2] فیلی بنام ماول زل ۱۸۹۹ء (2Ch 737)

[3] نہی سن بنام ماریاٹ (16L C 113)

[4] Winn بنام Bull (7CH D 29, 32 Per Jessel, H R)

طور سے لکھا جائے یا وہ ایک نئے معاملے کے (جس کے
شرائط کی تفصیل نہیں دی گئی ہے) تابع ہوں گے۔"

شہادتی سوالات بعض مقدمات ہیں جو بادی النظر میں ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ ان میں قبولیت ایجاب میں شبہ یا اختلاف ہے مگر درحقیقت ثابت ہوتا ہے کہ ان میں صرف ایسے سوالات شامل ہیں جن کے متعلق ادخال شہادت یا تعبیر شرائط درست ہے۔

یہ وہ مقدمات ہیں جن میں فریقین میں تحریری معاملہ ہوتا ہے اور اس کے نفاذ میں صرف ایک زبانی شرط یا اقرار کی ضرورت ہوتی ہے (Pym) بنام (Campbell) اور پٹیل بنام ہارنی برک وہ مثالیں ہیں جن میں بظاہر معاہدہ طے ہوگیا تھا مگر ایک زبانی شرط کی تکمیل تک ملتوی رکھے گئے تھے[۱]۔ یہ زبانی شرط قانونی شہادت میں جزوِ معاہدۂ تحریری تسلیم کی جاتی ہے۔

سوالات تعبیری اس قسم کے مقدمات میں ایسے بھی ہیں جن میں معاہدہ اس خط وکتابت سے مستنبط کرنا ہوتا ہے جس میں طویل گفت وشنید ہوئی تھی۔ فریقین شرائط پر بحث کرتے ہیں اور معاملے کے قریب یا اس سے دور ہوجاتے ہیں۔ ایجابات کئے جاتے ہیں جن کے جواب میں نئے شرائط پیش ہوتے ہیں آخرکار ایک اختلاف ہوتا ہے اور فریقین میں سے ایک ادعا ہوتا ہے کہ معاہدہ ہوچکا ہے اور دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ معاملات فی الحقیقت زیر بحث تھے طے نہیں ہوئے تھے۔

جہاں اس قسم کی خط وکتابت سے[۲] یہ معلوم ہوسکتا ہو کہ وہ اس اثنا میں کسی وقت بھی معینہ ایجاب وقبول کی صورت میں منتج ہوسکتے ہیں تو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ آیا یہ ایجاب وقبول ایک مکمل معاملے کی حد تک پہنچتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بحث میں بعض دیگر شرائط بھی ہوں جو فریقین میں طے نہ ہوئے ہوں۔

---

[۱] (6E. B 370{1897}1 ch 25)

[۲] Koffler بنام Lever سنہ ۱۹۰۱ء (1Ch 543)

لیکن جہاں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں معین شرائط منظور ہو گئے ہیں تو اس صورت میں کوئی بعد کی تجدید گفت و شنید اس طے شدہ معاہدے کو متاثر نہیں کر سکتی بجز دونوں فریقین کی رضامندی کے۔

ایک تحریری ایجاب میں ایک پوری زمین کو جس کا نام میڈن تھا کرائے پر دینے یا اس کے ایک جزو کو بیع کرنے کا ذکر تھا اور ہر ایک ایجاب کے شرائط بھی بیان کئے گئے۔ اور قبولیت ان الفاظ میں لکھی گئی کہ "میں میڈن کے متعلق آپ کے ایجاب کو مندرجہ شرائط کے ساتھ قبول کرتا ہوں" اس کے متعلق قرار دیا گیا کہ میڈن کو کرائے پر دینے کے ایجاب کی قبولیت ہے یعنی پوری زمین کو دونوں خطوں نے مل کر معاہدہ مکمل کیا۔

مگر ان مقدمات میں زیادہ تر فریقین کے الفاظ کے معنوں پر مدار رہتا ہے قواعد قانونی پر نہیں۔

فصل نہم

ایجاب (شخص معین) سے کیا جا سکتا ہے یا عام طور پر بھی ہو سکتا ہے لیکن شخص معین کے قبول کے بغیر معاہدہ وجود میں نہیں آتا۔

(*)

ایجاب عام ہو سکتا ہے مگر عہد کے لئے کسی ایک کا قبول ضروری ہے۔

یہ قضیہ ایک مثال کے ذریعے سے زیادہ عمدگی سے سمجھ میں آئے گا بذریعہ اشتہار تمام پبلک کو مخاطب کر کے چند خاص کاموں کی انجام دہی پر معاوضے کا ایجاب کیا گیا۔ یہ ایجاب اسی وقت معاہدہ بنے گا (اور معاوضہ ادا کرنا ہوگا) جب کہ کوئی فرد انجام دہی خدمات کے ذریعے سے ایجاب کو قبول کرے۔ اس سے پہلے نہیں۔

۱؎ لیورشام کا غلر (1Ch 543)

یہ قرار دینا کہ انجام دہی مداخت سے پہلے کوئی معاہدانہ وجوب پایا جاتا تھا۔ یہ کہنے کے مرادف ہوگا کہ کوئی شخص غیر متناہی اور غیر متعین جماعت اشخاص کے حق میں معاہدے کا پابند ہوسکتا ہے۔ یا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ایک شخص پوری دنیا سے معاہدہ کرسکتا ہے۔ یہ خیال کبھی قانون انگریزی میں قبول نہیں کیا گیا۔ عہد کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ان کثیر اشخاص کے ساتھ نہیں کیا گیا جو ایجاب کو قبول کرسکتے ہیں بلکہ اس شخص یا اشخاص ہی کے ساتھ جس نے اسے قبول کیا ہے۔

معاہدے کی صورت ایسی ہوسکتی ہے جو اتنی سیدھی سادی نہ ہو۔ جب چند شرائط کے تحت کسی دوڑ میں مقابل کرنے والوں کو کسی کمیٹی یا کارندگی کی جانب سے دعوت دی جاتی ہے تو ہر مقابلہ کنندہ جو اپنا نام لکھتا ہے ان لوگوں سے جو مقابلے میں شریک ہوں ایک ایجاب اقرار کہ ان شرائط کی پابندی کی جائے گی جن کے تحت دوڑ ہوگی۔ یہ ایجاب ایک کارندے یا کمیٹی کے ذریعے سے غیر متعین اشخاص سے کرتا ہے جو تحت شرائط (جن کا پابند ہر شریک ہوگا) شریک ہوکر معین ہوجاتے ہیں۔ اسی قسم کا معاہدہ مقدمۂ سٹانی ٹا (کلارک بنام ڈن ریون)[1] میں کیا گیا تھا۔ وہ اسی قسم کا معاہدہ ایک لاٹری کے مقدمے میں[2] کیا گیا۔ لاٹری میں بھی ایک تعداد شخص ہوتی ہے جس میں سے کوئی فرد دوسرے سے واقف نہیں ہوتا اور ہر فرد ایک مقدار رقم بہ ہتمم قمارخانہ (Stakeholder) کے حوالے کرتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص کو ایک واقعے کے (جو اس وقت غیر متحقق ہوتا ہے) وقوع میں آنے پر جملہ رقم دیدی جائے۔

مشکلات

ایسے ایجابات میں مزید عملی مشکلات نظر آتے ہیں:-

(۱) ایجاب میں اس بات کی گنجائش ہوسکتی ہے کہ قبول ایک تعداد اشخاص کی جانب سے عمل میں آئے۔

جب اس ایجاب میں شرط یہ ہو کہ انعام اس شخص کو ملے جو ایک معینہ کام

---

[1] (1895) P 285 (1897) A.C 59

[2] Pearson بنام (Barclay) (1893) 2ch 154

انجام دیتا ہے تو اشخاص کا کثیر ہونا ایجاب کے جواز پر اثر نہیں ڈالتا کیونکہ وہ کام انجام دے سکتے ہیں اور شرائط کو پورا کر سکتے ہیں۔

لیکن جب انعام کا ایجاب اس غرض سے ہو کہ کوئی خاص اطلاع بہم پہنچائی جائے، تو ایجاب کنندہ ہرگز یہ نہیں منشا رکھتا کہ وہ ایک ہی کام کے لئے متعدد معاوضے دے۔

حقدار کون ہے؟ اسی بنا پر اگر اطلاع مختلف اشخاص نے فراہم اور مہیا کی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی نے ایجاب کو قبول کیا؟

لنکاشتر بنام والش میں[1] طے ہوا کہ جس شخص نے سب سے پہلے اطلاع بہم پہنچائی وہی انعام کا مستحق ہوگا۔

قبول کیا چیز ہے جہاں ایک پولیس کے جوان نے اس بات کے متعلق اطلاع بہم پہنچائی جس کے لئے انعام کا ایجاب ہوا تھا تو سوال ہو سکتا ہے کہ آیا پولیس کے جوان نے کوئی ایسا کام انجام دیا ہے جو اس کے معمولی فرائض کے کام سے زیادہ ہے۔ مقدمہ[2] انگلینڈ بنام ڈیوڈسن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پولیس مین نے صرف اطلاع ہی نہیں دی بلکہ شہادت بھی فراہم کی تھی اور مستحق انعام ٹھیرا۔ نیز یہ کہ پولیس مین جب تک معمولی ادائے فرائض کے ضروریات سے زیادہ کام انجام نہ دے۔ انعام کا دعویدار نہیں ہو سکتا۔

ایجاب اور دعوت معاہدہ میں امتیاز (۳) یہ بات اکثر مشکل ہوتی ہے کہ مندرجۂ ذیل چیزوں میں امتیاز کیا جا سکے:

(ا) اظہار ارادہ جو وجوہات بربنائے معاہدہ نہ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ان سے ایسا مقصود ہوتا ہے۔

(ب) ایجابات جن کو قبول کیا جا سکتا ہے اور اس طرح قابل پابندی عہود ہو جاتے ہیں۔

۱؎ (4M. & W. 16

۲؎ (11A. & E. 856)

بیانات مندرجہ (۲ الف) میں پورے معاملے کا بھی ذکر ہوسکتا ہے۔ اور محض ذیلی جزو معاملہ کا۔ ایک شخص اعلان کرتا ہے کہ وہ بذریعہ ٹنڈر یا ہراج اسباب فروخت کرے گا۔ یا یہ کہ وہ چند معینہ شرائط کے تحت رقم ادا کرنے کو آمادہ ہے۔ یا مثلاً کوئی ریلوے کمپنی مقامات الف و ب میں مسافروں کا حمل و نقل کرنے اور مقام ج و درمیانی مقامات تک خاص خاص اوقات میں پہنچانے کا ایجاب کرتی ہے۔ ایسی صورتوں میں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ آیا بیان ایک ایجاب تھا جسے قبول کیا جاسکتا ہے یا محض ایک دعوت تھی کہ ایجابات پیش کئے جائیں اور کاروبار کیا جائے۔ آیا ریلوے کمپنی اپنے شائع شدہ وقت نامے کے ذریعے سے ایجاب کرتی ہے (جو شرائط معاہدہ حمل و نقل بن جائیں۔) یا وہ صرف غالب امکانات بیان کرتی ہے تاکہ مسافروں کو ٹکٹ خریدنے کی ترغیب ہو۔

مندرجہ ذیل مقدمات سے امتیاز واضح ہوگا:۔

کسی[1] وظیفۂ تعلیمی کے حصول کے لئے مقابلہ کرنے کی دعوت دینے سے یہ عہد نہیں کرلیا جاتا کہ وظیفہ اس امیدوار کو دیا جائے گا جو اگرچہ سب سے زیادہ نمبر پائے لیکن ممتحن کی رپورٹ میں بتایا جائے کہ اس میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وظیفہ دیا جائے۔

ایک[2] اعلان دیا گیا کہ اسباب بذریعۂ ٹنڈر بیع کیا جائے گا مگر اس کے ساتھ یہ نہیں کہا گیا کہ سب سے زیادہ بولی لگانے والے کو دیا جائے گا۔ اس کے متعلق قرار دیا گیا کہ "وہ محض ایک کوشش ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا کوئی اس حد تک پہنچا ہوا ایجاب وصول ہوتا ہے جسے بیع کنندگان منظور کرنے کو آمادہ ہیں"

ایک[3] ہراج والے نے اشتہار دیا کہ کچھ اسباب فلاں تاریخ فروخت کیا جائے گا۔ طے ہوا کہ ہراج والا اسباب کی بیع پر مجبور نہیں۔ نہ وہ ان لوگوں کو

---

[1] Rooke بنام Dawson سنہ ۱۸۹۵ (1ch 480)

[2] اسپنسر بنام ہارڈنگ (C P 561 L R 5)

[3] Spencer بنام Harding (L R 5c. P 561)

ہرجہ دینے کا کسی معاہدے کے تحت ذمہ دار ہوگا جو شرکت ہراج کے سلسلے میں کچھ رقم کے زیر بار ہوئے ہوں۔

"مدعی علیہ کو اس وقت تک ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک کہ ہر وہ اعلان جس میں کسی فعل کے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہو ان لوگوں کے لئے ایک قابل پابندی معاہدہ نہ ہو جائے جو اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ صورت میں استہار بیع کے بعد ہراج والے کو یہ اطلاع دینے پر مجبور نہ کیا جائے کہ کوئی اشیاء ہراج سے اٹھا لی گئی ہیں۔"

۱۷۸۹ء میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ[1] ہراج میں بولی دینا محض ایک ایجاب ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی اس وقت تک قابل پابندی نہیں جب تک کہ اسے قبول نہ کر لیا جائے۔ اور یہ کہ بائع کی قبولیت ہتوڑی گرانے سے معلوم ہوتی ہے۔ اس قاعدے کو ۱۸۹۳ء کے (Sale of Goods act) دفعہ ۵۸ قانون بیع اشیا کے ذریعے سے قانونی صورت دیدی گئی ہے۔ چنانچہ اب واضح ہے کہ اشتہار ہراج کو ایجاب و بیع اشیا مشتہرہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ معاہدے کی محض دعوت ہے۔ اور یہ کہ بیع اشیا کا کوئی معاہدہ وجود میں نہیں آتا جب تک کوئی بولی قبول نہ کر لی جائے۔

تاہم یہ کہنے کی کچھ سند ضرور ہے کہ جب کسی "قطعی" ہراج کا اشتہار دیا جائے اور ہراج والا سب سے زیادہ جائز بولی دینے والے کو قبول کرنے سے انکار کرے تو وہ ایسے بولی دینے والے سے خلاف معاہدہ کام کرنے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ مقدمہ (Warlow) بنام ہیارسن[2] میں مدعی علیہ (ایک ہراج والے) نے اعلان کیا تھا کہ "ایک کمیت گھوڑی جس کا نام جانیٹ پرائز ہے بلا قید ہراج میں بیع کی جائے گی

---

[1] (Payne) بنام (3T.R. 148 Cave)

[2] 1 E OE 245 aL

مالک کا نام نہیں بتایا گیا تھا۔ مدعی نے ہراج میں شرکت کی اور ساٹھ گنی کی بولی دی۔ مالک نے اس پر اکسٹھ گنی کہی اور مدعی علیہ نے وہ گھوڑی اس کے نام چھوڑ دی۔ وارلو نے دعویٰ کیا کہ سب سے زیادہ جائز بولی اسی کی ہے۔

عدالت اکسچکر چیمبر نے ان واقعات پر خیال کیا کہ اگر ان کے پاس مناسب طور پر پلیڈنگ ہوتی تو مدعی کامیاب ہو جاتا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ اسے ڈکلیریشن میں ترمیم کی اجازت دی گئی تاکہ نئے سرے تجویز ہو۔ تین ججوں (Byles, J Martin) اور (Watson, B) نے اس مقدمے کو اس شخص پر قیاس کیا جو کسی انعام کے ایجاب میں اپنی جائداد کھوتا ہے۔ اور خیال کیا کہ مدعی علیہ ذمہ وار ہے کہ تحت اس معاہدے کے کہ قطعی ہراج ہوگا۔ بقیہ دو ججوں (Wills, J) اور (Bramwell, B.) نے اپنا فیصلہ اس بنیاد پر کرنا پسند کیا کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا تھا کہ وہ بلا قید ہراج کا اختیار رکھتا ہے لیکن شہادت دی گئی کہ اسے ایسا اختیار نہ تھا۔ بظاہر ان دونوں ججوں نے خیال کیا کہ نظریہ "وارنٹی آف اتھارٹی" (کا جس پر آیندہ تفصیل سے بحث ہوگی) اس مقدمے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس فیصلے پر کورٹ آف کوینس بنچ نے مقدمہ مین ویرائس بنام ویسٹلے میں[1] تنقید کی اس مقدمے میں اگرچہ واقعات مقدمہ وارلو بنام ہیریسن کے ساتھ یکسانی رکھتے تھے لیکن اس میں مالک اسباب کا نام ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اور عدالت نے قرار دیا کہ نالش اصل کے خلاف ہونی چاہیے ہراج والے کے نہیں۔ اس مقدمے کی تائید کرٹس ہارڈی اینڈ کو سے ایک جدید تر فیصلے[2] سے بھی ہوتی ہے۔

مقدمہ (Smoke Ball) میں اس بات کی مثال ملتی ہے کہ ایک عام ایجاب کی قبولیت سے معاہدہ ہوا۔ اور یہ قبولیت تعمیل شرائط کے ذریعے سے ظاہر کی گئی کاربالک اسموک بال کمپنی نے بذریعہ اشتہار ایک سو پونڈ کے انعام کا اعلان

---

[1] 6 B & S. 420

[2] میک مانس بنام فارٹس کیو ۱۹۰۲ء (2 K B Page 6)

اس شخص کے لئے کیا جو ہدایات مطبوعہ کے مطابق صابن کو روزانہ تین بار دو ہفتے تک استعمال کرنے کے باوجود وبائے انفلوئنزا اور کے زکام کا یا کسی دوسرے مرض کا جو نزلہ سے پیدا ہوتا ہو شکار ہو" یہ بھی بتایا گیا کہ ایک ہزار پونڈ الائنس بنک میں امانت رکھے گئے ہیں "تاکہ اس معاملے میں ہماری نیک نیتی ظاہر ہو"

مسز کارلل نے اسموک بال کے حسب ہدایات استعمال کیا۔ مگر جب پھر اس پر انفلوئنزا کا حملہ ہوا تو اس نے کمپنی پر انعام کا دعویٰ کیا۔ کمپنی ذمہ وار قرار دی گئی۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ ایک اطلاع قبولیت کمپنی کو دینی چاہئیے تھی۔ عدالت نے قرار دیا کہ یہ اس قسم کے مقدمات میں سے جن میں (مثل اس صورت کہ جب جائداد مفقود کی بازیافت کے متعلق بہم رسانی اطلاع پر انعام کا اعلان کیا جاتا ہے) اس بات کی ضرورت نہیں کہ تعمیل شرائط کے سوا کسی اور طرح قبولیت کی جائے۔ یہ بھی استدلال کیا گیا کہ مبینہ ایجاب ایک خالی خولی اشتہار تھا جسے کوئی عقلمند شخص سچ نہیں سمجھ سکتا۔ مگر اس اعلان سے کہ ایک ہزار پونڈ مطالبات کے ایفا کے لئے امانت رکھے گئے ہیں یہ سمجھا گیا کہ ایجاب کے سچے ہونے کی شہادت درست ہوگی۔

کسی کتب فروش کی فہرست کتب جس میں ہر کتاب کے مقابل قیمتیں درج ہوں۔ کثیر ایجابات پر مشتمل ہوسکتی ہے لیکن اگر کتب فروش کے پاس ایک ہی ڈاک سے پانچ یا چھ خط ایک خاص کتاب کی قیمت معلنہ پر خریداری کے لئے آئیں تو وہ کس کے حق میں پابند ہوگا؟ کیا اس شخص کے لئے جس نے سب سے پہلے خط قبول تحریر کیا؟ یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ لہذا فہرست کتب صاف طور سے دعوت کاروبار ہے ایجاب نہیں۔

ان تمام صورتوں میں ایک ہی سوال مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایجاب ہے؟ اور کسی ایجاب کے وجود کے لئے الفاظ مستعملہ کو خواہ وہ کتنے ہی عام ہوں ایسا ہونا چاہئیے کہ ان کا معینہ اشخاص پر اطلاق ہوسکے۔ اور ہم کو دیگر بیانات ارادہ اور دعوت ہائے معاملات کاروباری اور اشتہار بازی سے (جو قانونی رشتہ پیدا کرنے کے لئے نہیں ہوتے) ممتاز ہونا چاہئیے۔

لہ گریسبر بنام گف ۱۹۰۵ء (A. C. 325,334)

باب چہارم

ضابطہ اور بدل

تاریخی مقدمہ

ایجاب و قبول سے فریقین متحد ہو جاتے ہیں اور ایک ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جو معاہدے کا روپ رکھتی ہے لیکن اکثر نظام ہائے قانون میں فریقین کے ارادے کی کچھ اور شہادت ضروری ہوتی ہے جس کے بغیر وجوب کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ قانون انگریزی میں یہ شہادت ضابطے اور بدل کی صورت میں فراہم کی جاتی ہے بعض وقت ایک کی بعض وقت دوسرے اور بعض وقت دونوں کے موجود ہونے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ معاہدے کو قابل نفاذ بنایا جاسکے ضابطے سے ہماری مراد وہ خاص اہتمام ہے جو اظہار معاملہ کے ساتھ وابستہ ہو اور یہی معاہدے میں اثرات مطلوبہ پیدا کرتا ہے۔ بدل سے مراد وہ نفع ہے جو معاہد کو معاہدلہٗ کے فعل یا ترک فعل یا عہد سے حاصل ہو۔

تاریخ

انگریزی اور رومی دونوں قانون میں نظام قانون کی ابتدائی منزل میں ضابطے کو معاہدے میں سب سے اہم جزو تصور کیا جاتا تھا۔ مدتوں کی نظر میں کسی معاملے کی رسمی چیزیں ہی فریقین کے ارادے کی سب سے بین اور قطعی شہادت پیش کرتی تھیں۔ بدل کا تصور اگر مفقود نہ بھی ہو تو بہر حال اس کی ترقی ناقص تھی۔ یہاں عہد عتیق سے بحث کی گنجائش نہیں خواہ وہ کتنا ہی دلچسپ ہو۔ اتنا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قانون انگریزی بھی معاہدے کے دو ممتاز تصورات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ رومن قانون بھی غالباً ہوا تھا۔ پہلے یہ کہ عہد قابل پابندی ہے اگر وہ ایک خاص قسم کے ضابطے میں دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی خاص قسم کے فائدے کے حاصل کرنے سے اس کا معاوضہ دینے کی ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ رومی مساوات کی تاریخ تاریک اور مبہم ہے مگر یہ ظاہری بین کا نظریہ ہے کہ وہ ابتدائی دور سے اسی مناسبت سے ترقی کرتا گیا جتنی اخلاق نے ترقی کی۔ گو یہ نظریہ عرصے سے ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہم مختلف انسام ضوابط میں دو تصورات کارفرما پاتے ہیں۔ اس معاملے کا قابل پابندی ہونا جب اقرار صالح کا جامہ پہنایا جائے۔ اور جائدادی حقوق کی ترتیب جدید جہاں کہ رقم یا اسباب صرف یا استعمال کے لئے مستعار دئے جائیں۔ انگریزی قانون میں ہم دیکھتے ہیں کہ تیرھویں صدی عیسوی کے اختتام سے پہلے وہاں بھی دو ذمہ داریاں تھیں جو مذکورۂ بالا ذمہ داریوں کے مماثل ہیں۔ ایک باضابطہ (Formal) یعنی معاہدۂ مہری جس کی نوعیت عطیۂ موجودہ (Present grant) کی سی سمجھی جاتی تھی۔ اور ایک بے ضابطہ (Informal) جو بیع و حوالگی اشیا یا قرضۂ رقمی سے پیدا ہوتی تھی ان میں بدل ایک جانب سے ہوتا تھا اور فعل دین میں ذمہ داری کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی بے ضابطہ (Informal promise) عہد کی اس بنا پر تعمیل جبری کہ معاہد لہ کے کسی فعل یا ترک فعل سے معاہد کو کوئی استفادہ ہوتا یا ہونے والا تھا، پندرھویں صدی کے وسط یا اختتام سے پہلے تسلیم ہوتا نظر نہیں آتا۔

قانون انگریزی کا باضابطہ معاہدہ (Formal contract) معاہدۂ مہری تھا۔

صرف اسی طریقے کو برتنے سے عہد بہ حیثیت عہد قابل پابندی ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد نظریۂ بدل وسیع ہونا شروع ہوا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ صرف (form) ہی کی بنا پر عدالتیں معاہدے کی تائید کرتی تھیں۔ فریقین کا متحد الارادہ ہونا اس کے اظہار کے رسمیات میں سے الگ نہیں ہوا تھا۔ عدالتیں اس معاملے میں فریقین کے ارادے کو معلوم کرنے کی پروا نہیں کرتی تھیں جب ان کا معاملہ صورت صالح (Solemn form) میں نہ ہوتا تھا جیسے کہ عدالتیں غیر معمولی قانونی اہمیت دیتی تھیں۔ نہ اس کے برخلاف ہی اگر ضابطہ موجود ہوتا تو وہ کسی مزید شہادتِ ارادہ کا مطالبہ کرتیں یا اس کے ادخال کی اجازت دیتیں۔

غالباً چانسری عدالت ہی کا اثر تھا کہ بعد میں عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ نے فریقین کے ارادے کا لحاظ رکھنا شروع کیا۔ فارم کی اہمیت کا خیال عجیب تبدیلی پاتا ہے۔ جب کوئی معاہدہ عدالت کے سامنے آتا تو اس بات کی شہادت کا مطالبہ ہوتا کہ اس سے فریقین کے ارادہ صحیح کا اظہار ہوتا تھا؟ یہ شہادت یا تو معاہدۂ مہری کی صالحیت میں ملتا یا بدل کی موجودگی میں یعنی معاہدہ کو اس کے عہد کے عوض میں کچھ استفادہ یا معاہدلہ کو کچھ نقصان ہو۔ رفتہ رفتہ بدل کو معاہدے کا اہم عنصر قرار دیا جاتا اور پھر دستاویز صالح ہونے سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اس سے قابل پابندی معاہدہ وقوع میں آتا ہے۔ کیونکہ اس میں "بدل پایا جاتا ہے"۔ اگرچہ فی الحقیقت وہاں بدل کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ صرف ضابطے ہی سے قانونی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

ہمیں بے ضابطہ معاہدے سے بحث کرنی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ابتداءً قانون انگریزی جن معاہدات کو تسلیم کرتا تھا وہ صرف باضابطہ معاہدات مہری (فارمل انڈر سیل) تھے۔ اور بے ضابطہ معاہدات جن میں وہ چیز ہوتی تھی جسے اب بدل کہا جاتا ہے ان کی تعمیل فقط ایک فریق پر ہوتی تھی۔ پھر زمانہ حال کا یہ وسیع نظریہ کس طرح وقوع میں آیا کہ ہر وہ معاہدہ جو بدل پر مبنی ہو معاہد پر پابندی عائد کرتا ہے؟ اس سوال سے دو اور سوال پیدا ہوتے ہیں: تعمیل طلب بلاضابطہ معاہدات قابل ارجاع نالش کس طرح ہوئے

کس طرح پائے؟ کس طرح بدل ان کے قابل نالش ہونے کا ہمہ گیر معیار بن گیا؟
پہلے سوال کا جواب دینے کے لئے ان چارہ ہائے کار کو دیکھنا چاہئے جو قدیم انگریزی تاریخ میں عہد شکنی کی (خواہ وہ صریح ہو یا معنوی) شکایت کرنے والوں کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں اس قسم کی نالشیں صرف نالش ہائے معاہدۂ مہری (Covenant) دین اور غصب (Detinue) تک محدود تھیں۔ کاوینینٹ کی نالش میں معاہدات مہری کی عہد شکنی داخل ہوتی تھی۔ نالش قرضہ میں مطالبات مشخصہ ہوتے تھے جو یا تو معاہدۂ مہر کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی یا ایسی رقم معین کی عدم ادائی سے جو اسباب مہیا کردہ یا عمل یا قرض کے باعث قابل ادا ہوئی تھی۔ نالش غصب (Detinue)ؔ ان خاص اشیا کی بازیافت کے لئے ہوتی جو مدعی علیہ نے مدعی کے روک رکھے تھے۔ معاہدات پر مبنی شدہ چارہ ہائے کار صرف یہی تھے۔ ایک تکمیل طلب (executory) معاملہ اسی بنا پر مہر شدہ ہونے تک بلا کسی چارہ کار کے ہوتا تھا۔
اس لئے جو چارۂ کار وضع کیا گیا وہ اس بات کی ایک عجیب مثال ہے کہ کس طرح عملی سہولت فنی قواعد کو توڑ موڑ کر نظر انداز کر سکتی ہے۔ تکمیل طلب معاہدے کی خلاف ورزی سے ابھی حال حال تک معاملے میں مداخلت بے جا پیدا ہوتی سمجھی جاتی تھی۔
یہ نالشِ مداخلت بے جا کی ترقی تھی۔ مداخلتِ بے جا ان مضرتوں کے لئے تھی جو راست ضرر رسانی سے پیدا ہوتی ہیں معاملے میں مداخلت بے جا کی

ؔ Detinue پر تیرھویں صدی ہی سے بحث رہی ہے کہ آیا وہ معاہدے پر مبنی ہے یا فعل ناجائز (تعدی) پر (دیکھو پالک اینڈ میٹ لینڈ کی ہسٹری آف انگلش لا اشاعت دوم باب دوم صفحہ ۱۸۰) جز و ہمارے عہد میں نالش غصب کو نالش ٹارٹ (تعدی) کے تحت فیصل کیا جاتا ہے۔ غصب فی الحقیقت تحویل امانتی پر مبنی ہے مگر معاہدۂ تحویل امانتی سے عام فرائض قانونی عائد کرتا ہے جس کی خلاف ورزی (جیسا کہ ہونا چاہئے) فعل ناجائز سمجھی جائے گی جیسا کہ کانس نے نرینام اشابہ میں اسکو وضاحت سے ذکر کیا ہے دیکھو ۱۸۵۹ء 1 Q B. 59

نالش ایک فعل ناجائز کے نتائج کے لئے تھی اور ایک وسیع اور لچکدار نوعیت کے معاملات کا چارۂ کار ثابت ہوئی۔

یہ امر قابل توجہ ہے کہ یہ نالش کس طرح معاہدات سے متعلق ہونے لگی۔ وہ اصل میں بدعملی (Malfea sance) یعنی ایسا فعل کے کرنے کے متعلق تھی جو ابتدائی سے ناجائز ہو۔ پھر وہ بےجا استعمال اقتدار (Misfeasance) یعنی ایسے نامناسب طرز عمل کے متعلق تھی۔ جو اور طور پر ناجائز نہ تھا۔ اور اس صورت میں ایسے ہو ویسے متعلق کی جو جزوی تعمیل شدہ تھے پھر ان کو ترک کر دیا گیا یا غافلانہ تعمیل سے معاہد لہٗ کا نقصان کیا گیا آخر میں، عدالتوں کی تھوڑی بہت مخالفت کے باوجود اسے صرف عدم تعمیل (Non feasance) یا ترک واجب سے متعلق کیا جانے لگا اس آخری صورت کو تکمیل طلب معاہدات پر منطبق کیا جانے لگا اس اطلاق کی سب سے پہلی کوشش ہنری چہارم کے عہد میں ہوئی بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک بڑھئی پر عدم تعمیل (زبان فی زنش) کی نالش کی گئی کیونکہ اس نے اقرار کیا تھا (quare assumpsisset) کہ ایک گھر تعمیر کرے گا مگر اس میں وہ قاصر رہا۔ ججوں نے اس مقدمے میں قرار دیا کہ اگر کوئی نالش ہو بھی تو وہ معاہدۂ مہری (کاوینٹ) پر ہونی چاہئے اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ عہد مہری (انڈر سیل) تھا۔[۱]

اس کی توسیع کے اسباب۔ مگر رفتہ رفتہ کامن لا کی عدالتوں نے اپنے نقطۂ نظر کو بدل دیا۔ کچھ تو اپنے اقتدار سماعت کو توسیع دینے کی خواہش سے اور کچھ اس خوف سے کہ کہیں چانسری کی عدالتیں (جو انتقال جائداد ارضی میں نظریۂ بدل کا اطلاق کرنے لگی تھیں) کہیں اپنے اقتدار سماعت کو معاہدات تک نہ بڑھالیں۔ سولھویں صدی عیسوی کے شروع میں یہ تصفیہ ہو گیا کہ

[۱] پالک اشاعت بارہم صفحہ ۱۵۰۔

معاملے میں بیجا مداخلت کی شکل جسے اب تک نالش ہمپسٹ (Assumpsit) کہتے تھے، عدم تعمیل معاہدہ تکمیل طلب سے متعلق سمجھی جائے۔ اس تحریری شکل کے باعث جس کے ذریعے سے یہ نالش شروع ہوتی تھی عہد شکنی کی یہ مخصوص صورت باقی رہی تاآں کہ حالیہ قوانین نے ضابطے کو سہل کر دیا۔

قانون کو سہل بنانے کے نتائج۔ یہ یقینی نہیں معلوم ہوتا کہ معاہدہ تکمیل طلب کے چارۂ کار کے حصول میں دقت ہی کے باعث قانون کو اس کی موجودہ صورت میں وسیع اور سہل کیا گیا۔ اگر خصوصی نالشات بر بنائے معاہدہ کو اتنی ترقی دی جاتی کہ غیر تحریری عہود کو قانونی اثر دیا جا سکتا تو وہ صرف ایک خاص قسم کے عہود سے متعلق ہو سکتے تھے۔ یعنی ان معاہدات سے جو قانون روما کے (Consensual contracts) سے مشابہ ہیں اور جن کے غیر تحریری ہونے کی اجازت تھی۔ اور انھیں کی عدالتیں حفاظت کرتیں اور قرار دیتیں کہ وہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں کہ فارم یا تکمیل شدہ بدل کسی عہد کی تائید کے لئے ضروری ہے۔

مگر یہ تصور کہ عہد شکنی بھی فعل ناجائز کی ہم جنس ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس کا چارۂ کار وہی عنوان تھا جو اصل میں افعال ناجائز (تعدیات) سے متعلق تھا۔ اس سے بعض خاص نتائج نکلے۔ بنائے نالش عدم تعمیل اقرار تھی۔ نہ کہ کسی خاص قسم کے معاہدے کی خلاف ورزی۔ اسی بنا پر اس کا ہمہ گیر اطلاق ہو سکتا تھا۔ اسی طرح تمام عہود قابل پابندی ہو جاتے اور قانون انگریزی ان مصطلحات سے محفوظ ہو جاتا جو اقسام معاہدات کی تصریح سے پیدا ہونی ضروری ہے۔ جہاں تمام عہود قابلِ نالش ہو جائیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ایک ہمہ گیر معیار صلاحیتِ نالش کا ضروری ہوتا۔ اور یہ معیار نظریۂ بدل سے فراہم ہوا۔

بدل بہ حیثیت معیار صلاحیت نالش۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کس بدل کو یہ حیثیت حاصل ہوئی کہ وہ تمام غیر تحریری عہود کے جواز کی بنیاد بنے۔ غالباً وہ معاوضہ (quid pro quo) جس کی بنیاد پر نالشِ دین کی جانے لگی اور معاہدلہ کا وہ نقصان جس پر نالش مضرت بر بنائے مداخلت بے جا بر معاملہ (of assumpsit) مبنی تھا یہ دونوں ایک زیادہ عام تصورِ بدل میں جسے چانسری (delictual action)

ترقی دے رہی تھی ختم ہو گئے۔

کیونکہ چانسلر عادۃً یہ دریافت کرتا تھا کہ ضابطے کے ماسوا فریقین کا ارادہ کیا تھا بلکہ بعض وقت فارم کی غیر موجودگی میں ایسا کرتا جب کہ قواعد قانون غیر موضوعہ کے تحت ارادے کا ظاہر کیا جانا ضروری ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے افعال یا عہود کے معنوں کی شہادت حاصل کرنا جس سے عملی نتائج ان لوگوں کے حق میں نکلتے۔ چنانچہ اسی بنا پر چانسری کورٹ میں قانون حقوق استفادہ (Uses) سے پہلے معاہدات قیام کو قانونی ملکیت دی گئی اور معاملات او بیع اراضی کی تعمیل کرائی جانے لگی۔ اور جو نظریہ کسی زمانے میں معاہدات سادہ (Simple contracts) سے متعلق ہوتا تھا اب اس میں بڑی عملی آسانی اور سہولت محسوس کی گئی۔ جب کوئی عہد عدالت کے سامنے آتا تو وہ اس کے سوا کچھ دریافت نہ کرتے کہ "کیا فریق اس غرض سے عہد کر رہا تھا کہ معاہد لہٗ سے کوئی چیز پائے" یا معاہد لہٗ کو اس عہد کے معاوضے میں کوئی نقصان برداشت کرنا پڑ رہا تھا؟ اگر ایسا ہوتا تو معاوضۂ عہد (quid pro quo) موجود سمجھا جاتا اور اس کی خلاف ورزی پر نالش کی جا سکتی[1]۔

اس نظریے کی تدریجی ترقی۔ غیر مہری معاہدات میں بدل کی عام ضرورت کا نظریہ اس خاموشی سے ترقی کر رہا تھا اور اس کے وسیع اور سادہ اطلاق کے متعلق کوئی صریح سند ایسی مفقود تھی کہ لارڈ مینس فیلڈ نے سنہ ۱۷۶۵ء میں سوال اٹھایا کہ آیا تجارتی معاہدات میں جو تحریری ہوں اس بات کی ضرورت ہے کہ عہد کی تائید کے لئے ان میں بدل پایا جائے۔

---

[1] مذکورہ بالا تاریخی تبصرے کی تائید میں اسناد کا حوالہ دینا تفصیلات میں پڑنے کا موجب بنے گا حالانکہ اس کا منشا اختصار کے ساتھ سب کچھ لکھنا ہے۔ طالب علم کو پالک اور میٹ لینڈ کی کتاب ہسٹری آف انگلش لا (اشاعت دوم جلد دوم صفحہ ۱۸۴ تا ۲۳۲) میں باب معاہدہ (Contract) کا مطالعہ کرنا چاہئے یا ہولڈز ورتھ کی ہسٹری آف انگلش لا جلد سوم باب سوم کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے۔

مقدمہ (Pillan) بنام (Van Mierop)[1] میں اس نے قرار دیا کہ بدل صرف شہادتِ ارادہ کے طور پر ضروری ہے اور جہاں کہیں اس قسم کی شہادت کسی اور طرح یقینی طور پر فراہم کر دی جائے تو بدل کا نہ پایا جانا کہ زبانی عہد (Parol Promise) کے جواز پر اثر انداز نہ ہوگا۔ اس نظریئے کی پرزور تردید اس کے بعد ہی دارالامرا میں مقدمہ (Rann) بنام (Hughes)[2] میں ججوں نے کی۔ موجودہ معقول اور مکمل انگریزی قانون معاہدہ ہمیں یہ خیال کرنے کا موقع دیتا ہے کہ اس کے قاعدے ناگزیر ہیں اور ہر زمانے میں پائے گئے ہوں گے اس قسم کے خیالات کی اصلاح لارڈ مینس فیلڈ کے خیالات سے (۱۷۶۵ء کے) مفید طور پر ہو سکتی ہے۔

اقسام معاہدات

باضابطہ (فارمل) اور سادہ۔

قانون انگریزی میں صرف دو قسم کے معاہدے تسلیم کئے گئے ہیں۔ باضابطہ اور سادہ (Simple) یعنی دستاویز یا معاہدۂ مہری اور وہ معاہدات جن کے جواز کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔ مجلس قانون ساز نے البتہ ان سادہ معاہدوں میں سے بعض پر کسی نہ کسی قسم کے ضابطے کی ضرورت لازم کر دی ہے یہ ضابطہ یا تو ان کا شرط وجود ہوتا ہے یا ذریعۂ ثبوت یہ دستاویزاور سادہ معاہدات کی بین بین صورت ہے۔ دستاویز کو اس کی باضابطہ صورت ہی قانونی اثر عطا کرتی ہے۔ سادہ معاہدات، بدل پر مبنی ہوتے ہیں اور کسی سرکاری قانونی ضابطے کی احتیاج سے آزاد ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور قسم وجوب کو قانون معاہدہ میں داخل کیا گیا ہے

[1] (3 Burr 1663
[2] (T R 350

ان کو معاہدات ریکارڈ کہا جاتا ہے۔ اگر ان وجوبات میں معاہدے کے خصوصی خصوصیات نہیں پائے جاتے، مگر ان کا جواز ثابت کرنے کے لیے یہاں ان پر بحث کرنا ضروری ہے

باضابطہ (فارمل) اور سادہ معاہدات کی مزید تقسیم کی جا سکتی ہے جو یہ ہے:

(الف) باضابطہ

(۱) معاہدات رکارڈ ⎫ یعنی ان کے جواز کے لئے
(۲) معاہدات مہری ⎭ فارم پر تحریر ہونا ضروری ہے

(ب) سادہ

(۳) مہری دستاویز کے علاوہ دیگر قسم کا ضابطہ جن میں قانوناً ضروری ہے۔ ⎫ یعنی ان کے جواز کے لئے
(۴) معاہدات جن کے لئے کسی فارم کی ضرورت نہیں۔ ⎭ بدل کی موجودگی ضروری ہے

یہ بہتر ہوگا کہ پہلے ان معاہدات سے بحث کی جائے جو اصولاً باضابطہ ہیں۔ پھر وہ ضابطے جو بعض معاہدات سادہ پر بھی عائد کئے گئے ہیں پھر بدل جس کی تمام سادہ معاہدات کی عام طور پر ضرورت ہے۔

باضابطہ معاہدات

فصل اول معاہدات اندراج (رکارڈ)

جن وجوبات کو معاہدات اندراج رکارڈ کہا جاتا ہے وہ فیصلے (Judgement) عدالتی اقرارات (Recognizance) ہیں[۱]۔

[۱] (Statutes merchant) اور (Staple) اور عدالت میں کئے ہوئے اقرارات شاہی مسٹ اسٹیپل کی صورت میں اگرچہ معاہدات رکارڈ ہیں گر عرصے سے غیر مروج۔ ایک زمانے میں وہ اہمیت رکھتے تھے کیونکہ ان میں قرضوں کو تسلیم کیا جاتا تھا۔ اگر یہ تسلیم مناسب طریقے سے ہوتی تو اس سے اُن کی اراضی پر ذمہ داری عائد کرتی۔

فیصلے پہلے فیصلوں کے متعلق۔ عدالت ہائے اندراج (رکارڈ) کی کارروائیاں کھال یا جھلی پر لکھی جایا کرتی ہیں۔ اور ان پر نالش کے فیصلے کا داخلہ لے لیا جاتا ہے جب وہ آخری فیصلہ ہو۔ جس میں مقدمہ بازوں میں سے کسی ایک کو کچھ رقم دلائی جائے خواہ بطور ہرجہ خواہ بطور خرچہ، تو اس سے فریق ثانی پر وجوب عائد ہوتا ہے کہ وہ رقم ادا کرے۔ اس قسم کا وجوب یا تو کسی نالش کا آخری نتیجہ ہوگا جب کہ عدالت فیصلہ سنادے یا فریقین اس بات پر آمادہ ہوں گے کہ فیصلے کے داخلے ان میں سے کسی ایک کے حق میں لے لیا جائے۔ یہ مقدمہ بازی سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اس کے دوران میں بھی۔ اور یہ ایک باضابطہ قسم کے معاہدے کے ذریعے سے کیا جاتا ہے ایک مختار نامہ (Warrant of attorney) (وارنٹ آف اٹارنی) کے ذریعے سے ایک فریق دوسرے فریق کو اختیار دیتا تھا کہ شرائط طے شدہ کے تحت فیصلے کا داخلہ کرائے۔ ایک تسلیم حقیت (Cognovit actionem) کے ذریعے سے ایک فریق دوسرے کے حق کو امر نزاعی کے متعلق تسلیم کرتا تھا اور اس سے بھی اس قسم کا اقتدار حاصل ہوتا تھا۔ قانون دائنان (Debtors Act) ۱۸۶۹ء سے عملاً دونوں کی جگہ تحت رضامندی، جج کے فیصلے نے لے لی ہے جس سے مدعی کو فوراً یا کسی آیندہ موقع پر مجاز کیا جاتا ہے کہ فیصلے کا داخلہ کرائے یا حکم تعمیل (Execution) جاری کرائے[1] اس قسم کے وجوب کی خصوصیتیں یہ ہیں:-

(۱) اس کے شرائط کے لحاظ سے کوئی نزاع باقی نہیں رہتی بلکہ رکارڈ دیکھنے سے قطعی ثبوت مل جاتا ہے۔

(۲) جو نہی وہ وجود میں آتا ہے وہ سابقہ حقوق جن سے اس میں بحث تھی۔ اس میں ضم یا ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً زید بکر کے خلاف معاہدہ تمسکی یا دیوانی مضرت (Civil injury) کی نالش دائر کرتا ہے۔ فیصلے کا داخلہ زید کے

[1] عدالت رکارڈ کے اساسی خصوصیات یہ ہیں (۱) یہ کہ اس کے افعال اور عدالتی کارروائیاں دائمی ثبوت کے لئے مندرج کرلئے جاتے ہیں (۲) یہ کہ وہ تحقیر عدالت پر جرمانہ یا قید کرسکتی ہے دیکھو قانون کی دفعہ ۲ حکمنامہ جات اٹارنی کا ذکر قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء کے ضمیمہ میں ہے۔

حق میں خواہ برضامندی خواہ بعد تصفیہ حقوق تجویز کیا جاتا ہے۔ زید کو اس کی بنائے نالش کے سلسلے میں مزید حقوق باقی نہیں رہے۔ بلکہ وہ اب بجز اس رقم کے جو اس کو دلائی گئی ہے۔

(۴) اس قسم کے دائن کو چند فوائد حاصل ہوتے ہیں جو معمولی دائن کو حاصل نہیں ہوتے۔ اس کو اس قرض کے لئے دہرا چارہ کار حاصل ہوتا ہے وہ مدیون (Judgment-debtor) کی ذاتی جائداد کے خلاف نیلام کا حکم جاری کرا سکتا ہے اور اس طرح وہ رقم راست حاصل کرسکتا ہے جو اسے دلائی گئی نیز وہ عدم ایفائے وجوب کی نالش بھی دائر کرسکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے نہ صرف عدالت ریکارڈ بلکہ کسی بھی دوسری عدالت کا فیصلہ خواہ وہ انگلستان کی ہو یا غیر ممالک کی وجوب پیدا کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بنا پر رقم ادا کرنے کے لئے نالش دائر کی جا سکتی ہے۔

سنہ ۱۸۳۸ء کے قانون فیصلہ جات (Judgements Act) سے پہلے دائن عدالتی مدیون کی اراضی پر اس کی زندگی میں ایک حقیت (Charge) حاصل رہتی تھی مگر اس قانون کی منظوری کے بعد سے اراضی کسی فیصلے سے متاثر نہیں ہوتی تاوقتیکہ ان پر باضابطہ تعمیل نہ کرائی جائے۔

اقرارات عدالتی اقرارات عدالتی[۳] (Recognizances) کو بجا طور سے معاہدات جو تاج سے اس کی عدالتی حیثیت میں کئے جائیں کہا گیا ہے۔ اقرار عدالتی ایک تحریر ہوتی ہے جسے فریق متعلقہ کسی جج یا عہدہ دار مجاز کے روبرو تسلیم کرلیتا ہے اور اس کا عدالت ریکارڈ میں داخلہ لیا جاتا ہے وہ عدم ایفائے عہد کی صورت میں ہوتا ہے اس کی خلاف ورزی پر سزا ہوتی ہے۔ اس میں لڑائی جھگڑا نہ کرنے اچھا برتاؤ رکھنے یا اسائز کورٹ میں حاضر ہونے والی علامت)

---

[۱] دیکھو قانون کی دفعہ ۱۴ حکمنامہ جات اٹارنی کا ذکر قانون اسٹامپ سنہ ۱۸۹۱ء کے ضمیمے میں ہے۔

[۲] ڈیس بنام جونس (628 .4 13) گراٹ بنام ایسٹن (13 Q B.D 302, 303)

[۳] پالک اشاعت نہم صفحہ ۱۵۴۔

کے سامنے حاضر ہونے کا عہد کیا جاتا ہے۔

اس کی ایک مثال یہ ہے :۔

"واضح ہو کہ بتاریخ .... الف وب مجھ ایک سرکاری جج کے سامنے ہائیکورٹ آف جسٹس کے حصۂ کنگس بنچ میں آئے۔ اور ہمارے آقائے مقتدر بادشاہ سلامت کو مبلغ ..... دینا ہونے کا اقرار کیا' یہ اس کے اسباب و اشیا' اراضی اور حقوق مدامی (Tenements) سے ہز مجسٹی کے استعمال کے لئے وصول کی جا سکے گی بشرطیکہ مذکورہ الف ب عرصے تک جو تاریخ ..... اور اس کے بعد سے شروع ہوگا' اپنا چال چلن درست رکھیں' اور ہز مجسٹی کی کسی وفادار رعایا سے لڑائی جھگڑا نہ کریں خاص کر ج اور د سے' اور بلا اجازت اس عدالت سے نہ جائیں' اس وقت یہ عدالتی اقرار باطل ہو جائے گا ورنہ پوری طرح نافذ رہے گا۔"

نام نہاد معاہدات رکارڈ میں واقعی معاہدے کی قسم کی چیزیں بہت کم ہوتی ہیں! فیصلے وہ وجوبات ہیں جو پابندی عائد کر سکنے کے لئے فریق کی مرضی کے نہیں بلکہ ان کے ذریعے سے عدالت کی جانب سے اعلان کئے جانے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اقرارات عدالتی وہ عہود ہیں جو تاج سے کئے جاتے ہیں جس سے انگلستان کے ضابطے کے لحاظ سے کوئی باشندہ معاہدہ نہیں کر سکتا ان وجوبات پر مزید بحث غیر ضروری ہے۔

فصل دوم معاہدات مہری



قانون انگریزی میں واحد باضابطہ معاہدہ' معاہدۂ مہری ہے جسے بعض وقت دستاویز (Deed) اور بعض وقت معاہدۂ خصوصی (Specialty) بھی کہا جاتا ہے۔ صرف "یہی" باضابطہ معاہدہ ہے کیونکہ اس کا جواز نہ تو واقعۂ معاملت کے باعث ہوتا ہے نہ اس بدل کے باعث جو کسی فریق کے عہد کے لئے موجود ہو

بلکہ اس کا جواز اس ضابطے کے باعث ہوتا ہے جس پر وہ کیا جاتا ہے۔ اب ہمیں غور کرنا ہے (۱) معاہدۂ مہری کس طرح منعقد ہوتا ہے (۲) کن امور میں وہ سادہ معاہدے سے مختلف ہوتا ہے (۳) کن حالات میں معاہدہ مہر لازمی ہے۔

(۱) معاہدۂ مہری کس طرح منعقد ہوتا ہے۔

دستاویز[۱] کو کاغذ یا جھلی پر تحریری یا مطبوعہ ہونا چاہئے دستخط مہر اور حوالہ کرنے سے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دستاویز جاری ہو گئی یا تا بہ حد فریقین قطعی ہو گئی۔ ان تین چیزوں میں سے ابتداءً دستخط کے متعلق شبہ تھا کہ آیا وہ ضروری ہے۔ لیکن اب لا آف پراپرٹی ایکٹ ۱۹۲۵ء دفعہ ۷۳ کی رو سے کسی شخص کو جو دستاویز جاری کر رہا ہو اپنے دستخط کرنے یا نشان (ابہام) کرنا ضروری ہے صرف مہر کافی نہیں۔ سپردگی[۲] یا واقعی دستاویز دوسرے فریق کے ہاتھ میں دینے سے ہو سکتی ہے یا کسی اجنبی کو اس (فریق) کے استفادے کے لئے دینے سے یا ان الفاظ سے جن سے یہ ارادہ ظاہر ہو کہ دستاویز نافذ کی جائے اگرچہ وہ نافذ کنندہ فریق کے قبضے میں رکھی جا رہی ہے۔ کسی[۳] دستاویز کے نافذ کرنے میں عموماً مہریں پہلے ہی کر دی جاتی ہیں اور جاری کرنے والا فریق اپنا نام لکھتا ہے، اپنی انگلی اپنی مہر پر رکھتا ہے اور یہ الفاظ کہتا ہے "میں اسے مثل اپنے فعل اور اقرار صالح کے سپرد قرطاس کرتا ہوں"۔ اس طرح وہ فوراً اپنے آپ کو اپنی مہر سے وابستہ کرتا ہے اور اپنا ارادۂ سپردگی ظاہر کرتا ہے یعنی یہ کہ وہ دستاویز کو نفاذ عطا کرتا ہے۔

دستاویز کی سپردگی کسی شرط کے تحت بھی عمل میں آسکتی ہے ایسی حالت میں وہ تعمیل شرط تک نافذ نہیں ہوتی اس درمیانی زمانے میں اس کو

---

[۱] Touchstone بنام Sheppard (۵۲)

[۲] Xenos بنام Wickham (L R 2 H L 296)

[۳] Macedo بنام Stroud ۱۹۲۲ء (2A C 330)

کہا جاتا ہے مگر ایفائے شرط کے ساتھ ہی وہ فوراً نافذ ہو جاتی ہے (Escrow) اور دستاویز کی حیثیت حاصل کر لیتی ہے ایک قدیم قاعدہ ہے[1] کہ جو دستاویز اس طرح مشروط طور پر سپرد کی جائے وہ اس شخص کو نہیں دی جانی چاہئے جو اس کا ایک فریق ہو ورنہ وہ فوراً نافذ ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سپردگی فی الحقیقت زبانی شرائط سے زیادہ وقیع ہوتی ہے۔ مگر جدید[2] نظائر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارادۂ فریقین کا ضرور لحاظ ہو گا اگر ان کا منشا واضح طور سے یہ تھا کہ دستاویز کی مشروط سپردگی عمل میں آئی ہے۔

دستاویز یک فریقی (Deed Poll) اور معاہدہ بین الفریقین (Indenture) کا فرق اب قانون جائداد حقیقی (ارضی اریل پروپرٹی ایکٹ) ۱۸۴۵ء دفعہ ۵ کے بعد سے اہم نہیں رہا۔ سابق میں ایک فریق کی جانب سے تیار کی ہوئی دستاویز کے کنارے خاص قسم سے کٹے ہوئے ہوتے تھے۔ جو دستاویز دو یا زیادہ فریقین میں تیار کی جاتی اس کی اتنی ہی نقلیں جھلی پر کی جاتیں اور ان کو اس طرح کاٹا جاتا کہ نوکدار کنارے نکل آتے (Indenture) تاکہ ان ٹکڑوں کو باہم ملانے سے پہچان سکیں۔ ایسی دستاویزات کو (Indenture) کہا جاتا تھا۔ اب نوکدار کناروں کی ضرورت کسی ایسی دستاویز کے لئے نہیں ہوتی جس کو (Indenture) کا اثر دینا مقصود ہو۔

(۲) معاہدات مہری کی خصوصیات

امر مانع تقریر مخالف (ا) امر مانع تقریر مخالف (ایسٹاپل) قانون شہادت کا ایک قاعدہ ہے جس سے کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ ان واقعات کی تردید کرے جن کی صحت پر اس نے

[1] شیپارڈ بنام شیلنوں (۵۰)

[2] لندن فری ہولڈ کمپنی بنام لارڈ سفیلڈ ۱۸۹۷ء (2ch. L P. 621)

اپنے الفاظ یا طرز عمل سے، لوگوں کو یقین کرنے کا یہ سمجھتے ہوئے موقع دیا ہو کہ وہ غالباً یا یقیناً ایسے یقین کی بنا پر عمل کریں گے۔ قانون شہادت کے اس قاعدے کا معاہدات مہری پر زیادہ سختی سے اطلاق ہوتا ہے[1] اگر یہ صریح اور صاف ہوں تو، وہ دستاویز سے پیدا ہونے والی مقدمہ بازی میں قطعی طور پر عارض ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی امر کے متعلق اقرار صالح کرے اور اس پر اپنی مہر اور دستخط ثبت کرے تو اس کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ ان امور سے انکار کرے جن کا اس نے ادعا کیا ہو[2]۔

ایک بیمہ کمپنی[3] نے ایک لائف پالیسی پر ادائی سے اس بنا پر انکار کیا کہ بیمہ کرنے والے (assured) نے اپنے ایجاب مذکورہ پالیسی میں خلاف بیانی کا ارتکاب کیا تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ فی الحقیقت بیمہ دار نے ایجاب نہیں کیا تھا۔ کمپنی کا دعویٰ تھا کہ جب ایجاب ہی نہ تھا تو کوئی پالیسی ہی کیسے موجود ہو سکتی ہے۔ عدالت نے طے کیا کہ کمپنی نے ایک پالیسی کو جاری کرنے سے جس میں ایجاب کی قرأت کی گئی تھی اور پریمیم کو وصول کرنے سے اب اس بات سے ممنوع (estopped) ہے کہ وجود ایجاب سے انکار کرے۔

ادغام (ب) جب دو فریقین نے کسی غرض کے لئے سادہ معاہدہ کیا ہو اور بعد میں مماثل اقرار دستاویز کے ذریعے سے کریں تو سادہ معاہدہ دستاویز میں ضم ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ کسی کم درجے کی کفالت (lesser security) کا کسی بزرگ تر میں ضم ہو جانا (جیسا کہ کم درجے کی حیثیت اراضی بہتر قسم میں ضم ہوتی ہے) ادغام کہلاتا ہے (merger)۔

تحدید حقیت نالش (ج) سادہ معاہدے سے پیدا ہونے والا حق نالش اگر چھ برس تک استعمال نہ کیا جائے تو اس پر تمادی عارض ہو جاتی ہے۔

---

[1] آن ورڈ بلڈنگ سوسائٹی بنام اسمتھ سن ۱۸۹۳ء (4 Ch 1)

[2] مقدمہ بوسن بنام ٹیلر (A & E 278)

[3] (Pearl Life Insurance Co.) بنام جانسن سن ۱۹۰۹ء (2 K,B 288)

معاہدہ مہری سے پیدا ہونے والا حق نالش کا استعمال اگر بیس برس تک نہ کیا جائے تو اس پر بھی تمادی عارض ہو جاتی ہے۔[1]

ان عام بیانات کے متعلق بعض شرائط بھی ہیں جن پر بعد میں[1] بحث کی جائے گی۔

(د) عہد بلا بدل (grahuitous promise) یا وہ عہد جس کے لئے معاہد کو کوئی فوری یا آیندہ بدل نہیں ملتا۔ اگر مہری ہو تو قابل پابندی ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ زبانی ہو یا تحریری ہو مگر بلا مہر تو وہ کوئی قانونی اثر نہیں رکھتا۔ یہ اوپر ذکر ہوا کہ معاہدات مہری کی یہ خصوصیت اس لئے ہے کہ وہ صورت صالح میں (Sobemnity of form) پیش ہوتے ہیں جس سے بدل کا ہونا تسلیم کیا جاتا ہے اور نیت کی شہادت ملتی ہے۔ لیکن ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یہ بات تاریخی طور پر صحیح نہیں ہے۔ ضابطے سے معاہدہ معاہد پر قابل پابندی ہوجاتا ہے۔ ارادے سے نہیں اگرچہ ضابطے میں نیت ہی کا اظہار ہوتا ہے۔ مسئلۂ بدل بلحاظ وقت جدید ہے اور جوں جوں اس نے ترقی کی وہ مہری معاہدے کی اس خصوصیت کو محدود کرنے کی جانب مائل رہا چنانچہ عام قاعدے میں مستثنیات پیدا کئے کہ عہد بلا بدل مہری ہو تو قابل پابندی ہے۔

قانون غیر موضوعہ میں معاہدات مانع تجارت میں باوجود مہری ہونے کے یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ وہ معقول اور مناسب ہیں معقولیت معاملہ کا ایک معیار بدل کی موجودگی[2] ہے اور قاعدہ عام ہے کہ اگر کسی دستاویز کے لئے واقعی بدل موجود ہو تو وہ فریق جس پر اس کی بنا پر نالش کی جائے بتا سکتی ہے کہ بدل ناجائز تھا یا خلاف اخلاق[3] اور اس صورت میں دستاویز کالعدم اور باطل ہوگی۔

لیکن دراصل اس مراعات پر سب سے زیادہ چانسری نے مداخلت کی۔

---

[1] باب ۵ فصل ۲ (ج)

[2] mallan بنام May (11M. & W. 665)

[3] کالنس بنام بلانٹرن (1Sm.L.C.) اشاعت دوازدہم صفحہ ۴۱۲۔

یہ تصور کہ معاہدات اور نیز انتقالاتِ جائداد کا ضروری عنصر بدل ہے، اگر فی الحقیقت چانسری میں پیدا نہ بھی ہو تو کم از کم وہیں اس کی خاص حمایت ہوتی تھی۔

بدل نہ ہونے کے متعلق نصفتی نقطۂ نظر

بدل ہی کی موجودگی اور عدم موجودگی سے جو نتائج اخذ کئے گئے انھیں سے دستاویز کو استقامت اور اراضی کی معاملت اور بیع اور ان کے نتائج کو ابتدائً جواز حاصل ہوا اور ان کے متعلق چارہ ہائے کار عطا کرتے وقت جہاں ان کا اطلاق معاہدے پر ہوتا نصفت بھی انھیں اصولوں کی پیروی کرتی۔
عدالتیں کسی عہد بلا بدل کے متعلق تعمیل مختص کا حکم نہیں دیتیں[1] خواہ عہد دستاویز پر ہو یا نہ ہو، بدل کا نہ پایا جانا فریب، یا داب ناجائز کی موجودگی[2] کی شہادت توثیقی ہے یا ہو سکتا ہے۔ اس کے کافی ثبوت پر عدالت دستاویز کو صحیح قرار دے گی یا منسوخ کرے گی۔

بانڈ۔

عہد بلا بدل مہری کی بہترین مثال بانڈ ہے بانڈ اصطلاحی تعریف میں وہ عہد ہے جو شرائط مابعد پر کالعدم کیا جا سکتا ہے یعنی زید ایک عہد مہری کرتا ہے اور یہ عہد اس پر قابل پابندی نہ رہنے کا اگر شرط مندرجۂ بانڈ پوری ہو جائے۔ یہ عہد فی الحقیقت اس شرط کی جو بانڈ کا اصل منشا ہوتی ہے تعمیل نہ کئے جانے کے خلاف ایک تعزیر (penalty) مقرر کرتا ہے۔ شرط مطلوبہ یا تو رقمی ادائی ہو گی یا کوئی فعل یا ترک فعل ہو گا۔ پہلی صورت میں اس دستاویز کو معمولی رقمی بانڈ کہا جاتا ہے۔ دوسری میں بانڈ بشرط خصوصی۔

مثلاً:۔

زید بکر سے عہد مہری کرتا ہے کہ آیندہ کرسمس کے دن وہ بکر کو

---

[1] باب نصل ۳۳ (۳)
[2] باب ۷ فصل ۵

پانچ سو پونڈ ادا کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس دن سے پہلے اس نے بکر کو ڈھائی سو پونڈ ادا کئے تو بانڈ کالعدم ہوگا۔

بانڈ کی قانونی حیثیت قانون غیر موضوعہ اور نصفت کے طرز عمل میں بانڈ کے متعلق بھی اتنا ہی اختلاف رہا ہے جتنا رہن (mortgages) کے متعلق۔

قانون غیر موضوعہ نے معاہدے کو اس کے لفظی مفہوم میں لیا۔ اور شرط شکنی پر پورے عہد کے ایفا پر مجبور کیا۔

نصفتی حیثیت عدالت نے اس مقصد کو دیکھا جس کے لئے بانڈ لکھا جاتا ہے وہ معاہدلہٗ کو اس رقم سے زیادہ لینے سے روکنے لگی جو تحت شرط واجب الادا ہے یا وہ رقم ہرجہ جو اسکے اس کی خلاف ورزی کے باعث اسے ملنی چاہئے۔

قوانین موضوعہ[1] عرصے سے معاہدلہٗ کے اس حق کو محدود کرتا ہے جو شرط شکنی کے باعث واقعی نقصان سے پیدا ہوتا ہے۔

(۳) کب معاہدہ مہری کا استعمال ضروری ہے

قانون موضوعہ کے مقررہ ضروریات جواز معاہدہ کے لئے بعض وقت دستاویز کا ضابطہ استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ان کمپنیوں (شراکتوں) کے حصص کی منتقلی جو قانون شراکت (Companies Clauses Act) کے تحت[2] ہوں کی انگریزی جہاز یا اس کے حصے کی منتقلی[3] اراضی کا اجارہ، پٹہ اور دوامی پٹے کو جو تین سال سے زیادہ کے لئے ہو۔

---

[1] (8 & 9 will 8, C. 11, 4 & 5 Anne, C.8.)

[2] ۸ و ۹ وکٹوریہ (C.16. S.14)

[3] مرچنٹ شپنگ ایکٹ ۱۸۹۴ء دفعہ ۲۴۔ فارم کے لئے اس قانون کا ضمیمہ الف ملاحظہ ہو۔

اس کو مہری ہونا چاہئے[1]۔

قانون غیر موضوعہ میں قانون غیر موضوعہ میں دو قسم کے معاہدات کا مہری ہونا ضروری ہے۔

معاہدات بلا بدل۔ (۱) معاہدات بلا بدل یا ایسا معاہدہ جس میں عہد ایجاب کردہ از یک جانب و قبول کردہ بجانب دیگر میں بدل نہ پایا جائے، جب تک مہری نہ ہوں کالعدم ہیں۔

شراکتوں سے معاہدات (ب) کوئی شراکت بہ حیثیت مجموعی (Corporation aggregate) کسی معاہدے کی پابند نہ ہوگی جب تک وہ مہری نہ ہو۔

"مہر اس بات کی واحد مستند شہادت ہے کہ شراکت نے کیا کیا باتیں کرنا منظور کیا ہے۔ کسی جلسے کا رزولیوشن (قرارداد) خواہ اس میں کتنے ہی لوگ شریک ہوں وہ بہرحال پوری مجلس کا فعل نہیں ہے۔ ہر ممبر جانتا ہے کہ وہ صرف اس چیز کا پابند ہے جو مہر عام کے تحت کی جائے دوسری کا نہیں۔ یہ کہنا بڑی غلطی ہوگی کہ مہر کی ضرورت صرف[2] زمانۂ جاہلیت کی یادگار ہے یہ ایسا نہیں ہے کوئی مہر یا اس کی کوئی قائمقام چیز جسے قانون پوری جماعت مشترکہ کے مفہوم کی شاہد قرار دے گا، دراصل خود ماہیت شراکت کی لازمی ضرورت ہے۔"

مستثنیات اس قاعدے کے بعض مستثنیات ہیں۔ بالکل معمولی اہمیت رکھنے والے اشیا یا ضروری روزانہ حاجتیں ایسی ہیں جن کے لئے دستاویز کی ضرورت نہیں کسی کارخانے کو کوئلے کی سربراہی کرنا، کوئی ادنیٰ درجے کا ملازم رکھنا اسی قسم کی مثالیں ہیں[3] اگر مجلس صفائی

---

[1] لاآف پراوپرٹی ایکٹ ۱۹۲۵ء دفعات نمبر ۷۳ و ۷۴

[2] Mayor of Ludlow. بنام چارلٹن C M & W 815

[3] نکلسن بنام براڈ فیلڈ یونین (L R.I Q B.620) ولیس بنام مئیر آف کنگسٹن ان ہل (L R.I O C.P 402)

(میونسپل کارپوریس) مرمت گاہ جہاز (Graving dock) کی مالک ہو جو ہمیشہ استعمال میں رہتا ہے تو قرار دیا گیا کہ جہازوں کے داخلے کا معاملہ سادہ معاہدے کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے۔

تجارتی شراکتیں (ٹریڈنگ کارپوریشن) اپنے کارندوں کے ذریعے سے سادہ معاہدے ان اغراض کے لئے کرا سکتی ہیں جن کے لئے شراکتوں کا قیام عمل میں آیا۔ شراکت کا کاروبار کارندوں ہی کے ذریعے سے عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ یعنی منتظمین وغیرہ۔[۱] اور اگر ان اشخاص کے ذریعے سے کئے ہوئے معاہدات ایسے معاہدات ہوں جو اغراض و مقاصد شراکت سے متعلق ہوں اور نیز ان کے قواعد و ضوابط کے خلاف نہ ہوں تو ایسے معاہدات صحیح ہوں گے اور شراکت پر پابندی عاید کریں گے اگرچہ وہ مہری نہ ہوں۔

قانون قیام شراکت (Companies Consolidation Act) بابتہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۶ کے ذریعے سے (جو ایک سابقہ قانون میں بھی موجود تھا اور اب مکرر وضع کیا گیا) جو شراکت اس قانون (کمپنیز ایکٹ) کے تحت قائم ہوا سے اجازت ہے کہ اپنے کارندوں کے ذریعے سے تحریری یا زبانی معاہدات ان صورتوں کے متعلق کرائے جن میں خانگی اشخاص اسی طرح معاہدہ کر سکتے ہوں مجالس قانون ساز نے بعض اور معاملات میں شراکتوں کو مہری معاہدات کرنے کی ضرورت سے آزاد کر دیا ہے اور مختلف ضوابط تیار کئے ہیں جن میں ان کی مشترکہ رضامندی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ بے شبہ موجودہ زمانے اور خاص کر اس وجہ سے کہ شراکتیں جو کمپنیز ایکٹ کے تحت قائم کی گئیں وہ دیگر شراکتوں سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے وہ مقدمات جو معاہدات کے مہری ہونے کی ضرورت کے قاعدے کے "استثنا" کے تحت آتے ہیں۔ وہ غیر متناہی طور پر ان مقدمات سے زیادہ ہیں جن سے خود اصل قاعدہ متعلق ہے۔

ایک فریق کی تعمیل کے اثرات

کچھ عرصے تک عدالتی فیصلوں میں اختلاف رہا کہ آیا شراکتیں اس صورت میں بھی ذمہ دار ہوں گی جب کوئی مہری معاہدہ نہ کیا گیا ہو اور جہاں وہ اسباب فراہم کیا گیا ہو یا وہ کام

---

[۱] سوتی آف آرلینڈ کولیری کمپنی بنام Waddle (L.R.3.C.P.463 P.464)

سر انجام دیا گیا ہو جس کے لئے شراکت قائم ہے؟ اس نقطے کا قطعی طور پر (Lawford) بنام (Billericay) میں تصفیہ ہو گیا۔

ایک مجلس ضلع (Rural District Council) کی کمیٹی نے ایک انجینئر کو ملازم رکھا جو اس سے پہلے ہی چند اغراض کے لئے کارپوریشن کا ملازم ہو چکا تھا۔ اور اس کے سپرد ایسے کام کئے گئے جن کے لئے اسے ملازم ہی نہیں رکھا گیا تھا۔ کمیٹی کو اختیار نہ تھا کہ اپنے معاہدات کے ذریعے سے کارپوریشن کو پابند کر دیتی۔ مگر اس کی روئداد کی توثیق کی گئی اور اس طرح اس کے افعال کو نسل نے توثیق کر کے منظوری دیدی۔ عدالت نے قرار دیا کہ کار سر انجام دادہ وہی تھا جس کیلئے کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ کام سے استفادہ کر چکنے کے بعد وہ اس کا معاوضہ ادا کرنے سے انکار نہیں کر سکتی۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی انجینئر سے اس کو ملازم رکھنے کے لئے کئے ہوئے تکمیل شدنی غیر مہری معاہدے کی خلاف ورزی کی جائے تو صاف ظاہر ہے کہ انجینئر یا کارپوریشن کو نالش کا حق نہیں پیدا ہوتا۔

یہ معلوم ہو گا کہ کارپوریشن نے وہ کام انجام دیا جو اسے کسی سادہ معاہدے کے تحت انجام دینا تھا تو وہ اسی طرح فریق ثانی کے خلاف کار مفوضہ کی عدم تعمیل کی نالش دائر کر سکتی تھی۔[1] (Lawford) بنام (Billericay) R. D. C کے فیصلے سے وہ طریقہ معلوم ہوتا ہے جس کے ذریعے سے عدالتوں نے قانون غیر موضوعہ کے قاعدے کی قطع و برید کی کوشش کی جب کہ اس قاعدے کا سختی سے اطلاق صریح ناانصافی کا موجب ہوتا۔ مگر وہ صورت بالکل جدا ہے جہاں ایسا قاعدہ قانون موضوعہ کا مقرر کردہ ہو۔ پبلک ہلتھ ایکٹ بابت ۱۸۷۵ء کی دفعہ ۱۷۴ کی رو سے اگر کوئی شہری مقتدر جماعت اس قانون کے اختیارات کے اندر اور اغراض کے تحت کوئی معاہدہ کرے اور وہ پچاس پونڈ سے زیادہ حیثیت یا مالیت کا ہو تو ایسا معاہدہ مہری ہونا چاہیئے۔ قانون موضوعہ کی اس صریح ہدایت کے مقابل قانون غیر موضوعہ کے

[1] Clarke بنام Cuffield Union (21 L.J.Q. B 349)

[2] فش مانگرس کمپنی بنام رابرٹسن (m.&Gr. 192)

مستثنیات کوئی اطلاق نہیں پا سکتے اسی لئے شہری مقتدر جماعت ایسے معاہدات سے پورا استفادہ بھی کر سکتی ہے اور بعد میں مہری کی غیر موجودگی کو اپنا مکمل جواب دعویٰ بھی بنا سکتی ہے۔ مگر عدالتوں نے اس پر آمادگی نہیں ظاہر کی ہے کہ ایک ایسے اصول کو وسعت دیں جس کی بنا پر مقامی مقتدر جماعت کو اپنے قرضوں کی عدم ادائی کا موقع ملتا ہو۔ اور مقدمۂ لافورڈ" بنام ملبری کے آرڈی سی" کا فیصلہ شہری اقتدار کے مقدمات سے بھی متعلق ہے جن میں نالش ایسے معاہدے کے متعلق ہو جو خصوصی قانون کے ذریعے سے محصلہ اختیارات کے تحت کیا گیا ہو اور ۱۸۷۵ء کے قانون کے تحت نہ بھی ہو۔[1]

سادہ معاہدات



(۳) سادہ معاہدات کا تحریری ہونا ضروری ہے۔



ان معاہدات کا اب ذکر ہو چکا جن کی صحت صرف ان کے ضابطے کے باعث ہوتی ہے۔ اب ان معاہدات کی طرف توجہ کی جاتی ہے جن کی صحت بدل کی موجودگی پر منحصر ہوتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم باضابطہ معاہدات سے گزر کر سادہ معاہدات کی طرف آتے ہیں یعنی معاہدات مہری کو ختم کر کے معاہدات زبانی (Parol) پر توجہ کرتے ہیں۔ ان کو زبانی معاہدات اس لئے کہا جاتا ہے کہ بجز چند مستثنیات کے جن کا ذکر ابھی ہوگا، یہ الفاظ زبان کے ذریعے سے کہے جا سکتے ہیں۔

چند کے لئے تحریر ضروری ہے

چند سادہ معاہدات کی تعمیل اس وقت تک نہیں کرائی جا سکتی جب تک کہ شرائط اور فریقین معاملے کی شہادت پیش نہ کی جائے لیکن یہاں تحریر کی اس لئے ضرورت نہیں کہ معاہدے کو

[1] Douglas بنام Rhyl (U D.C [1913] 2Ch 407)

موثر بنایا جائے لیکن اس کا منشا اس کے وجود کی شہادت ہوتا ہے بدل کی ویسی ضرورت ہے جیسی ان مقدمات میں جن میں تحریر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر معاہدات صرف تحریری ہوں اور مہری نہ ہوں تو وہ زبانی ہیں (Parol) اور بدل ثابت ہونا چاہئے۔

اسی بنا پر یہ بہر حال سادہ معاہدات ہیں کیونکہ ایک خاص قسم کی تحریری شہادت ان کے متعلق ضروری ہے۔

ضروریات مقرر کردۂ قانون۔ معاہدات سادہ کے ضابطے کے متعلق ضروریات مقرر کردۂ قانون مختصراً یہ ہیں:—

(۱) بل آف اکسچینج کے لئے رواج تاجران کے باعث تحریری ہونا ضروری ہے اور اسے قانون غیر موضوعہ نے بھی تسلیم کر لیا ہے پرامیسری نوٹ کے متعلق بھی (3 & 4 Anne, C.S.) کے لحاظ سے) تحریری ہونا ضروری تھا ان دونوں قسم کے دستاویزوں کے لئے اب ۱۸۸۲ء کا بلس آف اکسچینج ایکٹ میں احکام صادر کئے گئے ہیں اس قانون کے لحاظ سے مزید حکم یہ ہوا کہ بل آف اکسچینج کی قبولیت بھی تحریر ہو۔

(۲) کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۱۱ء کے تحت حقوق تصنیف کی تفویض بھی تحریری ہونی چاہئے۔

(۳) بحری بیمے کے معاہدات پالیسی کی صورت میں ہونی چاہئیں[۱]۔

(۴) کسی کمپنی کے حصص کی قبولیت یا منتقلی عادۃً ایک خاص ضابطے پر ہونی ضروری ہے جس کے لئے پارلیمنٹ کے مقرر کردہ قوانین ہیں۔ ان قوانین میں سے بعض عام طور سے تمام شراکتوں کے متعلق ہیں اور بعض خاص خاص شراکتوں سے متعلق ہیں۔

(۵) اگر کسی دین پر قانون میعاد سماعت کے تحت تمادی عارض ہو گئی ہو اور اسے کوئی شخص تسلیم کرنا چاہے تو مدیون یا اس کا وہ کارندہ جو خاص

---

[۱] 54 & 55 Vict C. 36.S. 93.

اس کام کے لئے مجاز ہو اپنی دستخط سے تحریر لکھ دے[1]۔

(۶) چند خاص معاہدات میں قوانین موضوعہ نے تحریر کی ضرورت رکھی ہے۔ چنانچہ ریلوے کمپنیوں سے حمل ونقل اسباب کے خصوصی معاہدات کے لئے ریلوے اینڈ کنال ٹرافک ایکٹ ۱۸۵۴ء دفعہ ۷ کا حکم۔

(۷) قانون فریب (Statute of Frauds) بابت ۱۶۷۷ء دفعہ ۴ کے لحاظ سے بھی چند خاص معاہدات میں تحریری شہادت ضروری ہے۔

(۸) قانون بیع اشیا (Sale of Goods Act) ۱۸۹۳ء دفعہ ۴ کی روسے چند خاص شرائط کی غیر موجودگی کی صورت میں معاہدہ بیع اشیا میں دس پونڈ یا اس سے زیادہ مالیت کے لئے تحریری شہادت ضروری ہے۔

قانون فریب (Statue of Frands) قانون بیع اشیار کے مقرر کردہ ضروریات اس قابل ہیں کہ ان پر خاص طور سے بحث کی جائے۔

قانون فریب ۱۶۷۷ء دفعہ نمبر ۴

کوئی نالش اس غرض سے نہ کی جاسکے گی کہ کسی منتظم یا منصرم کو کسی نقصان کا ہرجہ دینے کے لئے اپنی ذاتی جائداد سے ادائی کے متعلق خصوصی عہد کرنے کی بنا پر مجبور کیا جائے نہ اس غرض سے کہ کسی مدعیٰ علیہ نے کسی دین، نادہندگی یا شخص دیگر پر غلط طور سے قسم حاصل کرنے کی بنا پر معاوضہ دینے کا خصوصی عہد کیا ہے۔ یا کسی شخص کو اس بنا پر ماخوذ کیا جائے کہ اس نے بدل نکاح کے طور پر کوئی معاملہ کیا (یا کسی معاہدۂ بیع

[1] 9 Geo. 4 c. 14 S. I. 19 & 20 Vict. C. 97 S. 18.

اراضی جائداد مستقلہ (tenements) یا موروثی جائداد
(heridıtaments,) یا ان کے یا ان کے متعلق کسی
مفاد کے متعلق؛ یا کسی ایسے معاملے کے متعلق جو تاریخ انعقاد
سے ایک سال کی مدت کے اندر سر انجام نہیں پاتا ہے،
جب تک کہ وہ معاملہ جس کی بنا پر ایسی نالش کی جائے
یا اس کی کوئی یادداشت یا نوٹ تحریری نہ ہو اور اس پر
اس فریق کے دستخط نہ ہوں جسے اس کی بنا پر ماخوذ
کیا جاتا ہے یا کوئی اور شخص جسے اس نے جائز طور پر
اس کے لئے مجاز کیا ہو۔"

دفعۂ مذکور میں جو الفاظ قوسین میں ہیں وہ منسوخ کر دئے گئے ہیں اور اس کی جگہ لاآف پروپرٹی ایکٹ بابت ۱۹۲۵ء کے تحت مندرجۂ ذیل الفاظ نے لے لی ہے:۔

"کوئی معاہدہ اراضی یا حقیت دراضی کی بیع یا کسی اور طرح
ان کی منتقلی۔"

ہمیں تین امور پر غور کرنا ہے:۔

(۱) معاہدات متذکرہ کی ماہیت۔

(۲) ان کے لئے کس قسم کا ضابطہ ضروری ہے۔

(۳) اس قسم کے معاہدات میں اگر قانون موضوعہ کے احکام کی پوری تعمیل نہ ہو تو اس کا کیا اثر ہوگا۔

(۱) ہم پہلے متذکرہ پانچ معاہدات کے خصوصیات بیان کرتے ہیں۔

کسی منتظم یا منصرم کا خصوصی عہد کرنا کہ وہ اپنی ذاتی جائداد سے ہرجہ دیگا

نوعیت ذمہ داری منتظم | کسی منتظم یا منصرم پر شخص متوفی کی جائداد کے متعلق دو قسم کی

ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ قانون غیر موضوعہ کے تحت وہ نمائندہ شخص متوفی ہوتا ہے۔ اور اسی حیثیت میں وہ نالش کرسکتا ہے اور اس پر نالش کی جا سکتی ہے نصفت میں وہ شخص متوفی کی خاص وصیتوں کی تعمیل کرنے یا غیر وصیتی جائداد کی تقسیم میں قواعد قانونی کو ملحوظ رکھنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ مگر کسی صورت میں بھی وہ اس کا پابند نہیں ہے کہ اپنی جیب سے کوئی ادائی کرے۔ اس کی ذمہ داریاں شخص متوفی کے ترکے کی حد تک ہی محدود ہیں۔ لیکن اگر وہ شخص متوفی کی ساکھ کو محفوظ رکھنے یا جبری بیع سے بچنے یا کسی اور وجہ کی بنا پر اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ہرجوں کی ادائی اپنی ذاتی جائداد سے کرنے کا عہد کرے تو ایسا عہد اور اس کا بدل (مثلاً دائن کا جائداد کی نالش کرنے سے اجتناب کرنا) تحریری ہونا چاہئے اور اس پر اس کے یا اس کے کارندے کے دستخط ہونے چاہئیں۔ یہ بیان کرنا تقریباً بیکار ہے کہ اس معاہدے میں اور ان تمام معاہدات میں جو اس دفعہ کے تحت ہیں تحریر کی موجودگی سے بدل کی غیر موجودگی کا معاوضہ نہیں ہو سکے گا۔

کسی کے قرضے ناد ہندگی یا بدعنوانی کے جوابدہ ہونے کا عہد



یہ گیارنٹی یا ضمانت (Suretyship) کا عہد ہے۔ اس کے تعلق ہمیشہ یوں سوال کیا جا سکتا ہے کہ "بکر سے معاملہ کرو اور اگر وہ ادائی نہ کرے تو میں کرونگا"

عہد ضمانت اور ابرا میں فرق ہے

(۱) اس عہد اور معاہدۂ ابرا (Indemnity) میں احتیاط سے فرق کرنا چاہئے جس میں کوئی شخص ایک بے قصور شخص کو اس معاملے کے نتائج سے محفوظ رکھنے کا عہد کرتا ہے جو اس نے معاہد کے کہنے سے کیا تھا۔ ان کا فرق عملاً بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ

معاہدۂ ابراء، معاہدۂ ضمانت کے برخلاف کسی قسم کی تحریری شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

معاہدۂ ضمانت میں ہمیشہ تین فریق ضروری ہیں یعنی ایک اصل مدیون (جس کی ذمہ داری موجودہ ہوگی یا حالیہ) اور ایک دائن اور ایک فریق ثالث جو دائن کے کسی فعل یا عہد کے بدل میں مدیون کی ذمہ داری کو خود پورا کرنے کا عہد کرتا ہے بشرطیکہ مدیون ایسا کرنے میں ناکام رہے۔

مقدمہ (Guild) بنام (Conrad) میں ضمانت اور ابراء دونوں کی اچھی مثال ملتی ہے۔

مدعی نے مدعیٰ علیہ کی درخواست پر تاجران ڈمیرارا (Demerara) کی ایک فرم کے بلس آف اکسچینج کو قبول کرلیا تھا اور مدعیٰ علیہ نے ضمانت دی تھی کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ ان بلوں کو ختم مدت پر خود ادا کرے گا۔ کچھ دنوں بعد فرم مشکلات میں پھنس گئی اور مدعیٰ علیہ نے مدعی سے عہد کیا کہ اگر وہ ان کے بل قبول کرلے تو رقم بہرحال ادا کردی جائے گی۔ پہلا عہد ضمانت اور دوسرا ابراء ہے۔

"Davey, L J نے کہا۔ میری رائے میں
ان دونوں میں صاف فرق ہے کہ کوئی شخص اس بات
کا عہد کرے کہ اگر اصل مدیون ادائی میں قصور کرے
تو خود ادا کرے گا اور اس بات کا عہد کرے کہ کسی شخص
کو معاہدۂ ذمہ داری سے جو وہ کرچکا یا کرنے والا ہے
بری رکھے بلالحاظ اس کے کہ کوئی تیسرا شخص ادائی میں
قصور کرے یا نہیں"

فی الحقیقت اس بات کی توقع ہونی چاہیئے کہ "دوسرا شخص" وہ دین ادا کرے گا جس کے متعلق معاہد اپنے آپ کو ذمہ دار گردانتا ہے اور اس قسم کی

۱؎ سنہ ۱۹۴ء 2. Q.B. 884

توقع کی غیر موجودگی میں معاہدہ، معاہدۂ ضمانت نہیں ہے[1]۔

بکر جو ایک کاونٹی کورٹ کا تحویلدار (بیلف) تھا، ایک مدیون کو گرفتار کرنے والا تھا۔ زید نے عہد کیا کہ اگر بکر گرفتاری سے اجتناب کرے تو وہ دین ادا کر دے گا۔ قرار دیا گیا کہ اس طرح زید نے بکر سے معاہدۂ ابرا کیا کیونکہ مدیون بکر کا دین دار نہ تھا اور دائن نے بکر کو اس انتظام کا مجاز نہیں کیا تھا[2]۔

مگر یہ ملحوظ رہے کہ کسی اور کے دین کی ادائی کا عہد اس صورت میں اندرون دفعہ ہذا نہیں قرار دیا جائے گا جب کہ ضمانت کسی بڑے معاہدے کے ضمن میں ہو نہ کہ فریقین معاملہ کا اصلی مقصد۔ چنانچہ (Sutton) بنام (Grey) میں[3] زید نے ایک کمیشن ایجنٹ (Stock-broker) سے زبانی طے کیا اس کے لئے کاروبار مہیا کرے گا بشرطیکہ زید کو کمیشن محصلہ کا نصف دیا جائے اور اس سے نصف رقم وصول کی جائے اگر اس کے تعارف کرائے ہوئے گاہک کی عدم ادائی سے نقصان ہو۔ قرار دیا گیا کہ اس قسم کے گاہک کے دین کی ادائی کا عہد اس دفعہ کے اندر نہیں آتا۔

فریق ثالث پر اولاً ذمہ داری ضروری ہے

(ب) ایک موجودہ یا آیندہ ذمہ داری فریق ثالث پر ہو جس کے لئے معاہد نے ادائی کا اقرار کیا ہے۔ اگر معاہد خود ہی کو اولاً ذمہ دار گردانتا ہے تو وہ اندرون قانون ہذا نہیں اور اس کا تحریری ہونا ضروری نہیں،

"اگر دو شخص کسی دوکان پر آئیں۔ ایک خریداری کرے اور دوسرا اس کو ساکھ حاصل ہونے کے لئے بایع سے عہد کرے کہ اگر وہ آپ کو رقم ادا نہ کرے تو

[1] ہاربرگ انڈیا ربڑ کومب کمپنی بنام ارٹن سنہ ۱۹۰۲ء (1 K.B. 778)

[2] Reader V Kingham, 18 C.B., N.S. 344.

[3] سنہ ۱۸۹۴ء (1Q B. 285)

میں کرونگا" تو ایسا کہنا ایک متوازی اقرار ہے اور
جب تک تحریری نہ ہو، قانون فریب کی رو سے
کالعدم[1] ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ "اسے سامان دیجئے
میں آپ کو ادا کرونگا" یا یہ کہ "میں آپ کی ادائی کا
بندوبست کرونگا" یہ اقرار اپنی ذات کے لئے ہے
اور اسی کو اصلی خریدار اور دوسرے کو اس کا محض
خادم سمجھا جائے گا[2]۔

واقعی ذمہ داری

(ج) عہد کرتے وقت ہو سکتا ہے کہ ذمہ داری موجودہ نہ ہو آئندہ پیدا ہونے والی ہو۔ مثلاً زید نے بکر سے عہد کیا کہ اگر محمود نے بکر کو ملازم رکھا تو وہ (زید) خدمات سرانجام دادہ کی اجرت کی ادائی کا ضامن ہوگا۔ پھر بھی ایک اصل دائن کی کسی نہ کسی وقت ضرورت ہے ورنہ ضمانت نہ ہوگی اور ایسا عہد گو تحریری نہ ہو قابل نالش ہوگا۔ چنانچہ اگر بکر نے زید سے کہا "اگر میں یہ کام محمود کے واسطے کروں تو کسی شخص کو مجھے ادائی کی ضمانت دینی چاہیئے"۔ اور زید نے کہا "ہاں کام کرو میں اس کی ادائی کا انتظام کروں گا"[3] اس سے ضمانت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک محمود کام کا حکم دے کر ذمہ داری نہ لے لے۔ اگر وہ کوئی حکم نہیں دیتا اور اس کے باوجود بکر کام سرانجام دیتا ہے تو زید ذمہ دار ہوگا مگر نہ اس لئے کہ وہ ضامن تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے زبانی عہد کے باعث اصل دائن ہو گیا۔

(د) اگر کسی دین موجودہ کے لئے ایک فریق ثالث ذمہ دار ہو اور معاہد اس کی ادائی کا ذمہ لیتا ہے تو بھی ضمانت وقوع میں نہیں آتی اگر شرائط انتظام ایسے ہوں کہ ان سے اصل ذمہ داری کو باطل کیا جارہا ہو[4]۔ زید نے بکر سے کہا "محمود کو

---

[1] "کالعدم" غلطی سے "ناقابل نفاذ" کے معنوں میں برتا گیا ہے۔

[2] Per curiam in Birkmyr V Darnell I Sm L.C, 12th Ed. 335

[3] Lakeman بنام Mount Stephen (L R. 7 H L 17 and see L.R 7Q. B 202)

[4] Goodman بنام Chase (1 B. & Ald. 297

اپنے پورے دَین کی رسید دیدیجئے میں آپ کو ادائی کو دوں گا ۔" ایسا عہد اس قانون کے اندر نہیں آتا، کیونکہ اس میں کوئی ضمانت نہیں بلکہ ایک مدیون کی جگہ دوسرا مدیون لے رہا ہے شخص ثالث کی ذمہ داری ذمہ داری مستمرہ (Counting liablity) ہونی چاہئے۔

(ﮦ) دَین، عدم ادائی (default) اور بدعنوانی میں جن کا قانون موضوعہ میں ذکر ہے۔ فعل ناجائز (تعدی) سے پیدا ہونے والی ذمہ داریاں بھی اسی طرح شامل ہوں گی جس طرح معاہداتی ذمہ داریاں چنانچہ کرک ہام (kirkham) بنام مارٹر[1] میں محمود نے ناجائز طور پر بکر کے گھوڑے پر اس کی اجازت کے بغیر سواری کی جس سے گھوڑا ہلاک ہوگیا۔ زید نے وعدہ کیا کہ اگر بکر، محمود پر نالش کرنے سے اجتناب کرے تو وہ (زید) بکر کو اس کے بدل میں ایک خاص رقم دیگا۔ قرار دیا گیا کہ یہ قانون موضوعہ کے معنے کے اندر بدعنوانی کے معاوضے کا عہد ہے۔

(و) اس قسم کے معاہدے میں یہ بتانا ضروری ہے کہ الفاظ قانون موضوعہ کا صرف انھیں عہود پر اطلاق[2] ہوتا ہے جن پر کوئی قانونی نالش دائر کی جاسکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ضمانت اس طرح دی جائے کہ اس کا نفاذ صرف نصفتی چارہ ہائے کار کے ذریعے سے کیا جاسکے جیسے شرکاء کے اندر ایسی صورت میں بھی وہ قانون کے اندر نہیں آتی۔

بدل کا اظہار ضروری نہیں

(ز) یہ معاہدہ اس عام قاعدے کا ایک استثنا ہے کہ "معاملہ یا اس کی کوئی یادداشت یا نوٹ" (جس کے متعلق قانون نے تحریری ہونے کی ضرورت بتائی ہے) بدل اور عہد پر[3] مشتمل ہوں، Mercentile; Law Amendment Act 1856.

---

[1] (2 B & Ald.)

[2] دیکھو (Hayle) ۱۸۹۳ء (1 eh.p.97)

[3] تفصیل پانچ چھے صفحوں بعد آتی ہے۔

معاملات بطور بدل نکاح

یہاں جو معاملہ مراد ہے وہ نکاح کرنے کا عہد نہیں ہے (جس کا بدل فریق ثانی کا عہد ہوگا) بلکہ اس بات کا عہد ہے کہ نکاح کے واقعی طور پر وقوع میں آنے کے بدل یا اس کی شرط پر کچھ رقم ادا کی جائے گی۔ یا کوئی جائداد ی بند و لبست کیا جائے گا۔

اراضی یا ان کی کسی حقیقت کی بیع یا کسی اور طرح منتقلی[۱]

حقیقت سے کیا مراد ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قانون فریب کی قدیم عبارت پر جو فیصلے ہوئے ہیں وہ اب بھی اس معاہدے سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ یہ دفعہ ان معاملات سے بحث کرتی ہے جو پٹوں یا بیعوں کیلئے کئے جائیں۔ مگر یہ کہنا ہمیشہ آسان نہیں کہ اراضی میں حقیقت رکھنے سے کیا مراد ہے۔ جو معاہدات حصول حقیت سے پہلے ہوتے ہیں یا ایسے ہیں جو بعید اور ناقابل لحاظ حقیتوں سے متعلق ہیں تو وہ اس دفعہ سے غیر متعلق ہیں۔ مثلاً کسی عطائے حق کے لئے ادائی کا معاملہ[۲] کسی خاص حقیت دار کے لئے گھر کی مرمت کرنا، کسی ریلوے کمپنی کے حصص منتقل کرنا جو اگرچہ اراضی کی مالک ہوتی ہے مگر اپنے حصہ داروں کو کوئی قابل لحاظ حقیت اراضی میں عطا نہیں کرتی۔

اس دفعہ کی تعبیر میں جو مشکلات پیدا ہوئے ہیں ان کا اندازہ ان مثالوں سے ہو سکتا ہے جن میں زرعی پیداوار کی بیع کے معاہدے ہوں۔

---

[۱] لا آف پراپرٹی ایکٹ ۱۹۲۵ء دفعہ ۴۰-۲ الف

[۲] Boston بنام Boston سنہ ۱۹۰۴ء 1 K.B 124

پیداوار محنتی اور قدرتی۔	

پیداوار محنتی اور قدرتی۔

دونوں قسم کی پیداوار اراضی (emblements) میں فرق کیا جاتا ہے۔ جو پیداوار زراعت کرنے سے ہوتی ہے اسے پیداوار محنتی (fructus industriales) کہا جاتا ہے۔ اور اگنے والی گھاس چوبینہ یا درختوں کے پھل میوے قدرتی پیداوار (fructus naturales) کہلاتے ہیں۔ قانون نے اب طے کر دیا ہے کہ اگر جائداد اس وقت منتقل کی جاتی ہے جب پیداوار زمین سے جدا کی جاچکی ہے تو محنتی اور قدرتی دونوں قسم کی پیدوار قانون بیع اراضی ۱۸۹۳ء کی دفعہ ۶۲ کے تحت آتی ہے۔ لیکن اگر جائداد جدا کرنے سے پہلے منتقل ہو رہی ہے تو محنتی پیداوار کو تو اسباب قرار دیا جائے گا مگر قدرتی پیداوار کو حقیت اراضی۔

معاملات جو تاریخ انعقاد سے ایک سال کے اندر سر انجام نہیں پاتے ہیں

اس قسم کے معاملات میں دو ممتاز چیزیں ہیں اگر معاہدہ غیر متناہی وقت کے لئے ہے لیکن کوئی فریق معقول نوٹس دے کر اسے اندرون سال ختم کر سکتا ہے تو یہ قانون اس سے متعلق نہیں [1] کسی بچے کی پرورش کے لئے ہفتہ وار کچھ رقم ادا کرنے کا، یا کسی شوہر سے جدا شدہ عورت کے نفقے کا معاہدہ اسی بنا پر اس دفعہ کے باہر قرار دیا گیا ہے۔

عدالتی مقولے کا مطلب یہی ہے کہ معاہدے کو قانون کے عمل کے اندر لینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ معاملہ اپنے مقصد اور غرض کے اعتبار سے ایسا ہو کہ اسے ایک سال کے بعد پورا ہونا چاہئیے[2] اگر معاہدے کسی معینہ

[1] mc Gregor بنام میک گریگار 21 Q.B.D 429

[2] Ehrlich بنام Hanua ۱۹۱۱ء

مدت کے لئے ہے مگر زاید از ایک سال کے لئے تو اگرچہ فریقین میں سے کسی کی بھی اطلاع سے اسے ایک سال کے اندر ختم کیا جا سکتا مگر اس پر قانون کا عمل ہو گا۔

اگر کسی فریق کا پورا فریضہ صرف یہ ہے کہ کام ایک سال کے اندر کرنا چاہئے اور کیا جاتا ہے تو قانون اس سے متعلق نہیں۔ زید بکر کا پٹہ دار تھا اور پٹہ بیس سال کے لئے تھا۔ اس نے زبانی عہد کیا کہ وہ بقیہ مدت کے لئے مزید پانچ پونڈ سالانہ[1] ادا کرے گا بشرطیکہ اس کے بدل میں زید پچاس پونڈ ترمیمات پر صرف کرے۔ بکر نے ایسا ہی کیا۔ قرار دیا گیا کہ زید اپنے عہد کی بنا پر ذمہ دار ہے۔

لیکن اگر کسی فریق کا فریضہ ایک سال میں انجام نہیں پا سکتا اور گو دوسرے فریق کا ہو سکتا ہے۔ مگر ارادہ ایک سال میں انجام دینے کا نہیں ہے تو معاہدہ اس قانون کے تحت آئے گا[2]۔

آخر میں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جہاں خدمات ایک ایسے معاہدے کے تحت انجام دئے گئے ہیں جو اس دفعہ کے تحت ناقابل نفاذ ہے تو ان کا معاوضہ ادا کرنے کے معنوی عہد کے تحت خدمات کی واقعی قدر و قیمت کے مطابق دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے۔ ایسی نالش اس معاہدے پر مبنی نہیں ہوتی جو فریقین میں ہونا بیان کیا گیا ہے اور جو ناقابل نفاذ ہے بلکہ ایسی نالش اس معنوی معاہدے پر مبنی ہوتی ہے جو قانون فریق کے طرز عمل سے مستنبط کرتا ہے۔ پلیڈنگ کی قدیم صورتوں کے لحاظ سے ایسی نالش خلاف ورزی معاہدۂ دین[3] (indebitatus assumpsit) کے عنوان پر کی جاتی ہے۔

ضابطے کی ضرورتیں

(۲) دوسری غور طلب چیز یہ ہے کہ کس قسم کا ضابطہ مطلوب ہے۔ ضرورت بتائی گئی ہے کہ معاملہ یا اس کی کوئی

---

[1] Donellan بنام Read 3 B. & A. 944

[2] Reeve بنام Jenn-ings سنہ ۱۹۱۰ء 2 K.B. 522

[3] دیکھو حصہ ۶ باب ۲

یادداشت یا نوٹ تحریری ہوگا اور اس پر اس شخص کے دستخط ہوں گے جس پر رقم عائد کی جائے گی یا اس شخص کے دستخط ہوں گے جسے اس نے قانوناً اس بات کے لئے مجاز کیا ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

اس حصۂ مضمون کے متعلق ہم مندرجۂ ذیل قاعدے بنا سکتے ہیں[1]:-

ضابطہ صرف شہادت کے لئے ہے۔

(ا) ضابطۂ مطلوبہ معاہدے کے وجود سے متعلق نہیں ہوتا ہے۔ معاہدہ موجود ہو سکتا ہے خواہ اسے ضروری ضابطے کا جامہ نہ پہنایا گیا ہو۔ اور شرائط مقررکردۂ قانون کی عدم تعمیل کا اثر صرف یہ ہوتا ہے کہ فروگزاشت کی تکمیل تک نالش نہیں کی جا سکتی۔

اس قاعدے کی مثال دینی کچھ مشکل نہیں چنانچہ تحریری نوٹ اس طرح مرتب ہو سکتا ہے کہ وہ انعقاد معاہدہ سے لے کر ابتدائے عمل تک کسی وقت بھی شرائط مقررۂ قانون کے مطابق کر لیا جا سکے۔ یا اس فریق کے دستخط جسے رقم ادا کرنی ہے تکمیل معاہدہ سے قبل لے لئے جا سکتے ہیں۔

نیز[2] معاہدے کا ایک فریق معاہدے کے مسودۂ شرائط پر دستخط کر سکتا ہے اور اپنے دستخط کو مسودے کی اصلاح کے بعد تکمیل معاہدہ کے ذریعے سے تسلیم کر سکتا ہے۔

جس ایجاب[3] میں فریقین کے نام ہوں اور شرائط ایجاب جس پر ایجاب کنندہ کے دستخط ہوں، اس کے لئے قابل پابندی ہوں گے اگرچہ معاہدہ بعد میں زبانی قبول کے ذریعے سے طے ہوا[4] ہو۔ ان میں سے پہلی صورت میں جو

---

[1] یہ استثنا، قاعدہ (د) اس عنوان کے تحت جو کچھ بیان ہوا ہے وہ قانون بیع اراضی کی دفعہ ۴ اور نیز قانون فریب کی دفعہ ۱۷ سے متعلق ہو سکتا ہے۔

[2] L.R. 9 C P 311 Eddowes بنام Stewart

[3] 2 Ch 314 ۱۹۲۳ Sweet بنام Koenigs blatt

[4] L.R 1 Exch. 342 Picksley بنام Reuss

فریق، ماخوذ کیا جاتا ہے اس کے دستخط۔ اور تیسری صورت میں، نہ صرف دستخط بلکہ پوری یادداشت تکمیل معاہدہ سے قبل وقوع پذیر ہوئی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی معاہدے کا کوئی ایک فریق جس نے دستخط نہ کئے ہوں ایک خط میں اس کو تسلیم کر کے دستخط مہیا کر دے[1] اور ساتھ ہی اپنے اس ارادے کا اعلان کر سکتا ہے کہ وہ معاہدے کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے[2]۔ اس طرح قانونی شہادت مہیا ہو جائے گی اور چونکہ معاہدہ ہو چکا تھا اس لئے اس کا قبولیت سے انکار بیکار ہو گا۔

فی الحقیقت یادداشت کے لئے ضروری نہیں کہ[3] دستاویز (جسے معاہدۂ رکارڈ کی غرض سے تیار کیا گیا ہو) ہو۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بالکل مختلف مقصد کے لئے ہو۔ چنانچہ کسی نالش کا جواب جس پر مدعی علیہ کے مشیر قانونی کے دستخط ہوں اور جس میں جملہ شرائط معاہدہ شامل ہوں تو اس کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ کافی یادداشت ہے جس پر ایسے کارندے کے دستخط ہیں جسے قانوناً اس بات کے لئے مجاز کیا گیا تھا"۔

فریقین ظاہر ہوں (ب) یادداشت میں فریقین اور موضوع بحث کو ظاہر کیا جائے۔

فریقین کا نام یا ایسی تفصیل ہونی چاہئے کہ وہ بہ آسانی اور یقین کے ساتھ متعین کئے جا سکیں۔ ایک خط "جناب" سے شروع کیا جاتا ہے اور اس فریق کے اس پر دستخط ہوتے ہیں جسے ماخوذ کیا گیا ہے لیکن مکتوب الیہ کا نام اس پر نہیں ہوتا۔ ایسے خط کو متعدد مرتبہ قانون کے شرائط کی تکمیل کے لئے ناکافی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر بتایا جائے کہ خط ایک ایسے لفافے میں تھا جس پر نام درج تھا تو دونوں کاغذات کو ایک دستاویز قرار دیا جائے گا اور

---

[1] Buxton بنام Rust L. R. 7 Exch 1 & 272

[2] Thirkell بنام Cambe ۱۹۱۹ء 2 K.B. 590

[3] Grindell بنام Bass ۱۹۲۰ء 2 Ch 487

قانونی شرائط کی تکمیل ہو جائے گی۔

لیکن جب ایک فریق کے نام کی جگہ اس کا تفصیلی تذکرہ ہو تو زبانی شہادت تعین شخص میں قابل ادخال ہوگی بشرطیکہ تذکرہ تفصیلی کسی خاص شخص کی جانب اشارہ کرتا ہو۔ دوسری صورتوں میں نہیں۔ اگر زید بکر سے اپنے ہی نام سے معاہدہ کرتا ہے مگر وہ فی الحقیقت محمود کا کارندہ ہے تو بکر یا محمود ثابت کر سکتے ہیں کہ یادداشت میں زید کی صورت میں محمود کا تذکرہ ہے۔

اگر کسی کارندے نے "مالک" یا "منتظم" (پروپرائٹر) کی جانب سے جائداد بیع کی تو زبانی طور سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ بکر جائداد کا مالک یا منتظم تھا۔ لیکن[1] اگر کارندہ اپنے "موکل" (Client) کے "بایع" (Vendor) یا اپنے "دوست" کی جانب سے بیع کرے تو اس بیان میں کوئی ایسا تعین نہیں ہے کہ زبانی شہادت قابل ادخال قرار دی جا سکے۔

یہی اصول موضوع معاہدہ کے تذکرے سے متعلق کیا جا سکتا ہے۔

اگر بکر نے[2] (۲۴) ایکڑ اراضی مع اس کے متعلقہ حقوق کے خریدی جو معافی ہے اور ضلع اسٹاٹ فورڈ کے تعلقہ ڈرے کاٹ میں ٹاٹ مینسلو میں واقع ہے۔ بیع کرنا چاہا اور زید نے اس سے خریدنے کا معاملہ کیا تو زمین کو متعین کرنے کے لئے زبانی شہادت قابل ادخال قرار دی گئی۔ لیکن ایک اور صورت میں زید نے بکر کو ایک رقم کی رسید دی جو اس کے معدن اڈیڈیل کے حصے کے متعلق تھی تو قرار دیا گیا کہ وہ فریقین کے حقوق و فرائض کے متعلق اتنا غیر معین تذکرہ کرتا ہے کہ اس کے متعلق زبانی شہادت ناقابل ادخال ہے[3]۔

(ج) یادداشت خطوط اور کاغذات پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ لیکن ان میں

[1] Commins بنام Scott, L.R 20 Eq 15 & 16

[2] Rossiter بنام miller 3 Appca 1141

[3] Peant بنام Bourne (2 Ch 1897)

[4] Caddick بنام Skidmore (2 De G. & 52)

باہمی تعلق ہونا چاہیئے اور ان کو مکمل ہونا چاہیئے۔

قانون کا اقتضا ہے کہ شرائط اور معاہدے کے تمام شرائط تحریری ہوں۔ مگر ان کا ایک ہی دستاویز میں ہونا ضروری نہیں۔ کوئی یادداشت متعدد کاغذوں یا ایک پوری خط وکتابت کے ذریعے سے ثابت کی جاسکتی ہے لیکن باہمی تعلق خود سے خود ظاہر ہونا چاہیے[1]۔

دو دستاویزوں کا باہمی تعلق بتانے کے لئے زبانی شہادت قابل ادخال ہے جب کہ ایک دوسرے کی جانب اشارہ واقع ہوتا ہو اور ان دونوں کا اس طرح تعلق بتانے سے مزید تشریح کے بغیر معاہدہ ثابت ہوجاتا ہے۔ یہ اصول Long بنام miller میں[2] قایم کیا گیا اور بعض جدید مقدمات میں بھی قبول کیا گیا۔ اس میں اور کثیرالاستناد مقدمۂ Boydell بنام Drummond میں[3] کوئی تناقض نہیں۔ اس میں مدعی نے قواعد شراکت کے دو فارم جاری کئے تھے اور شیکسپیر کے ایک باتصویر ایڈیشن کے لئے حصہ داروں کو مدعو کیا گیا تھا۔ حصہ دار مجاز تھے کہ صرف مطبوعہ حصے خریدیں یا پوری کتاب بہ حیثیت مجموعی۔ مدعیٰ علیہ نے اپنا نام مدعی کی دوکان میں ایک کتاب میں لکھا جس پر لکھا ہوا تھا "حصہ داران شیکسپیر ان کے دستخط"۔ بعد میں اس نے خریدنے سے انکار کیا اور قرار دیا گیا کہ دستخط کی کتاب اور قواعد شراکت میں دستاویزی شہادت سے کوئی تعلق باہمی نہیں۔ اور یہ کہ ان کا تعلق بتانے کے لئے زبانی شہادت ناقابل ادخال ہے۔ گو زبانی شہادت کے ادخال کا قاعدہ ۱۸۰۹ء سے بلاشک وشبہ نظرانداز سا ہو چلا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی بائڈل بنام ڈرمنڈ میں کوئی مختلف فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ جس شہادت کے ادخال کی اجازت چاہی گئی تھی وہ دو دستاویزوں کا صرف تعلق بتانے سے بہت آگے

---

[1] Stokes بنام Whicher (1920 1 Ch. 411)

[2] (4C P D 454 .

[3] 11 East, 142.

بڑھتی تھی اور مدعی علیہ کی ذمہ داری کی نوعیت اور وسعت سے بحث کرتی معلوم ہوتی تھی۔

شرائط مکمل ہوں پھر شرائط کو مکمل طور سے تحریری ہونا چاہئے۔ جہاں معاہدہ اس قانون کے اندر نہیں آتا تو فریقین کو اجازت ہے کہ (۱) اپنا معاہدہ تحریر میں لائیں (۲) صرف زبانی معاہدہ کریں (۳) چند شرائط کو تحریر میں لائیں اور بقیہ کو زبانی طے کریں۔ آخری صورت میں اگر تحریری حصہ زبانی شہادت سے بدلا نہیں جاسکتا تاہم زبانی طے شدہ شرائط زبانی شہادت سے ثابت ہوتے ہیں اور تحریری کا ضمیمہ بنتے ہیں اس طرح سب مل کر ایک کامل معاہدہ بناتے ہیں[1]۔ لیکن جب معاہدہ زیر بحث قانون کے اندر آتا ہو تو اس کے تمام شرائط کا تحریری ہونا ضروری ہے اور غیر محررہ شرائط کی زبانی شہادت کے پیش کرنے سے فوراً یہ ظاہر ہوگا کہ معاہدہ اس سے مختلف تھا جو کہ یادداشت سے نظر آتا ہے۔

بدل کا ذکر تحریری ہو (د) بدل کا تذکرہ تحریر میں ہونا چاہئے و نیز شرائط عہد جس پر نالش کی جائے گی۔ یہ قاعدہ ۱۸۰۴ء سے تصفیہ پاچکا ہے۔ اس کا پوری طرح بیع اشیا (دیکھو چھے سات صفحے بعد) پر اطلاق نہیں ہوتا[2]۔ اور ایک استثنا کے تحت ہے جو ۱۸۵۶ء میں تجارتی سہولت کی غرض سے ترمیم قانون تجارت (مرکنٹائل لا امنڈمنٹ ایکٹ) کی دفعہ ۳ میں قایم کیا گیا جو کسی دوسرے کے قرض عدم ادائی یا بدعنوانی پر معاوضہ دینے کے عہد سے متعلق ہے۔ ایسے عہد کے متعلق ہرگز نہ ب

سمجھا جائے گا کہ جو مقدمہ یا نالش یا دیگر کارروائی
کسی ایسے شخص کو ذمہ دار گرداننے کے لئے ہو جس
سے اس قسم کا عہد لیا گیا ہو تو ایسا عہد محض

[1] Greaves بنام Ashlin (3 Camp 426)

[2] Wain بنام Warlters (5 East, 10)

اس بنا پر اس کی تائید کے ناقابل ہے کہ اس میں عہد کا
بدل تحریر میں نظر نہیں آتا یا کسی تحریری دستاویز سے بداہتہً
مستنبط نہیں ہوتا۔"

دستخط فریق یا کارندہ (۵) یادداشت پر دستخط اس فریق کے ہونے چاہئیں جس پر دعویٰ کیا گیا ہے یا ایسا کوئی اور شخص جسے اس نے اس کام کیلئے قانوناً مجاز کیا ہو۔

اسی بنا پر معاہدے کا دونوں فریقین کی نالش پر قابل نفاذ ہونا ضروری نہیں۔ یہ دستخط نہ کرنے والے فریق کا اختیاری امر ہو سکتا ہے کہ دستخط کرنے والے فریق کے خلاف اسے نافذ کرائے۔ دستخط میں یہ ضروری نہیں کہ فریق کا نام واقعی طور سے لکھا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ صرف کوئی علامت ہو۔ نہ یہی ضروری ہے کہ وہ تحریری ہو۔ وہ مطبوعہ یا مہری ہو سکتا ہے نہ یہی ضروری ہے کہ وہ دستاویز کے آخر میں ہو۔ شروع یا وسط میں بھی ہو سکتی ہے۔

مگر یہ ضروری ہے کہ اس کا منشا دستخط کرنا ہی ہو اور اس طرح معاہدے کو تسلیم کرنا ہو۔ نیز اسے چاہیے کہ پورے معاہدے پر موثر ہو۔

یہ قواعد متعدد نظائر نے قائم کئے ہیں جن کا شہادت و تعبیر کے مشکل سوالات پر مدار تھا۔ ان پر مزید بحث یہاں بے محل ہوگی۔

قانون معاہدے کو کالعدم نہیں کرتا۔ (۴) ابھی اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ ان نسقیوں کی حیثیت کیا ہوتی ہے جو معاہدہ متذکرۂ دفعہ ۴ کرتے ہیں لیکن شرائط دفعات کے مطابق پابندی نہیں کرتے۔ ایسا معاہدہ نہ کالعدم ہے نہ ممکن الانفساخ۔ مگر اس کا نفاذ اس طرح نہیں ہو سکتا کہ یادداشت پر دستخط نہ کرنے والے فریق کے خلاف دعویٰ دائر کیا جائے۔ کیونکہ اس کا ثبوت ممکن نہیں۔ اس کے برخلاف وہ فریق جس نے یادداشت پر

سلہ Daniels بنام Trefusis (1914, 1 Ch. 788)

سلہ Hucklesby بنام Hook 82 L T. 117

دستخط نہ کئے ہوں معاہدے کو دستخط کرنے والے فریق پر نافذ کرا سکتا ہے[۱]۔ یہ کہنے کے بھی وجوہ ہیں کہ مدعیٰ علیہ ایک زبانی معاملہ، اندرون قانون بغرض جواب دہی ترتیب دے سکتا ہے[۲] کیونکہ یہ کسی کو معاہدے کی بنا پر چارج کرنا نہیں ہے۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ یادداشت مقررہ فارم پر خواہ واقعہ معاملت کے پہلے ہوا ہو یا بعد قانون کے شرائط کو پورا کرے گی۔ لیکن ان شرائط کو ملحوظ نہ رکھنے والے فریقین کی مشکلات کی نوعیت ان مقدمات میں واضح ہوتی ہے جو عدالت میں آ گئے ہوں اور ان میں مطلوبہ ضابطہ موجود نہ ہو۔

معاہدہ ثابت نہیں کیا جا سکتا

مقدمہ (Leronx) بنام براون[۳] میں مدعی نے ایک ایسے معاہدے کی نالش کی جو ایک سال میں تعمیل نہیں پانے والا تھا۔ یہ فرانس میں ہوا تھا اور قید تحریر میں نہیں لایا گیا تھا۔ قانون فرانس ایسی صورت میں تحریر کو ضروری نہیں قرار دیتا۔ اور خصوصی قانون بین الاقوام (پرائیویٹ انٹرنیشنل لا) کے قاعدوں کے لحاظ سے کسی معاہدے کا جواز مقام معاہدہ کے قانون (lex loci contractus) کے لحاظ سے متعین کیا جاتا ہے۔ طریقۂ اثبات معاہدہ البتہ (جو محض ضابطے کی ایک چیز ہے) قانون مقام نالش (lex fori) کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اگر دفعہ ۴ ان معاہدات کو کالعدم کر دے جو اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منعقد ہوئے ہوں تو مدعی معاوضہ پا سکے گا کیونکہ معاہدۂ فرانس میں جہاں کہ وہ منعقد ہوا صحیح تھا۔ اور قانون مقام معاہدہ کا عمل ہوگا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف دفعہ ۴ صرف طریقۂ اثبات کو متاثر کرتی ہے تو معاہدہ اگرچہ کالعدم نہیں ہے لیکن انگلستان میں اسے ثابت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ضروری شہادت موجود نہیں ہے۔

---

[۱] Laythorp بنام Bryant 735 (2 Bing. N.C.)

[۲] ماکس بنام نیوز میلینڈ انفرو ابسٹبٹ کمپنی (23 Ch.D. per Northp. 279)

[۳] (12 C.B 801)

لیرو Leroux نے یہ بتانے کی کوشش کی کہ یہ دفعہ اس کے معاہدے کو کالعدم کر دیتی اگر وہ انگریزی معاہدہ ہوتا۔ وہ جیت جاتا کیونکہ وہ دونوں امور کو ثابت کر سکتا تھا اولاً اپنے معاہدے کو اور پھر یہ کہ فرانسیسی قانون نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مگر عدالت نے قرار دیا کہ دفعہ ۴ صرف امور ثبوت سے متعلق ہے اور معاہدے کو کالعدم نہیں کرتی بلکہ اسے ناقابل اثبات بنا دیتی ہے بجز اس کے کہ اس کی کوئی یادداشت پیش کی جائے۔ چونکہ لیرو کوئی یادداشت نہ پیش کر سکا اس لئے وہ مقدمہ ہار گیا۔

ناقص تعمیل جزئی تعمیل کے نصفتی کلیے نے عدالتوں کو مجاز کیا کہ بعض صورتوں میں معاہدے کے متعلق خواہ وہ اسی نوعیت کا جس کے متعلق تحت قانون فریب، تحریر ضروری ہے اس بات کی اجازت دیں کہ زبانی شہادت سے ثابت کیا جائے، جب کہ ایک فریق نے اس کے اپنے وجوبات کی تعمیل میں کچھ افعال کئے ہوں۔ مگر یہ کلیہ نہایت محدود ہے۔ اور اس کے اطلاق کے شرائط فرائی Fry نے اپنی کتاب Specific Performance (اشاعت ششم صفحہ ۲۷۶) میں درج کئے ہیں۔ جن کو عدالتوں نے بھی[۱] تسلیم کر لیا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

> معاہدے[۲] کو قانون کے عمل سے اس طرح نکال لینے کے لئے چند حالات کی موجودگی ضروری ہے: اولاً جزئی تعمیل کے افعال ایسے ہوں کہ ان سے کسی اور حقیقت کا تعلق نہ ہو۔ دوسرے وہ ایسے ہوں کہ معاہدے کے تحریری نہ ہونے سے مدعیٰ علیہ فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ فریب ہو۔ تیسرے وہ جس معاہدے کی جانب اشارہ کرتے ہوں وہ بذات خود ایسا ہو کہ

---

[۱] Chaproniere بنام Lambert سنہ ۱۹۱۷ء (2 Ch. P 361)

[۲] Rawlinson بنام Ames سنہ ۱۹۲۵ء (1 Ch. P. 114)

مدانہیں اسے نافذ کریں۔ اور جو تحفے مناسب زبانی
شہادت معاہدہ ہو جو جزئی تعمیل کے افعال سے ثابت
ہوسکے۔"

ان میں سے پہلی شرط کا مطلب یہ ہے کہ افعال جن کی بنا پر کسی معاہدے کو قانوناً مستنبط کیا جا سکتا ہے ایسے ہوں کہ خود ان سے معاہدے کا جس کا ثبوت مطلوب ہے وجود ثابت ہو جائے۔ مثلاً ایک قدیم مقدمے[1] میں مدعی نے ایک پٹے کے زبانی معاملے کے سلسلے میں مدعیٰ علیہ کے موصی (testator) کی زمین پر داخل ہوا۔ ایک مکان توڑ ڈالا اور اس کی جگہ نئے مکانات تعمیر کرائے۔ دار الامرا نے حکم دیا کہ مدعیٰ علیہم پٹے کا نفاذ کریں۔ ایک حالیہ مقدمے[2] میں فریقین نے ایک ایک کمرے (Flat) کے کرائے پر دئیے جانے کا زبانی معاہدہ کیا اور مدعیہ (کرائے پر دینے والی) نے کمرے میں چند تبدیلیاں کرائیں جن کے متعلق راضی نامہ ہو چکا تھا۔ یہ خود کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے مقدمہ قانون کے باہر ہو جاتا کیونکہ مدعیہ نے غالباً اپنی جائداد کی ترقی ہی چاہی ہو گی خواہ وہ اسے کرائے پر دیتی یا نہ دیتی۔ مگر یہ تبدیلیاں مدعیٰ علیہ کی درخواست پر کرائی گئیں تھیں جس نے کام ہوتے وقت اس کا معائنہ کیا اور مشورے دئے تھے۔ جج رومر (Rromer) نے قرار دیا کہ ان حالات میں مدعیہ کے افعال کو اگر مدعی کے افعال کی روشنی میں دیکھا جائے تو خود بخود نتیجہ نکلتا ہے کہ مدعیٰ علیہ نے معاہدہ کرکے اسے (مدعیہ کو) کچھ جائدادی منفعت عطا کی ہو گی اسی بنا پر وہ جزئی تعمیل کے افعال تھے جو کسی کرائے کے معاملے کی شہادت زبانی کے ادخال کی اجازت دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس تحدید (اور قید) کی وجہ یہ ہے کہ نصفتی کلیے سے سوائے اس کے کچھ اجازت نہیں ملتی کہ یادداشت مطلوبہ قانون کی جگہ ایک دوسری چیز پیش کی جائے۔ یادداشت کے متعلق دیکھا گیا ہو گا کہ اس کی

---

[1] Lester بنام Foxcrott سنہ ۱۷۰۱ء (Colle's P.C 108)

[2] Rawlinson بنام Ames سنہ ۱۹۲۵ء (1 Ch. 96)

ضرورت قانون نے بطور شہادت معاہدہ کے قرار دی ہے۔ اور نصفت کا اقتضا ہے کہ جن افعال کے بطور جزئی تعمیل کے ہونے کا یقین کیا گیا ہو وہ بھی یہ کام انجام دیں۔

اس کے برخلاف جن افعالِ تعمیل سے خود یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ معاہدہ موجود ہے ان کے باعث کلیہ بالا عمل میں نہیں آئے گا۔ Alderson بنام Maddison کے[1] مستند مقدمے میں دارالامرا نے اس کلیے پر مکمل بحث و تنقید کی ہے اس میں مرافعہ کرنے والی نے آلڈرسن کے محافظ مکان کی حیثیت سے کئی سال تک بلا اجرت خدمات انجام دیں۔ اور دعویٰ کیا کہ چونکہ مرافع علیہ نے اس سے زبانی عہد کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق وصیت کرے گا کہ اسے (مرافعہ) کو حق حین حیاتی حاصل ہو اور اسی زبانی عہد کے بدل کے طور پر اس (مرافعہ) بلا اجرت خدمات انجام دیں۔ آلڈرسن بلا وصیت کئے مر گیا۔ اور مرافعہ کے قبضے میں چونکہ (فارم مذکور کے) دستاویزات حقیت موجود تھے اس لئے متوفا کے جانشین قانونی نے ان کی بازیافت کا دعویٰ دائر کیا۔ دارالامرا نے قرار دیا کہ چونکہ مرافعہ کا آلڈرسن کی خدمت کرتے رہنا آلڈرسن کی اراضی کے متعلق کسی معاہدے کے بغیر بھی بہ آسانی معقول معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ کوئی ایسا فعل نہ تھا جس سے معاہدۂ مزعومہ کو اس قانون سے باہر لے جایا جائے۔ اور اسی وجہ سے یہ اچھی طرح تصفیہ پا چکا ہے کہ کسی مقدار رقم کی ادائی کو خواہ وہ زرِ ثمن ہو یا پیشگی کرایہ جزئی تعمیل کا کافی فعل نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ رقم کی ادائی بطور خود ایک ایسا فعل نہیں سمجھی جا سکتی جس کے معنے واضح اور معین ہوں جب تک کہ زبانی شہادت کے ذریعے سے ایسا تعلق نہ ثابت کر دیا جائے جو معاہدۂ اراضی کا پتہ دے۔

اطلاق کلیۂ بالا کے شرائط میں سے دوسری شرط یہ ہے کہ مدعی کو جو دوسرے فریق کے عہود پر اعتبار کرتا ہے چاہئے کہ اس نے اپنی حالت میں ایسی

[1] (8 App: .467

تبدیلی پیدا کی ہو کہ فریق دیگر کو پابند معاہدہ نہ ٹھیرانا ظلم معلوم ہو اس کے بغیر کوئی وجہ نہ ہو گی کہ عدالت "نصفت" تعیل کا حکم دے[1]۔ جزئی تعمیل کے قابل او خال افعال کے سلسلے میں ادائی رقم کو بھی اسی بنا پر خارج کیا گیا ہے کہ اگر معاہدے کی تعمیل نہ ہو تو رقم کی دعوے کے ذریعے سے بازیافت ہو سکتی ہے۔

تیسری شرط خود اس کلیے کی تاریخ سے پیدا ہوئی ہے اور محض عدالت ہائے نصفت کی پیدا کردہ ہے۔ اگرچہ جوڈیکیچر ایکٹ کے نفاذ سے ہر عدالت نصفت پر عمل کر سکتی ہے مگر بعض تحدیدات ہیں جو اس کی ماہیت کے باعث عائد کئے گئے ہیں جو عدالتوں کے انضمام (amalgamation) سے قبل معاہدات کے متعلق نصفتی اقتدارات عدالت (Equitable jurisdiction) کی تھی۔ چنانچہ Rossiter بنام Britain[2] میں ایک شخص کو ناجائز طور پر خدمت سے الگ کر دیا گیا اور اس معاہدۂ ملازمت کی خلاف ورزی کی گئی جو زبانی تھا اور ایسی چیز کے متعلق تھا جو ایک سال میں تکمیل نہیں پانے والی تھی معاہدے کی جزء تعمیل ہو چکی تھی۔ اور کلیات نصفت کی استمداد اس لئے کی جارہی تھی کہ تحریر کی ضرورت باقی نہ رہے عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ کلیۂ مذکور کیا یہاں اطلاق نہیں ہوتا۔ چونکہ نصفتی عدالتوں نے اس کا انھیں صورتوں میں استعمال کیا تھا جو اراضی سے متعلق تھیں اور کبھی معاہدات ملازمت کے متعلق تعمیل مخصوص روا نہیں رکھی۔ لارڈ سلبورن نے میڈیسن بنام آلڈرسن میں نظائر کو دیکھ کر یہ بھی قرار دیا کہ جزئی تعمیل کے افعال پوری طرح نہیں تو تقریباً پوری طرح صرف اراضی کے قبضے یا استفادے یا پٹے سے متعلق ہیں۔ اور یہ بھی امتیاز کیا جا سکتا ہے (اگرچہ اسے عملاً زیادہ اہمیت نہیں) کہ اس کلیے کی صحیح تحدید جسٹس کے Kay.J. نے مقدمہ Mc Manus بنام Cooke میں

---

[1] Lambert بنام Chapronıere سنہ ۱۹۱۱ء (2 Ch. 3561)

[2] 11 Q B D, 123

اس طرح کی ہے کہ "غالباً یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ جزئی تعمیل کا کلیہ ان تمام مقدمات سے متعلق ہوگا جن میں کوئی عدالت نصفت تعمیل مختص کی نالش کو سننا منظور کرے اگر معاہدۂ مزعومہ تحریری ہو"

جوڈیکیچر ایکٹ (Judicature Acts) نے اس چارۂ کار کو تو نہیں[1] البتہ اختیار سماعت کو وسیع کیا ہے جس سے چارۂ کار حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور چونکہ چانسری کورٹ اس قانون سے پہلے تعمیل مختص کی جگہ ہرجہ نہیں دلا سکتی تھی اس لئے ہرجہ اب بھی ان صورتوں میں نہیں دلایا جائے گا جہاں زبانی شہادت تحت کلیۂ مذکورہ قابل ادخال ہے۔

قانون فریب سے کس طرح تطابق کیا جائے۔

کلیۂ تعمیل جزئی کو درست قرار دینے کے لئے کہا جاتا ہے کہ "عدالت ہائے نصفت اس بات کی اجازت نہ دیتیں کہ اس قانون کو فریب کا ذریعہ بنا لیا جائے" مگر یہ کوئی ایسا استدلال نہیں جو صحیح بنیادوں پر قائم ہو یا (اس کلیہ کے) مسلمہ حدود کے اندر ہو" عدالت ہائے قانون کی طرح عدالت ہائے نصفت بھی اس بات کی قدرت نہیں رکھتیں کہ کسی قانون موضوعہ کے خلاف فیصلہ کریں۔ کیونکہ اس سے وہ نتائج پیدا ہوں گے جو ضمیر کے خلاف ہیں۔ مزید براں اس توضیح کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر وہ فعل جس کے ذریعے سے کسی فریق نے معاہدۂ زبانی پر یقین کر کے اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کی ہو، مقدمے کو اس قانون کے باہر کر دے گا خواہ وہ فعل خود معاہدۂ مزعومہ کے وجود کی شہادت ہو یا نہ ہو کیونکہ اخلاقی نقطۂ نظر سے بہر صورت فریب یکساں ہے۔ مگر ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ قانون نہیں ہے۔ لارڈ مسلہ رن نے (Maddison) بنام Alderson میں ایک زیادہ موثر توضیح پیش کی ہے۔

"جو نالش ایسی جزئی تعمیل پر مبنی ہو تو مدعیٰ علیہ فی الحقیقت ان مصنفوں کی بنیاد پر چارہ جو کیا جاتا ہے جو فی نفسہٖ معاہدہ

---

[1] Lavery بنام Pursell (39 Ch.D 508, atp. 519)

کی غرض سے کئے ہوئے افعال سے پیدا ہوتی ہیں۔
خود معاہدے کی بنیاد پر (اندرون منشائے قانون)
نہیں چارج کیا جاتا۔ اگر اس قسم کی نصفتیں خارج
کردی جائیں تو ایک ایسی ناانصافی ہوگی جو ہرگز قانون
کے پیش نظر نہیں ہوسکتی۔ یہ قرار دینا بے سبب نہیں کہ
جب قانون یہ کہتا ہے کہ کسی شخص کو معاہدہ متعلق
بہ اراضی کی بنا پر چارج کرنے کے لئے کوئی نالش نہیں
دائر کی جاسکتی تو اس وقت اس کے پیش نظر فقط وہ
سادہ صورت ہوتی ہے جس میں اسے صرف معاہدے
کی بنا پر چارج کیا جاتا ہے نہ کہ وہ صورت جس میں
معاہدے کے بعد اور معاہدے کی بنیاد پر امور انجام دادہ
Res gestæ کی بنا پر پیدا ہوئے والی نصفتیں
پائی جائیں۔ جب تک ان امور انجام دادہ اور مزعومہ
معاہدہ کا تعلق محض زبانی شہادت پر موقوف نہیں رہتا
بلکہ وہ معقول طور سے خود امور انجام دادہ سے مستنبط
کیا جاسکتا ہے، اس وقت تک انصاف کا اقتضا یہ
معلوم ہوتا ہے کہ قانون کی گنجائش میں اس قسم کی
کوئی تحدید ہو ورنہ کسی غیر دستخطی تعمیل شدہ معاملۂ متعلق
میں پیدا ہونے والی مادی غلطیوں کی تصیح تک میں
رکاوٹیں حائل کریں گی خواہ ان کو کتنا ہی واضح طور سے
ثابت کیوں نہ کردیا جائے۔"

اس کے برخلاف، اسی مقدمے میں لارڈ ملبک برن نے اس خیال کی جانب میلان ظاہر کیا کہ کلیۂ مذکور ایک "ایسی چیز ہے جو الفاظ قانون سے مطابق نہیں کی جاسکتی مگر انھوں نے یہ بھی کہا کہ "اگر وہ اصل میں کوئی غلطی تھی تو اب وہ میری رائے میں غلط العوام ہے اور خود قانون ہے"۔

قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء دفعہ ۴

(۱) دس پونڈ یا اس سے زیادہ مالیت کے اسباب کو بیع کرنے کا معاہدہ اس وقت تک بذریعہ نالش نافذ نہیں کرایا جائے گا جب تک کہ مشتری اس طرح بیع شدہ اشیا کا حصہ قبول نہ کرے اور عملاً اس کو حاصل نہ کرے یا کچھ بیعانہ دے کہ معاہدہ کو پابند نہ کرے یا جزئی ادائی عمل میں نہ لائے یا کم از کم کوئی تحریری نوٹ یا یادداشت نہ دے جو معاہدۂ مجوزہ کے متعلق ہو اور جس پر شخص مسئول یا اس کی جانب سے کوئی کارندہ دستخط نہ کرے[۱]

(۲) اس دفعہ کے شرائط ہر ایسے معاہدے سے متعلق ہوں گے خواہ وہ اسباب کسی آیندہ تاریخ پر حوالے کیا جانے والا ہو یا بوقت انعقاد معاہدہ حوالگی کے لئے فی الحقیقت تیار یا حاصل شدہ یا فراہم کردہ یا مکمل یا مستعد نہ ہو یا اس کی تیاری یا تکمیل میں یا اس کو حوالگی کے لئے مکمل کرنے میں کسی چیز کی احتیاج ہو[۲]۔

(۳) اس دفعہ کے الفاظ کے تحت قبولیت اسباب اس وقت ہوتی ہے جب کہ مشتری کوئی ایسا فعل اسباب کے متعلق کرتا ہے جس سے معاہدۂ بیع کے موجود ہونے کو تسلیم کیا جاتا ہے خواہ تعمیل معاہدہ کے لئے قبولیت ہو یا نہ ہو۔

یہاں ہیں اب شل دفعہ ۴ قانون فریب کے مندرجۂ ذیل امور پر غور کرنا چاہئے:۔

---

[۱] اس ذیلی دفعہ میں قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کا جواب منسوخ ہو گیا ہے اصل جز موجود ہے۔ الفاظ بدل دئے گئے ہیں تاکہ اس بات میں کوئی شبہ باقی نہ رہے کہ فارم مطلوبہ اور اس کی غیر موجودگی کے نتائج جو اس دفعہ کے تحت پیدا ہوں گے وہ قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کے مماثل ہیں۔

[۲] اس ذیلی دفعہ میں لارڈ ٹنٹرڈن کے قانون کی منسوخہ دفعہ شریک کردی گئی ہے جس میں قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کے معاملات بیع پر عمل کرنے میں شبہ کو دور کیا گیا تھا۔

(۱) ماہیت معاہدہ۔
(۲) ضابطۂ مطلوبہ۔
(۳) ضروریات قانونی کی عدم پابندی کے اثرات۔

معاہدات بیع

(۱) قانون میں بیع اشیاء سے بحث کی گئی ہے اور اشیاء سے مراد اس میں "اشیائے مشخصہ" ہیں نہ کہ اشیاء کا وہ وجود ذہنی جو فعل یا رقم کے اندر پایا جاتا ہے" لیکن الفاظ "معاہدۂ بیع" میں دو قسم کے معاملات شامل ہیں۔ "بیع" اور "معاملہ بیع"۔ دفعہ ۱ دونوں سے بحث کرتی ہے۔ ان کا اصل فرق ایک ماسبق دفعۂ قانون میں یوں بیان ہوا ہے:۔

"جہاں تحت معاہدۂ بیع، جائداد اسبابی کو بایع سے مشتری کی جانب منتقل کیا گیا ہو تو اس معاہدے کو "بیع" کہتے ہیں۔ لیکن جہاں جائداد اسبابی کی منتقلی کسی آیندہ وقت وقوع میں آنے والی ہو تو یا چند ایسے شرائط کی تابع ہو جن کا آیندہ ایفا ہونے والا ہو تو معاہدہ "معاملۂ بیع" کہلاتا ہے"۔

بیع اشیا کے معاملے میں فوری یا مستقبلی یا مشروطی انتقال جائداد اسباب کو ملحوظ رکھا جا سکتا ہے۔ ایک مابعد دفعۂ قانون سے وہ معیار معلوم ہوتا ہے جس کے ذریعے سے یہ بات متعین کی جا سکتی ہے کہ کوئی معاہدہ "بیع" ہے یا "معاملۂ بیع"۔

اس میں بیع بھی شامل ہے۔

بیع ہونے کے لیے، اشیائے مبیعہ کا متعین ہونا، قابل حوالگی حالت میں ہونا اور بیع کا غیر مشروط ہونا ضروری ہے۔

اور معاملۂ بیع بھی۔

اگر زید نے بکر کے منڈے میں سے کسی دس بکروں کی فرمائش دی تو اسباب متعین نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر وہ بکر کی دوکان میں ایک زیر تیاری میز کو دیکھ کر فرمائش دیتا ہے تو اسباب نامکمل ہے۔ اگر وہ بکر کی گھاس کے ذخیرے کو ؛ اتنے (روپے) فی ٹن کے حساب سے خرید تا ہے اور زر ثمن اس وقت متعین ہوتا ہے جب گھاس اتار کر تولی جائے تو اس صورت میں بھی

ایک چیز کا سرانجام دیا جانا باقی ہے جس سے قیمت مقرر کی جا سکے۔

اگر شرائط بیع پورے ہوں تو اس معاہدے کا بھی جائداد کو منتقل کرنے میں وہی عمل و اثر ہوگا جو انتقال جائداد (Conveyance) کا۔ جب اور جونہی کہ فریقین میں معاملہ ہو جائے، جائداد اشیاء مشتری کی جانب منتقل ہو جاتی ہے اور اسے خود ان اشیا میں مالک کے جملہ چارہ ہائے کار حاصل ہو جاتے ہیں نیز ایک حق بربنائے معاہدہ بھی بایع کے خلاف ہو جاتا ہے اگر وہ تکمیل معاملہ میں ناکام رہے یا اسباب کسی تیسرے شخص کو دیدے لیکن اشیا کے متعلق ذمہ داری خطرہ اسی کے سر ہوتی ہے اور اگر وہ تلف ہو جائیں تو نقصان اس پر عاید ہوتا ہے۔ بایع پر نہیں۔

بیع اور معاملہ بیع میں وہی فرق ہے جو انتقال جائداد اور معاہدے میں۔ مگر معاملہ بیع شرائط کی تکمیل پر بیع بن جاتا ہے جس سے حقیت اشیا مشتری کی جانب منتقل ہو جاتی ہے۔

عام طور سے اس بات کے تعین میں دقت نہیں پیش آتی کہ آیا فی الحقیقت یہ شرائط پورے کئے گئے ہیں یا نہیں۔ مگر بعض وقت ایسے سوالات اٹھتے ہیں۔ جن سے ان مقدمات میں کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے جہاں اشیائے غیر متعینہ کی خریدی کا معاملہ ہوتا ہے اور بایع ہی کو اشیائے معاہدہ کی تخصیص کرنی پڑتی ہے ایسی تخصیص کے ساتھ معاہدہ "بیع" ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کس خاص لمحے میں جائداد اور ذمہ داری خطرہ مشتری کی جانب منتقل ہوتی ہے۔[1]

اگر مشتری تخصیص طلب اشیا کو خود مشخص کرتا ہے، یا بایع کی تخصیص کو منظور کرتا ہے، یا مشتری کے حکم سے اسباب کسی برندہ (Carrier) کے حوالے کر دیا جاتا ہے تو منظوری یا حوالگی کے لمحے میں تخصیص وقوع میں آتی ہے۔ لیکن اگر بایع نے مشتری کے حکم سے تخصیص کی ہے اور مشتری کی صریح منظوری حاصل نہیں ہوئی ہے تو

---

[1] باب ۱۴ اصل ۲ بھی دیکھو۔

یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا یہ تخصیص مشتری کے لئے ناقابل رد طور پر پابندی عاید کرے گی یا اس سے صرف ایک ارادہ ظاہر ہوگا جسے وہ بدل سکے گا۔ یہ سوال ایسا ہے۔ جس پر یہاں بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ خصوصی معاہدۂ بیع کا ایک جزو ہے۔

ایک دوسری قسم کا سوال ان مقدمات میں پیش ہوتا ہے جہاں معاہدے کے سلسلے میں شئے مبیعہ پر صناعی کی گئی ہو اور ابھی جائداد منتقل نہ ہوئی ہو۔ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ معاہدۂ معاہدہ بیع ہے یا خدمات کو کرائے پر دینے کا معاہدہ۔ قانون کو اب اس بارے میں طے شدہ سمجھنا چاہیئے کہ محنت اور مواد کی انفرادی مالیت خواہ کچھ ہی ہو، اگر فریقین بالآخر شئے کی حوالگی کا ارادہ رکھتے ہیں تو معاہدہ بیع ہو گیا۔

جسٹس بلیک برن نے مقدمہ لی بنام گریفن میں کہا کہ اس قسم کے مقدمات میں یہ معیار متعلق کرنا چاہیئے کہ آیا محنت کی مالیت اس مواد سے زیادہ ہے جو اس کے نفاذ میں برتا گیا۔ کیونکہ اگر کسی صنم ساز کو صناعی کے لئے ملازم رکھا جائے تو اگر اس (صنم ساز) کی مہارت اور محنت بہترین قسم کی فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ ایسی محنت اس سنگ مرمر کے ٹکڑے سے زیادہ ہوسکتی ہے جس پر وہ کام کر رہا تھا۔ مگر پھر بھی میری رائے میں معاہدۂ بیع اشیا کے لئے ہوگا۔"

ضابطے کے متعلق قانون فریب کی دفعہ ۱۷ سے اختلاف۔

(۲) ضابطے کی حد تک یہ کہنا کافی ہے کہ کسی جزئی قبول اور وصولی یا جزئی ادائی کی غیر موجودگی میں ایک تحریری نوٹ یا یادداشت کی ضرورت ہوگی قانون فریب کی دفعہ ۴ کے تحت کئے ہوئے معاہدات سے جو قاعدے متعلق ہوں گے وہی ان معاہدات سے بھی متعلق ہوں گے جو قانون بیع اشیا کے تحت کئے جائیں۔ البتہ ایک استثنا ہے۔

بیع کے بدل کو اس دفعہ کے تحت تحریری ہونا ضروری نہیں بجز اس کے کہ فریقین نے زرِ ثمن مقرر کر دیا ہو وہ اس وقت جزءِ معاملہ ہو جاتا ہے اور اس کا تذکرہ یادداشت میں ضروری ہوتا ہے۔ قانون وضع شدہ کا چونکہ صرف معاہدات بیع اشیا پر اطلاق ہوتا ہے اس لئے اگر بیع کے لئے کوئی بدل تجویز نہ کیا جائے تو بھی یہ فرض کر لیا جائے گا کہ معقول زرِ ثمن ادا کرنے کا عہد کیا گیا ہے مگر یہ فرض کرنا اس طرح غلط قرار دیا جا سکتا ہے کہ زرِ ثمن کے متعلق کوئی صریح زبانی معاملہ ثابت کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یاد داشت جس میں زرِ ثمن کا ذکر نہیں ہے ناکافی ہے[1]

قبولیت ذیلی دفعہ ۳ میں قبولیت کی جو تعریف کی گئی ہے وہ قابلِ ذکر ہے۔ ذیلی دفعہ بیان کرتی ہے کہ اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ "تعمیلِ معاہدہ" کی قبولیت پائی جائے (جس کی اس قانون کی دفعہ ۳۵ میں تعریف بیان کی گئی ہے[2]) مگر دفعہ ۴ کے معنوں کے اندر اس وقت ایک قبولیت پائی جاتی ہے جب کہ مشتری اشیا کے متعلق کوئی ایسا کام کرے جس سے معاہدۂ بیع کے پہلے ہی سے موجود ہونا ظاہر ہو"۔ ایک مثال[3] سے اس کی وضاحت ہوگی۔ زید نے ایک قسم کی گھاس کے متعلق دس پونڈ سے زیادہ کی مالیت کی فرمائش کی۔ اس کے آنے پر اس نے اس کا وصف پرکھنے کے لئے کچھ نمونہ لیا اور پرکھنے کے بعد کہا "یہ گھاس میرے نمونے کے مطابق نہیں ہے۔ میں اسے نہیں لوں گا"۔ قرار دیا گیا کہ اس فعل سے "معاہدۂ بیع کے وجودِ سابق کا اظہار ہوتا ہے"۔ یعنی وہ صرف اس مفروضے پر درست قرار دیا جا سکتا ہے کہ ایک معاہدہ موجود تھا۔ چنانچہ اس نے ضروری شہادت فراہم کر دی جس سے وجودِ معاہدہ ثابت کیا جا سکتا ہے" اگرچہ اسے ہرگز

---

[1] Hoadley بنام Me Laine (10 Bing 482)

[2] باب ۱۲ فصل ۲ دیکھو

[3] Abbott & Co. بنام Wolsey سنہ ۱۸۹۵ (2 Q.B. 97)

اس بات سے نہیں روکا جائے گا کہ اگر ممکن ہو تو وہ ثابت کرے کہ گھاس اس کے نمونے کے مطابق نہیں ہے[1]۔

یہ معلوم ہوگا کہ قانون فریب کی دفعہ ۴ جہاں تک ان معاہدات سے متعلق ہے جو ایک سال میں تعمیل نہیں پاتے ہیں وہ قانون بیع اشیا کے ذریعے منسوخ نہیں کیا گیا ہے جن میں بیع اشیا کے معاہدات کا ذکر ہے۔ ان حالات میں قبولیت یا وصولی اشیا سے اس بات کی ضرورت مرتفع نہیں ہو جاتی کہ تحریری نوٹ یا یادداشت ہو جس کی سابقہ قانون نے ضرورت جتائی تھی۔

عدم پابندی شرائط دفعہ ۴ کے اثرات

(۳) یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ اگر کوئی قبولیت اور وصولی نہ پائی جائے نہ کوئی جزئی ادائی عمل میں آئی ہو، نہ کوئی تحریری نوٹ یا یادداشت ہی ہو تو دفعہ حکم دیتی ہے کہ ایسا معاہدہ بذریعہ نالش نافذ نہیں کرایا جاسکے گا۔

قانون بیع اشیا کے ذریعے سے اس طرح ایک اور سوال بھی طے ہوگیا جو اگر عملاً تصفیہ پاچکا تھا مگر عرصہ دراز تک قانون فریب کی دفعہ ۴ کے متعلق غیر متعین رہا۔ اس قانون کے دفعہ ۴ کی طرح قانون بیع اشیا کے ضروریات سے جواز معاہدہ پر اثر نہیں پڑتا صرف اس کے ثبوت پر یہ شرائط عاید ہوتے ہیں[2]۔

فصل چہارم۔ بدل

یہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ بدل، معاہدات غیر مہری کے لئے ہمیشہ

---

[1] Page بنام morgan (15 Q B.D. 228)

[2] Prested بنام Gardner {(1910) 2 K B. 776}

ضروری ہے۔ یہ اس قسم کے معاہدات کے متعلق عموماً صحیح ہے۔ اگرچہ صورتیں وہ ہوں جن میں قانون نے ان کے اظہار کے لئے ضابطہ مقرر کیا ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ ضابطۂ دستاویز کا نہ ہو۔ مناسب ہوگا کہ پہلے بدل کی تعریف کی جائے۔ ہم مقدمہ Currie بنام Misa[1] سے دی ہوئی تعریف لے سکتے ہیں:

"قانون کی نظروں میں مالیتی بدل میں یا تو ایک فریق کے لئے کچھ حق، مفاد، نفع یا فائدہ حاصل ہونا چاہئے یا دوسرے فریق کو کوئی ترکِ فعل، مضرت، نقصان یا ذمہ داری کرنا یا برداشت کرنا یا لینا چاہئے"

بدل کے معنی کسی چیز کا فعل یا ترکِ فعل یا کچھ برداشت کرنا یا کسی فعل یا ترکِ فعل یا برداشت کا وعدہ کرنا ہے۔ یہ معاہدہ کی جانب سے فریق دیگر کے عہد کے متعلق ہوتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ عہد کے متعلق ہو۔ کیونکہ بدل سے عہد کو پابند کنندہ قوت عطا ہو جاتی ہے۔

فریق ثانی نے اگر کسی عہد کے متعلق یا اس کے معاوضے میں کوئی منفعت عطا یا کوئی نقصان برداشت نہیں کیا ہے تو پھر بدل نہیں سمجھا جائے گا اس نقطے کو مقدمہ Wigan بنام انگلش اینڈ اسکاٹش لائف انشورنس ایسوسی ایشن میں عجیب طور سے واضح کیا گیا ہے Hackblock نامی ایک شخص نے مدعیٰ علیہ کمپنی سے اپنی جان کا بیمہ کرایا تھا۔ اس کی پالیسی کالعدم ہو سکتی تھی "اگر وہ شخص جس کی جان کا بیمہ ہوا ہے اپنے ہاتھوں خود مرے"۔ مگر اس شرط کا برا اثر "اشخاص ثالث کی نیک نیتی سے حاصل کئے ہوئے حقوق پر جو مالیتی بدل پر مبنی ہیں" نہ پڑے گا۔ ہیک بلاک کو ویگان نے ایک دین کی ادائی پر مجبور کیا تو اس نے ویگان کے حق میں پالیسی رہن کر دی مگر اسے اپنے ہی شیران قانونی کے حوالے کیا جنھوں نے دین کی ادائی کے لئے مزید مہلت حاصل کی اور رہن کو نہ تو استعمال کیا نہ اس کا تذکرہ کیا انھوں نے بعد میں ہیک بلاک کی درخواست پر رہن کو منسوخ کر دیا۔ مدعیوں (ویگان کے منتظموں) کو اس کی اطلاع اس وقت

[1] سنہ ۱۹ (1 Ch. 291)

ہوئی جب وہ خودکشی کرچکا تھا۔ اس پر مدعیوں نے بیمہ کمپنی سے پالیسی کی رقم کا مطالبہ کیا۔ جٹس پارکرنے قرار دیا کہ ویگان نے اگر پالیسی کو رہن کرنے سے کوئی مفاد حاصل کیا تھا تو اس کا بدل نہیں دیا تھا۔

میری رائے میں یہ بات معقول طور سے واضح ہے کہ زید کے بکر پر دین[1] کا محض وجود اس بات کا کافی مالیتی بدل نہیں سمجھا جائے گا کہ زید بکر کو دین کے اطمینان کے لئے کوئی ضمانت دے۔ اگر ایسی کوئی ضمانت دی گئی ہو تو وہ اس بات کے صریح معاملے پر دی جاسکتی ہے کہ ادائی دین کے لئے مہلت دی جائے یا ضمانت کا کسی نہ کسی طریقے سے بدل عطا کیا جائے یا اگر کوئی صریح معاملہ نہیں ہوا ہے تو قانون خود پوری مستعدی سے یہ خیال کرے گا کہ مہلت دینے کا معاملہ ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ وقت معینہ نہ ہو لیکہ ضمانت دینے کے حاوقیہ میں غیر معینہ وقت تک اجتناب کرنا ہو۔ مزید براں اگر کوئی صریح معاملہ نہ ہو اور معنوی معاملہ بھی اس اور ان حالات میں مستنبط نہ کیا جاسکتا ہو جب اور جن میں ضمانت مزید کی دستاویز (indenture) کو نافذ کیا گیا لیکن تاہم وہ ضمانت ایسی ہو کہ اس کی اطلاع نہ دینے سے کوئی شخص نالش دین کرسکتا تھا اور محض اس ضمانت کے بھروسے پر اس نے دین کی نالش سے اجتناب کیا ہو تو وہ (وائن) مہلت اسی غرض کے لئے دیتا ہے

[1] اس اصول کا قانون نے ایک استثنا بلس آف ایکسچیج ایکٹ دفعہ ۲۷ بابت ۱۸۸۲ء میں قائم کیا ہے۔ کسی بل کا مالیتی بدل اس صورت میں سمجھا جائے گا جب :- (۱) کوئی بدل جو کسی معاہدۂ سادہ کی تائید کے لئے کافی ہے (۲) کوئی دین یا ذمہ داری ماسبق۔

جس کے حصول کے لئے ضمانت کا دینا ضروری ہوتا ہے
(اور) اسی پر میری رائے میں نظائر کے دیکھنے سے
پتہ چلتا ہے کہ ایسا بدل کافی ہے گو وہ ایک معنے میں
ضمانت عطا شدہ کے لئے ایک بدل بربنائے
واقعات مابعد (ex Post facto) ہے۔

اس کے برخلاف میری رائے میں اگر کسی صورت
میں ضمانت کی اطلاع دی جائے جہاں کوئی صریح
معاملہ نہ ہو۔ اور کوئی ایسے حالات نہ ہوں جن سے
عدالت یہ استنباط کر سکے کہ معاملہ ہوا ہے تو انصافاً یہ
نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی بدل فی الحقیقت دیا گیا ہے"

اب ہم چند عام قواعد بدل کے متعلق وضع کر سکتے ہیں۔

۱۔ ہر غیر مہری عہد کے جواز کے لئے اس کی ضرورت ہے۔

۲۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ عہد کے مناسب ہو مگر یہ ضروری ہے کہ قانونی نقطۂ نظر سے اس میں کچھ مالیت ہو۔

۳۔ وہ جائز ہو۔

۴۔ وہ موجود ہو یا مستقبل میں ہونے والا ہو۔ بہر حال وہ ماضی نہ ہو۔

(۱) ہر سادہ معاہدے کے لئے بدل ضروری ہے

مقدمہ Van mierop بنام Pillans سے[1] معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷۶۵ء تک بھی قاعدہ متذکرۂ صدر میں کلام کی گنجائش تھی۔ لارڈ (Lord)(Mansfield) نے قرار دیا کہ اگر تجارتی رواج یا ضروریات قانون کی بنا پر شرائط معاہدہ قید تحریر میں لائے گئے ہوں تو یہ شہادت بدل کی ضرورت کو مرتفع کر دیتی ہے۔

[1] 3 Burr 1663

۱۸۹۸ء میں مگر یہ سوال اٹھا۔ رآن (Raun) بنام ہیوز (stnghes) میں مسز ہیوز نے جو ایک اراضی (estate) کی منتظمہ تھی، تحریری عہد کیا کہ اپنی جیب سے وہ رقم ادا کرے گی جو اراضی سے مدعی کو قابل ادا تھی۔ اس عہد کا کوئی بدل نہ تھا۔ اور طے کیا گیا کہ قانون فریب دفعہ ۴ کے لحاظ سے جس ضابطے کی ضرورت ہے اس سے بدل کو غیر ضروری قرار دے دیا گیا ہے مقدمہ دارالامرا میں گیا۔ ججوں کی رائے لی گئی اور فیصلہ (Skynner, C.B.) نے یوں سنایا:۔

یہ بیشک صحیح ہے کہ ہر شخص قانون قدرت کے تحت اپنے عہود و مواثیق کی ایفا کا پابند ہے۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ اس ملک کے قانون سے ان اخلاقی ذمہ داریوں کی جبری تعمیل کے لئے جو بلا کافی بدل کے کئے ہوں کوئی ذریعہ یا کوئی چارۂ کار نہیں مہیا کیا ہے ایسا معاملہ جس سے نالش کا حق نہیں پیدا ہوتا Nudum paetum ex quo non Oritur adio اس کلیۂ قانون کے معنی قانون دیوانی میں خواہ کچھ ہوں ہمارے قانون میں وہ صرف آخر الذکر مفہوم میں سمجھا جائے گا تمام معاہدات قانون انگریزی کے لحاظ سے معاملات خصوصی (مہری) (Specialty) اور معاملات زبانی (parol) میں تقسیم کئے گئے ہیں یہی کوئی تیسری قسم نہیں ہے جیسے بعض وکیل ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے یعنی معاہدات تحریری۔ اگر وہ صرف تحریری ہوں اور مہری نہ ہوں تو وہ اقرارات زبانی ہی سمجھے جائیں گے اور ان کے لئے بدل کا وجود ثابت کرنا پڑے گا۔

قاعدہ عام کا استثنا اس طرح ہمیں ایک قاعدہ ملا جس کا ہمہ گیر اطلاق ہوسکتا ہے اور جو ہر زبانی کئے ہوئے عہد کے قابل نالش ہونے کا معیار ہے۔

ہر مقدمے میں ہم کو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ کیا معاہد نے کوئی استفادہ کیا ہے یا معاہد لہ پر عہد کی بنا پر کوئی بار اب یا آیندہ وقت میں عاید ہوتا ہے اگر نہیں تو عہد بلا بدل ہے اور قابل پابندی نہیں اس کلیے کے اطلاق میں بے شبہ دقت یہ ہوئی ہے کہ عدالتوں نے ایسے معاہدے کو ناجائز قرار دیا جسے فریقین قابل پابندی بنانے کا ارادہ رکھتے تھے یا بدل جس فائدے یا نقصان پر مشتمل ہوتا تھا اس کی قلت کے باعث یہ ضرورت مضحک بننے لگی۔ چنانچہ ہم ایک لائق قانونی لارڈ (Law Lord) سے دوچار ہوتے ہیں جس کی تربیت ایک دوسرے نظام قانون میں ہوئی۔ دار الامرا میں جب ایک مقدمہ اس کے سامنے پیش ہوا تو اس نے یہ تنقید کی:۔

> مجھے اقرار ہے کہ یہ مقدمہ میری رائے میں اس ابھرتی ہوئی شفقت کو سل ڈالے گا جو کلیۂ بدل کے متعلق کسی کے دل میں ہو کیونکہ اس مقدمے میں اس کلیے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ بات ممکن ہو جاتی ہے کہ وہ اس معاملے کو اپنی انگلیوں سے نوچ ڈالے جو بالارادہ منعقد کیا گیا تھا اور برا بھی نہ تھا اور جس کے نفاذ میں نفاذ خواہ کو جائز مفاد حاصل تھا۔" ان ملحوظات کے باوجود میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کبھی بھی اس میں شبہ کیا کہ عدالت مرافعہ کا فیصلہ صحیح تھا۔"

مگر اس قاعدے کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کی عملی سہولت سے کرنا چاہیئے۔ ہمیں ایسے ذرائع تحقیق کی ضرورت ہوگی جن سے معلوم کیا جا سکے کہ آیا معاہد اور معاہد لہ نے کسی قانونی ذمے کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا قاعدہ یا کلیۂ بدل سے اس غرض کے لئے ایک یکساں معیار حاصل ہوتا ہے۔ اور سوال ہو سکتا ہے کہ آیا سہولت عامہ کے اغراض، اس معیار کو اس کی منطقی مکمل حالت میں لینے پر زیادہ عمدگی سے پورے نہ ہوں گے بہ نسبت اس کے کہ امتیازات اور نزاکتوں کے ذریعے سے قاعدے کا قصہ ہی پاک کر دیں۔ اس قاعدے کی حیثیت کے

دو مستثنیات قابل ذکر ہیں :-

(۱) خدمات بلا بدل کا عہد[1] اگرچہ عہد کے طور پر نافذ نہیں کیا جاسکتا لیکن اس سے یہ ذمہ داری پیدا ہوجاتی ہے کہ معمولی احتیاط اور مہارت کے ساتھ خدمات انجام دیے جائیں۔

(۲) جو معاملات تمسکات قابل بیع و شری[2] (Negotiable instruments) مثلاً بل آف ایکسچینج اور پرامیسری نوٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں ادائی رقم کے عہد کی جبری تعمیل ہوسکتی ہے اگرچہ عہد کی بنا پر معاہد کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور معاہد لہٗ کچھ عطا نہیں کرتا۔

یہ دو مستثنیات ان قانونی وجوبات کو ظاہر کرتے ہیں جنھیں عدالتیں کلیہ بدل کے پوری طرح صورت گیر ہونے سے پہلے تسلیم کرتی تھیں ان کا قانون غیر موضوعہ پر جو قلم لگایا گیا وہ پہلی صورت میں تاریخی حالات معاہدہ (antecedents of contract) کی بنیاد پر اور دوسری صورت میں قانون تجارت (Law merchant) پر تھا۔ بہتر یہ ہے کہ ان مستثنیات کو تسلیم کیا جائے اور ان کی تعریف بتائی جائے اور ان کی اصلیت معلوم کی جائے بہ نسبت اس کے کہ کلیہ بدل کا جبری اور مصنوعی استدلال کے ذریعے سے ان قانونی رشتوں پر اطلاق کیا جائے جو اس (بدل) سے باہر پیدا ہوتے ہیں

(۳) بدل کا عہد کے مناسب ہونا ضروری نہیں۔ صرف کچھ قانونی قدر و قیمت رکھنا کافی ہے۔

مقدار بدل عدالتیں فریقین نالش کے لئے معاملہ نہیں کرتیں۔ اور اگر کسی نے وہ شے حاصل کرلی جس کے لئے اس نے معاہدہ کیا تھا تو

[1] دیکھو آٹھ دس صفحے بعد

[2] دیکھو باب ۷ فصل ۱

عدالتیں یہ نہیں پوچھتیں کہ آیا وہ اس وعدے سے متناسب ہے جو اس نے اس شئے کے معاوضے میں کیا ہو سکتا ہے کہ بدل معاہد کے حق میں منفعت ہو یا کسی شخص ثالث کے لئے۔ یا بظاہر کسی کے لئے بھی نہ ہو اور صرف معاہد لہ کے لئے ایک نقصان ہو۔ بہر صورت بدل کی مناسبت پر فریقین بوقت انعقاد معاملہ عذر کریں کے نہ کہ عدالت جب اس سے اس کے نفوذ کی استدعا کی جاے[1]۔

مندرجہ ذیل مقدمات اس قاعدے کی توضیح کریں گے:۔

بین برج کی ملکیت میں دو بائلر (boilers) تھے[2] اس نے فرم اسٹون کی استدعا پر اسے اجازت دی کہ وہ ان کو تولے بشرطیکہ وہ اسی عمدہ حالت میں واپس کئے جائیں جن میں مستعار دیتے وقت تھے فرم اسٹون نے ان کو تولنے کے لئے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور اسی حالت میں ان کو واپس کیا۔ بین برج نے اس کی عہد شکنی کی بنا پر نالش دائر کی۔ مدعیٰ علیہ کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔

> بدل یہ ہے کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ کی استدعا پر بائلروں
> کو تولنے کی اجازت دی منظور کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ
> مدعیٰ علیہ نے خیال کیا کہ اسے کوئی فائدہ حاصل ہوگا
> کم از کم یہ مدعی کے حق میں ایک نقصان ہے کہ اپنی
> ملکیت سے خواہ اتنے تھوڑے وقت ہی کے لئے ہو
> جدا کیا جائے۔

(Haigh) بنام (Brook)[3] میں چند بلوں کی ادائی کے عہد کا بدل یہ تھا کہ ایک دستاویز حوالے کر دی جائے جس کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ ایک ضمانت ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ناقابل نفاذ تھی۔ طے ہوا کہ دستاویز حوالہ شدہ کا بے قیمت ہونا، نالش بربنائے عہد کا کوئی جواب نہیں۔ مدعیوں کو مدعیٰ علیہ کے

---

[1] از جسٹس بلاک برن در مقدمہ Bolton بنام (L R. 9Q B.55)

[2] (Bainbridge بنام Firm Stone (8A & E. 743)

[3] (10 A & E 309)

اس عہد نے ترغیب دلائی کہ وہ ایک ایسی چیز سے دست بردار ہو جائیں جو وہ (مدعی) اپنے پاس رکھ سکتے تھے۔ اور مدعا علیہ نے اس عہد کے ذریعے سے نفع مطلوبہ حاصل کی۔

ڈی لا بیر[1] (De la Bere) بنام (Pearson) میں[2] (Williams, L.J. Vanghan) نے اس معاہدے کا جس کی نالش ہوئی تھی یوں تذکرہ کیا ہے:—

"مدعا علیہم نے اشتہار دے کر ایجاب کیا کہ وہ کاروبار میں رقم لگانے کے متعلق (investments) مشورے دیں گے مدعی نے اس ایجاب کو قبول کیا۔ مشورہ چاہا اور ایک اچھے دلال (Stock-droker) کا نام دریافت کیا۔ سوالات و جوابات کے متعلق طے ہوا تھا کہ مدعا علیہم چاہیں تو اپنے پرچے میں شایع کرا سکتے ہیں ایسی اشاعت میں بظاہر یہ امکان ہو سکتی تھی کہ مدعا علیہم کے پرچے کی اشاعت بڑھے میں سمجھتا ہوں کہ اس ایجاب کو قبول کرنے سے ایسا معاہدہ پیدا ہو گیا جس میں قانونی بدل موجود تھا"

بدل کی نامناسبت نصفت کے خیال میں فریب یا داب ناجائز کی شہادت کو قوی کرنے والی چیز ہے جس سے معاہد اس قابل ہو جاتا ہے کہ تعمیل مختص کی نالش کو منظور کرنے سے انکار کرے یا اپنے عہد کو منسوخ کر دے۔ لیکن لارڈ ایلڈن کے الفاظ میں محض بدل کی نامناسبت جب تک اتنی زیادہ نہ ہو کہ اس سے ضمیر کو دھچکا لگے یا فی نفسہ اس بات کی قطعی شہادت ہو کہ فریب کیا گیا ہے[2] اس وقت تک اسے ایسا امر نہیں قرار دیا جا سکتا جس کی بنیاد پر معاہدے کی تعمیل مختص سے انکار کیا جائے۔

---

[1] ۱۹۰۸ء (IK. B. 280 at p. 287)

[2] Cole بنام Frecothick (9 Ves. 246)

گو بدل کے لئے مناسب ہونا ضروری نہیں مگر اس کا حقیقی ہونا ضروری ہے۔ جب ایسا ہے تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر اس بات کے کیا معنے ہوں گے کہ بدل کو "ایک ایسی چیز ہونا چاہئے جو قانونی قدر و قیمت رکھے۔"

کورٹ آف اکسچیکر چیمبر نے مقدمہ (Currie بنام Misa)[1] میں بدل کی جو تعریف کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ بدل ایک شئے ہے جسے معاہد لۂ عہد کے سلسلے میں کرتا۔ یا برداشت کرتا ہے یا ایسی شئے ہے جس کے انجام دینے اجتناب کرنے کا یا برداشت کرنے کا عہد کیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ہو سکتا ہے کہ وہ (۱) ایک موجودہ فعل، اجتناب یا برداشت (Sufferance) ہو جو کسی ایک فریق کے ایجاب یا قبول پر مشتمل ہو یا ایسی کوئی شئے ہو جس کا اس سے تحت معاہدہ مطالبہ کیا جا سکتا ہو۔ یا (۲) کسی فعل، اجتناب یا برداشت کا عہد ہو جو اسی قسم کے عہد کے عوض کیا جائے۔ پہلی صورت میں بدل موجود یا تکمیل شدہ ہے۔ دوسرے میں آئندہ یا تکمیل شدنی۔

ایک اطلاع دہی کے لئے انعام کا ایجاب جسے مطلوبہ اطلاع کی فراہمی کے ذریعے قبول کیا گیا ہو، ایجاب اشیا جسے استعمال یا صرف کے ذریعے قبول کیا گیا ہو۔ یہ تکمیل شدہ بدل کی مثالیں ہیں۔ ازدواج کا باہمی عہد، عہد ادائی کے عوض میں کسی کام کی انجام دہی کا عہد۔ یہ تکمیل شدنی عہد کی مثالیں ہیں۔ عہد کے عوض کئے ہوئے عہد کا کسی شرط پر مبنی ہونا، اس کے بدل جائز ہونے پر اثر نہیں رکھتا۔

بدل کے واقعی ہونے کا معیار کیا ہے۔

اس قاعدے کے اطلاق کے وقت اگر نالش بربنائے عہد ہو تو ہمیں دریافت کرنا چاہئے کہ:۔

(آ) آیا معاہد لہ نے اس عہد کے سلسلے میں جو اس سے ہوا کوئی فعل، یا اجتناب یا برداشت یا عہد کیا؟

(ب) کیا اس کے فعل، یا اجتناب، برداشت یا عہد کی کوئی قدر و قیمت مشخص کی جا سکتی تھی؟

[1] (L R. 10 E x Ch 162)

(ج) کیا وہ اس چیز سے زیادہ تھا جس کے انجام دینے اجتناب کرنے یا برداشت کرنے کا وہ اس وقت بھی قانوناً پابند تھا؟

ان سوالوں کے جواب پر بدل کی واقعیت مبنی ہے۔

(د) علاوہ اس رائے کے جو لارڈ Mansfield نے ظاہر کی، ہمیں ایسے حالیہ مقدمات بھی ملتے ہیں جن میں اس بات کا شبہ اُٹھایا گیا کہ آیا بعض حالات میں کسی عہد کو قابل نالش بنانے کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔

ان مقدمات سے جو قاعدے بن گئے ہیں:-

۱۔ وجہ تحریک اور بدل ایک چیز نہیں ہیں

۲۔ بدل معاہدہ کی جانب سے پیش کیا جانا چاہیئے

وجہ تحریک (Motive) اور بدل میں امتیاز

ٹامس بنام ٹامس[۲] میں ایک بیوہ نے اپنے شوہر کے منتظم پر نالش کی کہ اس کو ایک گھر میں رہنے کو دینے کے معاملے کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ اس کے شوہر کی جائداد تھی اور معاملہ ایک قلیل المقدار کرایۂ ارضی کی ادائی پر ہوا تھا۔ منتظم معاملہ کرتے وقت شخص متوفی کے ایک منشا کو پورا کر رہا تھا کہ اس کی بیوی کو گھر کا استعمال کرنے دیا جائے۔ عدالت نے قرار دیا کہ شخص متوفی کے منشا کو بر لانے کی خواہش بدل نہیں سمجھی جائے گی۔ وجہ تحریک (Motive) اور بدل ہم معنے نہیں ہیں۔ بدل کی تحریک مدعی کی جانب سے ہونی چاہیے اور قانون کی نظر میں اس کی کچھ قیمت ہو۔ مگر مدیران

---

[۱] دیکھو خیدمعاملہ پہلے۔

[۲] 2 Q. B 851

یہ بھی قرار دیا گیا کہ مدعیہ کا کرایۂ اراضی کو ادا کرنے کا اقرار کرنا مدعیٰ علیہ کے عہد کا بدل تھا اور یہ کہ معاملہ قابل پابندی ہو گیا۔

درست بدل وجہ تحریک اور بدل میں اور طور پر بھی اشتباہ کیا گیا ہے۔ اچھے بدل اور قیمتی بدل کا امتیاز (یا خاندانی شفقت بخلاف رقمی قدر و قیمت کے) صرف قانون جائداد اصلی (Real Property) کی تاریخ میں دیکھ سکتے ہیں۔ بعض وقت وجہ تحریک۔ بدل کی شکل اختیار کرتی ہے[1] یہ شکل اس وقت پیش آتی ہے جب کہ گزشتہ منفعت کا معاوضہ دینے کی اخلاقی ذمہ داری ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ ہمارے اغراض کے لئے کسی محسن کو معاوضہ ادا کرنے یا بدلہ دینے کی خواہش میں اور اس خواہش میں امتیاز نہیں کیا جاسکتا جو کوئی منتظم کسی متوفی دوست کے منشا کو برلانے کے متعلق رکھتا ہے۔ یا جو کوئی باپ اپنے بیٹے کے دیون کے ادا کرنے کے متعلق رکھتا ہے۔ ایسی خواہش کا محض پورا کرنا جب کہ اس سے معاہد کو کوئی موجودہ یا آیندہ فائدہ نہ ہوتا ہو یا معاہد لہٗ کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔ قانون کی نظر میں کچھ نہیں سمجھا جاسکتا۔

بدل سابق اٹھارھویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں احسانات سابقہ کا بدلہ دینے کا اخلاقی وجوب عدالتی زبان میں بدل کا مرادف قرار پا چلا تھا۔ یہ موضوع بدل سابق سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کہ وہ بدل تکمیل شدہ یا موجودہ سے کس طرح مختلف ہے۔ تاہم یہاں اس حقیقت پر اصرار کرنا مناسب نہ ہوگا کہ بدل سابق کوئی بدل نہیں۔ اور یہ کہ معاہد کو ایسی صورتوں میں جو کچھ ملتا ہے وہ محرکات غرور یا شکر گزاری کو برلانا ہوتا ہے۔ یہ سوال پہلی اور آخری مرتبہ (Eastwood) بنام (Kenyon)[2] میں طے کر دیا گیا ہے اور اس کلیے پر آخری وار کر دیا گیا ہے کہ احسانات سابقہ معاہد کے اخلاقی وجوب کی بنا پر کسی عہد مابعد کی تائید کر سکتے ہیں۔ لارڈ (Den Man) نے کہا کہ یہ کلیہ ضرورت بدل کو

---

[1] Wright بنام Mortimore (6 M and W 482)

[2] 11 A & E 438

بالکل نابود کردے گا۔ کیوں کہ اس سے کسی عہد کے کرنے کا محض واقعۂ اس کی تعمیل کا اخلاقی وجوب پیدا کر دے گا۔"

بدل معاہدلہ کی جانب سے پیش ہو

بدل معاہد پیش کرے اس کے معنے یہ ہیں کہ جو فریق کسی معاہدے کو نافذ کرانا چاہتا ہے اس کا فریضہ ہوگا کہ یہ بتائے کہ آیا اس نے دوسرے فریق کو اس عہد کا بدل ادا کیا ہے۔

یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جب دو اشخاص کوئی ایسا معاہدہ کرتے ہیں جس میں شخص ثالث اس معاہدے کی بنا پر نالش کر سکتا ہے جس میں اس بات کا معاملہ کیا گیا تھا کہ وہ رقم یا دیگر استفادہ حاصل کرے۔

یہ معاملہ زیادہ تر تعمیل معاہدہ سے متعلق ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا ادعا صحیح ہو تو کوئی شخص ایسے عہد کی بنیاد پر نالش دائر کر سکے گا جو نہ اس سے کیا گیا تھا اور نہ اس نے کوئی بدل ادا کر کے اس کی تائید کی تھی۔

پہلے یہ قرار دیا گیا تھا کہ اگر زید نے بکر سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ بکر کے لڑکے یا لڑکی کے فائدے کے لئے کوئی کام انجام دے گا تو رشتہ داری کی قربت اور یہ واقعہ کہ معاہدہ قدرتی شفقت کے باعث ہوا تھا (دونوں مل کر) شخص مفادوار کو حق نالش عطا کریں گے[1]۔

مگر اب یہ قانون باقی نہیں ہے۔ "ہمارا قانون کسی معاہدے سے پیدا ہونے والے شخص ثالث کے حق حصولی (Jus quæsitum tertio) کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس قسم کا حق بطور جائداد عطا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً امانت (trust) میں مگر اس سے کسی ایسے شخص کو جو معاہدے کے لئے اجنبی ہے، یہ حق عطا نہیں ہوتا کہ

[1] Dutton بنام Poole (2 Lev. 210)

معاہدے کو نافذ کرا سکے۔[1]

یا اس کا کارندہ

لیکن اگر کسی کارندے کو اپنے اصل کے لئے قبولیت حاصل کرنے اور بدل مہیا کرنے کے ہدایات دیئے گئے ہوں تو بدل اصل ہی کی جانب سے پیش شدہ سمجھا جائے گا، کارندے کی جانب سے نہیں۔[2]

اسی بنا پر یہ قاعدہ درست قرار دیا جا سکتا ہے کہ کسی معاہد پر اس کے عہد کی بنا پر نالش نہیں دائر کی جا سکتی اگر اس نے وہ عہد محض کسی تحرک (motive) یا خواہش کو پورا کرنے کے لئے کیا تھا۔ نہ کوئی ایسا شخص اس پر اس کے عہد کی بنا پر نالش دائر کر سکے گا جس نے وہ بدل مہیا نہیں کیا ہے جس پر عہد مبنی ہے۔[3]

(ب) اب ہم ان معاملات سے بحث کریں گے جن کا بدل ناقابل تشخیص قدر و قیمت رکھتا ہے۔

بادی النظری عدم امکان

اگر معاہدہ اپنی صورت ہی سے طبعی یا قانونی عدم امکان پیش کرتا ہے تو بدل غیر حقیقی (unreal) ہو جاتا ہے۔ عدم امکان کو بین ہونا چاہیے مثلاً ایسا ہو کہ "وہ موجودہ حالات کے لحاظ سے اتنا احمقانہ ہو کہ فریقین کے متعلق اس قسم کے معاہدے کو فرض ہی نہیں کیا جا سکتا"[4]، لیکن اگر وہ کوئی موجودہ یا آیندہ عملی محالات سے ہو، مثلاً جو موضوع معاہدہ کی ہلاکت یا تباہی سے پیدا ہو اور فریقین کو بوقت معاہدہ اس کا علم یا اس کی توقع ہی نہ ہو۔ تو اس کا اثر مختلف ہو گا۔ پہلی صورت میں غلطی کی بنیاد پر معاہدہ کالعدم کر دیا جا سکے گا۔ یا دوسری صورت میں عدم امکانِ لاحقہ کے باعث اسے ختم کر دیا جائے گا۔

طبعی عدم امکان

لیکن اگر رقم دینے کا عہد اس عہد کے بدل میں ہو کہ جادو کے ذریعے خزانے کا پتہ چلایا جائے، یا زمین کے گرد ایک دن میں

---

[1] لارڈ ہالڈین در مقدمہ ڈنلاپ بنام سلفرج سنہ ۱۹۱۵ء (A.C 847, 858)

[2] ملینگ بنام بنک آف نیوزیلینڈ سنہ ۱۹۰۰ء (A C. 577)

[3] مزید تفصیل باب آٹھ فصل دو میں دیکھو۔

[4] (Walts بنام Chfford) (L R. 5 C.P 577, 588)

گھوم آئے یا سابق کے لئے ایک عنقا مہیا کیا جائے، تو ایسا عہد اس لئے کالعدم ہوگا کہ بدل پیش شدہ غیر حقیقی ہے۔

یا قانونی عدم امکان ایک قدیم مقدمے میں قانونی عدم امکان کی مثال دستیاب ہوتی ہے۔ ایک تحویلدار (بیلف) سے اس عہد کے بدل میں چالیس پونڈ دینے کا اقرار کیا گیا تھا کہ وہ اس دین کو خارج کردے گا جو اس کے آقا کو ادا طلب ہے۔ عدالت نے قرار دیا کہ بیلف کو نالش کا حق نہیں اور یہ کہ بدل پیش شدہ غیر قانونی (ناجائز) تھا کیونکہ ملازم وہ دین خارج نہیں کرسکتا جو اس کے آقا کو ادا طلب ہے۔ "غیر قانونی سے" ظاہر ہے کہ عدالت نے قانوناً غیر ممکن مراد لیا۔[1]

عدم تعین نیز جو عہد بدل کے طور پر کیا گیا ہے، وہ ہوسکتا ہے کہ اتنا مبہم اور غیر مادی نوعیت کا ہو کہ اسے نافذ نہ کیا جاسکے۔

ایک شخص نے اپنے باپ کو ایک پرامیسری نوٹ دیا۔ باپ کے منتظموں نے اس نوٹ کی بنا پر اس پر نالش دائر کی۔ اور اس نے ادعا کیا کہ اس کے باپ نے اسے اس ذمہ داری سے بیٹے کے عہد کے بدل میں سبکدوش کرنے کا عہد کیا تھا۔ بیٹے کا عہد آیندہ شکایتیں نہ کرنے کے متعلق تھا کہ اسے (بیٹے) اس کے بھائیوں کے برابر فوائد حاصل نہیں ہوئے۔ کہا گیا کہ بیٹے کا عہد باپ کو شکایت کرکے تکلیف نہ دینے کے عہد سے زیادہ نہ تھا۔ اور اتنا مبہم تھا کہ باپ کے اس عہد کا بدل نہیں بنایا جاسکتا کہ وہ (باپ) اس (بیٹے) کو اپنے حقوق مندرجہ نوٹ سے سبکدوش کردے گا۔[2]

اسی طرح وہ عہود کہ ایسا معاوضہ دیا جائے گا جو درست معلوم ہو، یا کسی پیشے کے کاروبار سے علٰحدگی اس حد تک اختیار کی جائے گی جس حد تک قانون اجازت دیتا ہے، ان کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ یہ[3] عدالتوں پر تعبیر کی ذمہ داری عائد کرتے ہیں

---

[1] Harvey بنام Gibbons (2 Lev. 161)

[2] White بنام Bluett (28 L.J. Ex Ch. 86)

[3] Taylor بنام Brewer (1 M & S. 290) بنام Davies (36 Ch D. 359)

جسے قبول کرنے کو وہ تیار نہیں ہیں ۔ یہ معاملات ان ایجابات سے مماثل ہیں جو قانونی رشتے پیدا کرنے کے ناقابل قرار دئے گئے ہیں جیسا کہ باب ۲ فصل ۲ کے آخر میں بتایا گیا ۔

بعض ایسے مقدمات ملتے ہیں جن میں یہ متعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ آیا بدل حقیقی ہے یا نہیں ۔ اس قسم کے مقدمات کی ایک اچھی مثال اس وقت ملتی ہے جب حق نالش کے استعمال سے اجتناب کرنے کے عہود یا کسی نالش میں مصالحت کا معاملہ ہو جائے ۔

اجتناب از نالش کسی نالش سے اجتناب خواہ تھوڑے ہی عرصے کے لئے ہو، ایک عہد سمجھا گیا ہے خواہ کوئی دست برداری دہندہ نہ ہو۔ نہ حق نالش کی مصالحت عمل میں آئی ہو۔ (Alliance Bank) بنام (Broom) میں[1] مسٹر بروم سے کہا گیا تھا کہ وہ اس رقم کی ضمانت دیں جو انھیں بنک کو دینا ہیں۔ انھوں نے عہد کیا کہ وہ بعض چیزوں کے دستاویزات حقیت کی تحویل کریں گے۔ انھوں نے ایسا نہ کیا تو بنک نے عہد کی تعمیل مختص کا دعویٰ دائر کیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ

> اگرچہ بنک نے اس بات کا کوئی عہد نہ کیا تھا کہ وہ کسی عرصے کے لئے نالش دین سے اجتناب کرے گا مگر واقعہ یہ ہے کہ حد اجتناب کا فائدہ بنک نے عطا اور کمپنی نے حاصل کیا۔ بے شبہ کسی معین عرصے کے لئے نہ تھا لیکن بہرحال کسی حد تک اجتناب ضروری ہوا۔"

ایک اسی قسم کے مقدمے میں عدالت نے ایک جملہ استعمال کیا تھا کہ ضمانت دینے کے عہد نے "دائن کے ہاتھ باندھ دیئے۔"

مگر اجتناب کو بدل بننے کے لئے یہ بتانا چاہئے کہ کچھ ذمہ داری موجود تھی یا معقول طور پر فریقین موجود خیال کر سکتے تھے (Jones) بنام Ash-burnham میں دعویٰ اس عہد کی بنا پر کیا گیا تھا کہ مدعی کو بیس پونڈ اس بات کے بدل سے کے

[1] 2 Dr. Jym. 289

طور پر دیئے جائیں گے کہ وہ اس قرضے کی نالش سے باز رہے جس کے متعلق اس کا ادعا تھا کہ اسے پلیڈنگ میں یہ بات نہیں بتائی گئی تھی کہ آیا شخص متوفی کا کوئی نمایندہ موجود تھا جس کے حق میں یہ اجتناب عمل میں لایا گیا۔ نہ یہی بتایا گیا کہ اس (متوفی) نے کوئی ایسا کافی ترکہ چھوڑا ہے جو اس کے مطالبے کی پابجائی کرسکے۔ وہ فقط اس بات کا عہد تھا کہ نامعلوم اشخاص پر ایک ایسی رقم کی بابت نالش دائر نہ کی جائے گی جو نہیں کہا جاسکتا کہ موجود یا قابل بازیافت تھی۔ قرار دیا گیا کہ وہ بدل نہیں۔ لارڈ الن برا Ellen-borough نے کہا: "مدعی کس طرح ظاہر کرسکتا ہے کہ اسے اجتناب نالش سے کوئی ہرجہ ہوا جب ایسی کوئی رقم ہی موجود نہ تھی جس کے حصول کے لئے نالش کی جاتی، اور ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا جو اس کا بہ حیثیت وارث ذمہ دار ہو۔

مصالحت نالش کسی نالش سے مصالحت کرنا اسی قسم کا بدل ہے۔ اجتناب کی صورت میں ایجاب یوں کیا جاسکتا ہے: "میں آپ کا دعویٰ تسلیم کرتا ہوں لیکن اگر آپ ابھی دعویٰ نہ کریں تو کوئی چیز دیتا ہوں یا دینے کا عہد کرتا ہوں" مصالحت کی صورت میں ایجاب یوں ہوتا ہے۔ "میں آپ کا دعویٰ (یا جواب) جیسی کہ صورت ہو) تسلیم نہیں کرتا لیکن اگر آپ اس سے دست بردار ہو جائیں تو میں کوئی چیز دیتا ہوں یا دینے کا وعدہ کرتا ہوں"

مگر یہ بحث اٹھائی گئی ہے کہ اگر دعویٰ یا جواب غیر مادی نوعیت کا ہو تو بدل بیکار ہوگا اس کا جواب (Callisher) بنام (Bischoffsheim) میں (Cockburn C J) کا فیصلہ دے گا:-

"ہر روز اس بنیاد پر مصالحت کی جاتی ہے کہ مصالحت کنندہ فریق اس میں کامیاب ہونے کا موقع رکھتا ہے اگر وہ نیک نیتی سے عمل کرے کہ اسے کامیاب ہونے کا اچھا موقع ہے وہ نالش کی معقول بنیاد رکھتا ہے اور اس کا نالش سے اجتناب کرنا ایک درست بدل ہوگا جب ایسا شخص نالش سے اجتناب

کرتا ہے تو وہ اس چیز سے دست بردار ہو جاتا ہے جسے
وہ حق نالش سمجھتا تھا۔ اور فریق دیگر کو ایک فائدہ حاصل
ہوتا ہے اور کسی نالش سے پریشانی اٹھانے کی جگہ وہ
اس سے پیدا ہونے والی تکلیفوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
یہ بالکل دوسرا مسئلہ ہوگا کہ کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے
جس کے بے بنیاد ہونے کا اسے یقین ہو اور اس کے
تحت مصالحت کے ذریعے سے کوئی فائدہ حاصل کرے۔
اس صورت میں اس کا طرز عمل پُر فریب ہوگا۔"

اسی بنا پر اگر یہ واضح ہے کہ فریقین مصالحت کو کوئی حقیقت حاصل نہ تھی اور وہ یہ جانتا ہو کہ اسے حقیقت حاصل نہیں تو معاملہ مصالحت قابل پابندی نہ ہوگا[1]

بلا بدل تحویل امانتی

مقدمات "تحویل امانتی بلا بدل" "گروہ اشیا" اور "ملازمت بلا بدل" میں اور ہی قسم کی شکل پیدا ہوتی ہے۔ ان میں قانون گروہ دار اور شخص ملازم پر ایک ذمہ داری عائد کرتا ہے جو معاہدے پر موقوف نہیں ہوتی ہے۔ اسی بنا پر فریقین کے تعلقات کبھی تو معاہدے میں پیدا ہوتے ہیں اور کبھی فریق ذمہ دار کے برضا و رغبت افعال میں۔ ان مقدمات کا غور سے مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ان تعلقات کی صحیح نوعیت معلوم کی جائے۔ جن سے عدالت بحث کرے گی۔

کوئی شئے مختلف اغراض کے لئے امانۃً تحویل کی جائے یا تحویلدار (bailee) یا گرودار (Depositary) کے قبضے میں رکھی جائے محض بطور امانت (Custody) یا قرض یا کرایے یا رہن کے یا بغرض حمل و نقل یا کسی ایسے طور پر جس کے متعلق کارروائی ہوسکتی ہو یا کام کیا جاسکتا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تعلقات فریقین معاہدے میں پیدا ہوں، ہوسکتا ہے کہ نہ ہوں۔ لیکن بہرحال معقول احتیاط برتنے کی ذمہ داری قانوناً تحویلدار (bailee) پر عائد ہوتی ہے۔ اور ایسی احتیاط کو نہ برتنے سے

[1] L. R 5Q B 449

[2] Wade بنام Simeon (2 C B 548)

یہ تعدی (فعل ناجائزیا (wrong) پیدا ہوتی جو معاہدے سے جداگانہ ہوتی ہے۔
تحویل کنندہ (bailor) کو ہمیشہ اُس وقت چارۂ کار حاصل رہتا ہے جب احتیاط نہ برتی جائے۔ اور وہ غفلت کے باعث ایک نالش بر بنائے تعدی (ex delicto) دائر کرسکتا ہے۔ اگر امر شکایتی اس سے زیادہ وسیع ہو تو اسے شرائط معاہدہ پر تکیہ کرنا چاہیئے اور اگر تحویل اماتی (bailment) خود بلا بدل ہے اور نالش بر بنائے معاہدہ دائر کی گئی ہو تو ہم کو وہ بدل معلوم کرنا چاہیئے جو معاہدے کی تائید کرتا ہے۔
چنانچہ زید نے اجازت دی کہ دو ہنڈیاں بکر کے قبضے میں رہیں[1]۔ اس پر بکر نے عہد کیا کہ اگر وہ ہنڈیاں سکھاری جاسکیں تو انھیں سکھارے گا اور رقم محصلہ زید کے حساب میں ادا کرے گا۔ قرار دیا گیا کہ یہ عہد بدل درست یعنی اُس اجازت پر مبنی ہے جو بکر کو ہنڈیوں کو امانت میں رکھنے کے متعلق دی گئی۔
یہ معلوم ہوگا کہ یہاں تحویلدار (بیلی) نے محض امانت رکھنے سے کچھ زیادہ کا وعدہ کیا اور یہ کہ نالش بر بنائے عہد تھی اور اسی بنا پر بدل کا ثابت پایا جانا ضروری تھا۔
کسی شئے کی تحویل اماتی کے معاملات میں بعض وقت بدل اس طرح ہوتا ہے کہ مالک تحویلدار (بیلی) کی استدعا پر قبضے سے جدائی اختیار کرلیتا ہے۔ مگر بلا بدل ملازمت کی صورتوں میں ایسا بدل نہیں پایا جاتا۔

بلا بدل ملازمت زید نے ایجاب کیا کہ وہ بکر کے بعض خدمات بلا بدل انجام دے گا۔ ایجاب کو قبول کرلیا گیا۔ اگر خدمات انجام نہ دیے جائیں تو کوئی نالش نہیں ہوسکے گی کیوں کہ زید کے عہد کا کوئی بدل نہیں ہے مگر پھر بھی یہ کہنے کے لئے کثیر سندیں ہیں کہ اگر خدمات فی الحقیقت شروع کی گئیں اور ایسی غفلت کے ساتھ انجام دی گئیں کہ بکر کو اس سے نقصان یا مضرت پہنچی تو

---

[1] Turner بنام Stallbrass (۱۸۹۸ء) (1 Q B. 60)

[2] Hart بنام miles (4 C B N S 571)

ایسی صورت میں ذمہ داری پیدا ہوتی ہے جسے عدالتیں تسلیم کرتی ہیں۔

زید نے بکر کے لئے ایک دکان (warehouse) ایک خاص تاریخ تک بنا دینے کا عہد کیا بکر نے زید پر دکان کے وقت معینہ کے اندر تکمیل نہ پانے کی بنا پر نالش دائر کی اور نیز اس بنا پر کہ پرانے کی جگہ نیا سامان استعمال کر کے عمارت کے مصارف میں اضافہ کر دیا حالانکہ اسے حکم دیا گیا تھا کہ جہاں تک ہو سکے پرانا سامان لگایا جائے۔

زید کا عہد بلا بدل تھا اور اسی بنا پر عدالت نے قرار دیا کہ وہ وقت معینہ تک تکمیل کے متعلق اپنے عہد کی بنا پر ذمہ دار نہیں۔ بلکہ اس بنا پر ذمہ دار ہے کہ کام شروع کر کے احکام کی عدم تعمیل کے ذریعے سے مصارف میں اضافہ کیا۔ اس بدعملی (misfeasance) کی بنا پر ذمہ دار ہے۔

یا تو ہمیں ان مقدمات میں معاملے کے تصور کو برطرف کر دینا اور ان کو ان وسیع بنیادوں پر قائم کرنا چاہیے جو جسٹس (Willes) نے (Skelton) بنام ال اینڈ این ڈبلیو ریلوے میں اختیار کئے کہ "اگر کوئی شخص بلا اجرت کسی فعل کی انجام دہی کا ذمہ لیتا ہے تو وہ ذمہ دار قرار دیا جائے گا اگر وہ نامناسب طور پر کام انجام دے۔ لیکن اگر وہ انجام دہی ہی میں غفلت کرے تو ذمہ دار نہ ہوگا"

یا ہمیں معاہدۂ ابتدائی (Mandatum) کی مثال پر عمل کرنا چاہیے اس معاہدے[2] میں کوئی ذمہ داری اس وقت تک وقوع میں نہیں آتی جب تک کہ خدمت مطلوبہ شروع نہیں کی جاتی۔ اس کے بعد سے ایک فریق پابند ہے کہ تعمیل میں معقول احتیاط برتے اور دوسرا فریق پابند ہے کہ خدمات کی انجام دہی میں جو نقصان لاحق ہو اس سے بری رکھے۔ ایسی ذمہ داریاں گو اپنی حد تک کافی معقول ہیں ان میں اور انگریزی کلیہ بدل کے متعلق استعمال میں تطابق کرنا مشکل ہے وہ بہ آسانی اس قاعدے کے قانون معاہدہ میں

---

[1] Elsee بنام Gatward (5 T R 143)

[2] Coggs بنام Bernard (1 Sm L.C 191

عام استعمال سے مستثنیٰ قرار دئے جاسکتے ہیں۔

(ج) اگر معاہد کو اس کے عہد کے بدل میں سوائے اس چیز کے کچھ نہیں ملتا جس کا وہ اب بھی قانوناً حقدار ہے تو بدل غیر حقیقی ہوگا۔

فرائض عامہ کی انجام وہی

یہ اس صورت میں ہوسکتا ہے جب معاہد لہ کا فرض منصبی ہو کہ وہ کام انجام دے جس کے انجام دینے کا وہ عہد کرتا ہے جہاں کسی گواہ کو کسی مقدمے میں حاضر ہونے کا تحریری حکم (Subpœna) پہنچے تو اس سے اس کے اخراجات سے زیادہ ادائی کا عہد کرنا کسی بدل پر مبنی نہ ہوگا۔[1]

لیکن جب نالش کنندہ پولیس کانسٹیبل نے یہ ایجاب کیا تھا کہ کوئی ایسی اطلاع بہم پہنچائے گا جو قابل یقین ہو تو وہ ایسے خدمات انجام دینا تصور کیا جائے گا جو اس کے معمولی فرائض منصبی کے باہر ہیں اور قرار دیا گیا کہ وہ رقم پانے کا حقدار ہے۔[2]

اسی اصول پر کسی ایسے کام سے اجتناب کا عہد جو قانوناً ممنوع ہو غیر حقیقی بدل ہے۔ مقدمہ ویڈ بنام سیمیون[3] جس کا اجتناب کے بہ حیثیت بدل ہونے کے سلسلے میں اوپر تذکرہ ہوا، اس بات کی کافی مثال ہے۔

معاہدہ موجودہ کی تعمیل کا عہد

اسی طرح اس صورت میں بھی بدل غیر واقعی ہوگا جب معاہد لہ نے معاہد سے ایک ایسے عہد کے شرائط کی تعمیل کی مزید ذمہ داری لی ہو جو منعقد ہوچکا تھا۔

لندن تا بالٹک اور واپسی کے ایک سفر کے دوران میں دو ملاح بھاگ گئے اور کپتان ان کی جگہ کسی کو بھرتی کرنے کے ناقابل تھا۔ اور اس نے بقیہ ملاحوں سے عہد کیا کہ اگر وہ جہاز کو وطن واپس لے جائیں تو دونوں مفرور ملاحوں

---

[1] Collins بنام Godefroy (1B & A. 950)

[2] انگلینڈ بنام ڈیوڈسن (11A. & E 856)

[3] (2C.B. 548)

کی تنخواہ انھیں میں تقسیم کردی جائے گی۔ قرار دیا گیا کہ عہد پابندی نہیں عائد کرتا۔

"یہ معاملہ بدل کی غیر موجودگی کے وجہ سے کالعدم ہے
ملاحان غیر مفرورہ سے جس آیندہ ادائی کا عہد کیا گیا
تھا اس کا کوئی بدل نہ تھا۔ لندن سے چلنے کے قبل
انھوں نے ذمہ لیا تھا کہ سفر کے ناگہانی ضروریات میں
وہ حتی الامکان کام انجام دیں گے بعض ملاحوں کی
موت کی طرح ان کا فرار بھی سفر کی ایک ناگہانی
ضرورت سمجھی جائے گی اور بقیہ ملاح شرائط معاہدۂ اصلی
کے پابند ہیں کہ جہاز کو صحیح سلامت اس کی
منزل مقصود تک لائیں۔"[1]

فیصلہ اس کے برخلاف ہوتا اگر غیر متوقعہ خطرات پیش آتے۔ ملاح جو عموماً معاہدہ کرتے ہیں اس میں یہ معنوی شرط ہوتی ہے کہ جہاز قابل سفر (Scawortty) ہو[2] چنانچہ اگر کسی ملاح نے شرائط معاملہ پر دستخط کئے کہ جہاز کو جزائر فاک لینڈ سے انگلستان لانے میں مدد دے اور ثابت ہوا کہ خود جہاز ہی سفر کے ناقابل ہے تو انعام مزید کا عہد ان کو ان کے معاملے پر قائم رکھنے کی ترغیب میں کرنا قابل پابند قرار دیا گیا[3]

فریق ثالث کا کام انجام دینے کا عہد یہ معلوم کرنا مشکل نہیں کہ بدل اس صورت میں غیر حقیقی سمجھا جائے گا جب فرض منصبی ہی کو انجام دینے کا عہد کیا جائے یا اس معاہدے کو انجام دینے کا عہد کیا جائے۔ جو اس وقت موجود ہے۔ مگر یہ بتانا کسی قدر مشکل ہے کہ آیا کسی موجودہ معاہدے کی جو شخص ثالث کے لئے ہے تعمیل یا عہد تعمیل کوئی حقیقی بدل بن سکے گا

---

[1] Stilk بنام myrick (2 Camp 317)

[2] Hartley بنام Ponsonby (7 E. & B. 872)

[3] Turner بنام Owen (3 F & F. 176).

اس قسم کے بدل کے متعلق دو مقدمات قابل ذکر ہیں:-

(Shadwell) بنام (Shadwell) میں[1] زید نے مدعی کو جو اس کا بھتیجا تھا لکھا کہ "میں تمھارے ہندہ کے ساتھ نکاح کرنے کی تجویز کو سن کر خوش ہوا۔ چونکہ ابتدائے کار میں میں نے تمھیں مدد دینے کا عہد کیا تھا میں بمسرت تمھیں اطلاع دیتا ہوں کہ میں تمھیں ڈیڑھ سو پونڈ سالانہ اس وقت تک دیتا رہوں گا جب تک میں زندہ رہوں یا خود تمھاری آمدنی چانسری میں وکالت کرنے کے پیشے سے سالانہ چھ سو گنی ہو جائے۔"

مدعی نے ہندہ سے نکاح کر لیا۔ سالانہ ادائی بقایا رہنے لگی چچا نے انتقال کیا اور مدعی نے اس کے متظلین پر نالش کی۔ عدالت میں اس بات پر اختلاف رائے رہا کہ آیا چچا کے وعدے کا کوئی بدل پایا جاتا ہے یا نہیں (Erle C. J) اور (Keating, J) نے یہ خیال کرنے پر میلان ظاہر کیا کہ وہ ایک عہد کا ایجاب تھا جو نکاح کے وقوع پر قابل پابندی معاہدہ بن جاتا (Byles, J) نے اختلاف کیا اور کہا کہ مدعی نے سوائے اس کے کچھ نہ کیا جو وہ قانوناً کرنے پر پابند تھا اور یہ کہ اس کا نکاح اسی بنا پر اس کے چچا کے عہد کا بدل نہیں ہو سکتا[2]۔

(Scotson) بنام (Pegg) میں[3] اسکاٹ سن نے پیگ کے ایک جہاز کو کوئلہ حوالہ کرنے کا عہد کیا جو اسکاٹ سن کے مملوکہ جہاز میں تھا۔ اس کے بدل میں پیگ نے عہد کیا کہ جہاز وسچارج کے قابل ہونے پر روزانہ (۴۹) ٹن کے حساب سے

---

[1] 9C.B., N.S. 154

[2] دوسرے مقدمات میں جہاں عہد اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ نکاح وقوع میں آئے تو عہد یا تو اقرار نکاح کا جز ہوتا ہے۔ جیسا کہ Synge بنام Synge میں (۱۸۹۴ء 466 1 Q B]) ۔ یا اقرار نکاح کی ترغیب ہوتا ہے جیسا کہ Hawmersley بنام de Biel میں [12 Ch + F. 62:] ۔ یا کسی عہد کی فوری سرانجام دہی کے بدل میں کیا جاتا ہے جیسا کہ Skeete بنام Silberbeer میں [1T.L R. 491]

[3] 6 H.+N 295

جہاز پر سے کوئلہ اتارے گا۔ وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔ اور جب اس پر عہد شکنی کی نالش ہوئی تو پلیڈنگ میں جواب دیا کہ اسکاٹسن نے معاہدہ کیا تھا کہ کوئلہ بکر کو یا بکر کے حکم پر حوالے کرے گا۔ اور یہ کہ بکر نے پیگ کے حق میں حکم دیا تھا۔ اسکاٹسن نے معہودہ کوئلہ کی حوالگی کے عہد میں سوائے اس بات کے کسی چیز کا عہد نہ کیا جس کے انجام دینے کا وہ بکر کے عہد کی بنا پر پابند تھا۔ اور اسی بنا پر اس نے طریقۂ معینہ میں بار اتارنے کا جو عہد کیا تھا وہ بلا بدل تھا۔

عدالت نے قرار دیا کہ پیگ ذمہ دار ہے (Martin, B.) نے کہا کہ یہ اعلان کے منافی نہ تھا کہ کوئلہ لینے کے متعلق مدعیٰ علیہ کے حق کے لئے نزاع ہو۔ یا یہ کہ مدعیوں نے ان کو بروقت بار نہ اتارنے کا ہرجہ دینے پر مجبور کیا۔ بہرصورت اس بات کا کافی بدل ہوگا کہ مدعیان جو کوئلے پر قابض تھے مدعیٰ علیہ کو اس بات کی اجازت دیں کہ اسے جہاز پر سے اتار لے۔" مگر (Wilde, B) (جج) نے کہا کہ "اگر کوئی شخص کسی سے کوئی رقم ادا کرنے کا عہد کرنا پسند کرے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے جس سے وہ پہلے ہی معاہدہ کر چکا ہے اس معاہدے کی تعمیل پر ترغیب دے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس معاہدے کی پابندی کیوں نہ کرائی جائے۔"

ان متدامات میں سے کسی کو بھی مسئلہ زیر بحث میں سند نہیں قرار دیا جا سکتا۔

شیڈویل بنام شیڈویل میں اس بات کا شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا وہاں فی الحقیقت کوئی معاہدہ بھی ہوا تھا یا محض کوئی ایسی چیز تھی جس کے عہد سے قانونی رشتہ پیدا کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ جیسا جسٹس ہالمس نے اختلافی فیصلے میں اشارہ کیا، "تمھیں ابتدائے کار میں مدد دینا" کے الفاظ سے قدرۃً بھتیجے کی وکالت کی جانب اشارہ سمجھنا زیادہ قرین قیاس ہے بہ نسبت اس کے نکاح کے۔ نکاح عہد کا موقع بنا نہ کہ باعث ترغیب عہد معاملہ اس کے برعکس ہوتا اگر (اس اشارے کو قبول کریں جو (Martin, B) نے اسکاٹسن بنام پیگ میں استدلال کرتے ہوئے کیا تھا) بھتیجا یہ خیال اپنے دل میں رکھتا کہ اپنا اقرار نکاح منسوخ کر دے گا اور چچا نے اس کو برقرار رکھنے کی ترغیب میں

عہد کیا کہ اسے سالانہ رقم ادا کرے گا۔

اسکاٹسن بنام پیگ میں واقعات مقدمہ صاف طور سے بیان نہیں ہوئے ہیں۔ مگر بظاہر عدالت نے یہ خیال کیا کہ مدعی علیہ کو کوئلہ حوالے کرنے کا عہد شخص ثالث سے کئے ہوئے معاہدہ موجودہ سے کچھ زیادہ کا عہد ہے اور یہ کہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی حق مرتفع یا مطالبہ نظرانداز کر دیا گیا ہو جسے پلیڈنگ میں نہیں بتایا گیا۔

بہرحال ان دو مقدموں میں بھی بعض ایسے کلیات قانون (dicta) ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ججوں نے پہلے مقدمے میں اور بیرن وائلد نے دوسرے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ ایک وعدہ جو کسی معاہدے کی بجا آوری یا وعدہ بجا آوری کے صلے میں جو کسی شخص ثالث سے ہوا ہو کیا جائے ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ بکر نے (۱) ایک وجوب کو جو پہلے ہی سے صرف اس کے اور زید کے درمیان موجود ہے۔ پورا کرنے کا عہد کیا۔

(۲) ایک فریق ثالث کے حق میں اپنے وجوب کو پورا کرنے کا عہد کیا جس سے زید کو کوئی واسطہ نہیں۔

بکر کے ان دونوں عہدوں میں کہا جا سکتا ہے کہ بڑا فرق ہے۔ اور دونوں عہد ایک دوسرے سے بالکل ممتاز ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ زید کو مطلق علم نہ ہو کہ بکر پر کسی اور کے لئے کسی امر زیر بحث کے کرنے کا وجوب عائد ہے۔ نہ کسی فریق ثالث کے لئے معاہداتی وجوب کی تعمیل اور فرض منصبی کی تعمیل ایک ہو سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہم یہ کہیں تو گویا ایک سوال کی اجازت چاہتے ہوں گے کہ بدل معاہدہ کے لئے ایک نقصان ہوگا اگر وہ عہد شکنی پر ایک کی جگہ دو نالشوں کا نشانہ بنے۔ کیونکہ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ایسے عہد کی بھی نالش ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ بدل سے مراد معاہد کی اس خواہش کا ایفا کرنا ہے کہ معاہدہ پورا کیا جائے (یہ فرض کرتے ہوئے کہ اسے اس کے وجود کا علم ہے)، تو ہم محرک اور بدل میں خلط ملط کر دینے کی غلطی میں مبتلا ہوں گے۔

ناہم بہ حیثیت مجموعی یہ کہنا غیر معقول نہیں کہ کسی فریق ثالث کے لئے کسی تکمیل طلب معاہدے کی تعمیل، یا تعمیل کا عہد کسی عہد کا درست بدل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ (Martin, B.) نے اسکاٹسن بنام ہیگ میں اشارہ کیا "مدعی علیہ معاہدۂ سابق کے لئے ایک اجنبی ہے ہمیں اس مقدمے کو اس نظر سے دیکھنا چاہیے کہ گویا کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں" اس نکتے کے متعلق ابھی کسی مستند تعین کا انتظار ہے

بدل کے حقیقی نہ ہونے کا اثر

یہ اصول ہے کہ معاہد سے کئے ہوئے کسی عہد کی تعمیل کا عہد بدل غیر حقیقی ہے۔ اور اس کا اطلاق اختتام بذریعہ تعمیل پر کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ قاعدہ پیدا ہوگیا ہے کہ دائن کا کسی بڑی رقم کے ایفا میں چھوٹی سی رقم کا ادا کرنا کبھی دین کا درست اختتام نہیں[1]۔ اس قسم کی ادائی اس چیز سے زیادہ نہیں جس کا ایک شخص اب بھی پابند ہے اور بقیہ دین سے دست برداری عہد صریح یا معنوی کا بدل نہیں ہوسکتی ہے۔ تسئے انجام دادہ یا عطا کردہ کو چاہئے کہ اس چیز سے کسی نہ کسی طرح مختلف ہو جس کے مطالبے کا حصول کنندہ (recipient) مستحق ہے ورنہ وہ عہد کی تائید نہ کرسکے گی۔ اگرچہ یہ واقعہ ہے کہ یہ اختلاف بہت معمولی ہے لیکن اس سے اس کا یہ اثر باطل نہیں ہوسکتا کہ وہ بدل ہے۔ کیونکہ اگر عدالتیں یہ سوال کریں کہ آیا کسی عہد کے عوض انجام دیا ہوا امر اس چیز سے کافی اختلاف رکھتا تھا جس کا معاہد پہلے ہی سے پابند ہے تو عدالتیں بدل کے مناسب ہونے کی بحث چھیڑیں گی۔ چنانچہ :-

---

[1] یہ عجیب بات ہے کہ یہ قاعدہ ابھی Cumber بنام Wane کا [1 Sm L C 376 ed 12] بولا جاتا ہے اس مقدمے میں قرار دیا گیا کہ پانچ پونڈ کا پرامیسری نوٹ پندرہ پونڈ کے دین کا ایفا نہیں مگر یہ اس لئے نہیں کہ اس میں کوئی بدل نہ ہو (کیونکہ ایک تمسک قابل بیع و شری ایک دین کے عوض دیا گیا) بلکہ اس لئے کہ بدل غیر مناسب تھا۔ یہ فیصلہ اب مشکل ہی تائید پاسکتا ہے۔

[2] Foakes بنام Beer (9 App. Cas. 605)

بطور انعام گھوڑے کے تنکرے یا لباس کا ہبہ درست ہے
کیونکہ اس سے مراد یہ ہوگی کہ گھوڑا اتنکرا یا لباس مدعی
کے لئے بعض حالات میں رقم سے زیادہ مفید ہوسکتے ہیں
ورنہ مدعی ہرگز اسے بطور ایفا قبول نہ کرتا[1]

غالباً اس میں بہ مشکل شبہ کیا جاسکتا ہے کہ قانونی حقوق سے دست برداری کا عہد جو غیر مہری ہے اپنے جواز کے لئے لازماً انہیں قاعدوں کا محتاج ہوگا جو تمام عہود کے لئے مشترک ہیں۔ مگر اس قاعدے کی تفصیل میں بعض اختلافات اس بنا پر پیدا ہوجاتے ہیں کہ جب وہ معاہدہ توڑنے سے پہلے کیا جائے یا معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد۔

تکمیل شدنی معاہدہ (۱) اگر کوئی معاہدہ پوری طرح تکمیل شدنی ہو اور ہر دو فریق کی ذمہ داریاں دوران تعمیل میں ہوں تو وہ باہمی رضامندی سے ختم کیا جاسکتا ہے ہر فریق کا دوسرے کے مطالبات سے رہائی پانا اس عہد کا بدل ہوگا کہ ہر فریق کے مطالبات کو فریق دیگر مرتفع کردے۔

تکمیل شدہ معاہدہ ایک معاہدہ جس میں زید (ایک فریق) نے اپنا حصہ کار انجام دے لیا ہے اور بکر (فریق دیگر) کی ذمہ داری باقی ہے تو (بل آف اکسچینج اور پرامیسری نوٹ کی مستثنیٰ صورت کے ساتھ) وہ محض رضامندی سے ختم نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کے اختتام کے لئے ایک اور معاملہ اس کی جگہ کرنا ہوگا۔ زید نے بکر کو معاہدے کے مطابق اسباب فراہم کیا۔ بکر کو زید کے اسباب کا زرثمن دینا ہے اگر زید اپنے حق رقمی سے دست بردار ہوجائے تو دست برداری کے عہد کا بدل کیا ہے؟ اگر زید و بکر ایک نیا معاملہ اس کی جگہ کریں جس کے لحاظ سے بکر نصف زرثمن کی ادائی پر بقیہ کی ادائی سے بری ہوجاتا ہے تو زید کے نصف رقم ادا طلب سے دست برداری کے عہد کا بدل کہاں ہے؟[2]

---

[1] مقدمہ Pinnel (5 Co. Rep 117)

[2] Foster بنام Dawber دیکھئے صفحہ ۳۲۸ (6 Ex 839)

جدید عہد کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔ اور اس بات کی ضرورت ہے کہ زید کو کوئی فائدہ یا بکر کو کوئی نقصان زید کے عہد کے باعث ہو، اس رقم کی نصف ادائی میں (جس کی پوری ادائی پر اسے کسی وقت بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔) بکر کا نقصان تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ زید کا بھی اس میں کوئی فائدہ نہیں کہ اس رقم کا صرف ایک حصہ وصول کرے جس کی ادائی پر وہ کسی وقت بھی مجبور کر سکتا ہے جب تک زید کوئی مختلف قسم کی چیز، کوئی سامان، یا کسی غیر متعین رقم کے عوض مقررہ رقم حاصل نہ کرتا ہو اس کا عہد بلا بدل ہوگا اور اس کا مہری ہونا ضروری ہے۔

Goddard بنام O' Brien میں قرار دیا گیا کہ کسی بڑی رقم کے ایفا میں کوئی ہنڈک قابل بیع وشرا عطا کرنا، ایک مختلف قسم کی چیز ہے اور یہ کہ اسی بنا پر دین کے ایک جزو سے دست برداری کا بدل ہے۔ مگر اس فیصلے کی صحت پر شبہ ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ چک دین کی جگہ نہیں قبول کیا گیا تھا بلکہ محض اس شرط پر کہ اس کی پابندی کی جائے گی اور مقدمہ در اصل بالکل اسی حیثیت کا ہے جس میں تھوڑی رقم، بڑی رقم کے ایفا میں، دی جائے۔

عہد شکستہ (۲) اب ان مقدمات سے بحث کی جاتی ہے جن میں معاہدہ توڑا جاتا ہے اور ان حقوق سے دستبرداری کا عہد کیا جاتا ہے جو شکست معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں

جب حق کے متعلق خود نزاع ہو تو نالش کی مصالحت طریقہ متذکرہ کے لحاظ سے ہوگی۔

جہاں حق کے متعلق نزاع نہ ہو، وہاں رقم غیر معین ہوگی یا معین،

اگر غیر معین ہے تو کسی مشخصہ (liquidated) یا معینہ رقم کی ادائی اس بات کا بدل سمجھا جائے گا کہ کسی بڑی مگر غیر معینہ رقم کی ادائی سے دستبرداری دی جائے۔

۱؎ 9Q.B.D 87

۲؎ ہیرلچینہ نیم چند بنام ٹمپل ۱۹۱۱ء (2K B. 1P. 340)

۳؎ Wilkinson بنام Byers, (1A & E. 106.)

اگر وہ معین ہے تو مطالبے یا اس کے کسی جزو سے دستبرداری کی صرف اس وقت تائید کی جاسکے گی جب کوئی دوسری قسم کی چیز دی جائے یا معاملے میں جس طرح سے ادائی ہے اس سے مختلف طور سے ادائی عمل میں لائی جائے۔
بطور ایک قاعدے عام کے معاہدہ شکنی سے پیدا ہونے والی بنائے نالش اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک کہ ایفا تکمیل طلب رہتا ہے۔ یعنی جب تک کے معاملہ پورا نہ کیا جائے۔ جیسا کہ ایک قدیم مقدمے[1] میں کہا گیا ہے۔ "تعمیل تکمیل شدہ (accord executed) بدل ہے۔ تعمیل تکمیل شدنی میں فقط ایک بنائے نالش دوسری بنائے نالش کی جگہ لے لیتی ہے اور یہ غیر متناہی حد تک چل سکتا ہے" مگر دراصل سوال معاملے کی تعبیر (Construction) کا ہے۔ اور محض عہد، جو اس کی واقعی تکمیل سے ممتاز ہے، ایک درست ایفا ہوسکتا ہے اور بنائے نالش کو ختم کرسکتا ہے اگر یہ واضح طور سے ظاہر ہو کہ فریقین کا یہی ارادہ تھا[2]۔
ایک چھوٹی رقم کی ادائی بڑی رقم کی ایفا میں ہو تو اس کا درست اختتام دین نہ ہونے کا قاعدہ کسی قدر انکار و مضحکہ کا نشانہ بنا ہے مگر جس طرح ایک فیصلے[3] میں دارالامرا نے اس قاعدے کی توثیق کی "فی الحقیقت یہ کوئی غیر معقول بات نہیں اور نہ عملاً غیر سہولت بخش کہ قانون، بلا بدل معاہدے کو پابند کرنے والا وجوب عطا کرنے کے لئے چند خاص رسوم ضروری قرار دے"۔
معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زید بکر سے بوقت مطالبہ پینتالیس پونڈ دینے کا عہد کرے اور زید بکر کو پچاس پونڈ میں سے جو اس وقت ادا طلب ہیں پینتالیس پونڈ معاف کرنے کا عہد کرے۔ اگر ایک صورت میں بدل کی ضرورت ہے تو دوسری میں بھی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ قانون کیوں

[1] Peytoe کا مقدمہ (9 Rep. 77)
[2] Lynn بنام Bruce (2 H. Bl. 319)
[3] Morris بنام Baron سنہ ۱۹۱۸ء (A. C. I. 25)
[4] Foakes بنام Beer (9 App. Ca. 605)

تفصیل (اٰکا فیصلہ) دیکھو ۔ ۔ ۔ بابت

ایسے شخص کے ساتھ زیادہ عنایات برتے جسے وہ رقم معاف کردی گئی جو اسے ادا کرنی چاہیے تھی۔ اور اس شخص کے ساتھ کم جسے ایسی رقم دیے جانے کا عہد کیا گیا ہے جو اس نے کمائی نہیں ہے۔

دائنین سے مصالحت

دائنین سے مصالحت (Composition) (قوانین دیوالیہ کے قطع نظر) بظاہر اس قاعدے کی خلاف ورزی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر دائن اس بات کو قبول کرنے کو تیار ہوتا ہے کہ اسے اداطلب رقم کا ایفا قلیل رقم سے ہو۔ خود دائنین کے مابین بدل کے متعلق کوئی مشکل نہیں یہ ظاہر ہے کہ یہ ان میں سے ہر ایک کی جانب سے پوری رقم دین کے مطالبے سے اجتناب ہے تاکہ کوئی ایک دائن دوسروں کے صرفے سے نفع نہ حاصل کرے۔ مگر مدیون کے لحاظ سے عہد ادائی یا ادائی جز دین ایسا بدل نہیں ہے جس پر دائن بقیہ کو منسوخ کردے۔ یہی بات مقدمہ Fitch بنام Sutton سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں مدعیٰ علیہ (مدیون) نے اپنے دائنوں سے مصالحت کی اور انھیں فی پونڈ سات شلنگ ادا کئے۔ اس نے مدعی سے (جو دائنوں میں سے ایک تھا) عہد کیا کہ وہ (مدعا علیہ) اسے ممکن ہو تو بقیہ رقم بھی ادا کردے گا۔ مگر تاہم مدعی نے اسے اپنے جملہ مطالبات کی بیباقی کی رسید دے دی۔ جو اسے ابتدائے آفرینش سے اب تک ہوں۔ مدعی نے بعد میں بقیہ مطالبے کے لئے نالش دائر کی۔ مدعیٰ علیہ نے جواب دیا کہ مدعی نے سات شلنگ فی پونڈ کو اپنے جملہ مطالبات کے ایفا میں قبول کرلیا تھا۔ مگر لارڈ ایلن برا نے کہا:۔

> "یہ یقین کرنا ممکن ہے کہ سترہ پونڈ دس شلنگ کا قبول کرنا پچاس پونڈ کے دین کو قبول کرلینا ہے۔ بقیہ کی تنسیخ کا کوئی نہ کوئی بدل ہونا چاہیے کوئی ضمنی (Collateral)

لہ Good بنام Cheesman (2B & Ad.per Parke,B,P 335)

سہ 5East 230

سے۔ تاکہ اس بات کا امکان ظاہر کیا جائے کہ اپنے حقوق
کو منسوخ کرنے والا فریق کچھ فائدہ حاصل کررہا ہے۔ ورنہ
معاہدۂ کالعدم (Nudumpactum) ہوگا۔"

دائن اگر واقعی کوئی بدل مہیا کرتا ہے تو چاہیئے کہ وہ محض اس امر سے کوئی مختلف امر ہو کہ کثیر مطالبے کے مقابل قلیل رقم ادا کی جائے۔

اس کتاب کے سابقہ اڈیشنوں میں خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ مدیون کا مہیا کردہ بدل، یہ ہے کہ ہر دائن کو اس کے دین سے کم کی قبولیت کے متعلق رضامندی حاصل کرتا ہے۔ اور اس طرح تمام دائنوں کو عام طور سے فائدہ ہوتا ہے۔ مشکلات کا یہ حل اس حدتک بالکل تشفی بخش ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا بدل کافی ہوگا۔ مگر اس کا اطلاق اس صورت میں نہیں ہوسکتا جب مدیون فی الحقیقت دائنوں سے رضامندی حاصل نہیں کرتا ہے۔ مقدمہ گڈ بنام چیزمن میں (جو اس خیال کی تائید میں پیش کیا گیا ہے) معاملہ فقط یہ نہ تھا کہ ہر دائن اپنے کثیر مطالبے کی ادائی میں قلیل تر رقم قبول کرے بلکہ "فریقان دستخط کنندۂ معاملہ نے رضامندی ظاہر کی کہ اپنے مطالبات کے نفاذ سے اس امر کے معاوضۂ بدل میں اجتناب کریں کہ انھوں نے باہم اجتناب کا اقرار کرلیا ہے۔ اور ساتھ ہی مدعیٰ علیہ نے عہد کیا ہے کہ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ حوالے کرے گا اور حکم نامۂ اٹارنی کی تعمیل کرے گا جس سے ایس (ٹرسٹی) کو ان کے استفادے کا فوری حق عطا کرے گا"۔ فی الحقیقت یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا مدیون واقعی طور سے یہ معاملہ طے کرسکا تھا۔ مگر اس نے اسے منظور کرلیا تھا۔ اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس نے محض معاملے میں شرکت کرنے سے زیادہ کام کیا جب اس نے اس بات کا ذمہ لیا کہ اپنی آمدنی کا ایک ثلث ایک امین کے حوالے کردے گا اور ایک مختارنامہ ذیلی ضمانت کے طور پر پیش کرے گا۔ اسی کی جانب

لہ 2B & A.D. 328

لے Lord Tenterden برصفحہ (۲۲۲)

جسٹس ہارج نے مقدمہ ویسٹ یارک شائر (W. Yarkshire Darracq Co.) کمپنی بنام کولرج[1] میں اشارہ کیا ہے۔ اس مقدمے میں اس کمپنی کے ڈائرکٹروں نے تصفیۂ حسابات (liquidation) کرتے ہوئے باہم معاملہ کیا کہ اپنی فیس کے مطالبے سے دست بردار ہوں تصفیہ کنندۂ حساب (liquidator) بھی فریق معاملہ بنایا گیا۔ بعد میں ایک ڈائرکٹر پر جب اس رقم کی نالش کی گئی جو اسے کمپنی کو ادا کرنی تھی تو اس نے مطالبۂ متقابل (counterclaim) کے ذریعے سے اپنی فیس طلب کی۔ قرار دیا گیا کہ چونکہ تصفیہ کنندۂ حسابات (liquidator) جو کمپنی کا نمائندہ تھا، فریق معاملہ تھا اس طرح اس نے اس بدل کا استفادہ کیا جو ہر ڈائرکٹر نے اپنے شریک ڈائرکٹر کو اپنے حقوق اجرت سے دست برداری دے کر عطا کیا۔ اور اسی بنا پر معاملہ ڈائرکٹر کے لئے قابل پابندی تھا۔ مگر یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ تصفیہ کنندۂ حسابات (لکویڈیٹر) اگر ایک فریق معاملہ بن جائے تو وہ کس طرح کوئی بدل مہیا کر سکتا ہے۔ اور نہ صرف یہ صورت بلکہ وہ صورتیں بھی جن میں دائنوں سے مصالحت کی گئی ہو ایک زیادہ قابل اطمینان بنیاد پر مبنی قرار دی جاسکتی ہیں جیسا کہ جسٹس ہارج (Horridge) نے بتایا ہے کہ اس قسم کے معاملے کا فریق اپنے اصلی دین کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا مطلب دیگر دائنوں سے فریب کا ارتکاب ہوگا۔

یہ اصول بعض اور قسم کے مقدمات سے بھی متعلق کیا گیا۔ ان کی مثالیں Welby بنام Drake اور ہیراچند پونم چند بنام ٹمپل[2] ہیں۔ ویلبی بنام ڈریک میں دائن کو مدیون کے باپ سے نو پونڈ وصول ہوئے تھے جو اٹھارہ پونڈ کے دین کی ادائی میں تھے۔ چیف جسٹس Abbott (C.J) نے کہا کہ بقیہ دین کے لئے بیٹے کے خلاف کارروائی کرنا اس کے باپ سے فریب ہوگا اور قرار دیا کہ باپ کی جانب سے ادائی بیٹے سے بازیافت میں حائل ہے۔

۱؎ سنہ ۱۹۱۱ء 2 K. B. 323

۲؎ I C & P 557 { سنہ ۱۹۱۱ء } 2 K.B. 330

دوسرے مقدمے میں مدیون نے اپنے دائنون (مدعیوں) سے کہا تھا کہ وہ اس کے باپ سے درخواست کریں۔ باپ نے ان کے خط کے جواب میں ایک چک بھیجا جو رقم دین کی کامل ادائی سے کم کا تھا۔ اور دائنوں سے درخواست کی تھی کہ اس چک کے بدلے بیس دہ ا سے اس کے بیٹے کا پرامیسری نوٹ واپس کریں۔ دائنوں نے چک سے رقم حاصل کرلی اور بقیہ رقم کے لئے بیٹے پر نالش دائر کردی۔ عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ دائنوں کے متعلق یہ خیال کیا جانا چاہیے کہ انھوں نے پوری ادائی کے طور پر چک کو قبول کیا اور یہ کہ بیٹے کا دین ادا سمجھا جائے گا۔ عدالت نے جٹس ولیس Willes کا ایک قانونی مقولہ جو ککؔ بنام لسٹر[1] میں قلمبند ہوا تھا، قبول کرلیا کہ:-

"اگر کوئی اجنبی ایک دین کے کلی اختتام کے لئے دین کا کوئی جز ادا کرے تو قرض ختم ہوجائے گا کیونکہ یہ کارروائی اس اجنبی سے فریب ہوگی۔ اسی طرح جب ایک جماعت دائنین سے مصالحت کی جائے، تو رقم مصالحت وصول کرلے پر راضی ہونا، دین کو ختم کردیتا ہے ورنہ بقیہ دائنین سے فریب کا ارتکاب ہوگا"[2]

(۳) بدل کو جائز ہونا چاہیے

—————(؛)—————

جوازِ بدل یہ قاعدہ یہاں بیان ہونا چاہیے مگر ہمیں مجبوراً اس بحث کو اس وقت کے لئے ملتوی کرنا پڑتا ہے جب ہم انعقاد معاہدہ کے

[1] B C. B (N.S.) P. 545

[2] ججوں نے عدالت مرافعہ میں کہا کہ یہ فیصلے کی بابت مزید گرمیادوں پر ہوسکتی ہے، گر اس قرار داد میں ان میں اتفاق آرا ہے، جو اصول Cook بنام Lister میں وضع کیا گیا وہ منطبق ہوتا ہے۔

ایک عنصر کے طور پر اس بات سے بحث کریں گے کہ معاہدہ کرتے وقت فریقین میں اغراض جائز ہونے چاہئیں۔

(۴) بدل تکمیل شدنی یا تکمیل شدہ تو ہوسکتا ہے مگر سابقہ نہیں ہونا چاہیے

ہم اب بدل اور عہد کے تعلق سے بہ لحاظ وقت بحث کریں گے بدل تکمیل شدنی ہوسکتا ہے (اس وقت وہ عہد بعوض عہد ہوتا ہے) یا تکمیل شدہ ہوسکتا ہے (جس صورت میں وہ فعل یا ترک فعل بعوض عہد ہوتا ہے) یا سابقہ (Past) ہوسکتا ہے (جب کہ محض ایک جذبۂ شکر گزاری اور عزت نفس اس بات پر ابھارتا ہے کہ فوائد حصلہ کا بدلہ کریں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کوئی بدل ہی نہیں۔)

بدل تکمیل شدنی میں اس بات کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جو بات کہی گئی ہے اس پر کوئی اضافہ کیا جائے۔ یہ بتایا گیا کہ ایک طرف عہد ہونا اس بات کا درست بدل ہے کہ دوسری طرف عہد ہو۔

بدل تکمیل شدہ سے عہد اس وقت پیدا ہوتا ہے جب فریقین میں سے کوئی فریق، اپنے کسی ایسے فعل کے ذریعے سے جو ایجاب بن سکتا ہو یا ایسے فعل سے جو قبول بن سکتا ہو، وہ تمام کام انجام دے دے جس کے کرنے کا وہ تحت معاہدہ پابند ہو۔ اس سے صرف ایک فریق پر تکمیل طلب ذمہ داری باقی رہ جاتی ہے۔

ایجاب فعل بعوض عہد

پہلی صورت میں کوئی شخص اپنی محنت یا مال ایسے حالات میں پیش کرتا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان کے معاوضے کی توقع رکھتا ہے، معاہدہ اس وقت وقوع میں آتا ہے

تب محنت یا مال وہ شخص قبول کرے جسے وہ پیش کئے گئے ہیں اور وہ اپنے قبول کے ذریعے اس بات کا پابند ہو جاتا ہے کہ ان کے لئے کوئی معقول ثمن ادا کرے۔ بنام Hart بنام mills میں مدعی علیہ نے چار درجن شراب کی بوتل کی فرمائش کی تو مدعی نے آٹھ درجن بھیجے۔ مدعی علیہ نے تیرہ بوتلیں رکھ لیں باقی کو واپس کر دیا۔ مدعی نے اس پر اصل معاہدے کے تحت جو چار درجن کی خریداری کے لئے تھا نالش دائر کی۔ قرار دیا گیا کہ تیرہ بوتلوں کا رکھ لینا اصل معاہدے کی بے تعمیلی (misperformance) کو تسلیم کر لینا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ایک نیا معاہدہ ہے جو اسباب پیش شدہ کے قبول سے پیدا ہوا اور یہ کہ مدعی فقط تیرہ بوتلوں کی رقم پائے گا "مدعی علیہ ہر قسم کی شراب کے دو دو درجن بوتلوں کے لئے فرمائش دیتا ہے اور تم چار چار بھیجتے ہو۔ اسے تو حق تھا کہ سب ہی واپس کر دیتا۔ وہ ایک جزو کو واپس کرتا ہے۔ جو جزو وہ روک رکھا گیا اس کی حد تک یہ ایک نئے معاہدے کے سوا کیا ہو سکتا ہے"[1]

مگر یہ امر ذہن نشین رہے کہ جب کسی شخص سے اس قسم کا ایجاب کیا جائے اور اسے اشیائے ایجاب کردہ کے قبول یا رد کا موقع نہ ہو تو ایسا قبول اس کے لئے قابل پابندی نہ ہو گا جس پر وہ رضامند نہیں ہے۔ مقدمہ Taylor بنام Laird (جس کا اوپر بھی ذکر ہوا) اس تجویز (Proposition) کی مثال ہے۔ اگر اس قسم کے جبری قبول سے عہد پیدا ہونے لگے تو جو مشکلات پیدا ہوں گے ان کا پر زور طریقے پر تذکرہ Pollock, C.B نے کیا ہے:۔ "فرض کرو میں تمہارا مکان تمہارے علم کے بغیر صاف کرتا ہوں۔ کیا میں اس کے لئے تم سے ادائی کا مطالبہ کر سکتا ہوں؟ ایک شخص دوسرے کا جوتا صاف کرتا ہے۔ دوسرا شخص سوائے اس کے کیا کر سکتا ہے کہ انھیں پہنے۔ کیا وہ اس بات کی شہادت ہے کہ صفائی پر معاوضہ ادا کرنے کا معاہدہ ہوا تھا"[2]

---

[1] باب ۳ فصل ۳ (ب)

ایجاب عہد بعوض فعل

جو معاہدہ کسی ایجاب عہد کو بذریعۂ تعمیل قبول کرنے سے وقوع میں آئے اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ بعض خدمات کے لئے انعام کا اعلان کیا جائے جونہی خدمت انجام دیدی جاتی ہے تو یہ اعلان عطائے انعام کا عہد بن جاتا ہے۔ ان صورتوں میں ایجاب کنندہ نہیں بلکہ قبول کنندہ اپنا حصۂ فرض انجام دیتا ہے جب وہ معاہدے میں داخل ہوتا ہے۔ اگر زید کسی اطلاع کے لئے ایک انعام کا عام ایجاب کرتا ہے اور بکر وہ اطلاع مہیا کرتا ہے تو زید کا ایجاب، بکر کے فعل کے ذریعے سے عہد میں مبدل ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی بکر معاہدے کو مکمل اور اپنے حصۂ فرض کو ادا کر چکتا ہے[1]

اس قسم کا بدل کسی ایسے معنوی یا صریح عہد کی تائید کرے گا جس میں کسی شخص سے درخواست کی جائے کہ وہ ایک ایسی خدمت انجام دے جس میں خطرہ یا خرچہ ہو۔ اس قسم کی درخواست میں صراحتاً یا معناً ایک عہد ہوتا ہے جو ذمہ داریاں یا اخراجات برداشت کرلینے پر پابندی عاید کرنے لگتا ہے[2] ایک خاتون نے اپنی جائداد (estate) کی فروخت کے لئے ایک ہراج والے کو مقرر کیا۔ اسے اثنائے کارروائی میں چند رقوم سرکار کو ادا کرنے پڑے۔ اور یہ قرار دیا گیا کہ واقعۂ تقرر میں معناً اس بات کا عہد ہے کہ اثنائے تقرر میں جو رقوم ادا کئے جائیں اس سے اسے بری رکھا جائے گا۔ چاہے درخواست صریح ہو اور مدعا علیہ نے فریق سے صراحتاً ادائی کی خواہش کی ہو یا غیر مصرح ہو اور اسے کسی ادائی کی ذمہ داری برداشت کرنی پڑے اور وہ اسے ادا بھی کرے ان دونوں صورتوں سے کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔

غالباً اسی اصول پر کہ استدعا سے معناً عہد فرض کرلیا جائے گا[3] ہم مقدمہ (Lampleigh) بنام (Braithwait) کی توضیح کرسکتے ہیں۔

---

۱ England بنام Davidson (11 A & E 856)

۲ Britain بنام Lloyd (14 M. & W. 762)

۳ (1 SM. L. C. 12 ed. 159. Hob. 106)

اب تکمیل شدہ اور سابقہ بدل کا امتیاز دکھانا باقی ہے۔

موجودہ اور سابقہ بدل میں امتیاز فی الحقیقت سابقہ بدل کوئی بدل ہی نہیں۔ یعنی اس سے معاہد کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ معاہدلہٗ کو اس کے عہد کے باعث کوئی نقصان برداشت کرنا پڑ سکتا ہے۔

کسی زمانۂ ماضی میں کئے ہوئے فعل یا ترک فعل (اجتناب) کے ذریعے سے کوئی شخص فائدہ پہنچاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ کوئی قانونی ذمہ داری عائد کرے بعد میں بلا لحاظ اس کے کہ نیک نیتی سے ہے یا خود غرضانہ محرکات کے تحت اگر وہ اس شخص سے کوئی عہد کرے جس کے فعل یا ترک فعل سے اسے فائدہ حاصل ہوا تھا اور یہ عہد کوئی اور بدل سوائے اس سابقہ استفادے کے نہیں رکھتا ہے تو ایسا عہد بلا بدل (gratuitous) ہوگا اور اس کی جبری تعمیل نہیں کرائی جاسکے گی۔ وہ محرکات (motive) پر مبنی ہوتا ہے بدل پر نہیں۔

زید نے ایک گھوڑا بکر سے خریدا[1] جس نے بعد میں سابقہ بیع کے بدل میں اقرار کیا کہ گھوڑا تندرست اور عیوب سے پاک ہے مگر فی الحقیقت گھوڑے میں عیب تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ بیع سے اس بات کی کوئی معنوی ضمانت یا عہد نہیں پیدا ہوتا کہ گھوڑا عیب دار نہ تھا اور یہ کہ اس عہد کو بیع سے علیحدہ سمجھنا چاہیئے اور ایک صریح عہد خیال کرنا چاہیئے جو ایک سابقہ معاملے پر مبنی ہے۔ اسی بنا پر وہ اس عام قاعدے کے تحت آتا ہے کہ "کسی سابقہ یا تکمیل شدہ بدل سے سوائے اس عہد کے کسی کی تائید نہ ہوگی جو قانوناً مستنبط کیا جائے"۔

اس طرح جو عام قاعدہ وضع کیا گیا اس کے متعلق کہتے ہیں کہ بعض مستثنیات ہیں۔ لیکن وہ جتنا خیال کیا جاتا ہے غالباً اس سے بہت کم اور غیر اہم ہیں۔

(۱) بعض وقت کہا جاتا ہے کہ کسی سابقہ بدل سے کسی آئندہ عہد کی

---

[1] Thomas بنام Roscarla (3 Q. B. 234)

تائید ہوگی بشرطیکہ معاہد کو درخواست پر بدل ادا کیا ہو۔

لیمپلے بنام بریتھ ویٹ اس مضمون پر فیصلہ کن مقدمہ سمجھا جاسکتا ہے۔ اس میں مدعی نے مدعیٰ علیہ پر ایک سو بیس پونڈ کی نالش دائر کی جس کی ادائی کا مدعیٰ علیہ نے ان خدمات کے بدل میں عہد کیا تھا جو اس کی درخواست پر انجام دئے گئے تھے۔ عدالت نے یہاں اتفاق ظاہر کیا کہ:—

محض برضا ورغبت کوئی مدارات (courtesy)
اس بات کا بدل نہیں ہوسکتی کہ کوئی وعدہ خلافی
(assumpsit) وقوع میں آئے لیکن اگر اس
مدارات کا باعث فریق مقابل کی کوئی درخواست یا
استدعا ہو تو وہ قابل پابندی ہوگا۔ کیونکہ عہد گو
خالی حولی نظر آتا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ
اس سابقہ درخواست کو دیکھنا چاہئے اور اس فریق کے
حقوق اصلی کو جس نے ان کو اس درخواست کے ذریعہ
سے حاصل کیا۔

مقدمۂ لیمپلے بنام بریتھ ویٹ سنہ ۱۶۱۵ء میں فیصل ہوا تھا۔ اور اس فیصلے سے کچھ پہلے اور بعد بھی ایسے نظائر ملتے ہیں جو مذکورہ بالا قاعدے کی کم و بیش معین (اور یقینی) طور سے تائید کرتے ہیں[۱]۔ مگر سترھویں صدی کے وسط سے اب تک کوئی صریح سند دستیاب نہیں ہوئی۔ صرف ایک مقدمہ Bradford بنام Roulston سے جو ائرلنڈ کورٹ آف اکسچکر میں سنہ ۱۸۵۸ء میں فیصل ہوا[۲]۔ Kennedy بنام Broum میں[۳] Erle C.J نے سنہ ۱۸۶۳ء میں مقدمہ لیمپلے بنام بریتھ ویٹ کی جدید نقطۂ نظر سے توضیح کی ہے:—

---

[۱] دیکھو نظائر جو Bate بنام Hunt (Dyer. 272 a) کے حاشیے میں جمع کئے گئے ہیں۔

[۲] 81 C L.468., 432.

[۳] 13C P.N S. 677

"یہ فرض کیا گیا تھا کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ کی درخواست
پر جو سفر کئے تھے اور نیز دیگر خدمات انجام دئے تھے
وہ کسی عہد کو قابل پابندی بنانے کے لئے کافی ہوتے
اگر وہ اس کے ذریعے سے ایک معاہدے کی شکل میں
لائے جا سکتے۔ فیصلے کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ ایک
عہد مابعد کو ایک بدل ماسبق سے اس کے تکمیل پانے کے
بعد متعلق کیا گیا ہے۔ غالباً آج کل ایسی خدمت سے جو
ایسی درخواست پر کی جائے خود بخود اس بات کے معنوی
عہد متصل سمجھی جائے گی کہ اس کی اصل مالیت ادا کی جائیگی۔
اور کسی معینہ رقم کا عہد ما بعد جو وری کے لئے اس بات
کی شہادت ہوگی کہ رقم کو معین کرے۔"

یہی غالباً Wilkinson بنام Oliveira میں بنائے فیصلہ (ratio decidendi)
ہوئی۔ چنانچہ اس میں مدعی نے مدعیٰ علیہ کی درخواست پر اسے ایک نالش قانونی
کے اغراض کے لئے ایک خط لکھ دیا تھا۔ خط سے مدعیٰ علیہ کا دعویٰ ثابت ہوگیا
جس کے ذریعے سے اس نے ایک بڑی رقم حاصل کی اور بعد میں اس نے مدعی
سے ہزار پونڈ کا عہد کرلیا۔ یہاں یقیناً مدعی کو توقع ہوگی کہ استعمال خط کے لئے
کوئی معاوضہ ملے گا۔ اور مدعیٰ علیہ کی درخواست اس کے لئے "فی الحقیقت"
ایک ایجاب تھی کہ اگر مدعی اسے خط دیدے تو وہ ایک رقم دے گا جو آئندہ
طے ہوگی۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھنے پر قاعدہ زیر بحث اس عام کلیۂ بدل سابق
سے جدا نہیں ہوتا۔ جب ایک درخواست کی جاتی ہے جو دراصل ایک
عہد کا ایجاب ہوتی ہے جس کے شرائط آئندہ متحقق ہونے والے ہوں، اور
اس درخواست کے سلسلے میں خدمات انجام دئے جائیں تو رقم معینہ کی ادائی کا

۱ (1 Bing N C. 490)

عہد مابعد، اسی معاملے کا جز سمجھا جائے گا ورنہ اس بات کی شہادت جس سے
مجبوری کو معقول مقدار کے تعین میں مدد ملے۔

ایک جدید تر مقدمے میں اس کی تائید Bowen, L J کے فیصلے کے
الفاظ سے ہوتی ہے:۔

"خدمت سابقہ کے واقعے سے یہ بات مستنبط کی جائے گی کہ
اس کی ادائی کے وقت اس کا معاوضہ ادا کرنا تھا۔[1]
اور اگر وہ ایسی خدمت تھی جس کا معاوضہ ادا کرنا تھا
تو کسی دستاویز مابعد میں عہد ادائی نظر آئے تو اسے
یا تو اقرار (admission) قرار دیا جائے گا جو
عبارت سے ثابت ہے، یا ایک مستقل معاملہ جس کے
ذریعے سے اس معقول معاوضے کی مقدار مقرر کی جائے گی
جس کے تعین پر اصل میں خدمت انجام دی گئی تھی۔"

اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک زمانے میں لیمپلے بنام برتھ ویٹ سے جو قاعدہ وضع ہوتا سمجھا جاتا تھا اسے اب یہ مفہوم نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اس اصول کا استثنا ہے جس کی رو سے کسی عہد کو قابل پابندی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ معاہد کے لئے موجودہ یا آئندہ استفادے کا ارادہ پیش نظر ہو۔

غیر کے فریضے کو برضا و رغبت انجام دینا

(ب) ہمیں یہ قاعدہ طے شدہ معلوم ہوتا ہے کہ "جب مدعی اپنے طور پر وہ کام انجام دے جس کے لئے مدعی علیہ قانوناً مجبور کیا جا سکتا تھا اور مدعی علیہ بعد میں اس کے عوض صراحۃً عہد کرے"[2] تو وہ اپنے عہد کا پابند ہوگا۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ جو نظیر عام طور پر اس کی تائید میں پیش کی جاتی ہے وہ اپنے مقصد میں ناکام رہتی ہے مثلاً کلیسائی عہدہ داران کی ان مفلس لوگوں کے

---

[1] Stewart بنام Casey سنہ ۱۸۹۲ء (1 Ch 115)

[2] 1Sm L C. 12 th. ed 167

طبی معائنہ کی ذمہ داری۔ جو ایک حلقے میں بود و باش اختیار کرنے کے باوجود دوسرے حلقے میں ساکن ہوں۔ اس ہی حلقے کے کلیسائی عہدہ داروں پر ہوتی ہے گر فیصلوں سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کن وجوہات سے ایسے صادر کئے گئے۔ بعض جملوں سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اخلاقی ذمہ داری سے عہد کی تائید ہوسکے گی۔ لیکن Eastwood بنام keuyon کے فیصلے کے بعد[1] سے یہ استنباط ممکن نہیں۔ دوسرے جملوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقامتی حلقے کے کلیسا (parish) پر اس امر کے کرنے کی قانونی ذمہ داری ہے جس کے انجام دینے پر سکونتی حلقے کے کلیسا کو (parish of residence) قانوناً مجبور کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ فریقین کے تعلقات معاہدتی نہ تھے بلکہ مماثل معاہدتی (quasi-coutractnal) اور اس صورت میں بدل کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا بعض اور جملوں سے معلوم ہے کہ عہد اس ذمہ داری کا اعتراف ہے جو ایسے معاہدے سے پیدا ہوتی ہے جو فریقین کے افعال سے استنباط کیا جا سکتا ہے[2]۔ ظاہر ہے کہ ایسی ذمہ داری کے وجود کے لئے کسی عہد مابعد کی ضرورت نہیں[3]۔

اس سے صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورتیں دراصل بدل سابق کے عام قاعدے کے مستثنیات نہیں بن سکتے۔

تجدید عہد (ج) ایک اور استثنا[4] بعض وقت ان مقدمات میں ملتا ہے جن میں کسی شخص کو اس عہد کے دوبارہ زندہ کرنے کا مجاز قرار دیا گیا ہے جس سے اس نے استفادہ کیا تھا۔ اگرچہ بعض قاعدوں کے جن کی تنسیخ ہو چلی۔ ہے، عدم قابلیت معاہدہ کے باقی نہ رہنے یا محض انقضائے میعاد کے

---

[1] Turner بنام Motson ۱۸۶۲ء P. 114

[2] کیمرباپ مماثل معاہدات Han & E 388

[3] (1C & N. 310 Williams بنام Payntc

[4] (1 Selwyn's Nisi Prmsch v. Assumpsit)

[5] طبس آف اکسچینج ایکٹ کے ذریعے جو استثنا قانوناً تائید آیا گیا اس کا ذکر اوپر باب مصل ۲ میں ہوا۔

باعث، یہ معاملہ اس کے خلاف قابل نفاذ نہیں رہا۔ جس اصول پر یہ صورتیں مبنی ہیں وہ یہ ہے:۔

"جہاں ابتداءً کوئی بدل وعدہ کرنے والے فریق کے مفید تھا۔ اگر وہ اس ذمہ داری سے کسی حکم قانون موضوعہ یا غیر موضوعہ کی وجہ سے محفوظ ہو سکتا ہو اور اس قانون کا منشا اس کی حفاظت ہو تو وہ اس قانون کے استفادے سے دست بردار ہو سکتا ہے، اور اگر وہ دین کی ادائی کا عہد کرے (جیسا کہ ہر ایماندار شخص کا فرض ہے) تو وہ قانوناً اس کی تعمیل کا پابند ہے"[1]

قانونی رپورٹوں میں اس اصول کی مندرجہ ذیل مثالیں ملیں گی:۔

(۱) کسی بالغ شخص کا ان دیون کے ایفا کا عہد کرنا جو بچپن میں کئے گئے تھے، اس کے لئے قابل پابندی تھا مگر اب (Infants Relief Act) بابت ۱۸۷۴ء کی رو سے بالغ ہونے پر اس عہد کی توثیق (ratification) ناممکن ہے جو بچپن میں کیا گیا تھا۔[2]

(۲) قرضہ جس پر بوجہ قانون میعاد سماعت تمادی عارض ہو گئی ہو وعدہ مابعد سے پھر عائد ہو سکتا ہے۔[3]

(۳) Lee بنام (Muggeridge)[4] ایک شادی شدہ عورت نے جو اس وقت کے قانون نافذہ کی رو سے معاہدہ کرنے کے ناقابل تھی) ایک تمسک (bond) لکھ دیا۔ یہ اس رقم کے لئے تھا جو اس کی خواہش پر اس کے ایک سابقہ شوہر نے اس کے بیٹے کو دی تھی۔ بعد میں بیوہ ہونے پر اس نے

---

[1] Parke, B. ورمقدمہ Earle بنام Oliver (2Ex 90)

[2] ولیمس بنام moor (11M & W.256)

[3] (21 Jæ I. C. 16)

[4] 5, Taunt 36

عہد کیا کہ اس کے متنظمین اصل اور سود جس کی ضمانت تمسک کے ذریعے سے دی گئی تھی ادا کریں۔ قرار دیا گیا کہ عہد قابل پابندی ہے۔

(۴) Flight بنام Reed[1] میں مدعی علیہ نے مدعی کو ہنڈیوں کے ذریعے سے اس رقم کی ادائی کی ضمانت دی جو قوانین سودخواری کی موجودگی کے باوجود کثیر سود پر قرض دی گئی تھی۔ ان قوانین کی رو سے یہ ہنڈیاں مدعی اور مدعی علیہ میں کالعدم تھیں۔ قوانین سودخواری کی منسوخی (بذریعۂ ۱۷۔۱۸ وکٹوریہ۔ سی ۹۰) کے بعد مدعی علیہ نے ہنڈیوں کی تجدید کرائی۔ تجدید کا بدل دین سابق تھا۔ اور قرار دیا گیا کہ وہ ہنڈیاں ذمہ داری عائد کرتی ہیں۔

موجودہ قانون کی رو سے اب صرف دوسری قسم وقوع میں آسکتی ہے۔ یعنی میعاد سماعت جس دین پر عارض ہو اس کی تجدید۔ اس کی حد تک بے شبہ رپورٹوں میں یہ قرار دینے کے لئے سند موجود ہے کہ عہد مابعد سے ایک نئی بنائے دعویٰ پیدا ہوتی ہے جو اصل یعنی ایک سابق بدل پر مبنی ہوتی ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس قاعدے کا کہ "بدل سابق کوئی بدل ہی نہیں" ایک حقیقی استثنا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ اصول ہے کہ جب دو آدمی کوئی معاملہ کریں جس سے ایک شخص کو تمام متوقعہ فائدہ حاصل ہوجائے اور (اس کے باوجود) وہ قانون کے ضابطے کے قاعدوں کے باعث معاوضہ دینے کے عہد کی ذمہ داری سے محفوظ ہوتا ہو تو اس پر پابندی عائد کی جائے گی بشرطیکہ ان قاعدوں کا عمل ختم ہو چکنے پر وہ اصل عہد کی تجدید کرے۔ "جو شخص قانوناً کالعدم کی ہوئی چیز پر راضی ہوجاتا ہے وہ اس پر پابندی عائد کرتی ہے (Quisque potest renuntiare jure prose-introducts)"

گو جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا، کہ جس دین پر قانون میعاد سماعت عارض ہو اس کی تجدید کسی مابعد اقرار ادائی سے کرنا، ایک اور وجہ سے بھی ہو سکتا ہے[2] اور غالباً صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ عہد مابعد سے اصل عہد ہی کی تجدید یا احیا ہوتا ہے۔

---

[1] 1H. & C. 703

[2] Spencer بنام Hemmerde سنہ ۱۹۲۲ء (2A C 507)

اس سے کوئی نئی بنائے نالش نہیں پیدا ہوتی۔ اگر یہ ایسا ہے تو اس پر کسی بدل سابق کا سوال ہی نہیں ہے۔ اس پر مزید بحث اس باب سے تعلق رکھتی ہے جس میں قوانین میعاد سماعت کے اثر سے عام طور پر بحث کی گئی ہے[1]۔

مذکور الصدر مقدمات میں سے بعض میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کے یہ معنی لئے جانے لگے کہ معاہدے کا جواز متعدد اخلاقی قضایا پر مبنی و موقوف ہے۔ اور اگر قانون معاہدہ کو اخلاقی فرائض کے مبہم حدود میں داخل کر دیا گیا تو یہ تمیز دشوار ہو گی کہ کونسے عہود قابل پابندی ہیں اور کن کی تعمیل نہیں کرائی جائے گی۔ (Lee v. Muggridge) میں Mansfield نے کہا کہ "یہ عرصے سے طے شدہ ہے کہ اگر کوئی شخص قانوناً پابند نہ ہونے کے باوجود از روئے اخلاق وضمیر پابند ہو تو ادائی کے عہد مابعد سے حق نالش پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اب صرف یہ سوال ہو گا کہ آیا اس بیان کی بنا پر کوئی درست اخلاقی وجوب نظر آتا ہے۔"

لی بنام مگرج سے زیادہ کسی مقدمے میں اخلاقی ذمہ داری کا ذکر نہیں دکھائی دیتا اس کلیے پر کچھ تنقید لارڈ ٹنٹرڈن نے کی تھی[2]۔ مگر آخر کار (Eastwood بنام Kenyon میں اس کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ ایسٹ وڈ مسز کنیان کا ولی (gaurdian) اور کارندہ تھا اور اس (مسز کنیان) کی نابالغی کے زمانے میں اس کی جائداد کی اصلاح و ترقی میں مصارف بھی برداشت کئے تھے۔ یہ اس نے برضا و رغبت کیا۔ اور ایسا کرنے کے لئے رقم قرض لینے پر مجبور رہا جس کے لئے اس نے ایک پرامیسری نوٹ لکھ دیا۔ جب نابالغہ سن بلوغ کو پہنچی تو اس نے اس معاملے کو منظور کر لیا۔ اس کے نکاح کے بعد اس کے شوہر نے عہد کیا کہ پرامیسری نوٹ کو وہ ادا کر دے گا۔ اس عہد کی بنا پر مسز کنیان کے خلاف نالش

[1] دیکھو باب (۱۰) فصل ۲

[2] Littlefield بنام Shee (2B & Ad 811)

دائر کی گئی۔ مدعی کے مشیر قانونی نے اس بات پر اصرار کیا کہ ایسے عہد کا ایفا اخلاقی فرض ہے۔ مگر عدالت نے قرار دیا کہ وہ ناکافی ہے کیونکہ بدل بالکل سابقہ ہے۔ فیصلہ سناتے وقت لارڈ Denman نے کہا "بے شبہہ اس کلئے سے اس بات کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ بدل موجود ہو جب کہ محض عہد کرنے کا واقعہ اس کی تعمیل کا اخلاقی وجوب پیدا کرنے لگے"[۱]

اس طرح بالآخر لارڈ مینس فیلڈ کے اس کلیے کا خاتمہ ہو گیا کہ بدل ان مختلف طریقوں میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ فریقین کا ارادہ معاہدہ کرنے کا تھا۔ یہ کلیہ باوجود (Rann) بنام ہیوز (Hughes)[۲] کے فیصلے کے اس نظریے کے اندر برقرار رہا کہ اخلاقی وجوب کا وجود اس بات کی شہادت ہے کہ عہد سے پابندی عائد کرنا مقصود تھا۔

غیر ملکی معاہدے اور کلیۂ بدل

اس باب میں اب تک بدل سے متعلق انگریزی قانون کے قاعدوں سے بحث ہوتی رہی۔ مگر یہ یاد رہے کہ انگریزی عدالتوں کو وقتاً فوقتاً ان معاہدی نالشوں کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے جن پر قانون انگریزی موثر نہیں ہے۔ جو قاعدے (اس قسم کے) کسی معاہدے کا قانون یا جیسا کہ کہا جاتا ہے "معاہدات کا قانون مخصوص" (Proper Law) متعین کرتے ہیں وہ قانون بین الاقوامی خصوصی (Private international law) کی ایک شاخ ہیں۔ یہاں ان پر تفصیلی بحث نہیں ہو سکتی۔ یہ کہنا کافی ہے کہ تعین میں اصل کارکن قوت فریقین کا ارادہ ہے۔ جس صورت میں یا تو اس ارادے کی تصریح ہی نہ کی گئی ہو یا معاہدے کے شرائط و حالات سے اس کا استنباط نہ ہو سکتا ہو تو قانون مقام انعقادِ معاہدہ (lex loci contractus) ہی وہ قانون سمجھا جاتا ہے جس کا معاہدے پر موثر ہونا فریقین کا مقصود تھا۔ طالب علموں کے لئے مناسب ہوگا کہ برٹش ساوتھ آفریقہ کمپنی بنام De Beers Mines[۳] کا مطالعہ کریں۔ اس میں تمام

[۱] 11A. & E 450

[۲] 7T R 350 (N)

[۳] ۱۹۱۰ء (1Ch 354, 2Ch 502)

متعلقہ اسناد پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اگر یہ متحقق ہو جائے کہ عدالت کے پیش نظر معاہدے کا قانون مخصوص (Proper law) قانون انگریزی نہیں ہے۔ تو معاہدے کے جواز کا سوال قانون انگریزی کے لحاظ سے طے نہیں ہوگا بلکہ اس معاہدے کے قانون مخصوص کو دیکھ کر یہ طے کرنا ہوگا کہ آیا اس کے جواز کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔ یہی سوال مقدمۂ Inre Bonacina (اِن رے بوناچینا) میں[1] پیش آیا۔ اس میں قانون اٹلی کی ایک خانگی دستاویز (Privata Serittura) کے اثرات کے متعلق غور کیا گیا۔ یہ ثابت ہوا کہ اس قسم کا عہد جو اخلاقی وجوب کی بنا پر ایک سچے دین کی ادائی کے متعلق ہو، اطالوی قانون کے لحاظ سے ایک نیا اور جائز وجوب پیدا کرتا ہے جس کی تعمیل اطالوی عدالتیں کراتی ہیں۔ چونکہ معاہدے کا قانون مخصوص، اطالوی قانون تھا۔ اس لئے عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ انگریزی کلیۂ بدل کا انطباق نہیں ہو سکتا اور یہ کہ معاہدہ چونکہ اپنے قانون مخصوص کے لحاظ سے صحیح ہے اس لئے انگلستان میں وہ قابل تعمیل ہے۔



[1] [1912]. 2ch. 394.

باب پنجم

فریقین کی قابلیت

مزید موضوعات تحقیق جن عنوانات پر اب تک بحث کی گئی ہے ان میں ہم نے معاہدے کے ابتدائی عناصر پر غور کیا ہے۔ فریقین میں ایجاب اور قبول ہونا چاہئے اور ان کو ایسا اقرار کرنا چاہئے جس کو عدالت اس کی صورت کے لحاظ سے یا بدل کی وجہ سے ایک قانونی معاملہ تصور کرے۔

لیکن ایسا معاملہ ایسے فریقین کے مابین وقوع میں آسکتا ہے جن میں سے ایک یا دونوں ایک جائز معاہدہ کرنے کے ناقابل ہوں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ناقابلیتوں (یہ الفاظ دیگر فریقین کی قابلیت) سے بحث کی جائے۔ کچھ اشخاص میں اپنے آپ کو قانوناً کسی عہد سے پابند کرنے کی قطعاً اہلیت نہیں ہوتی یا ناقص ہوتی ہے یا کسی وعدے کی جو ان سے کیا جائے نافذ کرانے کی اہلیت کا فقدان ہوتا ہے اور وہ حسب ذیل اسباب سے پیدا ہو سکتی ہے۔

(۱) سیاسی یا پیشے کی حیثیت۔

(۲) صغیر سنی جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں اکیس سال کی عمر تک رائے میں پختگی نہیں پیدا ہوتی لہذا قانون کی حفاظت درکار ہے۔

(۳) (Artificiality of construction) مصنوعیت شخصیت جیسے جماعت ہائے سند یافتہ۔ یہ قانون سے شخصیت حاصل کر کے ان شرائط کو قبول کر لیتی ہیں جو قانون عائد کرتا ہے۔

(۴) فتور عقل یا نشے کی وجہ سے مستقل یا عارضی خلل دماغ۔

(۵) Marriage- یکم جنوری ۱۸۸۳ء تک زوجہ کے معاہدہ کرنے کی قابلیت شوہر کی قابلیت میں ضم ہو جاتی تھی۔ اس کے چند مستثنیات بھی ہیں۔ قانونی جائداد منکوحات بابت ۱۸۸۲ء اور ۱۹۳۵ء نے اس خصوص میں قانون میں بہت بڑی تبدیلی کی ہے۔

(۱۱) سیاسی یا پیشے کی حیثیت قانونی ایک اجنبی کو ایک پیدائشی برطانوی رعیت کی طرح معاہدہ کرنے کی قابلیت حاصل ہے۔ لیکن وہ برطانوی جہاز میں ملکیت حاصل نہیں کر سکتا۔

غیر ملکی دشمن بہر حال جنگ کے زمانے میں ایک اجنبی جس کی حیثیت دشمن کی ہو۔ جہاں تک اس کا معاہدہ کرنے یا جو معاہدات ہو چکے ہیں ان کو نافذ کرنے کی قابلیت کا تعلق ہے وہ سخت قیود کے تابع رہتا ہے۔

گزشتہ جنگ کے اغراض کے لئے دشمن سے تجارت کرنے کے قوانین کے ذریعے سے ان قیود میں مزید اضافہ کیا گیا۔ جن میں بادشاہ کے دشمنوں سے براہ راست یا بالواسطہ تجارتی کاروبار جرم قرار دیا گیا۔ لیکن یہاں اس موضوع پر قانون عمومی کے قواعد کا ذکر کر دینا کافی ہوگا۔

ہمیں اولاً یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اس غرض کے لئے دشمن کی حیثیت قانونی کو جانچنے کا معیار قومیت نہیں ہے۔ عدالت مرافعہ کے اجلاس کاملہ نے (Porter V. Freudenberg) تمام نظائر پر تنقید کرنے کے بعد یہ طے کیا ہے کہ اس مقام سے جہاں زیر بحث شخص اپنی رضامندی سے رہتا یا کاروبار کرتا ہے دوستی یا دشمنی کا تعین ہوتا ہے دشمن رعیت جو کلیتہً غیر جانب دار (neutral) ملک میں یا (بادشاہ کی اجازت سے) خود برطانیہ عظمیٰ میں رہتا یا کاروبار کرتا ہے معاہدہ کر سکتا یا اسی بنا پر بہ حیثیت ایک غیر ملکی دوست (alien frieud) کے دعویٰ کر سکتا ہے۔

اس کے برعکس برطانوی رعیت یا غیر جانبدار ملک کے شخص کی جو دشمن کے ملک میں رہتا یا کاروبار کرتا ہے وہی حیثیت ہے جو غیر ملکی دشمن (alien enemy) کی ہے۔

اجنبی دشمن کی حیثیت قانونی حسب تعریف بالا درج ذیل نظر آتی ہے۔ (۱) وہ دوران جنگ میں کسی برطانوی رعیت سے جو معاہدہ نہیں کر سکتا۔ (۲) وہ جنگ ختم ہونے سے پہلے کسی بنائے دعوی پر جو جنگ سے پہلے پیدا ہوئی ہو شاہی عدالتوں میں دعوی نہیں کر سکتا۔ (۳) اس پر اگر طلبنامہ کی صحیح طریقے پر تعمیل ہو سکے تو ایسے بنائے دعوی پر نالش کی جا سکتی ہے جو جنگ سے پہلے پیدا ہوئی ہو اور وہ حاضر عدالت ہو کر مقدمے کی جوابدہی کر سکتا ہے اور اگر وہ ناکام رہے تو اعلیٰ عدالت میں مرافعہ کر سکتا ہے۔ (۴) قبل جنگ کے معاہدے (جو فریقین کے ربط وضبط کو مستلزم ہوں جس کی وجہ سے فریقین میں ملاقات ضروری ہو اور جن کا باقی رہنا وجود مصلحت عامہ کے خلاف ہو) مقدم الذکر کی بدیہی مثال شراکت (partnership) ہے اور آخر الذکر کی مثال ایسا معاہدہ ہے جس کی اگر تعمیل کی جائے تو دشمن کی مملکت کے تجارتی یا معاشی اغراض کے لئے مفید یا اس ملک کے اغراض کے مضر ہوتا ہے۔ (۵) ایسے معاہدات کی تعمیل دوران جنگ میں ممنوع ہے جو اقسام بالا کے تحت نہیں آتے اور اسی وجہ سے دوران جنگ میں عدم تعمیل معاہدہ کے متعلق کوئی بنائے دعوی قائم نہیں رہتی۔ اکثر صورتوں میں یہ انفساخ کے مماثل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک مدت معینہ کے اندر اشیا حوالے کرنے کا معاہدہ لیکن دوسرے معاہدات ایسے ہیں جن کی نوعیت زیادہ تر مسلسل ہوتی ہے اور (جیسا کہ کیا گیا ہے) حقوق جائداد کے یہ درحقیقت متلازمات ہیں جو کبھی فسخ نہیں ہوتے۔ زمیندار اور اسامی انشورنس کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے باہمی معاہدے سے اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

بعض اوقات معاہدات ایسے وسیع شرائط کے ساتھ وقوع میں آئے ہیں کہ آغاز جنگ پر ان کے وجوبات معرض التوا میں رہیں گے۔ لیکن قیام امن کے بعد ان کی تجدید ہو جائے گی۔ عدالتیں اس قسم کے معاہدات کو شبہے کی نظروں سے

دیکھتی ہیں۔ اور اگر مصلحت عامہ اس کی مقتضی ہو تو ایسے معاہدات کو بالکل کالعدم قرار دینے میں تردد نہیں کیا جاتا۔ یہ کہا گیا ہے کہ خانگی اشخاص کو یہ اختیار دینا چاہیئے کہ ایسے شرائط کا تعین کریں جن کے مطابق کسی معاہدے کا جنگ شروع ہونے سے قطعی فیصلہ ہوگا۔ یا نہ ہوگا۔ نہ آغاز جنگ سے معاہدے کے وجوہات ملتوی ہوتے ہیں۔ اگر اس التوا کا عملی اثر یہ ہو کہ فریقین کے مابین ایک جدید معاہدہ کے وجود میں آنے کا امکان ہو تو یہ فسخ نہیں ہوتے۔

تعمیل طلب معاہدے کے تحت باہمی وجوہات کی تعمیل کو اختتام جنگ تک ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایسے التوا سے اصل معاہدے کی شرائط میں کوئی اہم تبدیلی ہو۔ اور جہاں ایسی صورت ہو معاہدہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ لیکن ان امور کا تعلق زیادہ تر معاہدے کے اختتام سے ہے نہ کہ انعقاد سے۔

ممالک غیر کے بادشاہ

غیر مملکتوں اور بادشاہوں کی قانونی حیثیت کا یہاں ذکر کر دینا مناسب ہے۔ انگلستان میں معاہدہ کرنے کی ان کو پوری قابلیت حاصل ہے۔ لیکن نہ تو وہ نہ ان کے نمائندے عہدہ دار اور نہ ان کے نمائندوں کا خاندان انگلستان کی عدالتوں کے اختیار سماعت کے تابع ہے۔ ان کے معاہدات خود ان پر نافذ نہیں کئے جا سکتے لیکن وہ ان کو نافذ کرانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ یہ آزادی ایک ایسے برطانوی رعیت کو بھی حاصل ہے جو غیر مملکت کی جانب سے برطانیہ عظمیٰ میں بطور سفیر بھیجا جائے۔

ایک حالیہ نظیر سے اس قاعدے کی وضاحت ہو جائے گی۔ ایک غیر ملک کے بادشاہ نے جو اس ملک میں ایک خانگی شخص کی حیثیت سے مقیم تھا۔ ایک فرضی نام کے تحت نکاح کرنے کا عہد کیا اس طرز عمل سے وہ اپنے آپ کو ہماری عدالتوں کے اختیار سماعت کے تابع نہیں کر دیتا پس نقض معاہدہ کی بنا پر اس کے خلاف دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

ایک شخص جس کو بغاوت یا کسی سنگین جرم میں سزا دی گئی ہے وہ دوران سزا میں جائز مجرم جو زیر سزا ہو معاہدہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ ایسے معاہدات کو نافذ کرا سکتا ہے جو سزا پانے سے پہلے وقوع میں آئے تھے۔

لیکن ان معاہدات کا نفاذ ایسے منتظم کی طرف سے ہو سکتا ہے جس کو اس غرض کے لئے سرکار مقرر کردے۔

ایک بیرسٹر ان خدمات کی فیس کے لئے دعویٰ نہیں کر سکتا جو اس نے اپنے پیشہ وری فرائض کے دوران میں انجام دئے ہیں۔ خواہ یہ نالش کسی معنوی معاہدے پر مبنی کی جائے یا اس صریح معاہدے پر کہ ایک خاص کاروبار کو چلانے کے لئے کچھ رقم دی جائے گی۔ ۱۸۵۸ء تک طبیب کی حیثیت بھی بیرسٹر سے اس قدر ملتی جلتی تھی کہ برنبائے استدعا خدمات کے انجام دینے سے ان کے معاوضے کا کوئی معنوی معاہدہ پیدا نہ ہوتا تھا۔ خواہ مریض اپنے آپ کو ایک صریح معاہدے سے پابند ہی کیوں نہ کرے۔ قانون طبابت بابت ۱۸۵۸ء کی دفعہ ۳۱ سے طبیب کو ایسے معنوی معاہدے کی بنا پر دعویٰ کرنے کا اختیار عطا کیا گیا لیکن ہر طبی کالج کو یہ حق تھا کہ ایسے ذیلی قواعد بنائے جو اس کے رفقا (Fellows) کو اپنی فیس کا دعویٰ کرنے سے باز رکھیں۔ یہ ایسا حق تھا جس کو Royal college of physicians) نے استعمال کیا ہے قانون طبیات ۱۸۸۶ء میں اس کی پھر توضیح کی گئی۔

اطفال یا نابالغ اشخاص

اطفال کی جانب سے ان کے زمانۂ طفولیت میں جو معاہدات وجود میں آتے ہیں اور ان کے تحت جو حقوق اور فرائض پیدا ہوتے ہیں ان کا انحصار قانون عموی کے قواعد پر ہے۔ ان قواعد پر قانون موضوعہ (Statute) کا اہم اثر پڑا ہے۔ اس موضوع سے متعلق اولاً قانون عمومی سے بحث کرنا مناسب ہوگا۔

قانون غیر موضوعہ کا عام قاعدہ

قانون غیر موضوعہ میں معاہدات کے صرف دو اقسام ایسے ہیں جو اگرچہ ایک طفل کی جانب سے وجود میں آئے ہیں۔ لیکن یہ اسی طرح جائز ہیں کہ گویا ایک پوری عمر کا آدمی ان کو وجود میں لایا ہے۔ یعنی معاہدات جو مایحتاج کے لئے ہوں (اور بعض صورتوں میں) معاہدات جو طفل کے فائدے کے لئے ہوں۔

معاہدات جو طفل کی جانب سے ممکن الانفساخ ہیں

دیگر تمام صورتوں میں قانون عمومی نے طفل کے معاہدات کو اس کی مرضی پر بالغ ہونے سے پہلے یا بعد ممکن الانفساخ قرار دیا ہے۔ سر ایف پولک نے ایک جامع بحث میں یہ بتلایا ہے کہ جب معاہدہ طفل کے فائدے کے لیئے نہ تھا تو بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ان معاہدات ممکن الانفساخ کو دو عنوان میں تقسیم کرنا چاہیئے۔

(الف) معاہدات جو جائز اور طفل کے لیئے قابل پابندی تھے۔ تا ایں کہ وہ زمانۂ طفولیت میں یا بالغ ہونے کے بعد ایک معقول مدت کے اندر ان کو مسترد کرتا۔

(ب) معاہدات جو طفل پر قابل پابندی نہیں تھے تاوقتیکہ وہ بالغ ہونے کے بعد ایک معقول مدت کے اندر ان کو منظور نہ کرے۔

معاہدات جو منسوخ ہونے تک جائز رہتے ہیں۔

(۱) جب کوئی طفل کسی مستقل جائداد میں حق حاصل کرلیتا ہے جس سے وجوبات متعلق ہوتے ہیں یا ایسا معاہدہ کرتا ہے جس میں مسلسل حقوق و فرائض۔ فوائد اور ذمہ داریاں شامل ہوتی ہیں اور معاہدے کے تحت کچھ فائدہ اٹھاتا ہے تو وہ اس معاہدے کا پابند ہوگا تاوقتیکہ وہ صریح طور پر معاہدے کو منسوخ نہ کردے۔

مندرجۂ ذیل نظائر میں اس کی مثالیں دستیاب ہوں گی معلوم ہوتا ہے کہ مابعد کی قانون سازی کا ان نظائر پر اثر نہیں پڑا۔

ایک نابالغ پٹہ دار لگان کا ذمہ دار ہے۔ بجز اس کے کہ وہ پٹے سے دست بردار ہوجائے۔ اور اگر وہ بالغ ہونے سے قبل یا ایک معقول مدت کے اندر دست بردار نہ ہو تو اس کا حق دست برداری زائل ہوجائے گا۔ حصہ داران جو زمانۂ طفولیت میں اپنے حصول پر قابض ہوجاتے ہیں وہ ان مطالبات (Calls) کے ذمہ دار ہیں جو ان کی طفولیت کے زمانے میں واجب الادا ہوجاتے ہیں حصص سے دست کش ہو کر ذمہ داری سے بری ہوسکتا ہے اگرچہ مطالبات کے وقت دستکش ہو۔ لیکن اگر قبل یا بروقت بلوغ دست کش نہ ہو تو حق زائل ہوجائے گا۔ ان شرائط کے تحت اطفال کی ذمہ داری کے وجوہ کو

اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

انھیں عام معاہدہ کرنے والوں سے بداگانہ حیثیت دی گئی ہے ورنہ وہ مستثنیٰ ہو جاتے۔ لیکن درحقیقت وہ ایسے خریدار ہیں جنھوں نے محض جائداد منقولہ میں نہیں بلکہ اسی جائداد میں حق حاصل کیا ہے جو ایک مستقل نوعیت کی ہے یہ حق کمپنی سے بذریعۂ معاہدہ حاصل ہوتا ہے یا بذریعۂ بیع و بذریعۂ انتقال حقیت ان لوگوں سے حاصل ہو جنھوں نے معاہدہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ چند وجوبات بھی وابستہ ہیں جن کی تعمیل ان پر لازمی ہے۔ اس طرح ان کی حیثیت ایسے طفل سے مشابہ ہو جاتی ہے جو جائداد غیر منقولہ کا خریدار ہے اور جو قبضہ حاصل کر کے ان تمام وجوبات کا ذمہ دار ہو جاتا ہے جو اس جائداد سے متعلق ہوتی ہیں۔ مثلاً پٹے پر لگان واجب الادا ہو تو لگان ادا کرنا اور پٹے کی عطا کے وقت جب طفل کا نام درج رجسٹر ہو تو پیشکش ادا کرنا تاوقتیکہ وہ دوران طفولیت میں یا بالغ ہونے کے بعد اسی خریداری کو ترک یا اس سے اختلاف نہ کریں۔ ان دونوں اوقات پر طفل کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

اس طرح ایک طفل حصہ دار بن سکتا ہے اور قانون غیر موضوعہ کے تحت منافع کا مستحق ہو سکتا ہے لیکن وہ ان قرضہ جات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جو دوران طفولیت میں شراکت سے پیدا ہوتے ہیں۔

بہرحال نصفت کسی نابالغ کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ شراکت کے حسابات لیتے وقت منافع مجرا لے اور نقصانات سے بری رہے۔ لیکن جو چیز ہمارے پیش نظر مقصد کے لئے زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ تاوقتیکہ بالغ ہونے کے بعد شراکت کو صریحاً منسوخ یا ترک نہ کیا جائے حصہ دار ان نقصانات کا ذمہ دار رہے گا جو بالغ ہونے کے بعد پیدا ہوتے ہیں جب ایک طفل نے الف کے ساتھ شراکت قائم کی اور بالغ ہونے سے کچھ عرصے پہلے تک بطور حصہ دار کے کام کرتا رہا۔ اس کے بعد اگرچہ بطور حصہ دار کے اس نے کام نہیں کیا لیکن شراکت کو فسخ کرنے کی کوئی تدبیر بھی اختیار نہیں کی وہ ان قرضہ جات کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ جو ان لوگوں کو واجب الادا تھے جو اس کے

بالغ ہونے کے بعد ۲ الف کو اشیا دیا کرتے تھے۔ جسٹس بٹ کہتے ہیں کہ یہاں طفل اپنے آپ کو حصہ دار قرار دے کر ایک مثمر وجوب کو وجود میں لایا ہے اور یہ وجوب اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک کہ وہ اس کو ختم کر دینا مناسب خیال نہ کرے۔ اگر وہ اپنے آپ کو حصہ دار قائم رکھنا نہیں چاہتا تو اس کو چاہیے کہ اس کا اعلان کر دے۔

جہاں ایک ایسے طفل کے حصص منتقل کیے گئے جو کمپنی کو بند کرنے کے حکم سے چند ماہ قبل بالغ ہو گیا تو یہ تجویز ہوئی کہ حصص سے کوئی انکار نہ ہونے کی صورت میں وہ ایک شریک Copartner (حصہ اس کے ادا کنندہ) کی حیثیت سے ذمہ دار ہے۔

ان مختلف مقدمات میں طفل پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ اگرچہ ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف ہیں تاہم ایک خصوصیت ان سب میں یہ شترک ہے کہ جب تک صریح انکار نہ ہو کوئی شخص اس امر کا مستحق نہیں ہوتا کہ بالغ ہونے کے بعد ان وجوبات سے بری ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

معاہدات جو منظور ہونے تک ناجائز رہتے ہیں۔

ایسے معاہدات کی صورت میں جن کا اثر اس طرح مثمر نہیں ہوتا طفل پر ان کی پابندی عائد نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ بالغ ہونے کے بعد صریح طور پر ان کو منظور نہ کرے۔ پس ایک فعل واحد انجام دینے کا عہد جیسے خدمات کا صلہ یا ایسا معاہدہ جو کلیۃً تعمیل طلب ہو اور تمام معاہدات جن کی نوعیت مثمر نہیں ہوتی یا ایسے معاہدات جو طفل کی ضروریات یا فائدے کے لئے کئے جاتے ہیں صریح منظوری کے محتاج ہیں۔

اس موضوع پر قانون غیر موضوعہ جیسا تھا اب ہم یہ دیکھیں گے کہ قانون سازی سے اس پر کیا اثر پڑا ہے۔ قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) بابت ۱۸۷۴ء کا منشا نہ صرف طفل کی ناتجربہ کاری کے نتائج کو رفع کرنا ہے بلکہ ان نتائج کو بھی جو بالغ ہونے کے بعد متقول طریقے پر پس و پیش کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے احکام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تمام معاہدات خواہ مہری ہوں یا سادہ جو اطفال کی جانب سے اس رقم کی واپسی کے لئے عمل میں آیا ہو جو دی گئی ہو یا دی جانے والی ہو یا ایسی اشیا کے لئے ہو جو مہیا کئے گئے ہوں یا کئے جانے والی ہوں۔ (بجز ان معاہدات کے جو مایحتاج کے لئے عمل میں آئیں) اور تمام حسابات جن کو اطفال نے منظور کیا ہو آیندہ کلیتہً کالعدم ہوں گے۔ لیکن یہ قانون کسی ایسے معاہدے کو ناجائز نہیں قرار دے گا جس کو کوئی طفل کسی موجودہ یا آیندہ قانون موضوعہ (Future Statute) یا قانون غیر موضوعہ یا نصفت کے قواعد کے تحت عمل میں لائے بجز ایسے معاہدات کے جو اب قانوناً ممکن الانفساخ ہیں۔

۲۔ کوئی شخص جو بالغ ہونے کے بعد ایسے قرضے کو ادا کرنے کا عہد کرے جو اس نے بزمانۂ طفولیت لیا تھا یا بالغ ہونے کے بعد کسی ایسے عہد یا معاہدے کو منظور کرے جو بزمانۂ طفولیت عمل میں آیا تھا تو اس کی ذمہ داری عائد کرنے کے لئے نالش دائر نہ ہو سکے گی خواہ بعد بلوغ ایسے عہد یا منظوری کا جدید بدل موجود ہو یا نہ ہو۔ قانون ہذا کے ان احکام کی صحیح مفہوم کو پہلی نظر میں متعین کرنا آسان نہیں لیکن اس کے اثرات کا خلاصہ ذیل میں اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔

قانون کا اثر دفعہ ۱

۱۔ اطفال کے معاہدات کی تین قسمیں ہیں جو پہلی مرتبہ کلیتہً کالعدم قرار دی گئی ہیں۔ یعنے lent or to be lent جو دیا گیا ہو یا دیا جانے والا ہو اشیا کا معاہدہ جو مہیا کی گئی ہوں یا کی جانے والی ہوں (بجز ان معاہدات کے جو مایحتاج کے لئے ہوں) حساب فہمی کا معاہدہ (Accounts Stated)

دفعہ ۱ کے احکام

۲۔ (الف) اسی مایحتاج کے معاہدات جو مہیا کی گئیں یا کی جانے والی ہوں جائز اور طفل پر قابل پابندی ہیں۔ (جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے) اسی طرح (ب) ایسے معاہدات جن کو ایک طفل قانون ہذا کے نفاذ کے وقت جائز طریقے سے وقوع میں لا سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو فسخ نہیں کر سکتا۔ یعنے چند ایسے معاہدات جو طفل کے فائدے کے لئے ہوں۔

دفعہ ۲

۳۔ اب طفل کے لئے اس قسم کے معاہدات کو منظور کرنا ممکن نہیں ہے جو قانون ہذا کے نفاذ سے پہلے منظور ہونے تک

ناجائز سمجھے جاتے تھے بلوغ کے بعد اس عہد یا منظوری کا جدید بدل ہو یا نہ ہو یہی عمل ہوگا۔

۴۔ ایسے معاہدات قانون ہذا سے متاثر نہیں ہوئے جو اس قانون کے نفاذ سے فسخ کئے جانے تک جائز سمجھے جاتے تھے۔

اب ہم ان چار امور پر زیادہ تفصیل سے غور کریں گے۔

(۱) ذیل کے نظائر سے دفعہ ۱ کے الفاظ "قطعی کالعدم" کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایک نابالغ کے خلاف جس نے تجارتی قرضے حاصل کئے تھے یہ فرد جرم لگائی گئی کہ اس نے قانون مدیونین (Debtors Act) بابت ۱۸۶۹ء کے تحت اپنے دائنین کو دھوکا دیا ہے۔ اس تجویز جرم کو اس بنا پر منسوخ کیا گیا کہ وہ معاملات جن سے یہ قرضہ جات پیدا ہوئے ہیں قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) کے تحت کالعدم ہیں کیونکہ دائنین ہی نہ تھے جن کو دھوکا دیا جاتا۔ اس استدلال کے موافق کسی طفل کو اس قسم کے قرضے کے متعلق دیوالیہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

عدالت مرافعہ نے یہ تجویز کی ہے کہ کوئی طفل ایسی غلط بیانی کرے کہ وہ بالغ ہے جس سے مدعی قرضہ دینے کے لئے آمادہ ہو جائے تو ایسی غلط بیانی (امر مانع تقریر مخالف کے قاعدے یا اور کسی طریقے) سے نابالغ پر معاہدے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ قانون ایسے معاہدے ہی کو قطعاً کالعدم قرار دیتا ہے۔

اس کے برخلاف یہ باور کرنا دشوار ہے کہ آیا اس دفعہ کا یہ صورت میں یہ مقصد تھا کہ ان معاہدات کو اثرات سے محروم کردے جنھیں اس دفعہ نے قطعی کالعدم قرار دیا ہے مثلاً یہ کہ اگر نابالغ نے رقم ادا کی ہو اور معاہدے سے استفادہ کیا ہو تو وہ رقم اداشدہ واپس نہیں پاسکتا۔

ایک طفل نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور فرنیچر کے متعلق ایک سو پونڈ ادا کرنے کا اقرار کیا۔ اس نے ساٹھ پونڈ ادا کئے اور بقیہ رقم کے لئے ایک پرامیسری نوٹ تحریر کردیا مکان اور فرنیچر کو چند ماہ تک استعمال کرنے کے بعد وہ بالغ ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے اس معاہدے اور پرامیسری نوٹ کو منسوخ کرانے اور اس رقم کی واپسی کے لئے کارروائی شروع کردی جو اس نے

ادا کی تھی۔ اس معاہدے اور پرامیسری نوٹ کے متعلق اس کو آیندہ ذمہ داریوں سے برات حاصل ہوگئی لیکن وہ اس رقم کو واپس نہ پاسکا جو فرنیچر کے لئے اس نے ادا کی تھی کیونکہ وہ اس سے فائدہ اٹھاچکا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ قانون دادرسی اطفال ۱۸۷۴ء کے الفاظ سخت اور عام ہیں۔ لیکن ان کی معقول تعبیر کرنی چاہیے جب نابالغ نے کچھ ادا کیا ہو اور استعمال بھی کیا ہو تو یہ امر قدرتی انصاف کے خلاف ہوگا کہ وہ اس رقم کو واپس پائے جو اس نے ادا کیا تھا ان دلائل سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ اگر نابالغ نے فائدہ نہ اٹھایا ہو تو وہ اس رقم کو واپس پاسکتا ہے۔ علیٰ ہذا یہ کہ اشیائے محولہ کی حقیت نابالغ کو حاصل ہوگی دراں حالیکہ دفعہ اس معاہدے کو کالعدم کرتی ہو (Wilson بنام Stocks (2K B.P. 246-1918)

معاہدات برائے ضروریات۔

۲۔ (۲ الف) ایک طفل اپنے آپ کو اس معاہدے کا پابند بناسکتا ہے جو مایحتاج کے لئے عمل میں آتا ہے۔ خواہ یہ فراہمی اشیا کی صورت میں ہو یا زر قرضہ کی۔ لیکن یہ فرض کرلینا چاہیئے کہ یہ قرضہ مایحتاج کی خریداری کے لئے اسی وقت لیا گیا اور اس پر صرف کیا گیا۔

فراہم شدہ اشیا یا فراہم کئے جانے کے لئے معاہدہ (جبکہ وہ اشیائے مایحتاج ہوں) اس دفعہ کے اثر سے مستثنیٰ ہیں اور ایسا معاہدہ ہنوز قانون غیر موضوعہ سے متعلق ہے۔ لیکن قانون غیر موضوعہ کے ایک جزو نے (اگر کل نے نہیں) اس خصوص میں موضوعہ شکل اختیار کرلی ہے۔ قانون بیع اشیاء ۱۸۹۳ء کی دفعہ میں مذکور ہے کہ "جب مایحتاج کسی طفل یا کسی ایسے شخص کو فروخت یا حوالے کی جائیں جو ذہنی ناقابلیت یا نشے کی وجہ سے معاہدہ کرنے کے ناقابل ہو تو اس کو ان اشیا کی ایک معقول قیمت ادا کرنی چاہیئے۔"

اس دفعہ میں مایحتاج سے مراد ایسی اشیا ہیں جو کسی طفل یا نابالغ یا کسی اور شخص کی زندگی کے حالات کے موزوں ہوں اور فروخت و حوالگی کے وقت ان کی واقعی ضرورت ہے۔

اس دفعہ کے تحت نابالغ کی ذمہ داری کے وجوہ اور وسعت

قابل غور ہے۔ ایلفیس (Fletcher Moulton L.J.) نے بمقدمہ Nash بنام Inman حسب ذیل بیان کیا ہے۔

ایک طفل بھی ایک فاتر العقل کی طرح صحیح ترین مفہوم میں خریداری کا معاہدہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی طفل یا فاتر العقل کی مایحتاج کو مہیا کردے تو قانون ایسے خدمات کے معاوضے کی ذمہ داری عائد کرے گا اور اس ذمہ داری کو طفل یا فاتر العقل کی جائداد پر نافذ کرے گا۔ نتیجہ یہ ہے کہ نالش کی بنیاد بمشکل معاہدہ قرار دی جاسکتی ہے۔ اس کی حقیقی بنیاد وہ وجوب ہے جو قانون ایک طفل پر اس لئے عائد کرتا ہے کہ وہ اس مایحتاج کی جائز قیمت ادا کردے جو اس کو مہیا کی گئی ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ وجوب ایک معاہدے سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ رضامندی سے۔"

اشیا جو مہیا شدنی ہوں۔ قانون بیع اشیاء میں مہیا شدنی اشیاء کی نسبت کوئی حکم نہیں ہے یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک طفل اشیا کا آرڈر دے جو آرڈر کے وقت بلاشبہ ضروریات میں داخل ہوں۔ لیکن اشیا مہیا ہونے سے پہلے کسی نامعلوم ذریعے سے اس کی ضروریات پوری ہوجائیں۔ اس صورت میں اس کی ذمہ داری ان شرائط پر نہیں رہے گی جن کا ذکر قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) میں ہے اور یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس ایکٹ کے تحت ضروریات کا معاہدہ اس بنا پر مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ جزءً تعمیل طلب ہے۔ پس طفل کو معاہدے کی تعمیل کرنی پڑے گی اگر وہ تعمیل نہ کرے تو ہرجہ ادا کرنا پڑے گا۔

مایحتاج کیا ہے اب ہم کو یہ غور کرنا چاہیے کہ لفظ مایحتاج کن چیزوں پر حاوی ہے۔ ہمیشہ یہی تجویز کی گئی ہے ایک طفل نہ صرف ان ضروریات زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کو مہیا کی جاتی ہیں۔ بلکہ ان اشیاء کا بھی جو اس کی حیثیت اور اس وقت کے حالات کیلئے موزوں ہوں (Bramwell, B.) کا فیصلہ جو بمقدمہ رائیڈر بنام اومبول صادر ہوا ہے اس موضوع پر پوری روشنی ڈالتا ہے (locus classicus) جس کے نتائج کو اسکلیمبیچر نے اختیار کیا ہے۔

اس قسم کے مقدمات میں عدالت اور جیوری کے اختیارات حسب ذیل ہیں:۔
طفل کے حالات اور ضروریات اور ان اشیار کے متعلق شہادت پیش ہونے پر جو طفل کے لئے مہیا کی گئی ہیں عدالت یہ تصفیہ کرے گی کہ جو اشیاد مہیا کی گئی ہیں انھیں معقول طریقے پر مایحتاج تصور کیا جائے گا یا نہیں اگر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ مایحتاج نہیں ہیں تو یہ مقدمہ جیوری کے روبرو پیش ہی نہ کیا جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اشیار واضح طور پر ممکنہ مایحتاج کے دائرے سے بالکل خارج ہوں۔ مثلاً مرد کے لئے بالیاں)۔ نابینا کے لئے عینک اور وحشی جانور وغیرہ وغیرہ اشیا کار آمد نوعیت کی ہوسکتی ہیں لیکن ان کی قسم یا مقدار ان کو مایحتاج کے دائرے سے باہر کر دیتی ہیں۔ ابتدائی درسی کتابیں ایک قانون کے معلّم کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ لیکن (Littleton Tenure) کا کوئی نایاب نسخہ یا اسٹیفنن کی شروح کے آٹھ یا دس نسخے ضروریات میں سے نہیں ہیں طفل کی حیثیت یا اس وقت کے خاص حالات کے لحاظ سے مایحتاج میں بھی تغیر واقع ہوتا ہے جس قسم کے لباس کی ایک (Eton) کے طالب علم کو ضرورت ہے وہ ایک ٹیلیگراف کے منشی کے لئے غیر ضروری ہے تیمار داری اور پرہیزی غذا کی ضرورت جو مریض کو ہے وہ ایک اچھی صحت کے آدمی کے لئے غیر ضروری ہے لہذا یہ لازم آتا ہے کہ چونکہ ایک شئے کار آمد ہے اس لئے جج مجبور ہے کہ جوری کو یہ کہنے کی اجازت دے کہ آیا یہ مایحتاج میں سے ہے یا نہیں۔

یہ سوال جوری کے تفویض کیا جاتا ہے

لیکن اگر جج اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ایک کھلا سوال ہے اور جو اشیار مہیا کی گئی ہیں وہ اس قسم کی ہیں کہ ان کو ایک معقول طریقے پر مایحتاج قرار دیا جاسکتا ہے تو اس امر کا تصفیہ وہ جوری کے تفویض کر دیتا ہے کہ جو اشیا مہیا کی گئی ہیں وہ اس مقدمے کے حالات کے لحاظ سے آیا درحقیقت مایحتاج ہیں، تب جوری کو اس امر پر غور کرنا پڑتا ہے کہ جو اشیا مہیا کی گئی ہیں ان کی نوعیت کیا ہے طفل کے واقعی حالات کیا ہیں۔ اور طفل کو پیشتر ہی سے یہ اشیا کس حد تک مہیا کی گئی ہیں۔ "واقعی حالات" کے الفاظ پر زور دینا ضروری ہے کیونکہ اگر تاجر سے طفل کی

حیثیت اور حالات کے متعلق غلط بیانی کی جائے تو اس کا اثر طفل کی ذمہ داری پر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی تاجر کسی طفل کو قیمتی اشیا یہ سمجھ کر مہیا کرتا ہے کہ طفل کے حالات بہتر ہیں یا کارآمد اشیا بلا اس علم کے مہیا کرتا ہے کہ طفل کو پیشتر ہی سے ایسی اشیا کافی طور پر مہیا ہو چکی ہیں تو وہ اپنی ذمہ داری پر ایسا کرتا ہے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ اشیا طفل کی حالات زندگی کے لیئے موزوں ایسا ہیں ان کو (تاجر) یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ بیع اور حوالگی کے وقت یہ اشیا طفل کی واقعی ضروریات کے لیئے موزوں تھیں تاوقتیکہ اس واقعے کو وہ خود پیش کرے یا مدعی علیہ کے گواہوں پر جرح کر کے (جیسی بھی صورت ہو) ثابت نہ کرے میرے خیال میں وہ اس بار سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ جو قانون اس پر عائد کرتا ہے۔" (ب) ایسے معاہدات جن کو کوئی طفل "موجودہ یا آیندہ قانون کے تحت یا قانون عمومی یا نصفت کے تحت" عمل میں لائے اور جو نفاذ قانون سے وقت ممکن الانفساخ نہ تھے

دسو اا کا عم (Kekewich) تو ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء کے احکام سے خارج ہیں۔ بنابچہ سٹس (Kekewich) نے بمقدمہ ڈنکن بنام ڈکسن 44,Ch.D. 211 یہ ظاہر کیا کہ معمولی قواعد تعبیر کے لحاظ سے اس استثنائی جملے کا یہ اثر ہونا چاہیئے کہ ابتدائی حصہ دفعہ سے چند ایسے معاہدات کو خارج کر دیا جائے جو اس میں داخل ہوتے لیکن یہ کہ اس جملے کی وجہ سے خارج ہو گئے۔ ہم کو ایسے معاہدات کی تلاش کرنی چاہیئے جو اسی مایحتاج کے لیئے وقوع میں نہیں آئے تھے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ پھر بھی وہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے ممکن الانفساخ نہیں تھے اس کی مثالیں ایسے معاہدے سے ملتی ہیں جس کو ایک طفل خدمت انجام دینے کے لیئے عمل میں لاتا ہے تاکہ وہ اپنی معاش کے ذرائع مہیا کرے یا تربیت یا تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے معاہدہ کرتا ہے تاکہ وہ کسی تجارت یا پیشے کے ذریعے معاش پیدا کرنے کا اپنے آپ کو اہل بنالے۔ ایسے معاہدات فی الحقیقت وسیع معنوں میں مایحتاج کے معاہدات ہیں۔

ہمیشہ واضح طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ کار آموزی کے معاہدات یا خدمت کے معاہدات ایسے معاہدات فعل نہیں ہیں جن میں طفولیت کا عذر مکمل

جوابدہی ہو سکے۔ ہمیشہ یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ آیا یہ معاہدہ جب اس کے شرائط کی احتیاط سے جانچ کی جائے تو طفل کے فائدے کے لئے ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو عدالت طفل کو اس کے مسترد کرنے کا اختیار نہ دے گی۔

نظیر مذکورہ میں ایک طفل نے ایک ریلوے کمپنی کی خدمات کا معاہدہ کیا اور قانون ذمہ داری ماموریان (Employer's Liablity Act) بابت ۱۸۸۰ء کے تحت اس کو جو حقوق نالش تھے ان کے معاوضے میں بیمہ کے شرائط قبول کرنے کا اقرار کیا۔ یہ تجویز کی گئی کہ بہ حیثیت مجموعی معاہدہ اس کے فائدے کے لئے تھا اور یہ کہ وہ اپنے وعدے کا پابند ہے[1] اور یہ کہ قانون ماموریں اور مزدوری بابت ۱۸۸۰ء کے تحت ایسے معاہدے کے نقص کی ذمہ داری اس طفل پر عائد ہو سکے گی۔ اس کے برخلاف لنگ بنام انڈروس (And ews Leng) میں جہاں ایک طفل نے شفیلڈ کے ایک اخبار کی ملازمت میں داخل ہونے کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ وہ تمام عمر شفیلڈ سے بیس میل کے اندر کسی دوسرے اخبار کی ملازمت نہ کرے گا۔ یہ تجویز ہوئی کہ ایسا معاہدہ مفید ہونے کے بجائے زیادہ مضر ہے یہ کہ نابالغ اس کو مسترد کر سکتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ معاہدہ امتناع تجارت کی نوعیت کا ہونے کے سبب کالعدم ہے لیکن اگر کسی طفل کے معاہدۂ خدمت میں چند شرائط اس کے فائدے کے لئے ہوں اور چند شرائط اس کے فائدے کے لئے نہ ہوں اور ان کو دیگر شرائط سے علحدہ کیا جا سکتا ہو تو اس پر معاہدے کی جزئی پابندی عائد ہو گی۔

دفعۂ دوم ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء

(۳) ۱۸۷۴ء کے ایکٹ کی دفعہ دوم میں ایک بالغ شخص کے لئے اپنے آپ کو اس معاہدے کی ذمہ داری عائد کرنا ناممکن قرار

[1] ایک طفل کی دستاویز کار آموزی کے خلاف دیوانی کارروائی نہیں کی جا سکتی لیکن اس کا استاد اس کی بدکرداری کی اصلاح کر سکتا ہے یا اس کو سشن آف دی پیس کے روبرو پیش کر سکتا (Barnum بنام De Francesco) (Cro.car 179 Fletcher. بنام Gylbert (43 Ch.D.165) دستاویز کار آموزی کے ختم ہونے کے بعد کسی فعل کے کرنے یا اس سے اجتناب کرنے کا اگر معاہدہ ہو تو اس کا نفاذ بذریعہ نالش ہو سکتا ہے۔ (1911) 1K B 304 Thompsvn بنام Gadd)

دیا گیا ہے جو زمانۂ نابالغی میں کیا گیا تھا۔ بشرطیکہ ان معاہدات کی قسم سے ہو جو اس ایکٹ کے نفاذ سے پہلے منظور ہونے تک ناجائز تھے) اگرچہ اس وجوب کو منظور کرنے کے لئے جدید بدل موجود ہو لیکن یہاں چند امور پر توجہ کرنی چاہیے جو اس دفعہ کے پڑھنے سے واضح نہیں ہوتے۔

طفل معاہدے کو نافذ کرا سکتا ہے

اولاً یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ گو ایسے معاہدے کا نفاذ ایسے فریق کے خلاف نہیں ہو سکتا جس نے زمانۂ نابالغی میں یہ معاہدہ کیا ہو پھر بھی نابالغ اس بنا پر دعوی کر سکتا ہے اس دفعہ کے الفاظ معاہدے کو کالعدم نہیں کرتے بلکہ فریقین میں سے ایک کے خلاف معاہدہ ناقابل نفاذ قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ ہرجہ وصول کیا جا سکتا ہے لیکن تعمیل مختص نہیں کرائی جا سکتی کیونکہ معاہدہ کو فریقین نافذ نہیں کرا سکتے ان حالات میں نصفتی دادرسی جس کا عطا کرنا عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے اور جس کو بطور حق کے طلب نہیں کیا جا سکتا۔ نابالغ کو عطا نہیں کی جا سکتی۔

دوسرے یہ کہ ایسے معاہدات پر (جو اس قانون کے نفاذ سے پہلے منظور ہونے تک ناجائز تھے) دفعہ ۲ کا اطلاق کرنے میں عدالتوں نے سختی سے کام لیا ہے۔

ایک طفل مسمی کنگ پر دلالوں کی کمپنی کے ۴ء ۵ پونڈ واجب الادا تھے اس کے بالغ ہونے کے بعد انھوں نے اس بنا پر نالش کی لیکن طفل نے پچاس پونڈ کے لئے دوبل آف ایکسچینج تحریر کر کے مقدمے میں مصالحت کر لی۔ اس کمپنی نے ایک بل آف ایکسچینج کو اسمتھ کے نام منتقل کر دیا اسمتھ نے نالش کی کوئنس بنچ ڈویژن نے یہ تجویز کی کہ یہ بل آف ایکسچینج اس قرضے کو ادا کرنے کا ایک عہد ہے جو نابالغ کے زمانے میں لیا گیا تھا اور یہ عہد ایک جدید بدل پر مبنی ہے اور یہ کہ یہاں اس قسم کی منظوری ہے جس کا ذکر قانون مذکور میں کیا گیا ہے اور یہ کہ اسمتھ رقم وصول نہیں کر سکتا۔

جسٹس چارلس کہتے ہیں کہ میرے خیال میں مدعی علیہ کے عہد کا یہاں ایک جدید بدل موجود ہے۔ لیکن اس دفعہ میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ ایسے عہد کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جا سکتی۔ خواہ اس کے لئے جدید بدل ہی کیوں نہ ہو (ex parte kibble) کے مقدمے سے جو یکطرفہ فیصل ہوا تھا اس رائے کی زبردست

... جو قرضہ ... اس ... مدعی کے حق میں اس قرضے کے متعلق یکطرفہ فیصلہ لیا گیا تھا جس کو مدعی نے اپنی طفولیت کے زمانے میں لیا تھا اس فیصلے کے بعد مدیون ڈگری طلب کیا گیا اور ایک درخواست دیوالیہ قرار دینے کے لئے پیش کی گئی عدالت نے فیصلے کے وجوہ کی تحقیقات کرکے یہ تجویز کی کہ یہ مقدمہ ایسے قرضے سے متعلق تھا جو زمانہ طفولیت میں لیا گیا تھا اس لئے دفعہ ۲ کا اس مقدمے پر اطلاق ہوتا ... اور دیوالیہ قرار دینے کی درخواست کو خارج کردیا۔

منظوری اور جدید اقرار

قرضے کے معاہدات کے علاوہ دوسرے معاہدات پر بحث کرتے ہوئے ... معاہدے کی منظوری اور جدید عہد کے انعقاد میں امتیاز کرنے میں بڑی دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں۔ اگر اس قانون کی سختی کے ساتھ تعبیر کی جائے تو ایک شخص کے لئے یہ ناممکن ہوجاتا ہے کہ اپنے آپ کو اس اقرار کا ذمہ دار قرار دے جو زمانہ طفولیت میں کیا گیا تھا خواہ یہ اقرار اس کے لئے کتنا ہی مفید کیوں نہ ہو۔

جب نابالغوں کے مابین ازدواج کا معاہدہ ہو اور معاہد کے بالغ ہونے کے بعد بھی یہ ایک دوسرے سے منسوب رہیں۔ تو اس نسبت کے قائم رہنے کو ایک منظوری قرار دیا گیا ہے اور اسی لئے اس کو نقض معاہدہ کی نالش کے لئے ناکافی تصور کیا گیا ہے۔ لیکن جب دوران طفولیت میں ایسے باہمی معاہدات کئے جائیں جو لڑکے کے والدین کی رضامندی پر مشروط ہوں اور لڑکا بالغ ہونے کے بعد اپنے والدین کی رضامندی سے اس معاہدے کی تجدید کرے یا جب دوران طفولیت میں نسبت قرار پائے اور نکاح کی تاریخ مقرر نہ ہو اور فریقین بالغ ہونے کے بعد نکاح کے لئے کوئی دن مقرر کریں تو ایسے معاہدات کو جدید معاہدات قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کی خلاف ورزی قابل نالش ہے۔ یہ سوال کہ آیا عہد نیا تھا یا نابالغی کے زمانے کے عہد کو منظور کیا گیا تھا واقعات کا سوال ہے اور جوری تصفیہ کرے گی۔

معاہدات جو مسترد کئے جانے تک جائز تھے اس ایکٹ سے متاثر نہیں ہوئے

(۴) ایسے معاہدات میں جو منظور کئے جانے تک ناجائز اور ان معاہدات میں (جو قانون عامہ میں بھی) قبل بلوغ یا بالغ ہونے کی معقول مدت کے اندر مسترد کئے جانے تک جائز تھے

جو قدیم امتیاز تھا وہ ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء کے نفاذ کے بعد بھی قائم رہا۔ یہ اب مسلمہ ہے کہ اس قسم کے معاہدات قانون ہذا کے اثر سے باہر ہیں۔ ان پر دفعہ ۲ کا اثر نہیں ہو سکتا چونکہ وہ دفعہ صرف ان خاص قسم کے معاہدات سے متعلق ہے اور یہ معاہدات اس نوعیت کے نہیں ہیں۔ اور نہ ان پر دفعہ ۲ کا اطلاق ہوگا کیونکہ ذمہ داری کسی عہد یا منظوری بعد بلوغ سے نہیں پیدا ہوتی۔

(ایک طفل کو ۱۸۵۳ء میں حصص منتقل کیے گئے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ان کو مسترد کر دے گا لیکن ایسا نہیں کیا۔ وہ ۱۸۵۶ء میں کمپنی برخواست ہوگئی اور اس کو اجازت نہیں دی گئی کہ (Contribntories) کی فہرست سے اپنا نام خارج کرالے۔

ایک طفل ایک انجمن تعمیر امکنہ کا رکن بن گیا۔ اس نے ایک حصہ اراضی حاصل کیا اور بالغ ہونے کے بعد چار سال تک زر ثمن کے اقساط ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے معاہدے کو مسترد کرنے کی کوشش کی۔ اس کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی)

ایک طفل تملیک ازدواج کا فریق بنا جس کے تحت اس نے کا فائدہ حاصل کیا۔ بالغ ہونے کے تقریباً چار سال بعد اس نے اس تملیک کو مسترد کر دیا۔ یہ قرار دیا گیا کہ اس نوعیت کا معاہدہ قابل پابندی ہے تاوقتیکہ بالغ ہونے کے بعد ایک معقول مدت کے اندر اس کو مسترد نہ کیا جائے[1] اور یہ کہ اس نے بہت دیر کی۔

مدت کی معقولیت کو مقدمے کے حالات پر کلیۃً مبنی ہونا چاہئے

یہ قرار دیا گیا ہے کہ تیئیس (۲۳) سال سے زیادہ مدت کا انقضا اس تملیک سے اجتناب کرنے کے حق میں مزاحمت نہیں کرسکتا جو زمانہ طفولیت میں عمل میں آئی ہو لیکن ایسی صورت میں یہ تملیک اس پورے عرصے تک بے اثر رہی ہے اور طفل اس کے شرائط سے لاعلم رہا۔

---

[1] بہرحال یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ قانون تملیک طفل بابت ۱۸۵۵ء کے تحت، کوئی لڑکا جو بیس (۲۰) سال سے زیادہ عمر کا ہو اور کوئی لڑکی سترہ (۱۷) سال سے زیادہ عمر کی ہو عدالت کی اجازت سے ایک قابل پابندی تملیک ازدواج کو عمل میں لا سکتے ہیں اور یہ تملیک ازدواج سے پہلے یا بعد عمل میں آسکتی ہے۔

اطفال پر ان معاہدات کی ذمہ داری نہ ہونی چاہیئے جن کی تشکیل ٹارٹ کی سی ہو۔

طفل فعل ناجائز کا ذمہ دار ہوتا ہے لیکن نقض معاہدہ کو ایسا فعل ناجائز نہ سمجھنا چاہیئے جو طفل کو ذمہ دار قرار دے۔ اس فعل ناجائز کو تعمیل معاہدہ کی خلاف ورزی سے کچھ زیادہ اور اس سے علٰحدہ و آزاد ہونا چاہیئے۔ ایک طفل نے سواری کے لئے ایک گھوڑی کرائے پر لی اور کثرت سواری سے اس کو نقصان پہنچایا یہ تجویز ہوئی کہ اس کو معاہدے کی بنا پر ٹارٹ کی نالش کے ذریعے ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایک طفل سے جس نے اپنی عمر کے متعلق غلط بیانی کر کے قرضہ حاصل کیا ہے پر فریب غلط بیانی کی نالش کر کے زر قرضہ کو ہرجے کی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا اور نہ طفل پر ان اشیا کی ذمہ داری عائد ہو سکتی ہے جو اس کو ایک شخص غریب کی حیثیت سے فروخت و حوالہ کی گئی ہو۔ گو قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) نے ان اشیا کے معاہدات کو کلیتہً کالعدم قرار دیا ہے جو طفل کے لئے مہیا کی گئی ہوں۔ تاہم اگر اشیا کی حوالگی اس نسبت سے لی جائے کہ جائداد اس پر منتقل ہو جائے تو طفل کو حقیت حاصل ہو جاتی ہے۔

جب ایک طفل نے علانیہ ایک گھوڑی کرائے پر سواری کے واسطے دوڑانے اور کدانے کے لئے لی اور اپنے ایک دوست کو مستعار دی جس نے گھوڑی کو کدا کدا کر مار ڈالا تو وہ ذمہ دار قرار دیا گیا۔ کیونکہ مدعیٰ علیہ نے جو کچھ کیا وہ معاہدے کا بیجا استعمال نہ تھا بلکہ یہ ایک ایسے فعل کا صدور تھا جس کو گھوڑی کے مالک نے صریحاً منع کیا تھا۔

ایک قصاب کے پاس ایک لڑکا اس غرض سے ملازم تھا کہ اپنے مالک کے گاہکوں کے پاس گوشت پہنچائے اس نے کچھ گوشت کا تصرف کیا اور اس گوشت کو فروخت کر کے رقم اپنے پاس رکھ لی۔ جب وہ پکڑا گیا تو اس رقم کا حساب کیا گیا جو اس کے ذمے واجب الادا تھی۔ اس لڑکے نے رقم کی صحت کو تسلیم کیا اور بالغ ہونے کے بعد اس نے اس رقم کے لئے ایک پرامیسری نوٹ تحریر کر دیا۔ وہ اس رقم کے لئے ذمہ دار قرار دیا گیا یہ بحث کی گئی کہ

یہ ذمہ داری منظور کردہ حساب کی بنا پر پیدا ہوئی جو تحت دفعہ (۱) کالعدم ہے یا ایسی منظوری کی بنا پر پیدا ہوئی ہے جو تحت دفعہ (۲) ناقابل نفاذ ہے لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ وہ فعل ناجائز کا ذمہ دار ہے اور بالغ ہونے کے بعد رقم ادا کرنے کا اقرار متقدمے میں مصالحت کے برابر ہے جس کے متعلق وہ بالغ ہونے کے بعد معاہدہ کرنے کا مجاز تھا۔

طفل کو اس جائداد یا رقم کی واپسی پر مجبور کرنے کے لئے جو اس نے فریب سے حاصل کی ہے نصفت کی مدد لی گئی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایسی صورت میں چارۂ کار بر بنائے معاہدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ فریب کے متعلق نصفتی چارۂ کار حاصل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہ قانون دادرسی اطفال (Act Infauts Rœief) سے متاثر نہیں ہوا ہے۔ بہرحال اس کی نوعیت اس قدر وسیع نہیں ہے جیسا کہ ایک زمانے میں سمجھا جاتا تھا اور نہ اس کا اطلاق اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ نتیجہ یہ ہو کہ اس قاعدے سے کہ نابالغ ایسی نالش کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جاسکتا جو بظاہر ٹارٹ پر مبنی ہو دراں حالیکہ وجوب معاہداتی ہو انحراف کرنا پڑے۔ بنرلی بنام شنل میں عدالت مرافعہ نے اس کی وسعت اور حدود پر غور کیا اور تمام سابقہ فیصلہ جات پر نظر ثانی کی گئی لارڈ سمر (Summer Lord) فرماتے ہیں میرے خیال میں ان احکام کے قطع نظر جو قطعی نہیں ہیں ۱۹۱۳ء تک کے جتنے فیصلہ جات ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی نابالغ اپنے آپ کو غلط بیانی کے ساتھ بالغ ظاہر کرکے کوئی فائدہ حاصل کرے تو نصفت کا اقتضا یہ ہے کہ وہ اس فائدے کو واپس کرے جو ناجائز طریقے سے اس نے حاصل کیا ہے یا اس فریق کو جسے فریب دیا گیا ہے ان وجوبات یا افعال سے بری کردے جن کی ترغیب فریب کے ذریعے دی گئی ہو لیکن طفل کے خلاف معاہداتی وجوب کو نافذ کرانے کے متعلق درست طور پر خاموشی اختیار کی گئی حالانکہ فریب کا استعمال کیا گیا تھا۔ واپسی سے تلافی ختم ہوجاتی ہے"۔ جب طفل اپنی صحیح عمر کے متعلق غلط بیانی کرکے رقم بطور قرضہ لیتا ہے تو ایسی صورتوں میں نصفتی دادرسی عطا نہیں کی جاسکتی

اینڈ لی بنام شیل میں بھی امر تنقیح طلب تھا بقول لارڈ سمنر کے "رقم اس لئے دی گئی تھی کہ مدعی علیہ اس کو اپنی رقم کی طرح استعمال کرے اور اسی طرح اس نے استعمال اور صرف کیا۔ یہاں اس کے سراغ لگانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے اس شئے کی واپسی کا امکان بھی نہیں جو بذریعۂ فریب حاصل کی گئی ہے بجز اس کے کہ ایک شخص ڈگری کے ذریعے مجبور کیا جائے کہ اپنی موجودہ یا آئندہ آمدنی سے اس کے مساوی رقم ادا کرے کوئی اور چارہ نہیں مختصر یہ کہ قرضہ واپس کرنے کے لئے قرضے کی ڈگری کا صدور ناگزیر ہے۔ میرے خیال میں یہاں ایک کالعدم معاہدے کو نافذ کرانا ہے جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں عدالت چانسری ایسے حالات کے تحت کوئی ذمہ داری نافذ نہیں کرسکتی جیسا کہ موجودہ مقدمے میں کی گئی ہے اور نہ کوئی قانونی عدالت ہی ایسا کرسکتی ہے۔

۳۔ جماعت ہائے سند یافتہ یا متشخصہ (کارپوریشن)۔

۱۔ معاہدہ کرنے کی قابلیت کے لازمی حدود۔

جماعت متحدہ ایک فرضی شخص ہے جس کو قانون خلق کرتا ہے۔ لہذا جماعت متحدہ کی معاہدہ کرنے کی قابلیت کے حدود کو ضروری اور صریحی حدود میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جماعت متحدہ کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ اس کے معاہدہ کرنے کی قوت پر لازماً چند قیود عائد ہوتے ہیں (مثلاً ازدواج کا معاہدہ نہیں کرسکتی) اور اس کی سند کے شرائط سے بھی چند اور قیود عائد ہوتے ہیں۔

جماعت سند یافتہ کا وجود ان افراد سے علحدہ اور جداگانہ ہوتا ہے جن پر جماعت مشتمل ہوتی ہے۔ ان کے جماعتی حقوق اور ذمہ داریاں انفرادی حقوق اور ذمہ داریوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ وہ بذات خود جماعت سند یافتہ کو تشکیل نہیں دیتے بلکہ وہ اس کے اراکین اس وقت کے لئے ہوتے ہیں۔

کارندے کے توسط سے معاہدہ کرنا چاہئے۔

ایسی ایک جماعت سند یافتہ جو اپنے اراکین سے علیحدہ ایک تصوری وجود رکھتی ہے۔ وہ متشخص ہوتی ہے اور اس کو چاہئے کہ کارندے کے توسط سے معاہدہ کرے کیونکہ وہ خود اپنی ذات سے عمل نہیں کرسکتی کیونکہ اس کی ذات ہی نہیں ہوتی۔"

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ایک جماعت سند یافتہ کو کسی قانونی فعل کی نسبت جس کو وہ بہ حیثیت جماعت کے کرنا چاہتی ہے اپنے ا ائین کی رضامندی کی باضابطہ شہادت دینی چاہیئے۔ اسی وجہ سے جماعت سند یافتہ کو بہ ثبت مہر معاہدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (معاہدۂ مہری یا رجسٹری شدہ)

اس التزام کے مستثنیات سے کہیں اور بحث کی گئی ہے بہرحال یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ جب کسی جماعت سند یافتہ کو صریح طور پر یا اپنی شرائط کی لازمی تعبیر کے ذریعے دستاویزات قابل بیع وشری تحریر کرنے کا اختیار ہو تو قانون بل آف ایکسچینج بابت ۱۸۸۲ء دفعہ ۹۱ (۲) میں اس عام قاعدے کا استثنا بنایا گیا ہے کہ قانون تجارت کے تحت مہری قول وقرار قابل بیع وشری نہیں ہے۔ اس ایکٹ سے قبل ایسی تجارتی کارپوریشن کاروباری ضروریات کے لئے ایسی دستاویز تیار کر سکتی تھی ان دستاویزات کو ایسے کارندے کی دستخط سے جائز بنا سکتی تھی جو جائز طور پر مامور کیا جاتا تھا۔ لیکن ایسی بل یا نوٹ کی صحت جس پر جماعت سند یافتہ کی مہر ہوا کرتی مشتبہ ہوتی تھی۔

صریح حدود کارپوریشن کی قابلیت کے صریح حدود ان کی اسند کے شرائط کے لحاظ سے مختلف صورتوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان شرائط سے جماعت ہائے سند یافتہ کے معاہدہ کرنے کی قوت کسی حد تک محدود ہو جاتی ہے اس کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اور اب بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم یہاں Vltra Vires (خارج از اختیار) کے نظریئے پر بحث نہیں کر سکتے اس سوال پر کہ آیا شرائط تشکیل جماعت اس جماعت کے معاہدہ کرنے کی قابلیت کا صحیح معیار ہیں یا یہ کہ وہ صرف ایسے معاہدات کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ جو ان شرائط کے مغائر ہوں۔

بمقدمہ آشبری کیا ریج کمپنی بنام اشی طویل بحث کی گئی ہے اور اسی قسم کے دوسرے مقدمات کے نتائج سے کارپوریشن کے دو اقسام کے مابین امتیاز پیدا ہوتا ہے۔

قانون عمومی کی کارپوریشن یعنی ایسی جماعت سند یافتہ جو بذریعۂ منشور وجود میں

آتی ہے جو شاہی اختیار کی بنا پر صادر ہوتا ہے اپنے مال کا لین دین کر سکتی اور ایک عام شخص کی طرح اپنے آپ کو معاہدے کی پابند کر سکتی ہے لیکن ہمیشہ وہ ایسے خاص ہدایات کے تابع رہتی ہے جن کا ذکر منشور میں ہوتا ہے مثلاً ایسے معاہدات کے متعلق جو اس کے وجود کے مقاصد کے خلاف ہوتے ہیں۔

لیکن ایسی جماعت سند یافتہ جو کسی قانون موضوعہ Statute کے ذریعے یا اس کے تحت وجود میں آتی ہے۔ صرف ان اختیارات کو عمل میں لا سکتی ہے جو اس کو واقعاً عطا کئے جاتے ہیں یا جو قانون موضوعہ Statute کے الفاظ سے معقول طریقے پر مستنبط ہوتے ہیں کوئی کمپنی جو قانون ہائے کمپنی کے تحت قائم ہوتی ہے وہ اپنی یادداشت شراکت کے شرائط کے مطابق کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتی جو ان اغراض کے خلاف ہو جن کا ذکر یادداشت میں کیا جاتا ہے۔

(Companies cousplidation Act) بابت ۱۹۰۸ء میں چند شرائط کے تحت اور چند اغراض کے لئے کمپنی کو یہ اختیار دیتا ہے کہ اپنی یادداشت میں ترمیم کرے مثلاً کاروبار کی وسعت یا اصلی اغراض میں سے چند کو ترک کرنا۔

معاہدہ خارج از اختیار قانون ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ناقابلیت کی وجہ سے کالعدم ہے

جو معاہدہ "خارج از اختیار" (Ultra Vires) ہو کالعدم ہے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ وہ خلاف قانون ہے بنظر محولۂ بالا بین (Lord cairns) لفظ "خلاف قانون" کے استعمال کا ایک استثنا پیش کرتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ فریقین معاہدہ کی غرض نہیں بلکہ ان میں سے کسی ایک کی ناقابلیت معاہدے کو کالعدم کر دیتی ہے۔

۴ - فاتر العقل اور مخمور اشخاص۔

معاہدہ ممکن الانفساخ

فاتر العقل اور مخمور شخص کا معاہدہ اس پر قابل پابندی ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ معاہدہ کرتے وقت وہ اس امر کے سمجھنے کے بالکل ناقابل تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور فریق ثانی کو اس کی اس حالت کا علم تھا۔

جب کوئی شخص کوئی معاہدہ کرے اور بعد میں یہ بیان کرے کہ وہ اس وقت

اس قدر فاترالعقل تھا کہ اس کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور وہ اس بیان کو ثابت کرے تو تب بھی یہ معاہدہ اس پر ہر طرح اس طرح قابل پابندی ہوگا کہ گویا وہ معاہدہ کرتے وقت صحیح الحواس تھا خواہ یہ معاہدہ تعمیل طلب ہو یا تعمیل شدہ تاوقتیکہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ جس شخص سے اس نے معاہدہ کیا ہے وہ یہ جانتا تھا کہ یہ فاترالعقل ہے اور یہ سمجھنے کے ناقابل ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔"

خواہ معاہدہ فاترالعقل کی جانب سے ہو۔

ایک مجنون اس بنا پر معاہدہ کرنے کے ناقابل نہیں ہوتا کہ وہ تحقیقات سے فاترالعقل ثابت ہوا ہے۔ معاہدے کا جواز اس فریق ثانی پر منحصر ہوتا ہے جس کے متعلق یہ ثابت یا معقول طریقے پر فرض کیا جا سکے کہ اس کو فاترالعقل کی ذہنی حالت کا علم حاصل تھا۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو تحقیقات سے فاترالعقل ثابت ہوا ہو۔ ثبات عقل کی حالت میں بھی کوئی جائز دستاویز تحریر نہیں کر سکتا جس سے کوئی جائداد منتقل ہوتی ہو۔

ایک شخص جو نشے کی حالت میں معاہدہ کرتا ہے وہ بعد میں اس معاہدے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر وہ اس کی توثیق کر دے تو یہ معاہدہ اس پر قابل پابندی ہو جاتا ہے۔ ایک شخص نے نشے کی حالت میں بوقت نیلام یہ اقرار کیا کہ وہ مکانات اور اراضی خرید ے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے معاہدے کی توثیق کی اس کے بعد وہ اس معاملے پر پچتانے لگا اور جب اس معاہدے کی بنا پر دعوی کیا گیا تو اس نے جوابدہی یہ کی کہ وہ معاہدہ کرنے کے وقت نشے میں تھا۔ لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ اس کو ایک بار یہ موقع حاصل تھا کہ اس معاہدے کو فسخ کر دے لیکن اس کی توثیق سے وہ اب پابند ہو گیا ہے۔ (Martin, B.,) کہتے ہیں کہ "میرے خیال میں ایک مخمور شخص اپنے حواس میں آنے کے بعد اپنے معاملے کی تعمیل پر اصرار کر سکتا ہے اور اسی لئے وہ اس معاملے کو منظور کر سکتا ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اس کی تعمیل کا پابند بنائے۔

اس خصوص میں نصفت کے قواعد اور قانون عمومی میں مطابقت پائی جاتی ہے ایسے حالات کے تحت جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ نصفت کی عدالتیں ایک فاترالعقل یا

ایسے شخص کے خلاف تعمیل مخصص کی ڈگری صادر کریں گی جس نے نشے کی حالت میں معاہدہ کیا ہے اور انہی وجوہ پر ان کے معاہدات کو منسوخ کرنے سے انکار کریں گی۔

بابت ۱۸۹۳ء (Sale of Goods Act) کے تحت ایک فاتر العقل یا مخمور اگرچہ ذہنی قابلیت یا نشے کی وجہ سے معاہدہ کرنے کے ناقابل ہوتا ہے تاہم وہ "مماثل معاہدہ" کی بنا پر ان مایحتاج کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کو فروخت اور حوالے کی گئی ہوں۔

۵۔ منکوحہ عورتیں۔

۱۸۸۳ء سے پہلے دن کے معاہدات کالعدم تھے مستثنیات

یکم جنوری ۱۸۸۳ء تک یہ ایک قاعدہ بالکل صحیح تھا کہ ایک طفلِ کی طرح منکوحہ عورت کا معاہدہ کالعدم ہے۔ تاہم اس قاعدے کے مستثنیات بھی تھے۔ بعض صورتوں میں منکوحہ عورت جائز معاہدہ کر سکتی تھی لیکن وہ اپنے شوہر سے علیحدہ نہ دعویٰ کر سکتی تھی اور نہ اس پر دعویٰ ہو سکتا تھا بعض اور صورتوں میں وہ دعویٰ کر سکتی تھی مگر تنہا اس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور صورتوں میں وہ تنہا دعویٰ کر سکتی تھی اور اس پر دعویٰ بھی ہو سکتا تھا۔

(۱) منکوحہ عورت شخصی خدمات انجام دے کر معاہداتی حقوق حاصل کر سکتی تھی یا اس پر حق نالش منتقل ہو سکتا تھا۔ ایسی صورتوں میں شوہر اس نوعیت کے حقوق کو جو اس کی زوجہ کو حاصل ہوتے ہیں "حق قبضہ" میں تبدیل کر سکتا تھا لیکن تاوقتیکہ وہ کسی فعل سے یہ ظاہر نہ کرتا کہ اس کی نیت ان کو اپنے حقوق کی طرح استعمال کرنے کی ہے یہ حقوق زوجہ کی شخصیت کی طرح شوہر کی جائداد میں منتقل نہیں ہوتے تھے۔ اگر زوجہ شوہر کے انتقال کے بعد زندہ رہتی تو یہ حقوق اس پر منتقل ہو جاتے تھے یا اگر وہ اپنے شوہر کے حین حیات میں فوت ہو جاتی تو اس کے قائم مقامان پر یہ منتقل ہو جاتے۔

۲۔ شاہ انگلستان کی زوجہ میں کسی شئے کے عطا کرنے یا لینے کی قابلیت ہے اور قانون عامہ کے تحت اس پر بحیثیت ایک غیر منکوحہ عورت (teme sole) کے وہ دعویٰ کر سکتی اور اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے۔

قانونی موت طریقہ القانون ہونے سے وجود میں آتی ہے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کسی اور صورت میں بھی اس اصطلاح کا اطلاق ہوسکتا ہے	(۳) جو شخص قانوناً فوت (Civiliter mortuus) ہوتا ہے اس کی زوجہ کو بھی اسی قسم کے حقوق حاصل رہتے تھے۔ (۴) شہر لندن کا رواج ایک منکوحہ عورت کو تجارت کرنے کی اجازت دیتا تھا اور اس مقصد کے لئے وہ جائز معاہدات کرسکتی تھی اس بنا پر وہ دعویٰ کرسکتی ہے نہ اس پر دعویٰ ہوسکتا ہے۔ (بجز شہر کی عدالتوں کے) تا وقتیکہ اس کے شوہر کو بھی اس کے ساتھ فریق نہ بناتی۔ لیکن وہ اپنی تجارتی ذمہ داریوں میں اپنے شوہر کو شریک نہیں کرسکتی تھی (۵) قانون نالشات طلاق و ازدواج بابت ۱۸۵۷ء سے اس عام قاعدے کے

مستثنیات کا ایک مجموعہ وجود میں آگیا۔ (قانون مذکور جزءً تبدیل ہوگیا ہے)

طلاق۔	ایک عورت جو اپنے شوہر سے طلاق پاتی ہے اس کی حیثیت غیر منکوحہ (feme sole) سی ہوجاتی ہے۔
عدالتی علحدگی بذریعہ عدالت	علحدگی جب بذریعہ عدالت عمل میں آتی ہے تو اس کے نافذ رہنے تک معاہدہ افعال ناجائز و مضرت اور اس کے دعویٰ کرنے یا اس پر دعویٰ کئے جانے کے اغراض کے واسطے زوجہ

کی حیثیت ایک غیر منکوحہ کی سی متصور ہوتی ہے۔ دفعات ۲۵-۲۶۔

چھوڑ دینا	اور جب شوہر زوجہ کو چھوڑ دے اور زوجہ کو مجسٹریٹ یا عدالت سے حکم حفاظت حاصل ہوجائے تو جائداد اور معاہدات کے

متعلق اور اس کے دعویٰ کرنے یا اس پر دعویٰ کئے جانے کی حد تک اس کی وہی حیثیت ہے جو بذریعہ عدالت علحدگی حاصل کرنے کی صورت میں قانون ہذا کے تحت ہوتی ہے۔ دفعہ ۲۱۔

ان احکام علحدگی کا بھی وہی اثر ہوتا ہے جو قانون اختیار سرسری

لہ قانونی موت قانونی حقوق سے محروم کئے جانے پر وقوع میں آتی ہے۔ یہ امر مشکوک ہے کہ آیا کوئی اور ایسے حالات ہیں جن پر اس لفظ کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

(منکوحہ عورتیں) بابت ۱۸۹۵ء اور دفعہ (۵) قانون اجازت ازدواج بابت ۱۸۹۵ء کے تحت صادر ہوتے ہیں۔

علٰحدگی کے معاہدات

(۶) منکوحہ عورت کی یہ قابلیت کہ اپنے شوہر سے یہ معاہدہ کرے کہ وہ علٰحدہ زندگی بسر کریں گی، اور اس کارروائی میں مصالحت کر لی جائے گی جو عدالت طلاق میں شروع ہو گئی ہو یا اس کی دھمکی دی گئی ہو موخر الذکر استثنا کے مماثل ہے لیکن کسی قانون موضوعہ (statute) پر مبنی نہیں ہے۔ تمام معاہدات کی حد تک جو اس قسم کے معاملے سے پیدا ہوتے ہیں زوجہ کو غیر منکوحہ کی حیثیت دی جاتی ہے۔

بلحاظ نصفت علٰحدہ جائداد

(۷) منکوحہ عورت کی "ذاتی جائداد" کو نصفت اور قانون نے ایسی جائداد قرار دیا ہے جس کے متعلق اور جس کی حد تک وہ معاہدات کر سکتی ہے۔

ذاتی جائداد کا نظریہ چانسری میں پیدا ہوا۔ شخصی اور غیر منقولہ جائداد منکوحہ عورت کے ذاتی استعمال کے لئے اس کے شوہر سے علٰحدہ بطور امانت رکھی جا سکتی ہے یا خود شوہر کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ ایسی جائداد کے متعلق جس کا وہ قانون عمومی میں شوہر کی حیثیت سے مستحق ہوتا ہے۔ اپنی زوجہ کے امین کی طرح کام کرے بعض وقت یہ جائداد اس کو اس شرط سے بطور تملیک دی جاتی تھی کہ وہ قبل حصول حق اس پر تصرف نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں وہ آمدنی کو تصرف میں لا سکتی ہیں نہ تو نفس جائداد (Corpus of the property) کو چھو سکتی تھی اور نہ آمدنی پر آیندہ حقوق عائد کر سکتی تھی۔ لیکن جہاں ایسی قید عائد نہ ہوتی ہو تو حقوق و مرافق محصلہ کی حد تک عدالتہائے نصفت یہ قرار دیتی ہیں کہ منکوحہ عورت کو انتقال حقیت اور معاہدہ کرنے کا اختیار ہے۔

لیکن ایسی جائداد کے متعلق نہ تو وہ دعوی کر سکتی ہے اور نہ اس پر دعوی کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی شخص کو معاہدے کا پابند کر سکتی ہے بجز اس جائداد کے جو ذمہ داریوں کے پیدا ہونے کے وقت اس کے واقعی قبضے اور اقتدار میں تھی۔

ذاتی جائداد قانون میں۔

قانون جائداد منکوحات بابت ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۴ء نے جائداد کی مختلف صورتوں کو منکوحہ عورتوں کی ذاتی جائداد قرار دیا ہے اور ان کو اس جائداد کے متعلق نالش کرنے کا اختیار دیا ہے اور ان کی حفاظت کے لئے اسی طرح تمام فوجداری اور دیوانی چارۂ کار عطا کیا ہے جو انھی حالات کے تحت ایک غیر منکوحہ عورت کو حاصل ہوتے ہیں ان قوانین کے تحت ایک منکوحہ عورت اپنی مہارت اور محنت کو استعمال کرنے کے لئے معاہدہ کرسکتی ہے اور اس کے متعلق خود اپنے نام سے نالش بھی کرسکتی ہے۔ پس اس طرح ایک قانونی ذاتی جائداد تشکیل پاگئی جو امنا کو حاصل نہ ہوتی تھی اور جس کے متعلق ایک منکوحہ عورت اپنے شوہر سے علیحدہ دعوی کرسکتی تھی۔ لیکن اس جائداد کی نوعیت محدود ہوتی تھی اور منکوحہ عورت کسی ایسی نالش کی جوابدہی نہ کرسکتی تھی جو اس کے متعلق دائر ہوتی تھی۔ یہ ضروری تھا کہ اس کا شوہر بھی بہ حیثیت ایک فریق کے شریک کیا جائے۔

قانون جائداد منکوحات بابت ۱۸۸۲ء نے قوانین بابت ۱۸۷۰ء کو منسوخ کردیا لیکن ان قوانین کے نفاذ کے زمانے میں جو حقوق حاصل ہوتے تھے یا جو افعال صادر کئے گئے تھے اس سے مستثنیٰ رہے۔ اس کا اثر (۱) ہر عورت پر پڑا جس کا ازدواج یکم جنوری ۱۸۸۲ء کے بعد ہوا۔

ہر عورت پر جس کا ازدواج یکم جنوری ۱۸۸۳ء سے پہلے ہوا ہو۔ اس جائداد اور حق نالش کی حد تک پڑا جو اس تاریخ کے بعد حاصل ہوتے ہوں۔

دفعہ (۱) ہم اس کے اثر کا جہاں تک کہ ہمارے موجودہ مقاصد سے اس کا تعلق ہے حسب ذیل اختصار پیش کرتے ہیں۔

تمام جائداد خواہ غیر منقولہ ہو یا شخصی قبضے میں ہو۔ اس کی حقیت عودی حاصل ہو یا حقیت بقیہ، محصلہ ہو یا مشروط عورت کو ازدواج سے پہلے حاصل ہوئی ہو یا بعد وہ اس کی ذاتی جائداد ہے۔ وہ اسی جائداد کو بغیر امنا کی مداخلت کے ایک غیر منکوحہ کی حیثیت سے اپنی ذاتی جائداد کی طرح بذریعہ وصیت یا کسی اور طریقے سے حاصل اور منتقل کرسکتی ہے۔

دفعہ (۲) ایک منکوحہ عورت اپنی ذاتی جائداد کے متعلق اور اس کی

حد تک معاہدہ کر سکتی ہے۔ اور ایک غیر منکوحہ کی طرح اپنے آپ کو ذمہ دار قرار دے سکتی ہے۔ ایسے معاہدات کے متعلق وہ تنہا دعویٰ کر سکتی اور اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے۔

قانون جائداد منکوحہ بابت ۱۸۹۳ء کے تحت ہر ایک معاہدہ جو ایک منکوحہ عورت کی جانب سے بجز کارندے کی حیثیت کے اور طرح عمل میں آئے۔ اس کی ذاتی جائداد پر قابل پابندی ہوتا ہے۔ ایسے معاہدے کی پابندی اس ذاتی جائداد پر بھی عائد ہوتی ہے جو وقوع معاہدہ کے بعد حاصل ہوتی ہے خواہ معاہدہ کرتے وقت اس کے قبضے میں کوئی جائداد نہ ہو۔

دفعہ (۲) آخر الذکر قانون ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء کے اثر کو دو طرح وسیع کر دیتا ہے (۱) اس ایکٹ کے تحت عدالت منکوحہ عورت کی ذاتی جائداد کو پابند کرنے یا نہ کرنے کے لئے اس کی نیت کے متعلق نتائج اخذ کر سکتی ہے۔ ۱۸۹۳ء کے بعد سے ایسی جائداد کو پابند کرنے کی نسبت کا وجود فرض کر لیا جاتا ہے اور اس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ (۲) ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء کی اس طرح تعبیر کی گئی ہے کہ منکوحہ عورت کا اپنی ذاتی جائداد کو پابند کرانے کا اختیار ایسی جائداد پر منحصر ہے جو تاریخ معاہدہ پر موجود ہو۔ ترمیم کنندہ ایکٹ ان تمام معاہدات کے متعلق جو ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء کے بعد وقوع میں آئیں۔ ذاتی جائداد کو (جب حاصل ہو) پابند کرتا ہے خواہ تاریخ معاہدہ پر یہ جائداد منکوحہ عورت کے قبضے میں ہو یا نہ ہو۔

Paquin بنام **Beauclerk** کے مقدمے میں "بجز کارندے کی حیثیت کے کسی اور طرح" کے الفاظ پر غور کیا گیا ہے۔ یہاں یہ تجویز کی گئی ہے کہ ایک منکوحہ عورت جس کو درحقیقت اپنے شوہر سے یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ تاجر سے اس کے کارندے کی حیثیت سے لین دین کرے تو اس کی ذاتی جائداد خواہ موجود ہو یا آئندہ قابل پابندی نہیں ہوتی گو اس کی حیثیت کارندگی سے وہ تاجر بالکل لاعلم رہے جس سے یہ لین دین کرتی ہے۔

قبل حصول حق تصرف سے باز رکھنا۔

ایکٹ بابت ۱۸۹۳ء جو وسیع ذمہ داری عائد کرتا ہے اس کا اثر ایسی جائداد پر نہیں پڑتا جس کے متعلق ایک منکوحہ عورت کو قبل حصول حق تصرف سے منع کیا گیا ہو۔ جب کوئی جائداد کسی منکوحہ عورت کو اس شرط سے بطور تملیک دی جائے کہ وہ قبل حصول حق تصرف نہیں کر سکتی تو پھر وہ اس جائداد کو اپنے معاہدات کے ایفا کے لئے پیشتر ہی سے ذمہ دار نہیں بنا سکتی کیونکہ یہ ایکٹ صریح طور پر اس قسم کی ذمہ داری سے اس جائداد کو محفوظ رکھتا ہے جس کے متعلق منکوحہ عورت کو وقوع معاہدہ کے وقت یا اس کے بعد قبل حصول حق تصرف سے باز رکھا گیا ہو۔

یہ صحیح ہے کہ ایسی جائداد کی آمدنی جس کے متعلق قبل حصول حق تصرف سے باز رکھا گیا ہو ایک منکوحہ عورت کو واجب الوصول ہو جائے تو وہ اس کی بلا شرکت غیرے ذاتی جائداد ہے اور وہ جس طرح چاہے اس کو استعمال کر سکتی ہے۔ ایسا کرنے سے یہ کہا جا سکتا کہ وہ قبل حصول حق تصرف کر رہی ہے اگر یہ آمدنی فی الواقع اس کو ادا نہ کی جائے بلکہ امین کے ہاتھ ہی میں رہے تو تب بھی یہی صورت ہوگی۔ اگر اسی آمدنی کو اس امتناع سے آزاد کیا جائے تو پھر بھی اس سے اس ڈگری کی ادائی نہیں ہو سکتی جو ایسے معاہدے کے متعلق صادر ہوتی ہو جو اس آمدنی کے واجب الوصول ہونے سے پہلے عمل میں آیا تھا۔ اور جب کہ وہ قبل حصول حق تصرف نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے خلاف کہنا گویا اس کے برابر ہے کہ معاہدہ کرتے وقت وہ اس آمدنی کا قبل حصول حق تصرف کرنے کے قابل تھی۔ لہذا اس امر کے تعین کے لئے منکوحہ عورت کی کونسی جائداد ہے جس سے اس ڈگری کا ایفا ہو سکتا ہے جو اس کے معاہدے کے متعلق صادر ہوتی ہے صحیح تاریخ معاہدے کی تاریخ ہے نہ کہ صدور ڈگری کی۔

یہ امتناع اس بیان سے رفع نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے دست برداری کی گئی ہے خواہ یہ نیک نیتی سے کیا جائے یا اور کسی طرح۔ اور نہ فسخ ازدواج کے بعد اس جائداد کی حفاظت اٹھائی جا سکتی ہے جس کے متعلق تاریخ معاہدہ پر یا اس کے بعد منکوحہ عورت کو قبل حصول حق تصرف سے باز رکھا گیا ہو۔

ذمہ داری کی نوعیت

لیکن ایک منکوحہ عورت اپنے آپ کو جس ذمہ داری کے تابع کرسکتی ہے وہ شخصی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اس وقت تک وجود میں نہیں آسکتی جب تک کہ ذاتی جائداد نہ ہو اور اس کی وسعت ذاتی جائداد سے آگے نہیں ہوتی۔

شخصی نہیں ہے دفعہ (۱۵)

جب ایک مشترکہ ڈگری شوہر اور زوجہ کے خلاف دی جائے۔ تو یہ شوہر کی ذات کے اور زوجہ کی ذاتی جائداد کے خلاف صادر ہوگی۔ اور ایک منکوحہ عورت (تاوقتیکہ وہ تجارت یا کاروبار نہ کرتی ہو[1]) دیوالیہ نہیں قرار دی جاسکتی۔ اور اگر تحت دفعہ (۲) قانون بابت ۱۸۸۲ء کے تحت اس کے خلاف کسی رقم کی ادائی کے لئے ڈگری صادر ہو تو اس کو حسب منشاد فعہ (۵) قانون مدیونان بابت ۱۸۸۲ء محبس میں نہیں رکھا جاسکتا۔ قانون مدیونان کا تعلق ایسے اشخاص سے ہے جن کے ذمے کوئی قرضہ واجب الادا ہو لیکن ہرجہ و خرچہ جو ایک منکوحہ عورت سے واجب الوصول ایسا قرضہ نہیں ہے جو اس کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس کی ادائی اس کی ذاتی جائداد سے ہوگی نہ کہ کسی اور طرح"

اس کے آگے ایک منکوحہ عورت کے خلاف جو ڈگری صادر ہوتی ہے اس کی نوعیت بالکل اس ڈگری کی سی ہے جو ایک غیر منکوحہ عورت کے خلاف صادر ہو۔ ڈگری اس کے خلاف ہوتی ہے"۔ یہ واقعہ کہ ڈگری کی تعمیل اس کی ذاتی جائداد کی حد تک محدود ہے۔ ایسا نہیں ہے جو اس ڈگری کو اس کے خلاف ہونے سے روکے"

[1] ایک منکوحہ عورت جو تجارت یا کاروبار کرتی ہو۔ خواہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو یا نہ ہو۔ اب تحت دفعہ ۱۲۵ قانون دیوالیہ بابت ۱۹۱۴ء قوانین دیوالیہ کے صریح طور پر ایک غیر منکوحہ عورت کی طرح تابع کردی گئی ہے ان قوانین میں یہ بھی محکوم ہے کہ دیوالیہ کی کارروائی کے لئے کوئی ڈگری یا حکم اس کے خلاف اس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے کہ گویا یہ زر ڈگری یا اس رقم کو ادا کرنے کی ذاتی طور پر پابند ہے جس کی ادائی کا حکم دیا گیا ہے۔

قرضہ جات قبل از دواج

شادی سے قبل کے قرضہ جات کے متعلق منکوحہ عورت کی حیثیت پر یہاں ایک اجمالی نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ قانون عامہ میں شوہر ایسے قرضہ جات کے متعلق اپنی پوری جائداد کی حدتک ذمہ دار تھا خواہ وہ ان کے وجود سے واقف رہے یا نہ رہے اور خواہ اس کو اپنی زوجہ سے کوئی جائداد ملے یا نہ ملے لیکن اس پر تنہا نالش نہیں کی جاسکتی تھی اور زوجہ کی وفات پر اس کی ذمہ داری ختم ہوجاتی تھی۔ ایکٹ بابت ۱۸۷۰ء کے بعد سے وہ صرف اس جائداد کی حدتک ذمہ دار ہے جو اس کی زوجہ سے بوقت ازدواج حاصل ہوتی ہے۔ لیکن تنہا اس پر نالش ہوسکتی ہے خواہ اس کی زوجہ زندہ رہے یا فوت ہوجائے۔ اس کے برخلاف دائن اگر چاہے تو صرف زوجہ پر یا شوہر و زوجہ دونوں پر نالش کرسکتا ہے، آخرالذکر صورت میں ڈگریاں علیحدہ علیحدہ صادر ہوں گی۔ زوجہ کے خلاف جو ڈگری صادر ہوگی اس کا تعلق صرف اس کی ذاتی جائداد سے ہوگا۔ اگر زوجہ کے خلاف پیشتر ہی سے کوئی ڈگری صادر ہوچکی ہو تو یہ بعد میں شوہر کے خلاف کارروائی کرنے کے مانع نہیں ہے کیونکہ شوہر کی ذمہ داری زوجہ کے ساتھ مشترکہ ذمہ داری نہیں ہے بلکہ خود اس کی ایک شخصی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کا ایفا کرنے کے بعد وہ اپنی زوجہ کی ذاتی جائداد سے معاوضہ پانے کا مستحق ہے۔ دفعہ ۱۴

ایک منکوحہ عورت جو جائداد اور قرضہ جات پر قابض ہو وہ شادی کے بعد قرضہ جات سے گریز کرنے کے لئے اپنی جائداد کو خود اپنے حقوق میں بلا اختیار تصرف بطور تملیک منتقل نہیں کرسکتی۔ ایسی جائداد جس پر شادی سے پہلے ملکیت حاصل ہو ان قرضہ جات کی پابند ہوگی جو شادی سے پہلے حاصل کئے گئے ہوں۔ گو یہ جائداد بوقت ازدواج بطور تملیک دی گئی ہو۔ مختصر یہ کہ قوانین بابت ۱۸۸۲ء اور ۱۸۹۳ء منکوحہ عورت کے معاہدہ کرنے کی قابلیتوں کو دو طرح وسیع کرتے ہیں۔

قانون موضوعہ کے نتائج

اب ازدواج کی مالکانہ ناقابلیت کو مستلزم نہیں ہے ہر جائداد جو ایک عورت کی ملک ہوتی ہے اس وقت بھی اسی کی ملک ہوتی ہے جب وہ شادی کرتی ہے اور وہ جائداد بھی جو وہ بعد میں حاصل کرتی ہے اسی کی ہوتی ہے تاوقتیکہ وہ ان کے ہاتھوں میں اس

شرط کے ساتھ نہ دے دی جائے کہ قبل حصول حق تصرف نہیں ہو سکتا۔ ذاتی جائداد کے دائرے کو بہت کچھ وسیع کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ عورت کے معاہدہ کرنے کی قابلیت بھی وسیع ہو گئی ہے قانون ہذا کے اس حکم کے ذریعے اس وسعت کو پوری طرح نافذ کیا گیا ہے کہ آیندہ اور موجودہ ذاتی جائداد اور ایفاء معاہدہ کی ذمہ دار قرار دی گئی ہے۔

اس حکم کے ذریعے جو منکوحہ عورت کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ تنہا نالش کرے اور اس پر نالش کی جائے ان حقوق اور ذمہ داریوں کے نفاذ میں سہولت پیدا کی گئی ہے جو اس طرح وسیع کی گئی ہیں۔



باب ششم

رضامندی کی حقیقت

انعقاد معاہدہ میں ایک دوسرا پہلو جو غور طلب ہے وہ رضامندی کی اصلیت یا حقیقت ہے اور یہاں بھی یہی سوال مختلف صورتوں میں پیش آتا ہے کہ (ایک بادی النظر اقرار میں جس میں صورت یا بدل کا عنصر موجود ہو اور جو ایسے فریقین کے مابین وقوع میں آیا ہو جو معاہدہ کرنے کے قابل ہوں) آیا رضامندی دونوں یا کسی ایک کی جانب سے ایسے حالات کے تحت دی گئی ہے جس سے نیت کا حقیقی اظہار نہیں ہوتا۔

اس سوال کا جواب مندرجۂ ذیل کسی ایک وجہ کی بنا پر اثبات میں دیا جاسکتا ہے۔

غلطی (۱) فریقین کا منشا ایک نہ ہو یا ایک یا دونوں فریقین کا منشا ایک ہونے کے باوجود شئے معاہدہ کے متعلق انھوں نے غلط نتائج اخذ کئے ہوں۔ یہ غلطی ہے۔

غلط بیانی (۲) کسی ایک فریق کا دوسرے فریق کے ایسے بیانات سے جو نیک نیتی سے کئے گئے ہوں یا ایسے واقعات کی بنا پر جن کا نیک نیتی سے نتیجہ اخذ کیا گیا ہو۔ شئے معاہدہ کے متعلق غلط نتائج اخذ کرنا یہ سادہ غلط بیانی ہے۔

فریب (۳) یہ غلط نتائج فریق ثانی کے ایسے بیانات سے اخذ کئے گئے ہوں۔ جو ان کے غلط ہونے کا علم رکھتا تھا اور دھوکا

دینا چاہتا تھا۔ یہ بالارادہ غلط بیانی یا فریب ہے۔

جبر (۴) کسی ایک فریق نے دوسرے فریق کی رضامندی تشدد یا تشدد کی دھمکی سے حاصل کی ہو یہ جبر ہے۔

داب ناجائز (۵) حالات ایسے ہوں کہ ایک فریق میں اتنی اخلاقی کمزوری ہو کہ دوسرے فریق کے ارادے کی مزاحمت نہ کر سکے لہذا اس کی رضامندی نیت کا حقیقی اظہار نہیں ہے یہ داب ناجائز ہے

ا۔ غلطی

نیت کی غلطی مختلف ہے غلطی کی بحث میں جو پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ ان تمام عنوانات کو خارج کر دیا جائے جو اگرچہ اس موضوع سے بالخصوص تعلق رکھتے ہیں لیکن غلطی سے اس طرح متعلق نہیں ہوتے کہ معاہدے کو ناجائز کر دیں۔

اظہار کی غلطی سے غلطی اظہار اولاً ہمیں ان مقدمات کو علٰحدہ کر دینا چاہئے جن میں فریقین فی الحقیقت گو متفق ہوتے ہیں الفاظ مستعملہ اپنا اصلی مفہوم ظاہر نہیں کرتے ایسی صورت میں توضیح کی اجازت دی جاتی ہے یا عدالتیں ان کی غلطی کی اصلاح کرنا چاہتی نہیں۔ لیکن یہ اظہار کی غلطی ہے اور اس کا تعلق معاہدے کی تعبیر سے ہے نہ کہ انعقاد سے۔

ثانیاً ہمیں ان مقدمات کو جدا کر دینا چاہئے جن میں بہ ظاہر کوئی اقرار ہی نہیں ہوتا کیونکہ ایجاب اور قبول میں کوئی مطابقت ہی نہیں ہوتی۔

غلط بیانی ثانیاً ہمیں ان تمام مقدمات کو علٰحدہ کر دینا چاہئے جن میں ایک فریق کی رضامندی دوسرے فریق کے غلط بیان سے متاثر ہوئی ہو خواہ یہ غلط بیانی نیک نیتی سے کی جائے یا فریب سے یا یہ رضامندی فریق ثانی کے جبر یا تشدد سے حاصل کی گئی ہو۔

سقوط بدل

آخر میں ہمیں ان تمام مقدمات کو بھی علٰحدہ کر دینا چاہیے جن میں ایک شخص کی جانب سے دوسرے شخص کی تعمیل معاہدہ کی قوت یا تعمیل معاہدہ کو ناممکن کر دیا جاتا ہے۔ یہ آخری موضوع تعمیل معاہدہ سے متعلق ہے اس کا ذکر یہاں صرف اس لئے کرنا پڑا کہ دقیق النظر اور فاضل مصنفین غلطی اور سقوط بدل کو عادۃً مخلوط کیا کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص یہ بیان کرے کہ ایک معاہدے کی جس کا وہ فریق تھا) اسی طرح تعمیل نہیں ہوئی جس طرح کہ اس کو توقع تھی یا یہ کہ معاہدے کی کلیتہً تعمیل نہ ہوئی تو سوال یہ نہیں ہے کہ آیا اس نے کوئی معاہدہ کیا تھا (کیونکہ اس نے صریحًا ایسا کیا ہے) بلکہ یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا معاہدے کے الفاظ سے اس کا دعویٰ حق بجانب سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں۔

اس شخص پر (جو یہ جانتا ہو کہ معاہدے کی نوعیت کیا ہے اور وہ کس سے معاملہ کر رہا ہے) خود اس امر کا الزام ہوگا کہ شرائط معاہدہ سے فریق ثانی بر تعمیل کی یا خلاف ورزی کی صورت میں ہرجے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوئی۔

اور اگرچہ ان الفاظ سے وہ مفہوم ظاہر نہ ہوتا ہو جو وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا اپنے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے موزوں الفاظ کے انتخاب میں ناکام رہنا غلطی نہیں ہے، اگر ایسا ہو تو معاہدہ نہ ہوگا بلکہ فریقین کی نیت کا ایک سرسری خاکہ ہے جس کی توضیح مابعد کے واقعات کی روشنی میں کرنی پڑے گی اور عدالت و جوری کو اس کی اصلاح کرنی ہوگی۔

ہمیں یہ فرض کر لینا چاہیئے کہ معاہدے کے الفاظ فریقین کی نیت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اگر تعمیل معاہدے کے الفاظ کے مطابق نہ ہو یا شئے معاہدہ یا وہ شرائط جن کے مطابق تعمیل ہوئی چاہیئے ایسے نہ ہوں جیسے فریقین چاہتے تھے تو پھر بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ فریقین کے حقوق "غلطی" سے متاثر ہوئے ہیں ہر ایک دیانت دار آدمی جو معاہدہ کرتا ہے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اور فریق ثانی اپنی ذمہ داری کی تعمیل کرنے کے قابل ہے اور تعمیل کرے گا۔ ایسی توقعات کا پورا نہ ہونا غلطی نہیں کہلایا جا سکتا اور نہ ہر نقص معاہدہ میں غلطی مضمر ہوگی حالانکہ وقوع معاہدہ کے وقت فریقین کی یہ نسبت نہیں ہوتی کہ معاہدہ توڑا جائے۔

ذی اثر غلطی کی صورتیں

ہمیں غلطی کی صرف دو صورتوں سے تعلق ہے یعنی وہ جن میں دونوں فریق نے ایک خاص واقعے کو جو نفس معاہدہ سے متعلق ہو غلطی سے صحیح باور کر کے معاہدہ کیا ہو اور وہ صورتیں جن میں بہ ظاہر فریقین متفق نظر آتے ہوں لیکن پھر بھی قانون اس معاہدے کو کالعدم سمجھتا ہے کیونکہ ان کی رضامندی میں مطابقت نہیں ہے۔

وہ صورتیں جن میں غلطی معاہدے پر اثر ڈالتی ہے اس عام قاعدے کی کمیاب مستثنیات ہیں کہ ہر شخص اس اقرار کا پابند ہے جس کے متعلق اس نے صریحی طور پر رضامندی ظاہر کی ہو جو دروغ، جبر یا تشدد سے متاثر نہ ہوئی ہو، وہ اقرار کے تمام خارجی علامات کو ظاہر کرے تو قانون یہ قرار دے گا کہ اس نے اقرار کیا ہے۔

یہ معلوم ہو جائے گا کہ جہاں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ غلطی معاہدے کو ناجائز کر دیتی ہے تو ایسی غلطی بعض اوقات شخص ثالث کے فعل سے وقوع میں آتی ہے اور بعض اوقات فریقین معاہدہ میں سے کسی ایک کی بددیانتی کی وجہ سے لیکن ایسی صورتیں بہت ہی کم ہیں جہاں درحقیقت دونوں فریقین سے غلطی وقوع میں آئے یہ حالات جن کے تحت غلطی اثر کرتی ہے وہ ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے وجود میں آتے ہیں۔

شخص ثالث کا فعل

دو فریقین میں سے ایک شخص ثالث کے فریب یا غفلت سے ایسے تعلقات پیدا کئے جاتے ہیں جو بہ ظاہر معاہداتی تعلقات ہوتے ہیں ایک فریق کو ایک ایسے معاملے کی ترغیب دی جاتی ہے جس سے یہ ناواقف ہے یا وہ اس کے لئے ناقابل قبول ہے۔

ایک فریق کی بددیانتی

یا دو فریقوں میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے یہ جان کر اقرار کرتا ہے کہ یہ شخص اس کی شناخت کے متعلق غلطی کر رہا ہے یا یہ جان کر کہ وہ اقرار کے الفاظ سے ایک معنی لے رہا ہے اور دوسرا فریق اس سے کچھ مختلف اور جداگانہ مفہوم لے رہا ہے۔

شناخت کے متعلق یا شئے معاہدہ کے متعلق غلطی

ایسی صورت میں بھی جہاں دونوں فریقین سے غلطی ہوتی ہے جہاں فریقین ایسی شئے کے متعلق معاہدہ کرتے ہیں جو موجود نہ ہو یا

وہ ایک دوسرے کی شناخت یا شے معاہدہ کے متعلق غلطی کر رہے ہوں غلطی کی ان تین صورتوں کی تشریح نظائر سے ہوسکتی ہے اس کے آگے قانون ان لوگوں کی مدد نہیں کرتا جن کی رائے انھیں گمراہ کرتی ہے بجز اس کے کہ دوسرے فریق معاہدہ کے فریب یا غلط بیانی سے ان کی رائے متاثر ہوتی ہو۔ یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ صورتیں جو ذیل میں درج ہیں ان تینوں عنوانات میں سے کسی ایک کے تحت آتی نہیں۔

(۲ الف) معاہدے کی نوعیت یا اس کے وجوہ کے متعلق غلطی

شخص ثالث کا فعل یہ فرض کرنا دشوار ہے کہ بجز شخص ثالث کے دروغ یا بے احتیاطی کے سوا کسی اور طرح اس قسم کی غلطی ہوسکتی ہے مدالتیں کسی شخص کو جس نے معاہدہ کیا ہے اس کی تعمیل سے اس بنا پر گریز کرنے کی اجازت نہ دیں گی کہ اس نے ان شرائط کو نہیں سنا جو خود اس نے یا فریق ثانی نے استعمال کئے تھے یا اس نے دستاویز معاہدہ کو نہیں پڑھا یا یہ کہ اس کے مضمون کے متعلق اس کو غلط اطلاع دی گئی تھی یا اس نے اس کو غلط ایک صورت سمجھا۔ اسی طرح ایک شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایسی صورت کبھی پیدا نہیں ہوئی ایک شخص جو ایجاب یا قبول کا خط ڈاک میں ڈالتا ہے جس کو خود اس نے لکھا ہے وہ اس بنا پر معاہدے سے بری نہیں ہو سکتا کہ خط لکھنے کے بعد اس کا خیال پلٹ گیا تھا اور اس نے غفلت سے خط کو ڈاک میں ڈال دیا۔

فریب جو نظائر شائع ہوئے ہیں وہ ایسی ہیں جن میں شخص ثالث کے فریب سے معاہدے اس معاہدے کی نوعیت کے متعلق غلطی کی ہے جس کو وہ منعقد کر رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ معاہد لہ نے یہ یقین کر لیا کہ معاہدے کے فریق دوم کی نسبت معاہدہ کرنے کی ہے حالانکہ اس کی یہ نسبت نہیں تھی (Thoroughgood) کے مقدمے میں ایک جاہل شخص نے ایک دستاویز کی

تکمیل تھی اور اس سے بیان کیا گیا تھا کہ یہ دستاویز بقایائے لگان کی بے باقی ہے۔ درحقیقت وہ تمام دعاوی سے برات کے متعلق تھی۔ یہ دستاویز اس کو پڑھ کر نہیں سنائی گئی لیکن جب اس سے کہا گیا تھا کہ اس کا تعلق بقایائے لگان سے ہے تو اس نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو میں مطمئن ہوں" اور دستاویز کی تکمیل کر دی۔ تجویز کی گئی کہ دستاویز کالعدم ہے

شخص ثالث کا فعل

Foster بنام Mackinnon کے مقدمے میں ایک بوڑھا ضعیف البصر شخص مسمی Mackinnon کو ایک تین ہزار پونڈ کی بل آف اکسچینج پر عبارت ظہری لکھنے کی ترغیب دی گئی اور اطمینان یہ دلایا گیا کہ وہ ایک ضمانت ہے بعد میں اس ہنڈی پر Foster کے حق میں مع بدل عبارت ظہری لکھی گئی اور اس نے Mackinnon پر نالش کی۔ جوری نے یہ تجویز کی کہ Mackinnon کی جانب سے کوئی غفلت نہیں ہوئی اور گو Foster نے فریب کا ارتکاب نہیں کیا یہ قرار دیا گیا کہ وہ رقم وصول نہیں کر سکتا۔

اُصول اور نظائر کے لحاظ سے یہ بالکل واضح ہے کہ اگر ایک نابینا شخص یا ایسے شخص کو جو پڑھ نہ سکتا ہو یا کسی وجہ سے پڑھنے سے اجتناب کرتا ہو (جس میں غفلت شامل نہیں ہے) کوئی تحریری معاہدہ غلط طریقے پر پڑھ کر سنایا جائے اور پڑھنے والا اس کو اس حد تک غلط پڑھتا ہے کہ یہ تحریری معاہدہ اس معاہدے سے بالکل مختلف ہو جاتا ہے جو اس کاغذ سے پڑھ کر سنایا جاتا ہے اور ایک نابینا یا ان پڑھ آدمی اس پر دستخط کر دیتا ہے تو اس میں کم از کم کوئی غفلت نہ ہو تو جو دستخط اس طرح حاصل کئے جاتے ہیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ محض فریب کی بنا پر اگر فریب موجود ہو، ناجائز نہیں ہوتا بلکہ اس بنا پر کہ دستخط کرنے والے کا ذہن دستخط کا ساتھ نہیں دیتا بہ الفاظ دیگر اس کی نسبت اس معاہدے پر دستخط کرنے کی نہیں تھی جس پر اس کے دستخط ثبت ہیں۔ لہذا قانون کی حد نظر میں اس نے دستخط کئے ہی نہیں"۔

Lewis بنام Clay کے مقدمے کا بھی انھی دلائل کی بنا پر فیصلہ کیا گیا ہے Lewis ایک پرامیسری نوٹ کا پابندۂ زر تھا جس کی تکمیل Clay اور Lord William Nevil نے مشترکہ طور پر کی تھی Clay کو ایک کاغذ پر

دستخط کرنے کی ترغیب دی گئی اور بجز اس حصۂ کاغذ کے جہاں اس نے دستخط کئے باقی حصہ جاذب سے ڈھکا ہوا تھا Nevill نے اس سے کہا کہ یہ دستاویز خانگی معاملات سے متعلق ہے اور اس کے دستخط بہ حیثیت ایک گواہ کے مطلوب تھے جوری نے تجویز کی کہ اس نے ایک بیجا اعتماد کی بنا پر لیکن بغیر کسی غفلت کے دستخط کئے۔ اور لارڈ رسل چیف جسٹس نے اس سوال سے قطع نظر کر کے جو اس دستاویز کی نوعیت سے با قانون بل آف اکسچینج بابت ۱۸۸۲ء کی تعبیر سے پیدا ہوتا ہے یہ تجویز کی کہ وہ اس وجہ سے ذمہ دار نہیں ہے کہ "اس کا ذہن اس معاملے کا کبھی ساتھ نہیں دیتا" بلکہ بذریعۂ فریب اس بیان سے اس کی رہنمائی ایک دوسرے راستے کی طرف ہوئی کہ وہ محض ایک دستاویز کا گواہ بن رہا ہے۔

دونوں نظائر محولۂ بالا میں چند خصوصیات مشترک ہیں۔ ہر ایک مقدمے میں ایک ایسے شخص ثالث کے فریب سے دو فریقین میں معاہداتی تعلقات پیدا ہو گئے تھے جس نے دونوں میں سے کسی ایک فریق سے معاہدے کی نوعیت کے متعلق غلط بیانی کی تھی۔ ہر ایک مقدمے میں جو دستاویز زیر بحث تھی وہ دستاویز قابل بیع و شرئ تھی۔ ہر ایک مقدمے میں جوری نے یہ تجویز کی تھی کہ فریب خوردہ فریق کی جانب سے امدادی غفلت نہیں ہوئی تھی

Carlisle Banking Co بنام Bragg ایک بعد کے مقدمے میں ایک موضوع پر عدالت مرافعہ نے بحث کی ہے۔ اس مقدمے کے واقعات گزشتہ مقدمات سے دو امور میں مختلف تھے۔ Bragg نے جس دستاویز پر دستخط کئے تھے وہ ایک ضمانت نامہ تھا جس کے اعتماد پر مدعیان کو رقم دی گئی تھی اور جوری نے یہ تجویز کی کہ Bragg نے اس فریب کا سراغ لگانے میں غفلت کی جس سے اس کو دستخط کرنے کی ترغیب ہوئی۔

عدالت نے تجویز کی کہ غفلت اس کو اس امر سے انکار کرنے میں مانع نہ ہو گی کہ اس کا ذہن دستخط کا ساتھ دیتا تھا تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو سکے کہ وہ معاہدے کے فریق ثانی کے کسی وجوب کے تابع تھا۔

دستاویزات قابل بیع و شرئ اس قاعدے کے مستثنیات تصور کئے جاتے ہیں۔

کیونکہ دستاویز قابل بیع وشریٰ کا تکمیل کنندہ، یا قبول کنندہ یا اس پر عبارت ظہری لکھنے والا ہر ما بعد قابض نیک نیت کے وجوب کے تابع ہوتا ہے جس نے بدل ادا کیا اور اس دستاویز کا ذمہ دار ہوتا ہے تا وقتیکہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کا ذہن نہ صرف دستخط کا ساتھ نہ دیتا تھا بلکہ اس غلطی میں اس کی کسی غفلت کا کوئی حصہ نہ تھا۔ یہ امر معقول سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر دو بے قصور فریقین میں سے کسی ایک فریق کو شخص ثالث کے فریب سے نقصان برداشت کرنا پڑے تو یہ نقصان برداشت کرنے والا ایسا شخص ہونا چاہیئے جس کی غفلت نے نقصان میں حصہ لیا ہو بہر حال عدالت مرافعہ کی یہ رائے نہیں ہے[1]۔

مداخلت بیجا یا بے احتیاطی

یہی سوال اس وقت بھی پیدا ہو سکتا ہے جب شخص ثالث کا فعل محض مداخلت بیجا یا بے احتیاطی پر مبنی ہو۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص ایسے ایجاب کا پابند نہیں ہے جس کو ٹیلیگراف کے منشی نے غلطی سے ارسال کیا اور مرسل علیہ نے قبول کیا ہو۔ ڈاک خانے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی پیغام کو بجز اس صورت کے جس میں وہ پیش کیا گیا ہے اور طرح ارسال کرے۔

لہذا اس معاملے کی نوعیت کے متعلق جو نوع میں لایا گیا ہے یا فریق ثانی کی معاہدہ کرنے کی نیّت کے متعلق جو غلطی ہوتی ہے وہ ایسی غلطی ہونی چاہیئے جو دونوں فریقین سے سرزد ہو۔ اس غلطی کو ایسے فریب یا اتفاق سے پیدا ہونا چاہیئے جو شخص ثالث کا فعل ہو۔ لیکن غفلت کا سوال بجز دستاویزات قابل بیع وشریٰ کی صورت کے کسی اور جگہ غیر اہم ہے تا وقتیکہ معاہدے کے فریق ثانی کا وجوب ثابت نہ کیا جا سکے اگر ان شرائط کا ایفا نہ ہو تو معاہدہ اگر اس کو موثر کیا بھی جائے تو فریب یا غلط بیانی کی بنا پر ممکن الانفساخ ہوگا۔ اور غلطی کی بنا پر ہرگز کالعدم نہ ہوگا۔

[1] Carlisle Banking Co بنام Bragg کے مقدمے میں جو فیصلہ ہوا ہے جس کو تشفی بخش نہیں سمجھا جا سکتا اس پر ایک مضمون میں بحث کی گئی ہے۔ جو L Q R vd 28 p. 190 میں شایع ہوا ہے

فریق کے متعلق غلطی

(ب) اس شخص کی شناخت کے متعلق غلطی جس سے معاہدہ کیا جائے۔ اس قسم کی غلطی اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ الف ب سے معاہدہ کرے اور اس کو ج باور کرے۔ یعنی جب ایجاب کنندہ کے ذہن میں ایک خاص شخص ہو جس سے یہ معاہدہ کرنا چاہتا ہے عام ایجاب کی صورت میں ایسی غلطی پیدا نہیں ہو سکتی جس کو ہر شخص قبول کر سکتا ہے مثلاً بذریعۂ اشتہار جو ایجاب کیا جاتا ہے یا زر نقد کے معاوضے میں بیع کیا جاتا ہے ایسی صورتوں میں قبول کنندہ کو ایجاب کنندہ کی شخصیت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔[1]

بولٹن بنام جونس کے مقدمے میں بولٹن نے Brocklehurst کا کاروبار لے لیا تھا جس سے جونس لین دین کیا کرتا تھا اور جس کے مقابلے تب اس کو مجرا دہی پہنچتی تھی جونس نے Brocklehurst کو اشیا کا آرڈر دیا اور یہ اشیا بولٹن نے بغیر اس اطلاع کے مہیا کیں کہ یہ کاروبار منتقل ہو چکا ہے۔ جب جونس کو معلوم ہوا کہ یہ اشیا Brocklehurst کے پاس سے نہیں آئی ہیں تو اس نے ان کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ تجویز کی گئی کہ اس کو قیمت ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مدعی کو وصولیابی رقم کا استحقاق حاصل کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ خود اس سے معاہدہ کیا گیا تھا۔

کنڈی بنام لنڈسے کے مقدمے میں ایک شخص مسمی Blenkarw نے ایک معزز کوٹھی تجارتی کی جو Blenkarw کے نام سے موسوم تھی جعلی دستخط بنا کر (الف) کو اشیا مہیا کرنے کی ترغیب دی جن کو اس نے بعد ازیں (ب) کے ہاتھ فروخت کر دیا یہ تجویز کی گئی کہ ایک بے قصور خریدار اشیا پر کوئی حق حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ (الف) اور Blenkarw

[1] جب ایک فریق کی شخصیت دوسرے فریق کے لئے اہمیت رکھتی ہے۔ فرضی نام اختیار کر لینا فریب جو معاہدے کو کالعدم کر دیتا ہے۔ گورڈن بنام اسٹریٹ کے مقدمے میں مدعا علیہ سے ایک ساہوکار مسمی گورڈن سے قرضہ لینے کی ترغیب دی گئی جو کثیر شرح سود لینے کے متعلق بدنام تھا اور جس نے اس موقع پر اڈسین کے نام سے معاہدہ کیا تھا۔ فریب کا انکشاف ہونے پر یہ قرار دیا گیا کہ اسٹریٹ معاہدے کو منسوخ کرنے کا مستحق ہے۔

کے مابین کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

لارڈ Cairns کہتے ہیں کہ "اس کے متعلق نہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے اور اس کا انھوں نے خیال بھی نہیں کیا تھا اس کے ساتھ وہ کبھی معاملہ نہیں کرنا چاہتے تھے ان کا ذہن ایک لمحہ بھر کے لئے بھی اس کی طرف منتقل نہیں ہوا تھا اس کے اور ان کے مابین کوئی ایسی رضامندی ہی نہ تھی جو کسی قسم کے اقرار یا معاہدے کی طرف رہنمائی کر سکے اس کے اور ان کے مابین معاہدے کا صرف ایک پہلو تھا حالانکہ معاہدے کو وقوع میں لانے کے لئے دو پہلوؤں کی ضرورت ہے۔

نظائر محولۂ بالا[1] اور اسی قبیل کے دوسرے نظائر سے یہ ظاہر ہوگا کہ فریب خوردہ فریق نے (جیسا کہ وہ سمجھتا ہے) ایک ایسے شخص سے معاہداتی تعلقات پیدا کئے جس کو اس نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا اور اس کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی کہ یہی وہ شخص ہے جس سے وہ درحقیقت معاہدہ کرنا چاہتا تھا ظاہر ہے کہ یہاں اصل معاملے کی نسبت کوئی رضامندی نہیں تھی لیکن ایک بعد کی نظیر میں ایک ایسی صورت کے متعلق امتیاز قائم کیا گیا ہے۔ جس میں ایک فریق کو ایک دوسرے ایسے فریق سے معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوتی ہو جو خود موجود ہو کر اپنے آپ کو کوئی دوسرا شخص ظاہر کرے فلپس بنام بروکس کے مقدمے میں ایک شخص اپنے آپ کو ایک معتبر شخص ظاہر کر کے جس سے مدعی بخوبی واقف تھا مدعی کی دوکان پر بذات خود آیا اور ایک جھوٹے چک کے ذریعے اشیا خریدیں اس نے یہ اشیا مدعیٰ علیہ کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ جس نے نیک نیتی سے بلا علم فریب کام کیا مدعی نے ان اشیا کی واپسی کے لئے مدعیٰ علیہ پر اس بیان کے ساتھ دعویٰ کیا کہ ان حالات کے تحت اس نے ان اشیا کی ملکیت کو منتقل نہیں کیا تھا مدعی علیہ کے حق میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک امریکی نظیر[2] کا جس کے واقعات بالکل اسی نوعیت کے تھے حوالہ دیا گیا اور اس کی توثیق کی گئی یہاں چیف جسٹس مارٹن کہتے ہیں۔

---

[1] Baillie's case 1898 1Ch. 110 Hardman v Book 1.H.C 803

[2] Edmundss V Mirchahts Despatch Co 185. mass. 283

فریقین نے رضامندی دی اور بیع کے تمام شرائط کا اقرار کیا یہ تشئے فروخت کی گئی قیمت اور شرط ادائی۔ بایع اور مشتری وہ (مدعی) یہ خیال نہیں کرسکتا تھا کہ وہ کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کررہا ہے اس کی نیت اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کی تھی جو موجود تھا (اور جس کی شناخت دیکھ کر اور سن کر کی گئی اس کا اثر بیع پر اس بنا پر نہیں پڑسکتا کہ مشتری نے فرضی نام اختیار کرلیا تھا یا بایع کو فروخت کرنے کی ترغیب دینے کے لئے فریب سے کام لیا تھا۔" یہ امتیاز نازک ہے لیکن کنڈی بنام لنڈ سے اور دیگر نظائر محولۂ بالا میں جہاں تک کہ فریب خوردہ فریق کا تعلق ہے درحقیقت دوسرا فریق معاہدہ ہی موجود نہ تھا اس نے غلطی سے یہ یقین کرلیا تھا کہ یہاں فریق موجود ہے۔

فلپس بنام بروکس کے مقدمے میں یہ معلوم تھا کہ معاہدہ ایک اصلی شخص سے کیا گیا ہے ممکن الانفساخ اس وجہ سے تھا کہ اس کی ترغیب بذریعۂ فریب ہوئی تھی لیکن یہ ابتدا ہی سے کالعدم نہیں تھا اسی لئے ملکیت تشئے میں منتقل ہوگئی۔

باہمی غلطی کی صورتیں کوئی ایسی نظیر شایع نہیں ہوئی ہے جس سے حقیقی غلطی کا پتہ چلے مثلاً (الف، ب) کو (ج) باور کرکے ایک ایجاب کرتا ہے اور (ب) یہ باور کرکے کہ اس سے ایجاب کیا گیا ہے اس کو قبول کرلیتا ہے

اگر بولٹن بنام جونس میں مدعی اپنے ایک ہم نام پیشرو کا کاروبار 2.H L.N 564 میں جانشین ہوتا ہے۔ تو وہ معقول طریقے پر یہ خیال کرسکتا ہے کہ اشیا کا آرڈر اسی کو دیا گیا ہے اگر آرڈر بولٹن (الف) کو دیا جائے اور بولٹن (ب) اس کو قبول کرے تو یہ امر بہت مشتبہ ہے کہ آیا جونس اس بنا پر معاہدے سے اجتناب کرسکتا ہے کہ گو اشیا مطلوبہ اس کو اس شخص سے حاصل ہوئیں۔ جس کے نام اس نے آرڈر دیا تھا لیکن جس بولٹن کے نام اس نے آرڈر دیا تھا وہ بولٹن نہیں تھا جس کو یہ آرڈر دینا چاہتا تھا۔

جس شخص کے نام ایجاب کیا جاتا ہے اس کو حالات سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ ایجاب کسی اور شخص سے کیا گیا ہے جب دو خواتین کا نام اور پتہ اتفاق سے ایک ہی ہو اور ازدواج کا ایک ایجاب اس خاتون کے ہاتھ آجائے جس سے

ایجاب نہیں کیا جارہا ہے تو اسے قبول کرنے سے عہد وقوع میں آسکے گا یا نہ آسکے گا۔ اس کا انحصار فریقین کے روابط اور عمر پر ہے جن سے قبول کنندہ کا یہ خیال حق بجانب ہوسکتا ہے کہ ایجاب اسی سے کیا گیا ہے۔ خریدی اشیا کا ایجاب اس شخص کے لئے زیادہ دقیق النظری کو مستلزم نہیں جس سے ایجاب کیا گیا ہو۔

(ج) شئے معاہدہ کے متعلق غلطی

(ا) شئے معاہدہ کی شناخت کے متعلق غلطی

شناخت کی غلطی

(ب) دو ایسا ایک ہی نام کے دو مال اور (الف) ایک شے کے متعلق (ب) سے ایجاب کرتا ہے اور (ب) یہ خیال کرے کہ (الف) کا ایجاب دوسری شے کے متعلق ہے اس کو قبول کرلیتا ہے تو معاہدہ بربنائے غلطی کالعدم ہے اگر معاہدے کے شرائط میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے شئے معاہدہ کا تعین ہوسکے تو اس امر کے ثابت کرنے کے لئے شہادت پیش کی جاسکتی ہے کہ ہر ایک فریق کے ذہن میں ایک مختلف شئے تھی یہ کہ (الف) نے ایک شئے کا ایجاب کیا اور (ب) نے دوسری شئے کو قبول کیا Raffles Vhrichelhans. 2. H & C. 906 میں مدعی علیہ نے مدعی سے روئی خریدنے کا اقرار کیا جو perless نامی جہاز کے ذریعے بمبئی سے آنے والی تھی۔ purless نامی دو جہاز تھے اور دونوں بمبئی سے روانہ ہوئے لیکن lrıteh haus. کے نزدیک وہ purless مراد تھا جو دسمبر میں پہنچا تجویز ہوئی کہ کوئی معاہدہ وقوع میں نہیں آیا لیکن اگر buichel hans. کی مراد ایسے جہاز سے ہوتی جس کا کچھ اور نام ہوتا تو اس کو اس بے احتیاطی کی سزا بھگتنی پڑتی کہ اس نے صحیح طور پر اس کے معنی ظاہر نہیں کئے اور نہ یہ وہ اس وقت معاہدے کی تعمیل سے گریز کرسکتا[1] جب کہ شئے معاہدہ کو اس طرح ظاہر کیا جاتا کہ عملاً اس کی شناخت ہوجاتی۔

---

[1] Iomdes V Pacific Insurance Co- L.R C Q B 686.

(۲) شے معاہدہ کے وجود کے متعلق غلطی

غلطی اور عدم امکان

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس کو غلطی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے یا معاہدے کے فریقین اس قیاس پر یا اس معنوی شرط پر عمل نہیں کرتے جو معاہدے کے لئے نہایت اہم ہے کہ شے معاہدہ موجود ہے[1] تاہم عدالتوں کی زبان اس قسم کے مقدمات کو غلطی کی صورتوں سے تعبیر کرنے کی طرف مائل ہے۔

(Conturier v. Hastie)[2] میں اناج کی بیع کا معاہدہ ہوا تھا فریقین نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ اناج سالونیکا بذریعۂ جہاز انگلستان آرہا ہے لیکن فی الحقیقت تاریخ بیع سے پہلے یہ اناج اس قدر گرم ہوگیا تھا کہ بمقام تونس اس کو جہاز سے اتار کر جس قیمت پر بھی فروخت ہوسکا فروخت کردیا گیا تھا عدالت نے یہ تجویز کی کہ معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ "اس سے واضح طور پر یہ امر متضمن ہے کہ کوئی شے فروخت کی جانے والی تھی اور کوئی شے خریدی جانے والی تھی حالانکہ شے مبیعہ کا وجود ہی باقی نہ تھا"۔

(Scott v. Coulson)[3] میں ایک صداقتنامۂ بیمہ کو منتقل کرنے کا معاہدہ اس یقین کی بنا پر کیا گیا جو فریقین میں مشترک تھا کہ جس شخص کے حق میں بیمہ کیا گیا ہے وہ زندہ ہے، وہ درحقیقت معاہدے کے وقوع میں آنے سے پہلے ہی فوت ہوچکا تھا یہ تجویز ہوئی کہ "غلطی مشترکہ ہے اور اسی لئے یہ معاہدہ ایسا ہے جس کو نافذ نہیں کیا جاسکتا"۔

بیمۂ بحری کے صداقتناموں میں بالعموم "گم ہوا یا گم نہیں ہوا" کے الفاظ

[1] قانون بیع فروخت اشیا کی دفعہ (۶) کے تحت ایسی شرط ہر قسم کی فروخت اشیا میں مضمر ہے۔

[2] 5H.L C. 673

[3] (1903) 2Cl 249

درج ہوتے ہیں تاکہ اس شخص کو جس کا بیمہ کیا جاتا ہے اس قسم کی غلطی کے امکان سے محفوظ رکھا جائے۔

حق کے وجود کے متعلق غلطی

اس قاعدے کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب کہ فریقین اس مشترکہ یقین کے تحت معاہدہ کرتے ہیں کہ ایک حق موجود ہے جو درحقیقت موجود نہیں رہتا ہے اگر (الف) (ب) سے کسی جائداد کو کرائے پر لینے یا خریدنے کا اقرار کرے اور دونوں کو یہ یقین ہو کہ یہ جائداد (ب) کی ہے لیکن یہ دریافت ہو جائے کہ یہ (الف) کی ملک ہے تو معاہدہ نافذ نہ ہوگا[1] اور یہ جیسا کہ پہلی نظیر میں معلوم ہوتا ہے اس اصول موضوعہ کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ "قانون کی ناواقفیت کوئی عذر نہیں"۔

لارڈ وسٹ بری نے کہا ہے[2] "اس اصول موضوعہ میں لفظ (Jus) جن معنوں میں مستعمل ہوا ہے اس سے مراد عام قانون یعنی عام قانون ملک ہے لیکن جب لفظ (Jus) حق خانگی کے معنی میں ہوتا ہے تو اس قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا خانگی حق ملکیت ایک امر واقعہ ہے یہ امر قانونی کا بھی نتیجہ ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر فریقین باہم غلطی کے تحت معاہدہ کریں اور ان کے حقوق کے متعلق اندیشہ ہو تو نتیجہ یہ ... کہ یہ اقرار مشترکہ غلطی کی بنا پر وقوع میں آنے کی وجہ سے قابل تنسیخ ہو جاتا ہے۔

(د) ایک فریق کی نسبت کے متعلق غلطی جس کا علم دوسرے کو ہو۔ اب ہم شے معاہدہ کے متعلق موثر غلطی کے حدود تک پہنچ گئے ہیں اور ان کی تعریف کرنے میں احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ اس کا امکان ہے کہ بحث مخلوط ہو جائے۔

(Freeman v. Cooke)[3] میں جو عام قاعدہ طے کیا گیا ہے اور جس کا حوالہ اکثر دیا جاتا اور توثیق کی جاتی ہے وہ ایسی تمام صورتوں پر حاوی ہے جن میں فریقین میں سے کوئی ایک معاہدے کو اس بنا پر متسند کرنا چاہتا ہے کہ اس کے منشا کے متعلق

---

[1] Baigham بنام Baigham (1Ves. Seur. 126)

[2] Cooper بنام Phibles (L. R. 2H. L. 170)

[3] 2 EX' 654

غلط فہمی ہوئی ہے یا یہ کہ اس نے دوسرے فریق کے منشا کو غلط طریقے پر سمجھا ہے۔

"انسان کی حقیقی نیت خواہ کچھ ہو لیکن اگر وہ اپنا طرزِ عمل ایسا رکھے کہ ایک معقول آدمی یہ باور کرے کہ وہ ان شرائط کو منظور کر رہا ہے[1] جن کو دوسرے فریق نے پیش کیا ہے۔ اور یہ دوسرا فریق اس یقین کی بنا پر اس سے معاہدہ کرتا ہے تو یہ شخص جو اپنا طرزِ عمل اس قسم کا رکھتا ہے وہ اسی طرح پابند ہوگا کہ گویا اس کی نسبت دوسرے فریق کے شرائط پر رضامند ہونے کی تھی۔"

شئے معاہدے کی مقدار اور قیمت کے متعلق کسی شخص کا بیان خود اس کے خلاف بالعموم قطعی تصور کیا جانا چاہیئے۔

فریقین کی ذمہ داریاں معاہدہ کرنے کے وقت ہر شخص کو خود اپنی رائے استعمال کرنی چاہیئے یا اگر وہ اپنی رائے پر بھروسہ نہیں کر سکتا تو اس کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ آیا شرائط معاہدے سے اس کو وہ چیز حاصل ہو رہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔ قانون معاہدہ کا عام قاعدہ ہے "خریدار ہوشیار باش" **(Caveat emptor)**

صرف دو صورتوں میں اس قاعدے کے اطلاق کی سختی میں تخفیف کی جاتی ہے۔

جب اشیا کی قسم کا بیان سن کر یا بائع کی رائے پر بھروسہ کر کے۔

قانونی شرائط معنوی (جو یہ جانتا ہے کہ اشیا کس غرض کے لئے مطلوب ہیں) وہ اشیا خریدی جائیں تو قانون فروخت اشیا بابت ۱۸۹۳ء کے دفعات ۱۴ و ۱۵ سے معاہدے میں یہ معنوی شرائط شامل ہوتے ہیں کہ جو اشیا مہیا کی جائیں وہ تجارت کے لئے مخصوص ہوں یا معقول طریقے پر اس مقصد کے لئے موزوں ہوں جس کے لئے وہ مطلوب ہیں جب بیع بذریعۂ نمونہ ہو تو معنوی شرائط یہ ہیں کہ کل نمونے کے مطابق ہونے چاہئیں۔ مشتری کو معائنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ اور یہ کہ کوئی ایسا نقص نہ ہونا چاہیئے جو معقول معائنے پر بھی ظاہر نہ ہو سکا ہو یعنی ایسا نقص نہ ہونا چاہیے جس سے وہ اشیا ناقابل تجارت ہو جائیں۔

عدم انکشاف کا قاعدہ بعض معاہدات کو معاہدات اعتمادی **(Uberrimæ fidei)** کہتے ہیں۔

---

[1] **Smith V. Plırnghes L.R. 6. Q.B. at. P. 607.**

جن میں فریقین میں سے ایک کو شئے معاہدے کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی ہے تو دوسرا فریق مجبور ہے کہ ہر اہم واقعے کو ظاہر کرے یعنی ہر ایسے واقعے کو جس سے کسی ہوشیار آدمی کا ذہن بہت متاثر ہوتا ہو۔

جب معاہدے کے الفاظ صاف ہوں تو سوال یہ نہیں ہوتا کہ فریقین نے کیا "خیال" کیا تھا بلکہ یہ ہے کہ انھوں نے کیا کہا اور کیا کیا۔

بہ نسبت مستثنیات مذکورۂ بالا معاہدہ کرنے والے کو دو چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں۔ معاہدہ کرنے والے فریق کو بذات خود احتیاط کرنی چاہئے۔ وہ فریق ثانی سے یہ توقع نہیں کرسکتا کہ امر معاملہ کی نسبت اس کی رائے کی تصحیح کرے اور نہ وہ بذریعۂ جرح یہ معلوم کرسکتا ہے کہ آیا اس نے اس کے شرائط کو سمجھا ہے یا نہیں۔

لیکن قانون کسی شخص کو ایسا اقرار کرنے یا اس اقرار کو قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتا جس کے متعلق وہ یہ جانتا ہے کہ فریق ثانی اس سے وہ معنی نہیں لیتا جو معنی کہ یہ خود لے رہا ہے۔ ہم ایک فرضی بیع کے ذریعے سے ان مسائل کی بخوبی توضیح کرسکتے ہیں (توضیحات)

(الف) (ب) کے ہاتھ ایک چینی کا برتن فروخت کرتا ہے۔ (ب) سمجھتا ہے کہ یہ (Dresden China) ہے لیکن الف ایسا نہیں سمجھتا۔ ہر شخص اپنی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ الف جس شئے کو فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بہتر کوئی شئے ب کو مل جائے یا ب جس شئے کو خریدنا چاہتا ہے اس سے اس سے بدتر کوئی شئے مل جائے ہر صورت میں معاہدے کے جواز پر اثر نہیں پڑتا۔ (شئے کے متعلق غلطی)

(ب) ب اس کو (Dresden China) خیال کرتا ہے الف جانتا ہے کہ ب ایسا خیال کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ شئے وہ نہیں ہے۔ معاہدہ قائم رہتا ہے الف کو چاہئے کہ ب کو دھوکا نہ دے لیکن وہ مجبور نہیں ہے کہ ب کو شئے بیعہ کی نوعیت کے متعلق دھوکا کھانے سے باز رکھے۔

عہد کے متعلق غلطی

(ج) ب خیال کرتا ہے کہ یہ (Dresden China) ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ الف اس کو (Dresden China) کی حیثیت سے فروخت کرنا چاہتا ہے الف جانتا ہے کہ وہ (Dresden China)

نہیں ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ (ب) خیال کر رہا ہے کہ یہ اس کو بہ حیثیت (Dresden China) کے فروخت کرنا چاہتا ہے معاہدے میں (Dresden) کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ عام الفاظ میں چینی کے برتن کی بیع کا ذکر ہے۔

معاہدہ قائم رہتا ہے۔ (الف) کے عہد کی وسعت کے متعلق (ب) کی غلطی فہمی اگر (الف) کو اس کا علم نہ ہو تو کوئی اثر نہیں رکھتی۔ یہ (الف) کا قصور نہیں ہے کہ (ب) نے ان شرائط کو ترک کر دیا جن کو وہ معاہدے کا جزو بنانا چاہتا تھا۔

(د) (ب) خیال کرتا ہے کہ یہ (Dresden) ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ (الف) اس کو (Dresden) کی حیثیت سے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ (الف) جانتا ہے کہ (ب) یہ خیال کرتا ہے وہ (Dresden China) کا عہد کر رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ عام الفاظ اس چینی کے برتن کے سوا کوئی اور عہد کرے۔

یہ معاہدہ کالعدم ہے۔ چینی کے برتن کی نوعیت کے متعلق (ب) نے اپنی رائے میں غلطی نہیں کی۔ جیسا صورت (ب) میں ہوا تھا بلکہ اس کی غلطی (الف) کے عہد کی نوعیت سے متعلق تھی اور (الف) نے یہ جان کر کہ اس کے عہد کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے اس غلطی کو جاری رہنے دیا۔

آخر الذکر مثال اس قاعدے سے مطابقت رکھتی ہے جو (Smith) بنام (Hughes) میں طے کیا گیا ہے اس مقدمے میں (Hughes) پر اس لئے دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس نے کچھ جو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کو اس نے (Smith) سے خریدنے کا اقرار کیا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس نے پرانے جو خریدنے کا ارادہ اور اقرار کیا تھا اور یہ کہ جو جو مہیا کئے گئے وہ نئے تھے عدالت (Queen's Bench) نے یہ اقرار دیا کہ بیع سے اجتناب کرنے کے لیے (Smith) کے متعلق یہ ثابت کیا جانا چاہئے کہ اس کو یہ علم تھا کہ (Hughes) نے یہ خیال کیا تھا کہ اس سے پرانے جو کے لئے عہد کیا جا رہا ہے اگر (Smith) کو یہ معلوم تھا کہ (Hughes) یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ پرانے جو خرید رہا ہے تو (Smith) کو ڈگری مل سکتی ہے اور اگر اس کو معلوم تھا کہ (Hughes) یہ خیال کر رہا تھا کہ اس سے پرانے جو کے لئے عہد کیا جا رہا ہے تو اس کو ڈگری نہیں مل سکتی۔

جسٹس بلاک برن کہتے ہیں :-

نوعیت کے متعلق مشتری کی غلطی جس کا علم بایع کو نہیں ہے

اس مقدمے میں میں متفق ہوں کہ ایک خاص شئے کی بیع کے وقت تاوقتیکہ یہ صریح عہد نہ ہو جو اس معاملے کا جزو بن سکے کہ یہ شئے ایک خاص صفت رکھتی ہے تو مشتری کو وہ شئے لے لینی چاہیئے جو اس نے خریدی ہے گو اس میں وہ صفت نہ ہو (یہ مثال الف ہے)

نوعیت کے متعلق مشتری کی غلطی جس کا علم بائع کو ہے

اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر بایع اس امر سے آگاہ بھی تھا کہ مشتری یہ خیال کرتا ہے اس شئے میں یہ صفت موجود ہے اور جب تک وہ ایسا خیال نہ کرتا معاہدے ہی کو وقوع میں نہیں لاتا تو پھر بھی خریدار پابند ہے تاوقتیکہ بائع اس کو کسی قسم کا دھوکا یا فریب دینے کا مجرم نہ ہو اور یہ کہ مشتری کے ذہن سے اس ارقام کو رفع کرنے میں محض اجتناب کرنا فریب یا دھوکا نہیں ہے۔ عدالت اخلاق میں اس مقدمے کی خواہ کچھ ہی نوعیت ہو بائع پر کوئی ایسا قانونی وجوب نہیں ہے کہ وہ مشتری کو اس امر سے مطلع کرے کہ وہ ایسی غلطی میں مبتلا ہے جس کی ترغیب بائع کے فعل سے نہیں ہوئی (یہ مثال ب ہے) اور جسٹس (Hannen, J.) کہتے ہیں تشکیل معاہدہ کے لئے یہ لازمی ہے کہ فریقین ایک ہی شئے کے لئے ایک ہی معنوں میں اقرار کریں۔ لیکن ایک صریحی معاہدے کا کوئی ایک فریق خود اس کے قصور کی وجہ سے یہ عذر کرنے سے باز رکھا جا سکتا ہے کہ اس نے اس مفہوم میں معاہدہ نہیں کیا جس مفہوم میں کہ فریق ثانی نے کیا ہے ایک ایسے مقدمے میں جن میں بذریعہ نمونہ بیع ہوئی تھی اور بائع نے غلطی سے ایک غلط نمونہ پیش کیا تھا۔ یہ تجویز ہوئی کہ بائع کی غلطی کی وجہ سے معاہدہ فسخ نہیں ہوا تھا (Scott) بنام (Littledale) (یہ مثال (ج) کے مطابق ہے) مزید یہ کہ[1] اگر موجودہ مقدمے میں مدعی یہ جانتا تھا کہ مدعیٰ علیہ نے اس سے

---

[1] یہ مقدمہ بائع کے نقطۂ نظر سے اس اصول کو پیش کرتا ہے جس کی ہم مشتری کے نقطۂ نظر سے توضیح کر رہے تھے بائع کا منشا ایک عہد کرنے کا ہوتا ہے لیکن وہ درحقیقت دوسرا عہد کرتا ہے یہ واقعہ کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ جو عہد اس نے واقعی کیا تھا اب اس سے کسی قدم کیا جا رہا ہے بیع کے جواز پر اثر نہیں ڈال سکتا۔

جو کا معاملہ اس مفروضے پر کیا تھا کہ وہ مدعی پرانے جو فروخت کرنے کا معاہدہ کر رہا ہے۔ اس کو معلوم تھا کہ مدعا علیہ معاہدے کو اس مفہوم میں نہیں سمجھ رہا ہے جس مفہوم میں کہ یہ سمجھتا ہے اور وہ اس امر پر اصرار کرنے کے حق سے محروم ہو گیا کہ مدعا علیہ بادی النظر معاملے کا پابند ہوگا نہ کہ حقیقی معاملے کا (یہ مثال (د) کے مطابق ہے)

(Scriven) بنام (Hindley) سے مزید توضیح ہوتی ہے۔ مدعیان نے نیلام کنندہ کو (hemp & tow) کے چند گھنٹے نیلام کرنے کی ہدایت دی (catalogue) میں متعدد گھنٹوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ لیکن ان کی مقدار کا فرق نہیں بتلایا گیا تھا مدعا علیہ نے نیلام سے قبل (hemp) کے نمونے کا معائنہ کیا اور وہ صرف (hemp) کے لئے بولی بولنا چاہتا تھا (tow) کا نیلام ہوا اور مدعا علیہ کی جانب سے بولی ہوئی جو قبول کر لی گئی۔ یہ بولی اگر صرف (hemp) کے لئے ہوتی تو معقول تھی لیکن (tow) کے لئے یہ زائد ہے جوری نے تجویز کی کہ نیلام کنندہ کا مقصد (tow) کو نیلام کرنا تھا اور مدعا علیہ کا مقصد (hemp) کے لئے بولی بولنا تھا اور نیلام کنندہ یہ جانتا تھا کہ یہ بولی جب کہ اس نے اس کو قبول کیا ایک غلطی کے تحت بولی گئی تھی ان تجاویز کی بنا پر یہ قرار دیا گیا کہ فریقین امور اصلی میں مطابقت نہیں رکھتے تھے اور مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔

(Smith) بنام (Hughes) میں مقدمہ از سر نو تحقیقات کے لئے اس بنا پر واپس کیا گیا کہ عدالت تحت کے جج نے کافی وضاحت کے ساتھ جوری کو اس غلطی کے متعلق ہدایت نہیں دی تھی جس سے ایک فریق کامیابی کے ساتھ اس مقدمے کی جوابدہی کر سکے جس کو دوسرے فریق نے عدم تعمیل معاہدے کی نسبت دائر کیا ہو اور جس کے الفاظ مبہم نہ ہوں اس قاعدے کا **اطلاق نصفت میں**۔ لیکن نظائر نصفت کے ایک سلسلے سے اس قاعدے کی تشریح ہوتی ہے کہ جب ایک شخص یہ جانتا ہو کہ دوسرا شخص اس کے عہد کو ان معنوں میں نہیں سمجھا جن معنوں میں اس نے عہد کیا ہے تو یہ معاملہ قائم نہ رہ سکے گا۔

(Webster) بنام (Cecil) میں اس نوعیت کی غلطی کی بنا پر تعمیل مختص سے انکار کیا گیا تھا گو یہ کہا گیا تھا کہ عدم تعمیل کی بنا پر قانون عامہ کی عدالت میں ہرجہ

وصول کیا جا سکتا ہے۔

فریقین میں چند قطعات اراضی کو خریدنے کا عہد ہوا تھا جو (Cecil) کی ملک تھے۔ (Webster) نے اپنے کارندے کے ذریعے سے دو ہزار پونڈ کا ایجاب کیا تھا جو مسترد کیا گیا بعد میں (Cecil) نے (Webster) کے نام ایک خط لکھا جس میں اس نے بارہ ہزار پونڈ میں بیع کرنے کا ایجاب کیا اس کا منشا اکیس ہزار پونڈ لکھنے کا تھا لیکن اس نے یا تو ہندسہ غلط لکھا یا اس سے کتابت کی کوئی غلطی سرزد ہوگئی (Cecil) نے فوراً اس غلطی کی اصلاح کرنے کی کوشش کی لیکن (Webster) نے ممکن ہے کہ اس کو ابتدا ہی سے یہ معلوم ہو کہ ایجاب غلط الفاظ میں کیا گیا ہے۔ یہ ادعا کیا کہ معاہدے کی تعمیل ہونی چاہئیے۔ اور تعمیل مختص کی نالش دائر کر دی اس کو نامنظور کیا گیا مدعی کو ایسی قانونی نالش کا اختیار دیا گیا جس کے دائر کرنے کا اس کو مشورہ دیا جائے بعد میں اس مقدمے کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایسا مقدمہ ہے "جہاں ایک شخص ایک ایسے ایجاب پر لپکتا ہے جس کے متعلق یہ بخوبی جانتا ہو کہ یہ غلطی سے کیا گیا ہے۔"

عدالت چانسری میں اصلاح

زمانۂ ماضی میں عدالت چانسری کو دستاویزات یا تحریری وثیقوں کی تصحیح کا جو اختیار تھا اور اب جو عدالت العالیہ کے تمام اجلاسوں کو حاصل ہے وہ بطور ایک قاعدے کے ایسے مقدمات کے لئے مخصوص تھا جہاں کے فریقین نے کوئی اقرار کیا ہو اور اقرار کے الفاظ سے ان کا مفہوم واضح نہ ہوتا ہو اور اس میں کسی فریق کا قصور نہ ہو۔

باہمی غلطی کی صورت میں اصلاح کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اگر غلطی ایک طرفہ ہو تو اس کا صحیح چارۂ کار اگر کوئی ہے تو وہ انفساخ ہے تاہم ایک دو نظائر ایسے بھی شائع ہوئے ہیں جن میں اگرچہ غلطی یکطرفہ تھی لیکن عدالت نے مدعی علیہ کو یہ اختیار دیا کہ وہ یا تو معاہدے کو منسوخ کر دے یا اس کی اصلاح کرائے تاکہ غلطی کی تصحیح ہو جائے۔ ان مقدمات میں فریقین میں سے ایک کو یہ علم تھا کہ جب دوسرے فریق نے عہد کیا تھا۔ اس وقت اس نے عہد کی نوعیت یا وسعت کے متعلق غلطی کی تھی یا ایجاب ایسے الفاظ میں کیا گیا ہو کہ وہ شخص جس سے

ایجاب کیا جائے۔ گزشتہ مراسلت کے قرائن سے ایجاب کو قبول کرتے وقت یہ جانتا ہو کہ ان چیزوں سے زیادہ شامل ہیں جن کو ایجاب کنندہ نے شامل کیا تھا ان فیصلہ جات کے اصول پر اعتراض کیا گیا ہے اور تاوقتیکہ ان کو فریب کے مقدمات سے تعبیر نہ کیا جائے (اور یہ مشکوک نظر آتا ہے) یہ پوری طرح اطمینان بخش نہیں ہے اور نہ اختیار سماعت کے استعمال کی جدید مثالیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔

الف اور ب نے ایک اقرارنامے پر دستخط کئے جس کے ذریعے سے الف نے ب کو چند احاطے (۲۳۰) پونڈ پر پٹے کے شرائط کے مطابق کرائے پر دینے کا اقرار کیا اس اقرارنامے کے ساتھ اس پٹے کا مسودہ بھی منسلک تھا جس کا ذکر کیا گیا ہے الف نے واجب الادا کرائے کی مقدار کی اس مسودے میں خانہ پری کرنے میں بے احتیاطی سے بجائے (۲۳۰) پونڈ کے (۱۳۰) پونڈ لکھ دئیے اور اس پٹے کا بیبیضہ کیا گیا اور اسی غلطی کے ساتھ اس کی تکمیل کی گئی شہادت سے عدالت کو اطمینان ہو گیا کہ ب کو یہ علم تھا کہ الف یہ باور کرتا تھا کہ ب اس کی رائے سے زیادہ دینے کا عہد کر رہا ہے۔ جس کا اس نے فی الواقع عہد کیا تھا اس کو اختیار دیا گیا کہ وہ پٹے کو برقرار رکھ کر اس کی اس طرح ترمیم کرے کہ فریقین کی حقیقی نیّت واضح ہو جائے یا اس کو منسوخ کر کے ان احاطوں کے تصرف کے قبضے کے متعلق جن سے اس نے تمتع کیا تھا (۲۳۰) پونڈ سالانہ کے حساب سے ادا کرے۔

(Harris) بنام (Pepperell) اور (Paget) بنام (Marshall) ایسے مقدمات ہیں جس میں مدعیٰ علیہ نے ایک ایسے ایجاب کو قبول کیا جس کے متعلق وہ جانتا ہو گا کہ اس ایجاب سے وہ منشا ظاہر نہیں ہوتا جو ایجاب کنندہ ظاہر کرنا چاہتا تھا مدعیٰ علیہ کو اس کی تنسیخ یا اصلاح کا اختیار دیا گیا ان مقدمات میں عہد کو منسوخ کرانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن (Webster) بنام (Cecil) میں عہد کو نافذ کرانے کی کوشش کی گئی تھی ورنہ حالات دونوں کے یکساں تھے۔

غلطی کا اثر جب غلطی ان حدود کے اندر جن کا ہم نے ذکر کیا ہے معاہدے کی

تشکیل پر اثر ڈالتی ہے تو کوئی حقیقی معاہدہ وجود میں نہیں آتا ہے یہ ابتدا ہی سے کالعدم ہوتا ہے لہذا جب کوئی شخص ایسا اقرار کرتا ہے جو بربنا غلطی کالعدم ہوتا ہے تو قانون عامہ اس کو دو چارۂ کار عطا کرتا ہے اور اگر یہ تعمیل طلب ہے تو وہ اس کو مسترد کرسکتا ہے اور کامیابی کے ساتھ ایسے دعوے کی جوابدہی کرسکتا ہے جو اس بنا پر دائر کیا گیا ہو یا اگر اس نے اس معاہدے کے تحت رقم ادا کردی ہے تو وہ اس عام اصول کی بنا پر رقم واپس لے سکتا ہے کہ جب غلطی کے اثر کے تحت دوسرے شخص کو رقم ادا کی جائے۔ یعنی اس مفروضے پر کہ وہ خاص واقعہ صحیح ہے جس سے دوسرے شخص کو رقم حاصل کرنے کا استحقاق ہوجاتا ہے اور وہ واقعہ غلط ہے تو اس رقم کی واپسی کے لئے نالش ہوسکتی ہے" اگر اس شخص نے جس نے رقم ادا کی ہے ان ذرائع سے فائدہ نہیں اٹھایا جو اس کو معلومات حاصل کرنے کے لئے کھلے ہوئے تھے تو تب بھی یہی ہوگا

وہ شخص جو غلطی کا شکار ہوگیا ہے نصفت میں معاہدے کی تعمیل مخص سے انکار کرسکتا ہے اور بعض وقت وہ کامیابی کے ساتھ ایسا کرسکتا ہے گو وہ قانون میں اس ہرجے کی نالش کی جوابدہی کرنے کے قابل نہ ہو جو نقص معاہدہ کی بنا پر پیدا ہوتی ہے بہ الفاظ دیگر غلطی کے متعلق نصفت کا اختیار سماعت قانون عامہ سے زیادہ وسیع ہے لیکن وہ اس امر میں قانون عامہ سے زیادہ سخت ہے کہ وہ کسی ایک فریق کو بھی غلط فائدہ اٹھانے سے باز رکھتی ہے جب کہ یہ فریق یہ جانتا ہو کہ دوسرا فریق غلطی کر رہا ہے۔ فریق متضرر بھی اس معاہدے کو منسوخ کرانے اور اس سے متعلق تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لئے عدالت العالیہ کے شعبۂ چانسری میں بہ حیثیت مدعی کے درخواست دے سکتا ہے۔

۲۔ سہواً غلط بیانی

امتیازات غلط بیانی کی اس صورت سے بحث کرتے وقت جو معاہدے کو

ناجائز کردیتی ہے ہم کو دو امتیازات پیش نظر رکھنے چاہئیں ہیں واقعے کی سہواً غلط بیانی کے واقعہ کی بالعمد غلط بیانی یا فریب سے احتیاط کے ساتھ علیٰحدہ کرنا چاہئے اور ہمیں مساوی احتیاط کے ساتھ ان بیانات کو جو ابتدائی ہوتے ہیں اور غالباً جن سے تشکیل معاہدہ کی ترغیب ہوتی ہے ان شرائط سے علیٰحدہ کرنا چاہئے جو تکمیل شدہ معاہدے میں مندرج ہوتے ہیں۔

ان امتیازات کو پیش نظر رکھ کر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ہم کامیابی کے ساتھ ان دشواریوں کا مقابلہ کریں گے جن سے ہم کو معاہدے میں سہواً غلط بیانی کے اثر کو متعین کرتے وقت دوچار ہونا پڑتا ہے۔

غلط بیانی اور فریب

(۱) اولاً ہم کو سہواً غلط بیانی اور فریب میں امتیاز کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ وجہ تحریک کا نیک ہونا یا واقعے کی لاعلمی ایسے بیان کو فریب کی صنف سے علیٰحدہ کردیتی ہے جو درحقیقت غلط ہوتا ہے۔

بیانات جو عہود ہیں اور بیانات جو عہود نہیں۔

(۲) ثانیاً ہم کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ کوئی شخص معاملے کی ابتدائی نوبت پر واقعے کے متعلق ایسے بیانات دیتا ہے جو بعد میں خود معاہدے میں درج کردئے جاتے ہیں اس کی صورت ایسی تحریر یا عہد کی ہوتی ہے کہ چند اشیا میں بالکل اسی طرح جیسا کہ وہ عہد کرے کہ چند اشیا ہوں گی ہرصورت میں یہ تحریر یا عہد معاہدے کی ایک شرط ہے اس کے برخلاف وہ معاملے کی ابتدائی نوبت پر واقعے کے متعلق ایسے بیانات دے سکتا ہے جن کے متعلق کسی فریق کا یہ منشا نہ ہو کہ یہ معاہدے کے شرائط قرار دئے جائیں۔ لیکن پھربھی وہ کسی ایک فریق کو اس قدر متاثر کرتے ہیں کہ وہ ان کو شرائط قرار دینے پر مائل ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ایسے بیانات سے معاہدے میں ایسے شرائط داخل ہوجاتے ہیں جن کا اثر تعمیل پر پڑتا ہے یا ان سے معاہدے کی ترغیب ہوتی ہے اور اس طرح وہ کسی ایک فریق کی نیت اور معاہدے کی تشکیل کو متاثر کرتے ہیں۔ ہمیں اسی آخری چیز سے سروکار ہے لیکن ہمارے موضوع کے اس حصے میں جو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں وہ غیرمعمولی طور پر مبہم و مخلوط ہیں۔ بیان، شرط، عہد آزاد اقرار،

عہد معنوی عہد جس کی نوعیت شرط کی سی ہو وغیرہ ایسے فقرے ہیں جو مختلف فروق ہیں ہم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کا سمجھنا ہمیشہ آسان نہیں۔

(۳) ثالثاً ہم کو Judicature Act سے قبل اور بعد کا قانون اور مابعد کے فیصلہ جات کے اثر پر غور کرنا چاہیئے جس سے ان غلط بیانیوں کے متعلق جو تکمیل معاہدہ سے قبل کی جائیں قانون عامہ کے قواعد میں ترمیم اور جانسری کے قواعد میں توسیع کی گئی ہے۔

ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان ابتدائی قواعد کے اجتماع اور توسیع کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب مادی غلط بیانی ایک ایسا واقعہ ہے جس سے تمام معاہدات ناجائز ہو جاتے ہیں اور واقعے کا عدم انکشاف ایک خاص قسم کے معاہدات کو متاثر کرتا ہے۔ جو اعتمادی معاہدات (Uberrimæ fidei) سے تعبیر کئے جاتے ہیں جن میں انتہادرجے کی نیک نیتی اور صحت بیان درکار ہے۔

ان دشواریوں پر علی الترتیب بحث کی جائے گی۔

(۱) سہواً غلط بیانی کا فریب سے امتیاز۔

فریب بطور فعل ناجائز فریب اور سہواً غلط بیانی میں فرق یہ ہے کہ ایک سے بربناء فعل ناجائز نالش ہو سکتی ہے اور دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔

فریب بذات خود ناجائز ہے اسے معاہدے کو ناجائز کرنے والے عنصر کے علاوہ ایک فعل ناجائز تصور کرنا چاہیئے۔ سہواً غلط بیانی معاہدہ کو ناجائز کر سکتی ہے لیکن اس سے بربنائے فعل ناجائز یا بربناء فریب نالش نہیں ہو سکتی۔

جسٹس کائن کہتے ہیں کہ "یہ ذہن نشیں رکھنا چاہیئے کہ ایسی نالش میں جو ایسے معاہدے کی تنسیخ کے لئے پیش کی گئی ہو جو غلط بیانی سے وقوع میں آیا ہے مدعی کامیاب رہ سکتا ہے۔ گو غلط بیانی سہواً ہو لیکن ایسی نالش میں جو بربنائے فریب ہو بنا دعوٰی سہو پر مبنی نہ ہونا چاہیئے یعنی یہ بیان اس کے ساتھ دیا جانا چاہیئے کہ یہ غلط ہے یا اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بے احتیاطی کی گئی ہے"

فریب جس میں وجہ تحریک ہی نہ ہو ممکن ہے کہ ایک غلط بیان جان بوجھ کر دیا جائے لیکن وجہ تحریک بری نہ ہو اس کے برخلاف یہ بیان اس قطعی علم کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ یہ غلط ہے لیکن اس بدنیتی کے ساتھ کہ وہ فریق جس سے یہ

بیان کیا جاتا ہے اس کو باور کرے۔

ان میں سے پہلے ایک مقدمے پر بحث کی جائے گی۔

اگر کوئی فریق ایسے بیانات کرتا ہے جن کو وہ غلط باور کرتا ہے اور ان سے مضرت پہنچی ہے گو وہ محرک ہے جس کے تحت یہ بیانات کئے جاتے ہیں۔ برا نہ ہو یہ قانوناً فریب ہے۔"

(Polhill) بنام (Walter) میں ڈالٹر نے ایک ہنڈی کو سکارا جو دوسرے شخص کے نام تحریر کی گئی تھی اس نے یہ بیان کیا کہ اس کو اس دوسرے شخص کی جانب سے ہنڈی سکارنے کا اختیار دیا گیا تھا اور وہ نیک نیتی سے یہ باور کرتا تھا کہ ہنڈی کا سکارنا منظور کر لیا جائے گا اور وہ شخص زر ہنڈی ادا کردے گا جس کی جانب سے یہ عمل کر رہا تھا۔ میعاد پوری ہونے کے بعد ہنڈی کو سکارنے سے انکار کیا گیا اور ایک منتقل الیہ جس نے ڈالٹر کے بیان کی بنا پر زر ہنڈی ادا کیا تھا اس کے خلاف فریب کی نالش دائر کی وہ ذمہ دار قرار دیا گیا اور لارڈ ٹنٹرڈن فیصلہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

"اگر مدعی علیہ قبول کو تحریر کرتے وقت یہ بیان کرے کہ اس کو ہنڈی کے موسوم الیہ کی جانب سے قبول کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ... وہ یہ جانتا ہو کہ اس کو ایسی رقم کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (اور بر بنائے شہادت اس امر میں کوئی شبہ نہ ہو کہ وہ یہ جانتا تھا) اس کے علم کے متعلق یہ بیان غلط تھا اور ہمارے خیال میں اس کے خلاف مدعی اس ہرجے کے لئے نالش کر سکتا ہے جو اس نے برداشت کیا ہے۔"

یہ ظاہر ہوگا کہ اس مقدمے میں اس بیان کا غلط ہونا معلوم تھا لہٰذا اس کو ان مقدمات سے متاثر کیا جا سکتا ہے جن میں بالآخر یہ قرار دیا گیا تھا کہ بیان درحقیقت غلط تھا لیکن بیان کرنے والا فریق نیک نیتی سے صحیح باور کرتا تھا اور اس سے فریب کی نالش نہیں پیدا ہو سکتی۔

اس کے برخلاف فریب کو وجود میں لانے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس امر کا واضح علم ہو کہ جو بیان دیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ بیانات جو اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے اگر یہ بے احتیاطی سے کئے جائیں اور ان پر

یقین کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ ہو تو اس سے ایسی بد دیانتی کی شہادت ملتی ہے جو ایسے بیانات کرنے والے کو اس چارۂ کار کے تحت لاتی ہے جو فریب کے لئے مخصوص ہیں۔

جب نظما کمپنی ایک نظام عمل (Prospectus) شایع کریں جس میں کسی ایسے کاروبار کے فوائد درج کئے جائیں جن کے حالات کے متعلق تحقیقات کرنے کی انھوں نے زحمت گوارا نہ کی ہو اور نظام عمل (Prospectus) کے پڑھنے والے کو اس کاروبار کے متعلق ذمہ داریاں قبول کرنے کی ترغیب ہو تو یہ فریب کے مرتکب ہوتے ہیں بشرطیکہ جو بیانات اس (Prospectus) میں درج ہوں غلط ہوں کیونکہ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کو یقین ہے لیکن فی الحقیقت اس کے غلط ہونے کا ان کو علم ہے۔

جن تعدیات پر ابھی ہم نے غور کیا ہے ان میں واقعے کے متعلق ایک بیان ہے جس کے غلط ہونے کا یا تو علم شامل ہے یا دھوکا دینے کی نیت یا آمادگی۔ یہاں سہواً غلط بیانی فریب سے مختلف ہے کیونکہ سہواً غلط بیانی واقعات کے متعلق غلط بیانی ہے جن کے جھوٹے ہونے کا علم نہیں ہے یا یہ واقعات کا عدم انکشاف ہے جس کا منشا دھوکا دینا نہیں ہے لیکن فریب ایک ایسا بیان ہے جس کے غلط ہونے کا علم ہوتا ہے یا اس کے صحیح یا غلط ہونے سے لاعلم رہ کر یہ بیان کیا جاتا ہے اور ایسے اعتماد کے ساتھ جس سے یہ ظاہر ہو کہ بیان کرنے والے کو اس کا یقین ہے حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے فریق متضرر کو ایسی صورت میں فریب کی نالش کرنے کا استحقاق ہوتا ہے۔

بیانات اور شرائط

(۲) معاہدے کی ترغیب دینے والے بیانات میں بعد تکمیل شدہ معاہدے کے شرائط میں فرق۔ سہواً غلط بیانی اور فریب کا امتیاز جس طرح اہم ہے اسی طرح تکمیل شدہ معاہدے کے شرائط اور ایسے بیانات کا باہمی امتیاز بھی اہم ہے جن سے معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوتی ہے[1]۔

---

[1] عدالت ہائے عصمت کی اس رائے سے ایک دفعہ دوسری دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں کہ

استدلال میں جو بیشتر مو شگافیاں کی گئی ہیں وہ ضائع گئیں کیونکہ جب کوئی شخص نیک نیتی سے ایک عہد کرتا ہے لیکن بالآخر وہ اس کی تعمیل سے قاصر رہتا ہے تو یہ کہا گیا ہے کہ اس کا عہد ایک غلط بیانی ہے یا امر واقعہ کی غلطی کے تحت عہد کیا گیا ہے اور اس طرح تعمیل معاہدہ اور نقص معاہدات کے سوالات تشکیل معاہدہ کے سوالات مخلوط ہو گئے ہیں۔

ہمیں اولاً یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ کوئی بیان جو بعد میں معاہدے کا جزو بنا دیا جاتا ہے تو اس کی حیثیت بیان کی باقی نہیں رہتی بلکہ وہ کچھ اور ہو جاتا ہے یعنی یہ اقرار کہ کوئی چیز ہے یا ہو گی اور ثانیاً کسی غلط بیان سے جو معاہدے کا جزو بنائے جانے سے اقرار نہیں بن جاتا (فریب کی عدم موجودگی میں) ہرجے کی نالش پیدا نہیں ہوتی۔

بیانات قانون غیر موضوعہ میں

لہذا قانون غیر موضوعہ میں ایسا بیان جو بعد میں معاہدے کا جزو نہیں بنایا جاتا (بجز چند مستثنیٰ صورتوں کے اور ہمیشہ فریب سے علیحدہ) اگر صحیح نہ ہو تو اہمیت نہیں رکھتا اگر یہ معاہدے کا جزو بن جائے تو ان دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ہو گی۔

(۱) فریقین اس کو ایسی اہم شرط تصور کر سکتے ہیں جن پر معاہدے کی بنیاد ہو (جب اس کو بالعموم شرط سے موسوم کرتے ہیں) اس صورت میں اس کی عدم صداقت فریق متضرر کو مستحق کر دیتی ہے کہ کل معاہدے کو منسوخ کر دے یا

(۲) ایسی شرط ہو سکتی ہے جس کی نوعیت بالکل جداگانہ تائیدی عہد کی ہوتی ہے اس کو بالعموم (Warranty) کہتے ہیں) جو درحقیقت معاہدے کا جزو تو ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایسے بیانات بھی ہو سکتے ہیں جو معاہدے کے شرائط نہیں ہیں لیکن پھر بھی فریق ذمہ دار کو ان کی تعمیل کرنی چاہیئے ایسے بیانات کی تحویل جن صورتوں میں کہ یہ وقوع پذیر ہوتے ہیں شرائط معاہدہ میں ہو سکتی ہے اس باب کے اختتام پر ایسے بیان کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے اور اس طرح حق کے ایصال کا انسداد ہو سکتا ہے لیکن یہ امر اس طریقے سے بالکل مختلف ہے جو (Coverdale) بنام (Eastwood) میں پیش کیا گیا ہے۔

لیکن یہ معاہدے کی بنیاد نہیں ہوتا اس صورت میں اس کی عدم صداقت سے ہرجے کی ایسی نالش پیدا ہوتی ہے جو معاہدے پر مبنی ہوتی ہے اور فریق متضرر کو یہ استحقاق نہیں ہوتا کہ کل معاہدے کو منسوخ کردے۔

امر متعلقۂ تعبیر جزو معاہدہ آیا کوئی کو شرط تصور کی جانی چاہیئے یا (Warranty) ایک ایسا امر ہے جو تعبیر سے متعلق ہے جس کا تعین عدالت کو کرنا چاہئے لیکن دو امور کو ذہن نشین رکھنا چاہئیے۔ اولاً "شرط" (Warranty) کے الفاظ کو ہمیشہ اسی قدر متمائز نہیں رکھا جاتا جس قدر کہ صحیح تعریف کا اقتضا ہے اور بالخصوص قانون بیمہ میں (insurance law) عام طور پر وہی معنی لئے جاتے ہیں جو معنی کہ "شرط" کے اوپر لئے گئے ہیں۔ ثانیاً اگر فریق متضرر نقض معاہدہ کی بنا پر تنسیخ معاہدہ کے حق سے دست بردار ہو جائے تو تب بھی وہ اس ہرجے کی نالش کرسکتا ہے جو اس نے برداشت کیا ہے (Behn) بنام (Burness) (wallis) بنام (Pratt) اور (Heilbut) بنام (Buckleton) میں جو فیصلے صادر ہوئے ہیں ان سے (warranties) اور بیانات کے موضوع پر قانون عامہ کے قواعد کی تشریح ہوسکتی ہے۔

پہلے مقدمے میں کرایہ نامۂ جہاز (Charter) مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۶۰ء کی بنا پر نالش دائر ہوئی تھی جس میں یہ اقرار ہوا تھا کہ (Behn) کا جہاز "جو اب امسٹرڈم کے بندرگاہ پر ہے" وہ نیوپورٹ جائے گا اور وہاں کوئلہ جہاز میں بھر کر ہانگ کانگ لے جائے گا۔ معاہدے کی تاریخ پر یہ جہاز امسٹرڈم کے بندرگاہ پر موجود نہیں تھا اور وہاں ۲۳ تاریخ تک نہیں پہنچا جب یہ جہاز نیوپورٹ پہنچا (Burness) نے کوئلہ جہاز میں بھرنے سے انکار کرکے معاہدے کو مسترد کردیا اس بنا پر نالش کی گئی اور عدالت کے لئے یہ سوال تصفیہ طلب تھا کہ آیا "اب امسٹرڈم کے بندرگاہ میں ہے" کے الفاظ کسی شرط کے مساوی تھے جن کی خلاف ورزی (breach) کو تنسیخ معاہدہ کا مستحق کردیتی ہے۔ یا ان الفاظ سے اس کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ تعمیل معاہدہ کے بعد وہ اس ہرجے کی نالش کرے جو اس نے برداشت کیا ہے (Exchequer Chamber) نے یہ تجویز کی کہ یہ ایک شرط ہے

اور جسٹس ولیمس نے فیصلہ صادر کرتے وقت معاہدے کے مختلف اجزا یا شرائط کو مندرجۂ ذیل طریقے سے متمائز کیا ہے۔

بیانات سہواً

صحیح معنوں میں جو ایک بیان جو اس معاہدے سے متعلق کسی واقعہ یا حالات کا ادعا ہے جو ایک فریق دوسرے فریق سے معاہدے سے پہلے یا بوقت معاہدہ کرتا ہے گو بعض اوقات یہ بیان تحریری دستاویز میں مندرج ہوتا ہے لیکن یہ معاہدے کا جزو لاینفک نہیں ہے اس بیان کے غلط ہونے پر بھی معاہدے کی تنسیخ نہیں ہوتی۔ نہ ایسی عدم صداقت بنائے نالش ہوسکتی ہے (بجز صداقت نامہ بیمۂ بحری کے جن کی خاص اور مبہم حیثیت ہے اور جو مستثنیٰ قرار دئے جاسکتے ہیں) اور نہ اس میں کوئی قوت ہی ہوتی ہے تا وقتیکہ یہ بیان فریب پر مبنی نہ ہو یا یہ وجہ ہو کہ یہ بیان اس علم کے ساتھ کیا گیا تھا کہ غلط ہے یا بد دیانتی سے کیا گیا تھا اور اس کے صدق اور کذب کا علم حاصل کرنے میں بے احتیاطی ہوئی۔ گو یہ بیانات بالعموم تحریری دستاویز معاہدہ میں مندرج نہیں ہوئے تاہم بعض اوقات یہ شامل کرلئے جاتے ہیں۔

بجز صداقت نامہ بیمۂ بحری کے جن کی خاص اور مبہم حیثیت ہے اور جو مستثنیٰ قرار دئے جاسکتے ہیں۔

بددیانتی سے بیانات ترغیبی

لیکن یہ واضح ہے کہ ان بیانات کا اندراج ان کی نوعیت کو بدل نہیں دیتا۔ بہرحال یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک تحریری دستاویز کا بیان محض بیان ہے یا یہ معاہدے کا اصلی جزو ہے۔ یہ امر تعبیر سے متعلق جس کا تصفیہ کرنا عدالت کا فرض ہے۔ نہ کہ جوری کا۔ اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر ایک فریق کی جانب سے اس قسم کا بیان ہو۔ یا جاتا ہے۔ اس کا منشاء یہ ہو کہ وہ اس کے معاہدے کا اصلی جزو ہے نہ کہ محض بیان تو بلاشبہ یہ سوال جس پر اکثر بحث ہوئی ہے پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا معاہدے کا یہ جزو ایک شرط مقدم ہے یا محض ایک جداگانہ اقرار ہے جس کی خلاف ورزی تنسیخ معاہدہ کو جائز قرار دے سکتی بلکہ یہ صرف ہرجے کے لئے بنائے دعویٰ ہوسکتی ہے"

شرط اول

جداگانہ اقرار

عبارت مندرجۂ بالا کے آخری الفاظ میں جس امتیاز کا حوالہ دیا گیا ہے اس کی توضیح Fletcher Moulton, L.J. کے ایک فیصلے سے ہوتی ہے جو Pratt بنام wallis میں صادر ہوا ہے"

چند (وجوہات) ایسے ہیں جن کا اصل معاہدے سے براہ راست

تعلق ہوتا ہے یا بہ الفاظ دیگر وہ معاہدے کی ماہیت کا اس قدر اہم جزو ہوتے ہیں کہ ان کی عدم تعمیل سے فریق ثانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ معاہدے کی تعمیل ہی بالکل ناکافی ہوئی ہے اس کے برخلاف دوسرے وجوبات ایسے بھی ہیں جن کی تعمیل اگرچہ ضروری ہے لیکن یہ اس قدر اہم نہیں کہ ان کی عدم تعمیل سے اصل معاہدے پر اثر پڑے یہ دونوں اصناف کے تحت مساوی طور پر وجوبات ہیں ان میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی دوسرے فریق کو ہرجے کا مستحق کر دیتی ہے لیکن اول الذکر صورت میں ان کی عدم تعمیل کی بنا پر اس کو اختیار ہے کہ معاہدے کو بالکل منسوخ تصور کرے۔ (اگر وہ صحیح چارۂ کار اختیار کرے) وہ ان وجوبات کی تعمیل سے انکار کر سکتا ہے جو اس کے ذمے ہیں۔ اور وہ فریق ثانی پر عدم تعمیل معاہدے کی نالش کر سکتا ہے۔ معاہدے کے تحت ان دو اصناف وجوبات کے امتیاز کو تسلیم کرنے میں فیصلہ جات میں یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن ان کے متعلق جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اس میں اس طرح کی یکسانیت نہیں پائی جاتی بہرحال میں اس امر پر بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ بعد میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ وجوب کی اول الذکر صنف کو "شرط" کی اصطلاح سے اور وجوب کی آخر الذکر صنف کو (Warranty) کی اصطلاح سے تعبیر کیا جائے شرط اور (warranty) کسی معاہدے کے تحت دونوں وجوبات ہیں جن کی خلاف ورزی دوسرے فریق کو ہرجے کا مستحق کر دیتی ہے لیکن شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کو ایک اور اعلیٰ درجے کا چارۂ کار حاصل ہے یعنی اس معاہدے کو منسوخ تصور کرے۔"

(Heilbut) بنام Buckleton میں فریبانہ غلط بیانی اور (Warranty) کی خلاف ورزی کی نالش کی گئی تھی۔ جوری نے فریب کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن یہ تجویز کی کہ مدعیٰ علیہ کے منیجر نے معاہدے کی تکمیل سے پہلے ایک سوال کے جواب میں جو بیان دیا ہے وہ (warranty) ہے دارالامرا نے یہ قرار دیا کہ یہاں کوئی ایسی شہادت موجود نہ تھی جس کی بنا پر جوری اس طرح تجویز کر سکتی اور لارڈ مولٹن (جو اس وقت لارڈ ہو چکے ہیں) کہتے ہیں۔

مدعی کے سوال پر جو جواب دیا گیا وہ بلا بحث و تکرار ایک مرافعہ کا اظہار تھا

کیونکہ وہ ایک ایسے سوال کے جواب کے سوا اور کچھ نہ تھا جو اطلاع حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تھا اس میں شک نہیں کہ یہ امر واقعہ کے متعلق ایک بیان تھا اور بلاشبہ یہ ایسا واقعی بیان تھا جس پر مدعی کا اصل مقدمہ مبنی تھا لہذا ضمنی معاہدے کی بنائے نالش محض اس واقعے پر مبنی ہے کہ یہ بیان کمپنی کی نوعیت کے متعلق کیا گیا تھا اگر اس کو ایسی شہادت تصور کی جائے جو مبینہ ضمنی معاہدے کے وجوب کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہو تو اس صورت میں بھی ایسے بیانات کی نسبت یہی نتیجہ لازم آئے گا جو معاہدہ کرنے والا فریق تکمیل معاہدہ سے پہلے شئے معہود لہٗ کے متعلق دے اس سے اس مسلمہ قاعدے کی بالکل نفی ہوجائے گی کہ جو بیان سہواً دیا جاتا ہے اس سے ہرجے کا حق پیدا نہیں ہوتا یہ کہنا اس بات کے مساوی ہوگا کہ کوئی بیان جو شئے معہود لہ کے متعلق معاہدے سے پہلے کیا جائے وہ ضمنی معاہدے کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے یہ کہ بیان صحیح ہے اور اسی لئے اگر ایسی صورت نہ ہو تو ہرجے کا حق عطا ہوتا ہے"

چیف جسٹس ہولٹ کی اس رائے کا حوالہ دیا گیا ہے جس کی توثیق بھی کی گئی کہ "بوقت بیع جو بیان اثباتی کیا جاتا ہے وہ ایک (Warranty) ہے بشرطیکہ شہادت سے یہی منشا ظاہر ہو" عدالت مرافعہ کی ایک رائے جو ایک بعد کے مقدمے میں ظاہر کی گئی تھی متفقی کے ساتھ منسرد کی گئی اور وہ اگرچہ یہی تھی کہ اس امر کے تعین کے لئے کہ آیا یہی منشا تھا قطعی معیار یہ ہے کہ آیا بائع یہ قیاس کرتا ہے کہ وہ ایک ایسے واقعے کا اظہار کر رہا ہے جس سے مشتری لاعلم ہے۔ لارڈ ہالڈین کہتے ہیں کہ ایسے الفاظ جن سے بظاہر محض امر واقعہ کے اظہار کا پتہ چلتا ہو وہ ایسے معاہدے کو متضمن ہوتے ہیں جو (warranty) پر مبنی ہوتا ہے بشرطیکہ مفہوم عبارت سے یہی مترشح ہوتا ہو۔

ان تین فیصلہ جات سے جن کا حوالہ دیا گیا ہے معاہدے کے مختلف اجزا کا واضح تصور کرنے میں مدد ملتی ہے۔

بیانات	(الف) بیانات جو تشکیل معاہدہ کے وقت کئے جائیں لیکن نہ بیقین کا منشاء ان کو معاہدے کا جزو بنانا ہو تو

معاہدے کے جواز پر ان کا اثر نہیں پڑتا تاوقتیکہ یہ فریب پر مبنی نہ ہوں جب یہ صورت ہو تو غلطی تشکیل معاہدے میں نقص پیدا کرتی ہے اور اس کو ممکن الانفساخ بنا دیتی ہے۔

شرط[1]

(ب) شرط ایسے اجزا ہیں جو معاہدے کی ماہیت میں داخل ہوتے ہیں جب عدالت معاہدے کے کسی لفظ کی تعبیر بطور ایک شرط کے کرتی ہے تو خواہ یہ امر واقعہ کا اظہار ہو یا عہد اس کی عدم صداقت یا خلاف ورزی سے فریق ثانی معاہدے کی ذمہ داریوں سے بری ہونے کا مستحق ہوتا ہے۔

(ج) (Warranties) ایک جداگانہ ضمنی عہود ہیں جن کی خلاف ورزی سے معاہدہ منسوخ نہیں ہوتا لیکن شخص متضرر کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ فریق ثانی کے تعمیل عہد نہ کرنے سے جو ہرجہ اس کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کی نالش کرے۔

(د) ہوسکتا ہے کہ ایک شرط کی خلاف ورزی ہو اور شخص متضرر اپنے حق براءت کو استعمال نہ کرے بلکہ معاہدے کے تحت فائدہ اٹھاتا رہے یا اس طرح عمل کرے کہ گویا معاہدہ نافذ ہے ایسی صورت میں یہ شرط (Warranty) کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی سے چونکہ حق براءت کو ترک کیا گیا ہے صرف اس ہرجے کی نالش کا حق پیدا ہوتا ہے جو برداشت کیا گیا ہے۔

(۳) سہواً غلط بیانی کا اثر اور اس کا چارۂ کار

اس امر کو متحقق کرنے کے لئے کہ سہواً غلط بیانی یا عدم انکشاف کا تشکیل معاہدہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ہم پہلے یہ دیکھیں گے کہ (Innocent misrepresentation)

[1] شرط اور (warranty) پر مکمل بحث کے لئے دیکھو صفحہ ۱۶۳ تا ۲۶۷

کے الفاظ سے پہلے قانون عامہ اور نصفت کا غلط بیانی کے متعلق کیا نقطۂ نظر تھا اور بعد میں اس پر غور کریں گے کہ (Judicature Act) کے احکام سے جن کی تعبیر عدالتی فیصلوں میں کی گئی ہے ایک ایسا عام قاعدہ وضع کرنے میں کسی حد تک مدد مل سکتی ہے جو پہلے صرف ایک خاص قسم کے معاہدات پر قابل اطلاق تھا۔

بیان تمل معاہدہ کے متعلق قانون عامہ کا نقطۂ نظر

مقدمہ (Behn) بنام (Burness) کے نقطے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون عامہ کی عدالتوں کی نظر میں کوئی بیان موثر نہیں تھا جب تک کہ وہ یا (۱) مبنی پر فریب نہ ہو (۲) معاہدے کی شرح نہ بن گیا ہو (Bannerman) بنام (white) کے مقدمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالتی فیصلے کا قوی میلان اس طرف تھا کہ اگر ممکن ہو تو شرائط معاہدہ میں ہر ایسے بیان کو شامل کر لیا جائے جو اس قدر اہم ہو کہ رضامندی پر اثر ڈالتا ہو۔

بیانرمن نے وھائٹ کے ہاتھ (hops) فروخت کرنے کا ایجاب کیا وھائٹ نے دریافت کیا کہ اس سال کی پیداوار میں گندک تو استعمال نہیں کی گئی۔ بیانرمن نے کہا کہ "نہیں" وھائٹ نے کہا کہ اگر گندک استعمال کی گئی ہے تو وہ قیمت بھی دریافت نہ کرے گا نب انھوں نے قیمت کے متعلق گفتگو کی اور بالآخر وھائٹ نے بذریعۂ نمونہ اس سال کی پیداوار خرید لی۔ (hops) اس کے گودام پر بھیجے گئے ان کو تولا گیا اور ان کی خریداری کی واجب الادا رقم کا تخمینہ کیا گیا اس سے بعد میں معاہدے کو اس بنا پر منسوخ کر دیا کہ (hops) کی کاشت میں گندک استعمال کی گئی ہے بیانرمن نے ان کی قیمت کی نالش کی یہ ثابت کیا گیا کہ اس نے پانچ ایکڑ زمین پر گندک استعمال کی تھی اور کل کاشت تین سو ایکڑ اراضی پر مشتمل تھی اس نے ایک نئی مشین کی آزمائش کے لئے گندک استعمال کی تھی لیکن بعد میں پوری کاشت کو اس میں شامل کر دیا اور زیادہ اس چیز کو معمولی کیا تھا یا اس کو غیر اہم سمجھا۔ جو اس نے تجویز کی کہ گندک کے استعمال کے متعلق جو بیان کیا گیا تھا وہ عمداً غلط نہیں تھا اور انھوں نے مزید تجویز یہ کی کہ یہ بیان اثباتی کہ گندک استعمال نہیں کی گئی تھی۔

فریقین کا منشا یہ تھا کہ اس کو معاہدۂ بیع کا جزو بنایا جائے اور مدعی کی جانب سے اس کو (warranty) تصور کیا جائے عدالت کو اس تجویز کے اثر پر غور کرنا پڑا

اور اس نے یہ قرار دیا کہ بیان زمن کا بیان معاہدے کا جزو ہو گیا تھا اور یہ ایسی شرط تھی کہ اس کی خلاف ورزی وھائٹ کو (hops) خرید نے کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیتی ہے۔

چیف جسٹس (Erle) کہتے ہیں:۔

"ہم (warranty) کی اصطلاح کو ترک کرتے ہیں کیونکہ یہ دو معنوں میں استعمال ہوتی ہے اور شرط کی اصطلاح کو بھی کیونکہ سوال یہ ہے کہ آیا یہ اصطلاح قابل ہے یا نہیں۔ پس نتیجہ ہے کہ مدعیٰ علیہم یہ چاہتے تھے کہ گندک استعمال نہ کی گئی ہو۔ اور مدعی نے یہ ذمہ داری کی کہ گندک استعمال نہیں ہوئی یہ ذمہ داری ابتدائی شرط تھی اور اگر یہ شرط نہ ہوتی تو مدعیٰ علیہم اس معاہدے کی تکمیل نہ کرتے جس کا نتیجہ بیع کی صورت میں برآمد ہوا۔ ان معنوں میں یہی وہ شرط تھی جس کی بنا پر مدعیٰ علیہم نے معاہدہ کیا تھا اگر گندک استعمال کی گئی ہو تو معاہدے کو جائز رکھنا اس منشا کے خلاف ہوگا جو اس شرط سے ظاہر ہوتا ہے۔

تمام معاہدات کی تشکیل و تعبیر فریقین کے اسی منشا کے تابع ہوتی ہے۔ اگر فریقین کا یہی منشا ہو تو بیع ایک (warranty) کے اضافے کے ساتھ قطعی ہو جائے گی یا بیع مشروط رہے گی اور (warranty) کی خلاف ورزی سے کالعدم ہو جائے گی۔ ہمارے خیال میں ان واقعات کے اظہار سے یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ اگر گندک استعمال کی گئی ہو تو معاہدہ کالعدم رہے گا اور ہم اس بنا پر اتفاق کرتے ہیں کہ اس قاعدے کو منسوخ کیا جائے۔" یہ ملحوظ رہے کہ اس مقدمے میں فریقین نے معاملے کے آغاز سے پہلے یہ بیان کیا تھا لیکن۔ (Behn) بنام (Burness) میں جو بیان دیا گیا تھا وہ کرایہ نامۂ جہاز (Charter party) کی ایک شرط تھی۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ فریقین کے مابین اصلی قانونی معاملہ جو وقوع میں آیا تھا وہ (hops) کی کچھ مقدار کو بذریعہ نمونہ فروخت کرنے کا اقرار تھا یہ معاہدۂ بیع کی صورت اختیار کر چکا تھا جس کی وجہ سے (hops) کو تولنے اور اس کی قیمت کا اندازہ کرنے کے بعد یہ مال منتقل ہو جاتا تھا۔ معاہدۂ بیع میں ایسی کوئی شرط

نہ تھی کہ (hops) کا قبول اس شرط پر مبنی ہو کہ اس کی کاشت میں گندک استعمال نہ کی گئی ہو اور چیف جسٹس (Erle) کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے مدعی کے بیان پر "شرط" یا (warranty) کی اصطلاح کو منطبق کرنے میں دشواری محسوس کی۔ وہ کہتے ہیں "یہ ذمہ داری ابتدائی شرط تھی"۔ اس کو معاہدے میں شامل کرنا گویا معاہدے سے پہلے کی گفتگو کو معاہدے میں داخل کرنا ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ بیان زمین نے وھائٹ سے کچھ بیان کیا تھا اس کے بعد ان دونوں نے ایک معاہدہ کیا جس میں یہ بیان شامل نہیں تھا۔ لیکن اگر یہ بیان نہ کیا جاتا تو فریقین شرائط پر گفتگو ہی نہ کرتے۔ مشتری کی رضامندی درحقیقت ایک اہم واقعے کے متعلق غلط بیانی کے ذریعے حاصل کی گئی تھی اور اسی لئے یہ اصلی نہیں ہے۔ قانون عامہ کی عدالتیں کسی بیان کو اس وقت تک موثر نہیں قرار دیتی ہیں تاوقتیکہ وہ معاہدے کی شرط نہ ہو اور انصاف رسانی کی غرض سے یہ عدالتیں مجبور نہیں کہ معاہدے کی تعبیر اس طرح کریں کہ گویا اس میں یہ شرط مندرج ہے۔

نصفت کے نقطۂ نظر سے اس غلط بیانی پر بحث جس سے معاہدے کی ہر عیب ہوتی ہے

ان اصول پر غور کرتے وقت جن کے متعلق نصفت سہو، غلط بیانی اور عدم انکشاف واقعہ سے بحث کرتی ہے ہمیں یہ ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ چند اصناف معاہدات کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ بہ نسبت دوسرے معاہدات کے ان میں ہر اہم واقعے کے متعلق جس سے فریقین کے ذہن پر اثر پڑ سکتا ہے کامل اور صحیح بیان کی ضرورت ہے ان میں سے بعض اس قسم کے تھے کہ عدالت چانسری کو ان سے خاص تعلق تھا جیسے کمپنی میں حصص لینے کے یا اراضی کی خرید و فروخت کے معاہدات۔

ہمیں یہ بھی ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ عدالت چانسری کے ججوں کو صحت کے ساتھ فریب کی اس طرح تعریف کرنے کا موقع نہیں ملا کہ یہ ایک قابل نالش فعل ناجائز ہے۔ لہٰذا اسی وجہ سے انھوں نے "مبنی بر فریب" کی اصطلاح کو

---

[1] بیع اور فروخت کرنے کے اقرار کے باہمی فرق کے متعلق دیکھو ۱۹۲ اور قانون فروخت اشیا ۱۸۹۳ء دفعہ ۱۔

ان تمام مقدمات پر منطبق کیا ہے جن میں انھوں نے تعمیل مختص کا حکم دینے سے یا کسی دستاویز کو اس بنا پر منسوخ کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ فریقین میں سے ایک نے نیک نیتی سے عمل نہیں کیا اور کسی قدر بدقسمتی سے انھوں نے ان بیانات پر بھی اس اصطلاح کو منطبق کیا جو نیک نیتی سے کئے گئے تھے لیکن بعد میں غلط ثابت ہوئے۔

سہواً غلط بیانی کے اثر کے متعلق ہم کو ۱۸۷۳ء تک کوئی عام قاعدہ دستیاب نہیں ہوتا جب کہ ایک مقدمے میں جو بیان زمین بنام وھائٹ سے بالکل مشابہ تھا ایک اور اصول کو منطبق کرنے سے بالکل یہی نتیجہ برآمد ہوا تھا۔

(Lamare) ایک فرانسیسی شراب فروش نے گودام شراب کے پٹے کے لئے ڈکسن سے گفت وشنید کی اس نے بیان کیا کہ اس کے کاروبار کے لئے یہ ضروری ہے کہ گودام بالکل خشک رہیں ڈکسن نے اس کو اطمینان دلایا کہ گودام خشک رہیں گے۔ اس بنا پر اس نے پٹے کے لئے اقرار کیا جس میں گودام کے خشک رہنے کے متعلق کوئی شرط نہ تھی لیکن گودام بعد مرطوب تھے۔

(Lamare) نے اپنا قبضہ جاری رکھنے سے انکار کر دیا اور دالامر نے اس اقرار کی تعمیل مختص کا حکم دینے سے انکار کر دیا اس وجہ سے نہیں کہ گودام کے خشک رہنے کے متعلق ڈکسن کا بیان معاہدے کی ایک شرط تھی بلکہ اس وجہ سے کہ رضامندی حاصل کرنے میں یہ بیان اہم تھا اور درحقیقت غلط تھا۔ غلط بیانی تعمیل مختص سے انکار کی وجہ ہوسکتی ہے۔

(Lord cairns) کہتے ہیں کہ "مجھ کو بالکل اتفاق ہے کہ اس بیان کی شکل[1] ضمانت کی نہ تھی اور وہ صراحتہً اقرار میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ (Lamare) کسی قانونی عدالت میں اس رقم کی ضمانت یا ذمہ داری کی خلاف ورزی کی بنا پر نالش نہیں کرسکتا اور یہ بہت ممکن ہے کہ وہ عدالت نصفت میں بھی اس اقرار کو غلط بیانی کی بنا پر منسوخ کرنے کی نالش نہیں کرسکتا ساتھ ہی ساتھ اگر یہ بیان کیا گیا تھا اور اس کی تعمیل نہ ہوئی اور نہ ہوسکتی تھی اور یہ درحقیقت ثابت ہو جائے کہ اس بیان کی تعمیل نہیں ہوئی تو میرے خیال میں تمام نظائر کے

[1] یہاں ضمانت سے مراد (warranty) لینا چاہئے نہ کہ معاہدۂ ضمانت جس سے صفحہ ۱۵ تا ۸۰ پر بحث کی گئی ہے۔

مطابق تعمیل مختص کے عوضے میں یہ کافی جوابدہی ہو سکتی ہے۔"

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (Jndicature Act) کے نفاذ تک عدالت چانسری ایسے معاہدے کی تعمیل مختص سے انکار کرتی تھی جو غلط بیانی سے وقوع میں آتا تھا اور بعض قسم کے معاملات میں بھی وہ معاہدات کو انھی وجوہ پر منسوخ کرنے پر تیار رہتی تھی۔ آخر الذکر چارۂ کار کسی واضح فیصلے کے ذریعے سے اس قسم کے معاملات تک محدود نہیں کیا گیا جس کا ذکر کیا جا چکا ہے اس کے برخلاف کوئی ایسا عام قاعدہ طے نہیں کیا گیا تھا جس کا اطلاق تمام معاہدات پر ہو سکے۔

(Judicature Act) میں یہ محکوم ہے کہ مدعی کسی نصفتی حق کا ادعا کر سکتا ہے اور مدعیٰ علیہ کسی عدالت میں بھی نصفتی جوابدہی کر سکتا ہے اور یہ کہ جہاں نصفت اور قانون کے قواعد میں اختلاف ہو اول الذکر کو غلبہ حاصل رہے گا۔ اس میں شک نہیں کہ اس حکم کے استعمال میں عدالتوں نے نصفتی چارۂ کار کے اطلاق کو وسیع کر دیا اور قانون عامہ کی نوعیت کو بدل دیا ہے سہواً غلط بیانی کو جس سے معاہدہ وقوع میں آتا ہے اب تنسیخ معاہدے کی وجہ قرار دی گئی ہے اور یہ قاعدہ ہر قسم کے معاہدات پر منطبق[1] ہوتا ہے۔ اور تنسیخ معاہدہ

[1] (New Zealand) کی عدالت مرافعہ نے فروخت اشیا کے قانون کی حد تک (local Statutes) کی تعبیر کے ذریعے سے قانون کے اس پہلو کا استثنا متبین کیا ہے جو (Judicature Act) کی دفعہ (۲۵) (۱۱) اور قانون فروخت اشیا دفعہ (۲) (۲) کے مماثل ہے آخر الذکر میں یہ محکوم ہے کہ "قانون عامہ کے قواعد قانون تجارت" اور بالخصوص غلط بیانی کے اثر کے متعلق قواعد کا اطلاق فروخت اشیا پر ہوگا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس امر کے استقرار کے مساوی ہے کہ صرف قانون عامہ کے قواعد ہی (جن سے نصفت کے قواعد خارج ہیں) قانون ہذا کے نفاذ تک تمام معاہدات پر منطبق کئے جاتے تھے لیکن احترام کے ساتھ یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ (۱) (Statute) کے الفاظ سے اس قسم کے کسی استقرار کا پتا نہیں چلتا (۲) قانون عامہ کے قواعد کو (Judicature Act) کے وضع احکام کے تابع رکھنا چاہئے (Sehroder بنام (87L T 452 Mendl) اور Hindle) بنام Brown 98 L. T. 44 سے ظاہر ہوتا ہے کہ فروخت اشیا اور دوسرے معاہدوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(Redgrave) بنام (Hurd) کا پہلا مقدمہ ہے جس میں اس قاعدے کو منطبق کیا گیا ہے یہ دعویٰ ایک مکان کو خریدنے کے معاہدے کی تعمیل مختص سے متعلق تھا (Redgrave) نے (Hurd) کو مکان کے ساتھ اس کاروبار کو لینے کی ترغیب دی جو وہ بہ حیثیت سالسٹر کے چلارہا تھا۔ (Hurd) نے تعمیل مختص سے اس غلط بیانی کی بنا پر انکار کیا جو اس کاروبار کی قیمت کے متعلق کی گئی تھی اور یہ دعوئے عکسی پیش کیا کہ معاہدہ منسوخ کیا جائے اور اس کو اس فریب کی بنا پر ہرجہ دلایا جائے جو (Redgrave) کی جانب سے عمل میں آیا تھا عدالت مرافعہ نے یہ تجویز کی کہ اس قسم کا کوئی فریب عمل میں نہیں آیا تھا اور نہ ایسا بیان دیا گیا تھا جو (Redgrave) کے علم میں غلط ہو اور جس سے (Hurd) ہرجے کا مستحق ہو سکے لیکن اس بنا پر معاہدے کی تنسیخ اور تعمیل مختص سے انکار کیا گیا کہ مدعی کی غلط بیانی کی وجہ سے مدعیٰ علیہ کو معاہدے کی ترغیب ہوئی تھی Jessel, M.R نے قانون کو اس طرح بیان کیا ہے۔

"اس میں شک نہیں کہ تنسیخ معاہدہ کے متعلق عدالت ہائے نصفت اور عدالت ہائے قانون عامہ کے قواعد میں اختلاف ہے لیکن اب یہ اختلاف (Jndicatur Act) کے نفاذ سے معدوم ہو گیا جس کی وجہ سے نصفت کے قواعد کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ عدالت ہائے نصفت کے فیصلہ جات کے مطابق اس معاہدے کی تنسیخ کے لئے جو اہم غلط بیانی کی بنا پر وقوع میں آیا ہو یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ وہ فریق جو معاہدے کو وقوع میں لایا ہے بیان دیتے وقت یہ جانتا تھا کہ یہ غلط ہے"

(Newbigging) بنام Adam میں جو قاعدہ اس طرح طے کیا گیا تھا اس کو ایک قاعدۂ کلیہ کی طرح اختیار کیا گیا مدعی کو (Townend) کے ساتھ شراکت میں داخل ہونے کی ترغیب ان بیانات کے ذریعے سے دی گئی تھی جن کو مدعیٰ علیہم نے کیا تھا جو یا تو مالکان تھے یا (Townend) کے خفیہ شرکا تھے عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ اس میں ایسی غلط بیانی ہوئی ہے گو یہ مبنی بر فریب نہیں ہے جس سے مدعی کو معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوئی" اور معاہدہ منسوخ کر دیا گیا۔ (Bcwen, L I

کے فیصلے سے محولۂ بالا عبارت کا اقتباس دینے کے بعد یہ کوشش کی ہے کہ سہواً غلط بیانی کے موضوع پر قانون عامہ اور نصفت کے آرا میں مصالحت کرائیں گو اس میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔

اس موضوع پر نظائر کا جو ذخیرہ ہے اگر اس کا مطالعہ کیا جائے تو میرے خیال میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ غلط بیانی کے متعلق قانون عامہ کی رائے میں اس قدر اختلاف نہیں جیسا کہ بالکل سمجھا جاتا ہے قانون عامہ میں ہمیشہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے غلط بیانات جن پر معاہدہ کلیتہً مبنی ہوتا ہے اس بنا پر معاہدے کی تنسیخ کے لئے کافی ہیں جس کی تشریح (Kennedy) بنام (Panama, Newzealand and Royal mail Co.) میں کی گئی ہے۔

قانونی اور نصفتی قواعد کا موازنہ

(Bowen, L.J.) نے جس مقدمے کا حوالہ دیا ہے کہ اس کا تعلق نالشات عکسی سے ہے یعنی حصہ دار کی نالش دادہ شدہ مطالبات کی واپسی کے لئے اور کمپنی کی نالش واجب الادا مطالبات کے لئے۔ حصہ دار نے یہ بحث کی کہ اس کو حصص خریدنے کی ترغیب اس بیان کی وجہ سے ہوئی جو (prospectus) میں درج تھا جو غلط ثابت ہوا اور یہ بیان معاہدے کا ایسا اہم جزو تھا کہ اس کا غلط ہونا کلیتہً بدل کے نہ ہونے کے برابر تھا اور اس کو مستحق کر دیتا تھا کہ وہ مطالبات کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے۔

اس مقدمے میں عدالت (Queens Bench) کا نقطۂ نظر بالکل وہی تھا جو بیانزمن بنام وھائٹ میں عدالت (Conmon pleas) کا تھا۔ عدالت نصفت کسی معاملے کو اس بنا پر منسوخ کرے یا نہ کرے کہ رضامندی ایک ایسی غلط بیانی سے حاصل ہوئی تھی جو معاہدے سے قبل کی گئی تھی قانون عامہ کی عدالت اس بیان کو معاہدے میں داخل کر کے اس معاملے پر غور کر سکے گی اور پھر یہ دریافت کرے گی کہ اس بیان کی عدم صداقت کلیتہً بدل کے نہ ہونے کے برابر ہے یا یہ معاہدے کی اہم شرط کی خلاف ورزی ہے۔

بیانزمن بنام وھائٹ میں عدالت نے یہ قرار دیا کہ یہ بیان ایک اہم شرط ہے (Kennedy) بنام (Panama Co.) میں عدالت نے قرار دیا کہ

یہ اہم شرط نہیں ہے۔ عدالت نصفت ایک جداگانہ اور قابل فہم اصول کی بناء پر اسی دادرسی کو عطا کرے گی یا عطا کرنے سے انکار کردے گی۔

(Derry) بنام (Peek) میں لارڈ براموِل نے اس اصول کو وضاحت کے ساتھ
نتیجہ بیان کیا ہے اس میں اس شخص کے مختلف حقوق سے بحث کی گئی ہے جس کو ایسے بیانات سے مضرت پہنچی ہو جو معاہدے کی ترغیب دیتے تھے "اس میں اب اس نصفتی اصول کا اضافہ ہونا چاہئے کہ ایک اہم غلط بیانی سے گو بنی بر فریب نہ ہو، معاہدے کو کالعدم یا منسوخ کرنے کا حق عطا ہوتا ہے جب کہ معاہدہ اس طرح منسوخ ہونے کے قابل ہو"

اس دادرسی کی نوعیت جو عطا کی جاتی ہے

پس ایک عام قاعدہ طے ہوگیا۔ اگر سہواً غلط بیانی حقیقی ترغیب ہوئی ہو تو وہ نقض معاہدہ یا تعمیل مختص کی نالش کی جوابدہی کے لئے کافی عذر ہو سکتی ہے اور تنسیخ معاہدہ کی استدعا کے لئے بھی یہ کافی وجہ ہے اس دادرسی کا اطلاق عام طور پر ہوتا ہے اور یہ ایسے معاہدات کے لئے مخصوص نہیں ہے جن کو (Uberrimæ fidei) کہتے ہیں۔

لیکن دادرسی صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ معاملے کو فوراً مسترد کر دیا گیا ہو اور فریقین اس حالت پر آسکتے ہوں جو معاہدے سے پہلے ان کو حاصل تھی۔ جب معاہدے کے تحت جائداد منتقل ہو جائے تو تنسیخ معاہدہ کی منظوری نہیں دی جا سکتی اور جس فریق کو ضابطہ دیا گیا ہو اسے چاہئے کہ معاہدے کو مسترد کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو جلد از جلد چارۂ کار اختیار کرے۔

یہ امر بالکل طے شدہ ہے کہ کسی معاہدے کو سہواً غلط بیانی کی بناء پر صرف اس وقت منسوخ کیا جا سکتا ہے جب کہ فریقین اپنی اصلی حالت میں آسکتے ہوں اگر معاہدے کی اس حد تک تکمیل ہو چکی ہو کہ ایسا ہونا ناممکن ہو جائے تو معاہدہ منسوخ نہیں کیا جا سکتا"

انہی وجوہ پر ایسے پٹے کو منسوخ کرنے سے انکار کیا گیا جس کی باضابطہ طور پر تکمیل ہو چکی تھی اور پٹہ دار احاطے پر قبضہ حاصل کر چکا تھا۔

ایسے شخص کو جسے فریق ثانی کی سہواً غلط بیانی سے معاہدہ کرنے کی

ترغیب ہوئی ہے عدالت جو دادرسی عطا کرتی ہے اس میں ان وجوہات کے خلاف شرائط ابراہی داخل ہوتے ہیں جو اس نے منسوخ شدہ معاہدے کے تحت قبول کئے تھے لیکن یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ اس میں اس نقصان کے متعلق ہرجہ داخل نہیں ہے جو برداشت کیا گیا ہے۔

اظہار رائے اس بیان سے اس فریق کو حقیقی ترغیب ہونی چاہئے جس سے کہ یہ بیان کیا گیا ہے محض اظہار رائے جو بے بنیاد ثابت ہوتی ہے معاہدے کو ناجائز نہیں کرسکتی۔ بیمۂ بحری کے صداقت نامے کے نفاذ کے وقت (insured) نے بیمہ کنندگان کو اپنے جہاز کے مالک کا ایک خط دکھلایا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ بندرگاہ جہاں یہ جہاز روانہ ہو رہا ہے محفوظ اور اچھی حالت میں ہے۔ وہاں جہاز تباہ ہوگیا۔ عدالت نے یہ قرار دیا کہ (insured) نے بیمہ کنندگان کو مالک کا خط پڑھ کر سناتے وقت ان کو ان تمام امور سے آگاہ کردیا جو وہ خود اس بحری سفر کے متعلق جانتا تھا اور یہ کہ یہ خط امر واقعہ کا اظہار نہیں بلکہ رائے کا اظہار تھا جس پر عمل کرنا یا نہ کرنا بیمہ کنندگان کی مرضی پر منحصر تھا۔

سفارشی الفاظ اور نہ ان سفارشی الفاظ کو امر واقعہ کا اظہار سمجھا گیا ہے جن کو لوگ عادۃً اس لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ دوسروں کو کسی معاملے میں شریک ہونے کی ترغیب ہو۔ اس شخص کو کسی قدر آزادی دی گئی ہے جو کسی خریدار کو فراہم کرنا چاہتا ہے گو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس بیان کے حدود کا ہمیشہ تعین نہیں ہوسکتا جو جائز رکھا جاتا ہے۔ ایک اراضی کے نیلام کے وقت یہ بیان کیا گیا تھا کہ "یہ اراضی بہت زرخیز اور قابل اصلاح ہے" لیکن فی الحقیقت اس کو بیکار ہمیہ کو جزءً ترک کردیا گیا تھا۔ قرار دیا گیا کہ یہ محض نیلام کنندہ کا مبالغہ آمیز بیان تھا" لیکن جب ایک ہوٹل کے نیلام میں ایک قابض ذیل کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ "وہ ایک پسندیدہ کرایہ دار ہے" حالانکہ اس کے ذمے بہت کچھ کرایہ واجب الادا تھا اور نیلام کے بعد ہی اس کی کل جائداد بغرض تصفیۂ حساب سپرد امنا ہوگئی تھی تو یہ قرار دیا گیا کہ ایسا بیان خریدار کو مستحق کردیتا ہے کہ وہ معاہدے کو منسوخ کردے۔

مستثنیات تاہم اس قاعدے کے کہ سہواً غلط بیانی کی بناء پر ہرجہ وصول

نہیں کیا جا سکتا تین مستثنیات ہیں (الف) پہلا استثنا وہ ہے جہاں کوئی کارندہ نیک نیتی سے ایسے اختیار کو استعمال کرتا ہے جو اسے حاصل نہیں ہے اور دوسرے شخص کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ یہ باور کر کے معاملہ کرے کہ اس کو وہ اختیار حاصل ہے۔ جسے وہ استعمال کر رہا ہے۔ اس موضوع پر کارندگی کے باب میں مزید بحث کی گئی ہے۔

قانون کمپنی۔ (ب) (Companies consolidation Act) بابت ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۸۱ میں یہ محکوم ہے کہ کمپنی کے (Prospectus) میں چند مفصل امور درج ہونے چاہئیں اور ان کے متعلق یہ فرض کر لینا چاہئے۔ کہ یہ ایسے شخص کے لئے جو حصص کی خریداری کی درخواست دینے کا ارادہ رکھتا ہے رائے قائم کرنے میں اہمیت رکھتے ہیں ان لوگوں پر جو کمپنی کی تشکیل سے دلچسپی رکھتے ہیں بذریعہ قانون موضوعہ جو فرض عائد کیا گیا ہے اس سے ایک متقابل ذمہ داری ایسی نالش کے متعلق پیدا ہوتی ہے جو ہرجے کے لئے دائر کی جاتی ہے۔

نظما کی ذمہ داری۔ (ج) اس قانون میں (قانون ذمہ داری نظما سنہ ۱۸۹۰ء کے احکام کی پھر توضیح کرتے ہوئے) دفعہ ۸۴ اس شخص کو جس نے (Prospectus) کے غلط بیانات سے کمپنی کے حصص خریدے ہیں یہ حق عطا کرتی ہے کہ نظما سے اس نقصان کا معاوضہ وصول کرے جو برداشت کیا گیا ہے تاوقتیکہ وہ ثابت نہ کر سکیں کہ وہ اس بیان کو ثابت کرنے کی معقول وجہ رکھتے تھے اور تقسیم حصص کے وقت تک یہی باور کرتے تھے یا یہ کہ یہ بیان کسی ماہر فن کی رپورٹ کا یا کسی سرکاری دستاویز کے مضمون کا صحیح اعادہ تھا۔

امر مانع تقریر مخالف ان مقدمات سے ہم کو احتیاط کے ساتھ اس ذمہ داری کو

ل اس فیصلے کے ذریعے سے جو (collen) بنام (wright) میں صادر ہوا ہے اس ذمہ داری کو ان مقدمات پر منطبق کیا گیا ہے جن میں ایک غیر موجود اختیار کو سہواً فرض کر لینے سے معاہدہ وقوع میں آیا ہو مابعد کے مقدمات (Firbank) بنام (Humphrey) اور (Slarkey) بنام (Bank of England) اس ذمہ داری کو ہر معاملے پر خواہ معاہداتی ہو یا نہ ہو اور جو اس طرح فرض کر لینے سے وقوع میں آیا ہو۔ وسیع کیا گیا ہے۔

متاثر کرنا چاہئے جس کی امر مانع تقریر مخالف تخلیق نہیں بلکہ تائید کرتا ہے۔

امر مانع تقریر مخالف شہادت کا ایک قاعدہ ہے اور اس قاعدے کو (Lord Denman) کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

"جب کسی شخص نے اپنے الفاظ یا طرز عمل سے دوسرے شخص کو عمداً یہ باور کرایا ہو کہ اشیاء کی ایک خاص حالت موجود ہے اور اس اعتبار پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہو تا کہ خود اس کی ماقبل حالت بدلی جائے تو اول الذکر کو آخر الذکر کے خلاف یہ بیان کرنے سے ممنوع کیا گیا ہے کہ اشیا کی کوئی مختلف حالت اس وقت موجود ہے"

جب کسی مدعیٰ علیہ کو کسی قاعدۂ شہادت کی رو سے چند واقعات کے ابطال کی اجازت نہ دی گئی ہو اور جب اس قیاس پر کہ ایسے واقعات موجود ہیں مدعی کو حق حاصل ہو جائے گا تو امر مانع تقریر مخالف اس حق کو قائم رکھنے کے لئے ان واقعات کی تردید یا انکار سے باز رکھے گا۔

لیکن امر مانع تقریر مخالف صرف ایسے الفاظ یا طرز عمل سے پیدا ہو سکتا ہے جو واضح اور غیر مبہم ہوا (Low) بنام (Bonverie) کے مقدمے سے اس قاعدے کی اور امر مانع تقریر مخالف کے اثر کی وضاحت ہو جائے گی (Low) کچھ رقم (۲الف) کو ایک (trust fund) کے حصے کی کفالت پر قرضہ دینے والا تھا جس کا امین (Bonverie) تھا اس نے (Bonverie) سے دریافت کیا کہ آیا یہ حصہ رہن یا کسی اور طرح زیر بار تو نہیں ہے اگر ہے تو کس حد تک (Bonverie) نے ان کفالتوں کا نام لیا جو اس کو یاد تھیں لیکن کل کفالتوں کو نہیں بتلایا اور قرضہ دیا گیا۔ درحقیقت (۲الف) کا حق بہت ہی زیر بار تھا اور جب (Low) نے (Bonverie) پر دعویٰ کیا (۲الف) غیر بری الذمہ دیوالیہ تھا (Low) کا ادعا یہ تھا کہ (Bonverie) جو امین ہے اس نقصان کی پابجائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔ عدالت مرافعہ نے تجویز کی کہ (۱) (Bonverie) کے بیان کی تعبیر (warranty) کے طور پر نہیں کی جا سکتی تا کہ وہ بربنائے معاہدہ (Low) کے مقابل میں ذمہ دار قرار دیا جائے (۲) یہ کہ یہ بیان اس کے علم میں غلط نہیں تھا (۳) یہ کہ غلط بیانی سہواً ہوئی تھی اس لئے اس سے

ہرجے کی نالش پیدا نہیں ہوتی تاوقتیکہ (Bonverie) پر یہ فرض عائد نہ کیا جائے اور وہ بیان کرنے میں احتیاط کرے (۴) یہ کہ امین پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ (trust fund) کے متعلق ایسے اجنبی لوگوں کے سوال کا جواب دے جو موتمن لہٗ سے معاملہ کرنے والے ہیں۔ (۵) یہ کہ (Bonverie) صرف اس وقت ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ وہ یہ کہنے سے بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف روک دیا گیا ہو کہ (trust fund) پر اس بار کے سوا جو اس نے (Low) سے بیان کیا تھا مزید بار بھی عائد تھا۔

اگر وہ اس طرح بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف روک دیا جاتا تو اس کو حکم دیا جاتا کہ وہ (Low) کو (trust fund) ادا کرے جو صرف اس بار کے تابع رہے گا جس کا ذکر اس نے اپنے خط میں کیا تھا اور چونکہ مزید کفالتیں بہ افراط موجود نہیں تو اس کو خود اپنی جیب سے اس کمی کو پورا کرنا پڑتا لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ ان خطوط کی جن کی بنا پر (Low) یہ کوشش کررہا ہے کہ (Bonverie) کو ذمہ دار قرار دیا جائے یہ تعبیر نہیں کی جاسکتی (trust fund) صرف ان کفالتوں کی حد تک بالوضاحت زیر بار رہے۔

(Bowen L.J.) کہتے ہیں کہ "امر مانع تقریر مخالف کو (یعنے وہ الفاظ جن پر امر مانع تقریر مخالف مبنی ہے) واضح اور غیر مبہم ہونا چاہئے"۔

لہ اس فرض کے ذکر سے یہ ظاہر ہوگا کہ عدالت نے ضرورت سے زیادہ احتیاط سے کام لیا ہے کیونکہ یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ ایسا فرض کس طرح پیدا ہوسکتا ہے جس سے برِ بنائے غفلت نالش کا حق ہوتا ہے۔ جو غلط بیانی مبنی بر فریب سے متعلق ہے ایسی ذمہ داری مالک اور ملازم کی صورت میں موجود رہ سکتی ہے جہاں ملازم اطلاع حاصل کرکے مالک کو دیتا ہے جس پر مالک عمل کرتا ہے ایسی اطلاع فراہم کرنے میں احتیاط نہ کرنے سے معاہدہ ملازمت کی خلاف ورزی ہوتی ہے جن سے (ex contractu) ذمہ داری پیدا ہوتی ہے نہ (ex delicto) ایسے مقدمات میں جہاں بیان غفلت سے دیا گیا ہو (Derry) بنام (Peek) کے مقدمے کے بعد سے ہر مقدمے میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ فرض موجود نہیں رہتا اور معاہدے سے قطع نظر یہ بالکل معدوم ہوتا ہے دیکھو (Angus) بنام (clifford) (1891) 2Ch.449) (Gould بنام Le Lievre) (1893) 1Q.B. 491.

ایسے واضح اور غیر مبہم بیان کی مثالیں ان کمپنیوں کے مقدمات سے دستیاب ہوسکتی ہیں جو اس بیان کے ساتھ صداقت نامہ جاری کرتی ہیں کہ ان صداقت ناموں کے قابض حصص یا کامل ادا شدہ "حصص کے مستحق ہیں اگر صداقت نامہ ایک جعلی انتقال حصص کو کمپنی کے سپرد کر کے حاصل کیا جائے تو پھر بھی کمپنی بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف حصص کی اس حقیت سے انکار کرنے سے روک دی جاتی ہے جو ان کے صداقت نامے عطا کرتے ہیں۔

(۴) اہم واقعات کا انکشاف اعتمادی معاہدا

بعض معاہدات ایسے ہیں جن میں سہواً غلط بیانی یا فریب کے فقدان کے اور چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہ وہ معاہدات ہیں جن میں کسی ایک فریق کے متعلق یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اس کو ایسے ذرائع علم حاصل ہیں جو دوسرے فریق کو حاصل نہیں ہیں اور اسی وجہ سے وہ پابند ہے کہ اس فریق سے وہ تمام باتیں کہدے جو اس کی رائے پر اثر ڈال سکتی ہوں۔ بیمۂ بحری بیمۂ آتش اور بیمۂ جان کے معاہدات اور ہر قسم کے معاہدات جو بیمے سے متعلق ہوں وہ اسی خاص صنف کے تحت آتے ہیں ان معاہدات کو Uberrimæ fidei سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ان کو عدم انکشاف واقعات کی بنا پر منسوخ کیا جاسکتا ہے گو restitutis in integrum ممکن نہ ہو۔

دیگر معاہدات پر جن کا تعلق زمین کی بیع، تملیک خاندان۔ اور کمپنی کی حصص کی خریداری سے یہاں بحث کرنا مناسب ہے۔ گو یہ ایسے معاہدات نہیں ہیں جن کو اسی مفہوم میں Uberrimæ fidei کہہ سکیں پھر بھی یہ ان سے بہت کچھ مشابہ ہوتے ہیں بعض اوقات ان معاہدات میں غلطی سے ضمانت اور شراکت کے معاہدات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

(الف) معاہدات بیمہ۔

معاہدات بیمہ | قانون کے عام اصول جو Uberrimæ fidei کے معاہدات پر

منطبق ہوتے ہیں وہ بہ لحاظ نوعیت و اصول مختلف نہیں ہیں جو دوسری قسم کے معاہدات پر منطبق ہوتے ہیں۔ اہم واقعات کے انکشاف اور عدم انکشاف کی سزا سے جو قاعدہ متعلق ہے وہ ایک قاعدۂ تعبیر ہے جس کا تعلق خاص صنف معاہدات سے ہے "وہ قاعدہ جو بیمہ کرانے والے پر واقعات کے انکشاف کا وجوب عائد کرتا ہے وہ قانون عامہ کے کسی عام اصول پر مبنی نہیں ہے" بلکہ ایک معنوی شرط سے پیدا ہوتا ہے جو خود معاہدے میں مضمر ہوتی ہے اور بیمہ کرانے والے پر ادائی کی ذمہ داری عائد ہونے سے پہلے موجود رہتی ہے" بیمہ کرنے والا اس بنا پر معاہدہ کرتا ہے کہ تمام اہم واقعات کی اس کو اطلاع دے دی گئی ہے اور معاہدے کی یہ معنوی شرط ہے کہ یہ انکشاف کیا جائے گا۔ اور یہ کہ اگر انکشاف نہ کیا گیا ہو تو اس کو تنسیخ معاہدہ کا اختیار ہوگا۔

بیمۂ بحری جہاں تک کہ بیمۂ بحری کا تعلق ہے قانون عامہ کے قواعد کو قانون بیمۂ بحری بابت سنہ ۱۹۰۶ء میں مدون کیا گیا ہے قانون ہذا کی دفعہ ۱۸ میں محکوم ہے کہ:۔

Assured کو چاہئیے کہ معاہدے کی تکمیل سے پہلے بیمہ کرنے والے پر ہر ایک اہم واقعہ جس کا اس کو علم ہے منکشف کردے اور assured کے متعلق یہ خیال کیا جائے گا کہ وہ ہر ایک واقعہ جس کو عام کاروبار کے دوران میں اس کو جاننا چاہئیے، جانتا ہے" اگر assured ایسا انکشاف کرنے میں قاصر رہے تو بیمہ کرنے والا معاہدے کو منسوخ کر سکے گا۔

(۲) ہر وہ واقعہ اہم ہے جو ایک ہوشیار بیمہ کرنے والے کی رائے پر زر بیمہ کا تعین کرتے وقت اثر ڈالے۔

Ionides بنام Pender میں بحری سفر کے وقت اشیاء کا بیمہ اس رقم کے معاوضے میں کیا گیا جو ان کی قیمت سے بہت زیادہ تھی۔ یہ قرار دیا گیا کہ اگرچہ زیادہ قیمت کا تخمینہ سفر بحری کے خطرات پر موثر نہیں ہے لیکن یہ ایسا واقعہ جس کو بیمہ کرانے والے ملحوظ رکھنے کے عادی ہیں اس لئے اس کا اخفا صداقت نامے کو باطل کر دیتا ہے"۔ یہ بالکل مسلمہ امر ہے کہ بیمہ کے معاہدے کا قانون

دیگر معاہدات کے قانون سے مختلف ہے اور کسی اہم واقعے کا اخفا اگرچہ فریب کی نیت سے نہ کیا گیا ہو صداقت نامے کو باطل کر دیتا ہے۔"

یہ ملحوظ رہے کہ قانون ہذا کے تحت assured کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اطلاع دہی کے اغراض کے لئے ان تمام حالات سے واقف ہے جن کو اسے عام کاروبار کے دوران میں جاننا چاہئے اس قاعدے کا اطلاق اس کارندے پر بھی ہوتا ہے جو مالک کی جانب سے بیمہ کرتا ہے۔ کارندے کو چاہئے کہ ایسے ہر اہم واقعے کا انکشاف کرے جس کو وہ خود جانتا ہے یا جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ جانتا ہے اور ہر اس واقعے کو بھی جس کا منکشف کرنا اس کے مالک کا فرض ہے تاوقتیکہ کسی واقعے کا علم اس کے مالک کو اس قدر دیر سے ہو کہ وہ اپنے کارندے کو اطلاع نہ دے سکتا ہو۔

بیمۂ آتش اس طرح اہم واقعات کے عدم انکشاف سے خواہ یہ سہو پر مبنی کیوں نہ ہو بیمۂ آتش کا صداقت نامہ بھی باطل ہو جاتا ہے ایک امریکی مقدمے میں۔ جس کا حوالہ جسٹس بلاک برن نے فیصلۂ محولۂ بالا میں دیا ہے مدعیان نے کسی جائداد کا بیمۂ آتش کرایا تھا اور کمپنی کے صدر کو معلوم ہوا کہ جس شخص نے بیمہ کرایا ہے یا کم از کم اس نام کا کوئی شخص اس قدر بدقسمت ہے کہ متعدد بار ان کے سامان کو آگ لگ گئی اور ہر آتش زدگی کے بیمے کی رقم بہت کثیر تھی۔ مدعیان نے پھر مدعی علیہم کے پاس بیمے کرائے لیکن اس واقعے کی اطلاع نہیں دی سامان کو آگ لگ گئی۔ insured نے مدعیان پر حملہ کیا اور مدعیان نے مدعی علیہم پر، جج نے جوری کو یہ ہدایت دی کہ مدعی کمپنی کے صدر کو جو اطلاع دی گئی تھی اگر وہ عمداً روک لی گئی ہے تو اس بیمے کا صداقت نامہ باطل ہو جائے گا جو دوبارہ کیا گیا تھا جوا س نے مدعیان کے حق میں تجویز کی لیکن عند المرافعہ عدالت نے اس بنا پر از سر نو تحقیقات کا حکم دیا کہ ایک اہم واقعے کا اخفا کیا گیا تھا خواہ یہ عمداً ہو یا نہ ہو یہ بیمہ کو باطل کر دیتا ہے اس طرح جب کہ ایک شخص نے نقب زنی کے خلاف صداقت نامۂ بیمہ حاصل کیا تھا تو یہ قرار دیا گیا کہ مقدمے کے خاص حالات کے لحاظ سے یہ واقعہ کہ وہ ایک اجنبی تھا ایک ایسا واقعہ تھا جو

بیمہ کرنے والوں پر اس امر کا تصفیہ کرنے میں موثر ہوتا کہ آیا اس خطرے کو قبول کیا جائے اور زر پیشگی کس قدر عائد کیا جائے اور چونکہ اس کو قومیت کے متعلق اطلاع نہیں دی گئی تھی اس لئے صداقت نامۂ بیمہ منسوخ ہوسکتا ہے۔

جان کا بیمہ لندن انشورنس بنام منچسٹر میں جان کے بیمہ کے صداقت نامہ کو اس بنا پر منسوخ کرنے کے لئے دعویٰ دائر ہوا تھا کہ بیمہ کرانے والے فریق کی جانب سے اہم واقعات کا اخفا کیا گیا تھا۔ اس سے دریافت کیا گیا اور اس نے حسب ذیل سوالات کا جواب دیا۔

کیا دوسرے دفاتر پر تمہاری جان کا بیمہ کرنے کی خواہش کی گئی تھی اگر کی گئی تو کہاں	اب دو دفاتر پر سولہ ہزار پونڈ کے لئے عام شرح پر بیمہ کیا گیا ہے۔
کیا اس کو عام پریمیم پر قبول کیا گیا تھا یا کثیر پریمیم پر یا اس سے انکار کیا گیا تھا۔	صداقت ناموں کا نفاذ گذشتہ سال ہوا۔

اس حد تک تو جواب صحیح تھا لیکن مدعی علیہ نے اس دفتر پر کثیر شرح بیمہ کرانے کی کوشش کی جہاں پیشتر ہی سے بیمہ ہو چکا تھا۔ اور دوسرے دفاتر پر بھی مزید بیمہ کرانے کی کوشش کی تھی ان تمام صورتوں میں اس کو نفی میں جواب ملا تھا۔ معاہدہ منسوخ کیا گیا اور Jessel. M.R. نے ایک عام اصول طے کیا جس پر اس کا فیصلہ مبنی تھا۔

"میں کوئی ایسا قانون بیان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں جو بیمہ کے ایک معاہدے کو دوسرے معاہدے سے مختلف کردے خواہ بیمہ جان کا ہو یا آتش کا یا بحری میرے خیال میں تمام صورتوں میں نیک نیتی کی ضرورت ہے۔ گو بیمۂ بحری کی خاص نوعیت کی وجہ سے چند ایسے حالات موجود ہوسکتے ہیں جن کے انکشاف کی ضرورت ہوتی ہے اور جن کا اطلاق دیگر معاہدات بیمہ پر نہیں ہوتا میری رائے میں یہ اصول کے اطلاق کی ایک تشریح ہے نہ کہ اصول کا امتیاز"

لیکن جب (الف) زید کی جان کا بیمہ کراتا ہو اور زید اپنی زندگی اور عادات کے متعلق غلط بیانات دیتا ہے اور (الف) نیک نیتی سے ان بیانات کو دفتر بیمہ پر

روانہ کر دیتا ہے تو یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے بیانات سے صداقت نامہ باطل نہیں ہوتا بنائے فیصلہ یہ تھی کہ (۱) یہ بیانات ایسے شرائط نہ تھے جن کی صداقت پر معاہدہ مبنی ہو۔ اور (۲) یہ کہ زید صداقت نامہ کو نافذ کرانے کی غرض کے لئے (الف) کا کارندہ نہ تھا پس زید کے فریب کو اس قاعدے کے تحت (الف) سے منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ مالک اپنے کارندے کے فریب کا ذمہ دار ہے۔

کیونکہ غلط بیانی کا نصفتی چارۂ کار عام ہو چکا ہے اس لئے یہ ممکن ہے کہ اگر ایسی صورت پیش آئے تو اس کا فیصلہ کسی اور طرح کیا جائے یہ صورت بالکل اس صورت سے مماثل ہے جس کو **Redgrave** بنام **Hurd** میں بیان کیا گیا ہے۔ "جہاں ایک شخص نے ایسے بیان کے ذریعے ایک مفید معاہدہ کیا ہو جس کو وہ اب غلط باور کرتا ہے اور معاہدے کو برقرار رکھنے پر مصر ہے" لیکن ایک بعد کے مقدمے میں **Vaughasa wiiliams** نے کیمبل کی اس رائے کی توثیق کی ہے جو اس نے **wheelton** بنام **Hardisty** میں ظاہر کی تھی کہ جب **assured** حتی الوسع کوشش کرے کہ بیمہ کرنے والا اطلاع حاصل کر سکے اور اپنی یہ رائے قائم کر سکے کہ یہ اطلاع صحیح ہے" تو بیمہ کرنے والا صداقت نامہ کو منسوخ نہیں کر سکتا بشرطیکہ بیمہ کرانے والے پر اس اطلاع کے متعلق کوئی الزام عائد نہ ہوتا ہو جو اس نے دی تھی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب (الف) خود اپنی اغراض کے لئے زید کی جان کا بیمہ کرائے تو مقدمے کے حالات اس شرط معنوی کی نفی کر دیتے ہیں کہ بیمہ کرنے والا (الف) کے ساتھ معاہدے کو اس غلط بیانی کی بنا پر فسخ کر سکتا ہے جو زید کی جانب سے بیمہ کرنے والے سے نہیں بلکہ (الف) سے کی گئی تھی۔

(ب) زمین کی بیع سے متعلق معاہدات

اس قسم کے معاہدات معاہدات اعتمادی **uberrimæ fidei** کے معنوں میں نہیں ہیں کہ بائع کا یہ فرض ہے کہ مشتری سے زمین کے متعلق ہر اہم واقعے کو

منکشف کردے جو اس کے علم میں ہے غلط بیانی کی عدم موجودگی کی صورت میں خواہ یہ غلط بیانی سہواً ہو یا عمداً خریدار ہوشیار باش کا قاعدہ مستعمل ہوتا ہے لیکن یہ بھی چند شرائط کے تابع ہے بایع کو چاہئیے کہ اپنی حقیت کے ہر ایک نقص کو منکشف کرے کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کے متعلق بایع ہی کو کامل علم ہوتا ہے اور اس پر یہ وجوب بھی عائد ہوتا ہے کہ زمین کی نوعیت کے متعلق کوئی ایسا پوشیدہ نقص ہو تو ظاہر کردے اگر یہ نقص اس قدر اہم ہو کہ مشتری اس کے وجود سے واقف ہو جائے تو وہ معاہدہ ہی کرنے سے باز رہے۔

Flight بنام Booth میں مدعی علیہ نے جائداد پٹہ کو خریدنے کا اقرار کیا تھا پٹے میں مختلف تجارتی کاروبار چلانے کے خلاف قیود درج تھے اور تفصیل بیع میں صرف چند قیود کا ذکر تھا۔ چیف جسٹس ٹنڈل نے قرار دیا کہ مدعی معاہدے کو منسوخ کر کے اس رقم کو واپس لے سکتا ہے جو اس نے خریدی جائداد کے بیعانے کے طور پر ادا کی تھی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس قاعدے کو اختیار کرنا مناسب ہے کہ جہاں غلط بیانی گو یہ فریب پر مبنی نہ ہو کسی اہم اور اصل امر کے متعلق شئے معہودلہٗ کی حد تک اس قدر اثر ڈالتی ہے کہ معقول طریقے پر یہ خیال ہو سکے کہ اگر ایسی غلط بیانی نہ ہوتی تو مشتری ہرگز معاہدہ نہ کرتا۔ ان صورتوں میں معاہدہ بالکل کالعدم ہوتا ہے اور مشتری پابند نہیں ہے کہ ہرجے کی شرط کی طرف رجوع ہو ایسے حالات کے تحت مشتری کے متعلق یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے وہ شئے نہیں خریدی ہے جو درحقیقت شئے مبیعہ ہے۔"

Hawtrey بنام molyneux کا مقدمہ بھی عدم انکشاف سے متعلق ہے مدعی نے مدعی علیہ کو ایک پٹہ بیع کیا تھا جس میں سخت اور غیر معمولی شرائط درج تھے بائع نے ان شرائط کو منکشف نہیں کیا تھا اور نہ مشتری کو معقول موقع دیا تھا کہ ان کے متعلق معلومات حاصل کرے اور معاہدہ نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔

غلط بیانی کی وسعت اور نوعیت کے لحاظ سے نصفتی چارہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے اور اگر یہ امر محض تفصیل سے متعلق ہے تو مشتری تکمیل بیع پر اس شرط سے مجبور کیا جاسکتا ہے کہ

ہرجہ ادا کرے۔

فریقین معاہدۂ بیع میں غلط بیانی کی صورت میں ہرجے کی شرط رکھ سکتے ہیں اور یہ حق اگر اس کا اس طرح اظہار ہو تو دستاویز انتقال جائداد میں ضم نہیں ہو جاتا بلکہ جائداد کے منتقل ہونے کے بعد بھی اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(ج) تملیکات اور انتظامات خاندان سے متعلق جو ابتدائی معاہدات ہیں ان کی خاص تشریح کی ضرورت نہیں۔

حصص کی خریداری

(د) کمپنی کے حصص کی خریداری کے معاہدات۔

کسی کاروبار کے بانیوں کے اس فرض کے متعلق اس قاعدے کو کہ جب وہ عوام کو اس کاروبار میں شریک ہونے کی دعوت دیں تو مکمل بیان پیش کرنا چاہئے kindersley, V. C. نے New Brunswick Rly. Co بنام Muggridge کے مقدمے میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے جس کی لارڈ چیمسفورڈ نے ایک بعد کے مقدمۂ دارالامرا میں توثیق کی ہے۔

"جو لوگ کوئی دستور العمل Prospectus شایع کرتے ہیں جس میں عوام کو یہ بتلایا جاتا ہے کہ جو اشخاص اس مجوزہ کاروبار میں حصہ خرید لیں گے ان کو بہت فائدہ ہوگا اور ان کو دعوت دیتے ہیں کہ ان بیانات کے اعتماد پر جو اس میں مندرج ہیں حصص خریدیں وہ پابند ہیں کہ ہر ایک چیز نہایت صحت کے ساتھ بیان کریں نہ صرف اس واقعے کو بیان کرنے سے اجتناب کریں جو واقعہ نہیں ہے بلکہ وہ کسی ایسے واقعے کو حذف نہیں کرسکتے جس کا وجود ان کے علم میں ان حقوق اور فوائد کی نوعیت یا وسعت پر کسی طرح اثر ڈالتا ہے جن کو پراسپکٹس میں اس طرح پیش کیا گیا ہو کہ حصص خریدنے کی ترغیب ہوتی ہے۔"

لیکن ایسے پراسپکٹس میں جو خریدی حصص کی دعوت دیتا ہو انکشاف کا فرض بالکل وہی نہیں ہے جو بیمۂ بحری کی درخواست کی صورت میں ہوتا ہے۔ prospectus میں ایسے واقعات کا محض عدم انکشاف جو ایک ہونے والے حصہ دار کی رائے پر اثر ڈال سکتا ہو بنائے تنسیخ نہیں قرار دیا جاسکتا تاوقتیکہ ایسا ترک اس بیان کو واقعاً گمراہ کن نہ کردے جو پیش کیا گیا ہو۔

ہیں بربنائے عدم انکشاف منسوخ کرنے کے حق کو (۱) واقعی فریب کے چارۂ کار سے اور (۲) چارۂ کار بربنائے ٹارٹ متمائز کرنا چاہیئے جو بدایتہً دفعہ ۸۱ companies consolidation Act ۱۹۰۸ء کے ذریعے ان اشخاص کے خلاف عطا کیا گیا ہے جو پراسپکٹس کے اجزا کے ذمہ دار ہیں جن میں اہم واقعات متروک ہوں اور ان اشخاص کے حق میں عطا کیا گیا ہے جو ایسے ترک سے مالی نقصان برداشت کرتے ہیں (قانون ماقبل کی ایک دفعہ کی پھر توضیح کی گئی ہے۔ اور (۳) معاوضے کے اس حق سے بھی متمائز کرنا چاہیئے جو قانون ہذا کے دفعہ ۸۴ کے ذریعے ان اشخاص کو عطا کیا گیا ہے جو کسی کمپنی کے پراسپکٹس کے ایک غلط بیان پر اعتماد کر کے حصص خرید کر نقصان برداشت کرتے ہیں قانون ذمہ داری رقمی بابت ۱۸۹۰ء کی ایک دفعہ کی پھر توضیح کی گئی ہے۔)

ضمانت اعتمادی معاہدہ نہیں ہے

(۵) ضمانت اور شرکت یہ دونوں بعض اوقات ایسے معاہدات تصور کئے جاتے ہیں جن میں ان تمام واقعات کے مکمل انکشاف کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان دونوں میں اس قدر مکمل انکشاف کی ضرورت نہیں جس قدر کہ زمین فروخت کرنے یا حصص خریدنے کے معاہدے میں ہوتی ہے۔ ہونے والا ضامن یا شریک اس حفاظت کا دعویدار نہیں ہو سکتا جو بیمہ کرانے والے کو یا روپیہ جمع کرانے والے کو یا زمین خریدنے والے کو عطا کی جاتی ہے ان دو اصناف مقدمات میں بعض اوقات غلط مبحث پیدا ہو جاتا ہے اس کی وجہ کچھ تو یہ واقعہ ہے کہ صحیح معنوں میں معاہدات ضمانت یعنی دوسرے شخص کے قرضۂ عدم تعمیل یا فعل بے جا کے لئے ذمہ دار رہنے کا عہد اور معاہدات بیمہ میں یعنی اس نقصان کے معاوضے کا عہد جو دوسرے کی بدنیتی سے عائد ہو عملاً کوئی خط فاصل کھینچنا دشوار ہے۔

لیکن اگرچہ ضامن اور دائن کا معاہدہ ایسا معاہدہ ہے جس میں انکشاف کا عام وجوب نہیں ہے تاہم جب ایک بار معاہدہ ہو جائے تو ضامن مستحق ہو جاتا ہے کہ کسی ایسے اقرار کے متعلق علم حاصل کرے جو دائن اور مدیون کے تعلقات کو بدل دیتا ہو یا اس حالت سے واقف ہو جائے جو اس کو تنسیخ معاہدہ کا حق دیتی ہو۔

اس طرح (Foxall بنام Phillips) میں مدعیٰ علیہ نے ایک ملازم کی دیانت داری کی ضمانت دی جو مدعی کے ہاں ملازم تھا دوران ملازمت میں ملازم بددیانتی کا مجرم ثابت ہوا لیکن مدعی نے ملازمت سے علحدہ نہیں کیا اور مدعیٰ علیہ کو اطلاع نہیں دی کہ کیا واقعہ ہوا تھا اس کے بعد ملازم سے مزید افعال بددیانتی صادر ہوئے۔ مدعی نے مدعیٰ علیہ سے نقصان کی پابجائی کے لئے کہا۔ یہ قرار دیا گیا کہ مدعیٰ علیہ ذمہ دار نہیں ہے اس اخفائے ضامن کو نقصان مابعد کی ذمہ داری سے بری کردیا یہ معلوم ہوگا کہ اگر ضامن کو یہ علم ہوتا کہ ملازم سے ایسے افعال بددیانتی صادر ہوئے ہیں جن سے اس کا اخراج حق بجانب ہوجاتا ہو تو وہ اپنی ضمانت کو فسخ کرنے کا مستحق ہوجاتا۔

شرکت کا بھی یہی حال ہے۔ شرکا کا باہمی تعلق مالک اور کارندے کا سا تعلق ہے۔ اس لئے ایک شریک شراکتی کاروبار کی حد تک فرم (کوٹھی) ذمہ دار بنا سکتا ہے پس جب معاہدۂ شراکت تشکیل پاتا ہے ہر ایک شریک دوسرے شرکا پر تمام اہم واقعات منکشف کرنے اور مشترکہ کاروبار سے متعلق تمام چیزوں میں انتہا درجے کی نیک نیتی استعمال کرنے پر مجبور ہے۔

(۳) عمداً غلط بیانی یا فریب

(۱) فریب کی تعریف

فریب فریب ایک قابل نالش فعل ناجائز ہے۔ اس لحاظ سے اس کی نہایت صحت کے ساتھ تعریف کی جاسکتی ہے اور اسی لحاظ سے ہم یہاں اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ فریب جس سے دھوکا دہی کی نالش پیدا ہوتی ہے اس چال بازی اور نازیبا طرز عمل سے بالکل مختلف چیز ہے جو ایک عدالت نصفت کو تعمیل مختص کا چارۂ کار یا معاہدے کو منسوخ کرکے دادرسی عطا کرنے سے انکار کرنے کی طرف مائل کردیتا ہے یہ اس نوعیت کی دھوکہ دہی ہے

جس میں فریق متضرر کو قانون عامہ کے مدلل اور منطقی فیصلوں نے ہرجے کا مستحق قرار دیا ہے۔

فریب واقعے کی غلط بیانی ہے جو اس کے غلط ہونے کے علم کے ساتھ یا بے احتیاطی سے اس کے صحیح ہونے کے یقین کے بغیر اس نیت سے کی جاتی ہے کہ مدعی اس پر عمل کرے اور اس پر عمل کرنے کی واقعتاً اس کو ترغیب ہوتی ہے۔

اب ہم ان خصوصیات پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

اس میں ایک بیان ہونا چاہیئے

(۲ الف) فریب ایک غلط بیانی ہے۔ یہ ایسے عدم انکشاف سے مختلف ہے جو (uberrimæ fidei) کے قسم کے معاہدے کو کالعدم کردیتا ہے اس میں دھوکا دینے کی عملی کوشش ایسے بیان کے ذریعے سے ہونی چاہیئے جو غلط ہو یا ایسے بیان کے ذریعے سے جو بذات خود غلط نہ ہو بلکہ اس میں واقعات کا اس طرح اخفا کیا جائے کہ اس سے ایک گمراہ کن خیال پیدا ہوسکے اس قسم کے اخفا کو بعض اوقات فاعلی (aggressive active) یا (industrious) کہتے ہیں لیکن عدم انکشاف کے مقابلے میں خود اس لفظ سے دھوکے کے فاعلی عنصر کی طرف اشارہ نکلتا ہے جو فریبانہ غلط بیانی کا جزو ترکیبی ہوتا ہے۔ غلط بیانی بذریعۂ عدم انکشاف صرف (uberrimæ fidei) معاہدات پر موثر ہوسکتی ہے اور اس غلط بیانی میں جس سے دھوکا دہی کی نالش پیدا ہوتی ہے جو فرق ہے اس کو Lord cairns نے Peek بنام Gurney کے مقدمے میں وضاحت کے ساتھ بتلایا ہے۔

"واقعات کا محض عدم انکشاف خواہ وہ اخلاقی نقطۂ نظر سے کتنا ہی قابل ملامت ہو خواہ ایسا عدم انکشاف کسی صحیح کارروائی اور صحیح وقت پر خریدی یا منتقلی حصص کی تنسیخ کے لئے کافی وجہ ہوسکتا ہو لیکن میری رائے میں ایسی نالش کی بنا نہیں قرار دیا جاسکتا ہے جو نالش بربنائے غلط بیانی کی نوعیت رکھتی ہو میرے خیال میں واقعے کی فاعلی غلط بیانی ہونی چاہیئے یا بہر صورت واقعے کا ایسا جزوی بیان ہونا چاہیئے کہ جو واقعہ بیان نہیں کیا گیا ہے اس کے اخفا سے وہ واقعہ بالکل غلط ہو جائے جو بیان کیا گیا ہے۔"

عدم انکشاف فریب نہیں ہے

خریدار ہوشیار باش معاہدے کا عام قاعدہ ہے بائع پر یہ وجوب نہیں ہے کہ وہ اپنے اسباب کے پوشیدہ نقائص کے وجود کی اطلاع دے تاوقتیکہ اس نے اپنے کسی فعل یا اشارے سے یہ بیان نہ کیا ہو کہ ایسے نقائص موجود نہیں ہیں۔

(Hobbs) نے ایک پبلک مارکٹ میں سور روانہ کئے جو اس کے علم میں میعادی بخار میں مبتلا تھے اس حالت میں ان کو مارکٹ بھیجنا قانون تعزیری کی خلاف ورزی تھی وارڈ نے "ان تمام نقائص کے ساتھ" سور خریدے ان کی حالت کے متعلق کوئی بیان نہیں کیا گیا تھا ان کی زیادہ تعداد مرگئی دوسرے سور جو وارڈ کے مملوک تھے ان سے متاثر ہو گئے اور وہ میدان بھی متاثر ہو گئے جہاں یہ چرائی کے لئے چھوڑے گئے تھے یہ بحث کی گئی کہ ان حالات کے تحت سوروں کو مارکٹ میں لانا اس بیان کے مساوی تھا کہ وہ مرض متعدی سے پاک ہیں۔ یہ مقدمہ دارالامرا میں پیش ہوا جہاں Lord Selborne نے اس امر پر قانون کو حسب ذیل طریقے سے بیان کیا ہے۔

معنوی بیان کے سوال کے متعلق میں نے کبھی شبہہ محسوس نہیں کیا ایسا بیان کبھی نہ کیا جانا چاہئے جب تک کہ اس کے ثبوت کے لئے واقعات نہ ہوں اور یہاں بجز اس کے کوئی اور واقعہ مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ان جانوروں کو فروخت کرنے کے لئے بھیجنے سے ایک قانون تعزیری کی خلاف ورزی ہوئی۔ یہ کہنا کہ ہر ایک شخص کے متعلق یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ اپنے کاروبار میں دوسرے لوگوں سے یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے علم کی حد تک کسی قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ ایک شستہ طرز بیان ہے جو (ایک خاص نتیجہ پیدا کرنے کی غرض کے سوا) میرے خیال میں کسی شخص کو معقول نظر نہ آئے گا۔

Keates بنام Lord cadogan میں مدعی نے اس ہرجے کے لئے دعویٰ کیا جو مدعا علیہ کے اس فریب سے پیدا ہوتا تھا جس کا ارتکاب اس نے مدعی کو مکان[1] کرائے پر دیتے وقت کیا تھا اور وہ یہ جانتا تھا کہ مکان فوری سکونت کے لئے

[1] مکان چند سال کی مدت کے لئے کرائے پر دیا گیا تھا جب ایک آراستہ مکان (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

درکار ہے اور اس نے اس امر کا انکشاف نہیں کیا کہ مکان شکستہ حالت میں ہے یہ قرار دیا گیا کہ ایسا دعویٰ رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

چیف جسٹس جروس کہتے ہیں کہ "یہ ادعا نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی صریحی یا معنوی ضمانت نہیں تھی کہ یہ مکان فوری سکونت کے لئے موزوں ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کیونکہ مدعیٰ علیہ یہ جانتا تھا مدعی اس کو فوری سکونت کے لئے چاہتا ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ غیر موزوں اور خطرناک حالت میں تھا اور اس واقعے کو مدعی پر منکشف نہیں کیا تھا اس لئے دھوکا دہی کی نالش دائر ہو سکتی ہے اس بیان سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ مدعیٰ علیہ نے غلط بیانی کی تھی یا یہ کہ وہ یہ فرض کرنے کی ضرورت رکھتا تھا کہ مدعی وہ نہ کرے گا جو ہر ایک صحیح الحواس شخص کرتا ہے یعنے اچھی طرح تحقیقات کرے گا اور مکان میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے مکان کی حالت کے متعلق اپنے آپ کو مطمئن کرے گا۔ یہاں کوئی چیز فریب کی حد تک نہیں پہنچتی۔"

بیان واقعے سے متعلق ہونا چاہئے نہ کہ اظہار رائے

(ب) بیان کے متعلق ہونا چاہئے محض اظہار رائے جو بے بنیاد ثابت ہو معاہدے کو کالعدم نہیں کرتی۔ بائع کے اس بیان میں کہ فلاں چیز اس قیمت کی ہے اور اس بیان میں کہ اس نے فلاں قیمت ادا کی ہے بہت بڑا فرق ہے اول الذکر ایک رائے ہے جس کو مشتری اگر چاہے تو تسلیم کر سکتا ہے اور ثانی الذکر ایک واقعے کا بیان ہے جو بائع کے علم میں غلط ہونے سے فریب کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔

اور نہ اظہار نیت

نہیں اس بیان کو کہ ایک شئے ہے اس اقرار سے متمائز کرنا چاہئے کہ ایک شئے ہوگی نہ تو نیت کے متعلق بیان کو اور نہ اقرار کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ایک مختصر مدت کے لئے کرایہ پر لیا جائے (London season کے لئے) تو اس کا قانون مختلف ہے جیسے ایسی صورت میں فوری سکونت معاہدے کا اہم جزو ہے اگر مکان رہنے کے قابل نہ ہو تو کرایہ دار بری ہو جاتا ہے فریب کی بنا پر نہیں بلکہ "اس کو ایسی چیز دی جا رہی ہے جو شے معہودلہ سے بالکل مختلف ہے" اس کے مقابل میں ہونے والے کرایہ دار کی جانب سے اس امر کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ مکان میں سکونت اختیار کرنے کے لیے ایک موزوں شخص ہے Humphreys بنام Miller (1917)2K.B.122) قوانین انگلستان ۱۸۹۰ء ۱۹۱۹ء بر تمام مکانات کی ایک خاص مالیت سے کم کی صورت میں مکان کی صفائی کی شرط مضمر ہے۔

بیان ہو اقعہ سمجھا جاسکتا ہے تاوقتیکہ کوئی شخص اپنی ذہنی حالت کے متعلق غلط بیانی نہ کرے پس ایسے اقرار میں جس کو کرنا چاہتا ہے اور ایسے اقرار میں جس کو شکست کرنا چاہتا ہے ایک فروق ہے پہلی صورت میں وہ صحیح طور پر اپنی یہ نیت ظاہر کرتا ہے کہ ایک چیز آیندہ وقوع میں آئے گی۔ دوسری صورت میں وہ اپنی موجودہ نیت کے متعلق غلط بیانی کرتا ہے وہ نہ صرف ایسا اقرار کرتا ہے جو بالآخر توڑ دیا جاتا ہے بلکہ اقرار کرتے وقت وہ اپنی ایسی ذہنی حالت کو بیان کرتا ہے جو حقیقی حالت سے مختلف ہوتی ہے۔ پس یہ طے کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اشیا خریدے اور خرید تے وقت یہ نیت کرے کہ ان کی قیمت ادا نہ کروں گا تو وہ ایسی غلط بیانی کرتا ہے جو فریب پر مبنی ہوتی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قانون کی عمداً غلط بیانی سے دھوکا دہی کی نالش پیدا نہیں ہوتی اور نہ اس شخص کے خلاف معاہدہ ممکن الانفساخ ہوجاتا ہے جو ایسا بیان کرے اس موضوع کے متعلق براہ راست کوئی نظیر نہیں ہے لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ cooper بنام Phibbs میں عام قواعد قانون کی لاعلمی اور کسی حق کے وجود کی لاعلمی میں جو امتیاز کیا گیا ہے اس کا اطلاق ایسے مقدمے پر ہوسکے گا جس میں قانون کی غلط بیانی فریب پر مبنی ہوتی ہے اور یہ کہ اگر کسی شخص کے حقوق کو عمداً مخفی رکھا جائے یا ان کے متعلق غلط بیانی کی جائے تو وہ اس شخص پر دھوکا دہی کی نالش کرسکتا ہے جو ایسا بیان کرے (King's Bench Division میں اس قطعی رائے کا اظہار کیا گیا ہے کہ اگر کسی دستاویز کے اثر کے متعلق بربنائے فریب غلط بیانی کی جائے تو اس پر بطور جواب دہی اس نالش میں استدلال کیا جاسکتا ہے جو اس دستاویز کی بنا پر دائر ہو۔

غلط ہونے کا علم ہونا چاہئیے۔

(ج) یہ بیان اس کے غلط ہونے کے علم کے ساتھ یا اس کی صداقت کے تعین کے بغیر کیا جانا چاہئیے جب تک کہ ایسا نہ ہو کسی غلط بیان سے فریق متضرر کو حق نالش عطا نہیں ہوتا

ایک ٹیلیگراف کمپنی نے پیام رسانی میں غلطی کی جس کی وجہ سے مدعی نے بذریعۂ جہاز ایک بڑی مقدار میں جو انگلستان روانہ کئے جن کی ضرورت نہ تھی اور بازار کی

قیمت گر جانے سے ان کے متعلق کثیر نقصان برداشت کرنا پڑا یہ قرار دیا گیا کہ اس بیان سے چونکہ یہ کمپنی کے علم میں غلط نہیں تھا مدعی کو حق نالش عطا نہیں ہوتا۔

(Bramwells L.J.) کہتے ہیں کہ قانون کا عام قاعدہ یہ ہے کہ محض کسی بیان کی بنا پر نالش نہیں ہوسکتی خواہ یہ غلط ہی کیوں نہ ہو اور خواہ اس پر عمل کرنے سے اس شخص کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچے جس سے یہ بیان کیا گیا ہو تاوقتیکہ اس شخص کے علم میں جو یہ بیان کرتا ہے یہ بیان غلط نہ ہو"

اس قاعدے میں (Lord Herschell) کے ان الفاظ کا اضافہ ہونا چاہئے جو Derry بنام Peek میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

اولاً دھوکا دہی کی نالش کو قابل پیش رفت بنانے کے لئے فریب کا ثبوت ہونا چاہئے اور بجز اس کے کوئی چیز کافی نہ ہوگی۔ ثانیاً فریب اس وقت ثابت ہوتا ہے جب یہ ظاہر ہو کہ ایک غلط بیانی (۱) عمداً یا (۲) بغیر اس کی صداقت پر یقین کئے یا (۳) بے احتیاطی سے اس امر کی تحقیق کے بغیر کی گئی ہو کہ آیا یہ صحیح ہے یا غلط اگرچہ میں نے دوسری اور تیسری صورت کو علٰحدہ رکھا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تیسری صورت بھی دوسری صورت کی ایک مثال ہے کیونکہ جو شخص ان حالات کے تحت ایک بیان کرتا ہے اس کو اس شئے کی صداقت کا کوئی حقیقی یقین نہیں ہوتا جس کے متعلق یہ بیان کرتا ہے۔

لہذا ایک شخص جو غلط بیانی کرتا ہے اور نیک نیتی سے اس کو صحیح باور کرتا ہے اس کو فریب کے دعوے میں ذمہ دار نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اگر تم اپنے متعلق یہ ظاہر کرو کہ تم کوئی یقین رکھتے ہو حالانکہ تم نہیں رکھتے تو یہ امر فریب پر مبنی ہوگا۔ بے احتیاطی سے واقعے کی غلط بیانی کے مقدمے میں امر بنائے ذمہ داری یہ ہے یہ بیان کرنے والا اس معاملے کے متعلق اپنے قطعی علم کا اظہار کرتا ہے حالانکہ درحقیقت اس کا علم قطعی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ میں باور کرتا ہوں لیکن وہ حقیقۃً امید یا خواہش کرتا ہے۔

کسی شخص کا اپنی ذہنی حالت کے متعلق عمداً غلط بیانی کرنا اسی طرح فریب پر مبنی ہے جس طرح کہ کسی واقعے کے متعلق عمداً غلط بیانی کرنا (Bowen, L.J.)

کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ذہنی حالت اُسی طرح ایک واقعہ ہے جس طرح اس کے ہاضمے کی حالت' یہ سچ ہے کہ یہ ثابت کرنا بہت دشوار ہے کہ کسی خاص وقت پر کسی شخص کی ذہنی حالت کیا تھی اور اگر یہ متحقق ہو سکے تو یہ اور واقعے کی طرح ایک واقعہ ہے۔ بے احتیاطی سے غلط بیانی کرنے کے متعلق لارڈ ہرشل نے جو قاعدہ طے کیا ہے وہ کسی طرح فریب کی تعریف کو وسیع نہیں کرتا۔

یقین کے معقول وجوہ کا نہ ہونا۔

لیکن وقتاً فوقتاً یہ کوشش کی گئی ہے کہ فریب کے نتائج کو وسیع کیا جائے اور لوگوں کو واقعہ یا یقین کے متعلق نہ صرف عمداً غلط بیانی کے لئے ذمہ دار قرار دیا جائے بلکہ واقعے کی ایسی غلط بیانی کے لئے بھی جس میں اس کی صداقت کے متعلق نیک نیتی سے یقین کیا گیا ہو لیکن یہ معقول وجوہ پر مبنی نہ ہو۔

سنہ ۱۸۴۴ء میں قانون عامہ کی عدالتوں میں یہ قاعدہ طے کر دیا گیا تھا کہ کسی واقعے کی غلط بیانی جس میں اس کی صداقت پر نیک نیتی سے یقین کیا گیا ہو وہ دھوکا دہی کی نالش کی بنا پر نہیں ہو سکتی اور یہ کہ "فریب قانونی" ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے مفہوم سے بنائے ذمہ داری ظاہر نہیں ہوتی۔

لیکن (Jndicature Act) کے نافذ ہونے کے بعد ہی ایسے ججوں نے جن کو عدالت ہائے نصفت کا زیادہ تجربہ تھا۔ دھوکا دہی کی ایسی نالش کی سماعت کرنا شروع کی جو قانون عامہ پر مبنی تھی اور اس پر وقتاً فوقتاً فریب کے ایسے صورات کو منطبق کرنے لگے جو عدالت ہائے نصفت میں رائج تھے اور جن کی غلط تعریف کی گئی تھی Weir بنام Bell میں (cotton, L.J.) کے اختلافی فیصلے میں یہ قول مندرج ہے کہ ایک شخص دھوکا دہی کا ذمہ دار ہے بشرطیکہ وہ بے احتیاطی سے ایسے بیانات کرے جو درحقیقت غلط ہوں یعنے ان بیانات کو صحیح باور کرنے کے معقول وجوہ کے بغیر"۔

دھوکا دہی کی ذمہ داری کے متعلق اس رائے کو اکثر عدالتوں نے تسلیم نہیں کیا ہے یہ ایک مشہور مقدمہ ہے جس میں (Bramwell L.J.) نے "قانونی" فریب کی اصطلاح کے استعمال پر بہت سخت نکتہ چینی کی ہے۔

کسی شخص کو فریب کا ذمہ دار قرار دینے کے لئے اس کے خلاف اخلاقی فریب ثابت ہونا چاہئے قانونی فریب میری سمجھ میں نہیں آتا میرے نزدیک قانونی گرمی یا قانونی سردی، قانونی روشنی یا قانونی تاریکی کی طرح اس کا بھی کوئی مفہوم نہیں۔"

بہر حال اسمتھ بنام کارک میں جسٹس کاٹن نے فریب کے متعلق جو رائے ظاہر کی ہے اس کو سر جی جل نے اختیار کر کے وسعت دی ہے یہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ جو غلط بیانی بے احتیاطی سے لیکن اس کی صداقت کے یقین کے ساتھ کی گئی اور دھوکا دینے کی کوئی نیت نہ ہو تو یہ غلط بیان کرنے والے کو دھوکا دہی کی نالش کا ذمہ دار قرار دیتی ہے۔

ایسی غلط بیانی میں جو تنسیخ معاہدہ کی وجہ ہوتی ہے اور ایسی غلط بیانی میں جو دھوکا دہی کی نالش کی بنا ہوتی ہے ہدایتہً ایک غلط بحث پیدا ہو رہا تھا۔ **Derry** بنام **Peek** میں یہی امر تصفیہ طلب تھا۔

مدعیٰ علیہم ایک ٹراموے کمپنی کے نظار تھے جس کو ایک خاص قانون کے تحت ٹراموے بنانے کا اختیار حاصل تھا اور وہ مجلس تجارت کی رضامندی سے گاڑیاں چلانے کے لئے بھاپ کی قوت استعمال کر سکتی تھی اس خاص قانون کے حصول کے لئے کمپنی کے تجاویز مجلس تجارت کی منظوری کے محتاج تھے اور نظار نے یہ فرض کر لیا کہ ان کے تجاویز کو مجلس تجارت نے اس قانون کے صدور سے پہلے منظور کر لیا ہے اس لئے بھاپ کی قوت استعمال کرنے کے لئے مجلس کی رضامندی یقیناً حاصل ہو جائے گی۔ حالانکہ ان کو قانون کے صدور کے بعد یہ رضامندی حاصل کرنا چاہئے تھی انھوں نے ایک پراسپکٹس جاری کیا جس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ بھاپ کی قوت استعمال کرنے کا حق ان کے کاروبار کا ایک اہم جز ہے مجلس تجارت نے رضامندی دینے سے انکار کر دیا کمپنی بند کر دی گئی اور ایک حصہ دار نے نظار کے خلاف دھوکا دہی کی نالش دائر کی۔

جسٹس الٹرنگ نے یہ واقعاتی تجویز کی کہ مدعیٰ علیہم اس تیقن کی معقول وجہ رکھتے تھے جو پراسپکٹس میں ظاہر کیا گیا تھا اور یہ کہ وہ فریب سے بری تھے

عدالت مرافعہ نے یہ تجویز کی کہ پر اسپکٹس سے نظیار کا وہ تیقن ظاہر ہوتا ہے جو نیک نیتی پر مبنی تھا لیکن اس تیقن کے کوئی معقول وجوہ نہ تھے لہذا نظیار ذمہ دار ہیں۔ دارالامرا نے عدالت مرافعہ کے فیصلے کو فسوخ کر دیا لارڈ ہرشل کے فیصلے میں ان مقدمات پر جامع بحث کی گئی ہے اور جس نتیجے پر وہ پہنچے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

"میری رائے میں جو غلط بیانی احتیاط نہ برتنے کی وجہ سے کی جاتی ہے وہ فریب سے ایک بالکل مختلف چیز ہے اور اس غلط بیانی کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے جس پر نیک نیتی سے یقین کیا جاتا ہے گو یقین کے وجوہ ناکافی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔	باور کرنے کی معقول وجہ کا نہ ہونا بنائے دعویٰ نہیں ہے۔

ساتھ ہی ساتھ میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جب ایک غلط بیانی کی جاتی ہے تو یہ سوالات کہ آیا اس کو باور کرنے کے معقول وجوہ تھے اور بیان کرنے والے کو اس کے متعلق کیا ذرایع علم حاصل تھے غور و خوض کے لئے نہایت اہم امور ہیں وہ وجہ جس پر کوئی مبینہ تیقن مبنی کیا جاتا ہے اس کی حقیقت کو جانچنے کا بہت ہی اہم معیار ہے میں ایسے بے شمار مقدمات کا تصور کر سکتا ہوں جس میں یہ واقعے کے مبینہ تیقن کی معقول بنیاد پر قائم نہیں تھا عدالت کو یہ باور کرانے کے لئے کافی ہوتا ہے کہ درحقیقت ایسا کوئی تیقن ہی نہ تھا اور یہ کہ یہ بیان فریب پر مبنی ہے۔"

لہذا اس قاعدے کو مسلمہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی بیان جو اس کی صداقت پر نیک نیتی سے تعین کر کے کیا جائے۔ بیان کرنے والے کو دھوکا دہی کے ہرجے کی نالش کا ذمہ دار نہیں قرار دے سکتا گو اس تیقن کے معقول وجوہ نہ ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ درحقیقت ایسا تیقن نہیں تھا بہ الفاظ دیگر جس شخص نے یہ بیان کیا ہے وہ اپنے آپ کو ایک تیقن کا حامل ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کو یہ تیقن نہیں ہے۔

لہ ایک اعلیٰ سند کی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ ایک بیان جو ابتدا میں صحیح باور کیا گیا تھا لیکن بعد میں غلط ثابت ہو گیا تو اس وقت فریب کی حد کو پہنچتا ہے جب کہ اس یقین کی بنا پر معاملے کو جاری رکھا جائے اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ دھوکا دہی کی نالش کی جا سکتی ہے تو اس بیان کے غلط ہونے کا علم ہو جانے کے بعد کوئی ایسی بات کہی یا کی جانی چاہئے جس سے اس بیان کی توثیق ہوتی ہے۔

دوران کاروبار میں اکثر یہ واقعہ ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کو خود اپنے اغراض کے لئے اس چیز کے بیان کرنے کی ترغیب ہو جس کے صحیح ہونے کی یہ خواہش کرتا ہے اور جس کے غلط ہونے کا اس کو علم نہیں لیکن جس کے متعلق اس کو قوی شبہہ ہوتا ہے کہ درحقیقت اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اگر وہ ایسا بیان حتمی و اذعانی یقین کے ساتھ کرے یا اگر اطلاع حاصل کرنے کے ان ذرائع کو فراموش کردے جن پر دسترس ہوسکتا تھا تو اس نے ایسا بیان اس کی صداقت پر نیک نیتی سے باور کرکے نہیں کیا ہے اس کو غیر موزوں واقعات سے واقف نہ ہونے کی احتیاط کرنی چاہیئے تھی

کے مقدمے نے ہمیشہ کے لئے اس مناقشے کا تصفیہ کردیا ہے جس نے اس امر کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے پیدا کردیا تھا کہ آیا غلط بیانی بربنائے غفلت کی نالش جو غلط بیانی بربنائے فریب سے مختلف ہے قابل پیش رفت ہوسکتی ہے؟

فریب کا ایک دوسرا بھی پہلو ہے جس میں فریبانہ نیت موجود نہیں رہتی لیکن جو بیان کیا جاتا ہے اس کے غلط ہونے کا علم رہتا ہے Polhill بنام Walter کے مقدمۂ محولۂ بالا کی یہی صورت ہے۔

اگر بیان کے غلط ہونے کا علم ہو Peek بنام Gurney میں Lord cairns نے اس فیصلے کی تو ضیح کی ہے اس مقدمے میں مدعی نے ایک پراسپکٹس کے اعتبار پر جس کو ایک کمپنی نے جاری کیا تھا ابتدائی منتقل الیہ سے حصص خریدے اور اس نے نظمار کے خلاف دھوکا دہی کی نالش دائر کی۔ Lord cairns نے بیانات مندرجۂ پراسپکٹس کا مقابلہ کمپنی کے ان حالات سے کیا جو کہ بیانات کے وقت پائے جاتے تھے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ واقعات سے ان بیانات کا جواز نہیں ملتا اس کے بعد وہ یہ بتلاتے ہیں کہ گو یہ بیانات غلط ہیں پھر بھی نظمار نے یہ خیال کیا ہوگا اور غالبًا یہ خیال کیا ہے کہ یہ کاروبار فائدہ بخش ہوگا۔

لیکن اس قسم کی دیوانی کارروائی میں یور لارڈ شپس کو جس سوال کی تحقیق کرنا ہے یہ ہے کہ آیا کسی امر واقعہ کے متعلق غلط بیانی ہوئی تھی یا نہیں اور اگر ہوئی تھی تو محرک کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو یور لارڈ شپس ان نتائج پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوجائیں گے۔ جو صحیح طور پر امور صادر شدہ سے پیدا ہوتے ہیں؟

یہ قاعدہ بالکل صحیح ہے اگر کوئی شخص کسی چیز کو جسے یہ جانتا ہے یا اس کے غلط ہونے کا شبہہ کرتا ہے اس امید سے غالباً یہ باور کر کے بیان کرے کہ نتیجہ بالآخر اچھا ہی ہوگا تو وہ اپنی نیک نیتی پر ان قدرتی نتائج سے بچنے کے لئے استدلال نہیں کر سکتا جو اس کے طرز عمل سے لازم آتے ہیں۔

(د) بیان اس نیت سے کیا جانا چاہیئے کہ فریق متضرر اس پر عمل کرے۔
ہم اس مسئلے کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں (۱) فریق متضرر سے بیان کئے جانے کی ضرورت نہیں (۲) یہ اس نیت سے کیا جانا چاہیئے کہ وہ اس پر عمل کرے۔

(۱) Levy نے ایک بندوق Langridge کے باپ کو خود اس کے اور اس کے بیٹوں کے استعمال کے لئے فروخت کی اور یہ بیان کیا کہ اس بندوق کو Nœk نے تیار کیا تھا اور یہ "ایک اچھی اور بے خطر بندوق ہے" Langridge نے بندوق کو استعمال کیا یہ پھٹ گئی اور اس کے ہاتھ کو اس قدر ضرر پہنچا کہ ہاتھ کو کاٹ دینا ضروری ہو گیا اس نے Levy پر غلط بیانی کی نالش کی جوری نے یہ قرار دیا کہ بندوق غیر محفوظ تھی اور اس کو Nock نے نہیں تیار کیا تھا اور مدعی کے حق میں تجویز کی جوری کی رائے کے اظہار کے بعد یہ بحث کی گئی کہ Levy اس بیان کے لئے Langridge کے مقابل میں ذمہ وار نہیں ہو سکتا جو اس سے نہیں کیا گیا تھا لیکن عدالت اکسچکر نے یہ قرار دیا کہ چونکہ بندوق باپ کو اس لئے فروخت کی گئی تھی کہ بیٹے اس کو استعمال کریں اور بیع کو وقوع میں لانے کے لئے غلط بیانی کی گئی تھی اور چونکہ "فریب اور نقصان وقوع میں آیا تھا اور اس فریب کا نتیجہ جو کسی فعل بعید سے بلکہ اس شرط سے پیدا ہوا تھا جو مدعا علیہ سے کی گئی تھی اس لئے جو فریق مرتکب فریب ہو وہ فریق متضرر کا ذمہ دار ہے۔"

بلکہ اس نیت سے کیا جانا چاہیئے کہ وہ اس پر عمل کرے

(۲) Peek بنام Gurney میں ایسے اشخاص نے نظار پر دعویٰ کیا جنھوں نے کمپنی سے اس غلط بیانی پر اعتماد کر کے حصص خریدے تھے جو نظار کے جاری کردہ پراسپکٹس میں مندرج تھے مدعیان وہ نہیں تھے جن کو کمپنی کی ابتدائی تشکیل کے وقت حصص منتقل کئے گئے تھے انھوں نے اپنے حصص دوسرے منتقل الیہ سے خریدے تھے

یہ تجویز ہوئی کہ پراسپکٹس کا خطاب ابتدائی درخواست گزاران حصص سے تھا اور دھوکا دینے کی نیت ان کے سوا دوسروں تک وسیع نہیں ہوتی اور انتقال حصص کے بعد "چونکہ پراسپکٹس اپنا کام کرچکا تھا اس کے بعد ختم ہوگیا" ایک ماقبل مقدمے میں قانون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"ہر شخص کو اس غلط بیانی کے نتائج کا ذمہ دار قرار دینا چاہئیے جو یہ دوسرے شخص سے کرتا ہے اور اس پر تیسرا شخص عمل کرنے سے اس کو مضرت یا نقصان پہنچا ہے بشرطیکہ یہ ظاہر ہو کہ ایسی غلط بیانی اس نیت سے کی گئی تھی کہ تیسرا شخص اس پر اس طرح عمل کرے کہ اس سے مضرت یا نقصان پہنچے۔ لیکن میرے خیال میں اس کو اصول کے تحت لانے کے لئے یہ مضرت ایسے بیان کا فوری نتیجہ ہونا چاہیئے نہ کہ نتیجۂ بعید۔"

لیکن اگر کوئی پراسپکٹس کسی ایسی فریبانہ تدبیر کا جز ہو۔ جو غلط بیانات سے عمل میں لائی گئی ہو اخبار میں وقتاً فوقتاً عمداً شائع ہوتا ہے تو اس کا اثر حصص کی منتقلی ختم نہیں ہوجاتا اور اس کا جھوٹا ہونا منتقل الیہم کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے بھی دھوکا دہی کی نالش کی وجہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس کل غلط بیانی کا منشا پبلک کو حصص خریدنے کی ترغیب دینا اور ان کی قیمت کو بڑھانا تھا۔

(۵) بیانات سے واقعاً دھوکا ہونا چاہیئے۔

"دھوکا دہی کی نالش میں مدعی محض یہ ثابت کرکے کہ مدعا علیہم نے فریبانہ بیان دیا ہے، دادرسی کا حق نہیں حاصل کرسکتا۔ اس کو یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ اس بیان سے اس نے دھوکا کھایا اور اس پر عمل کرکے نقصان اٹھایا۔"

تھامس نے Horsfall کی بندوق خریدی۔ بندوق میں ایک نقص تھا جس کی وجہ سے یہ بیکار ہوگئی تھی۔ اور Horsfall نے اس نقص کو پوشیدہ رکھنے کے لئے بندوق کے اس مقام پر ایک ڈاٹ لگادی تھی جہاں یہ نقص موجود تھا۔ تھامس نے بندوق کا معائنہ نہیں کیا اس نے اس کو قبول کرلیا اور اس کو اس غرض کے استعمال کرتے وقت جس کے لئے یہ خریدی گئی تھی بندوق چھوٹ گئی یہ قرار دیا گیا کہ فریب کی اس کوشش سے اس کے ذہن پر کوئی اثر نہیں پڑا

اس لئے وہ بندوق کی قیمت ادا کرنے سے بچ نہیں سکتا" اگر وہ ڈاٹ جو اس نقص کو پوشیدہ رکھنے کے لئے لگائی گئی تھی اگر یہاں نہ بھی ہوتی تو اس کی حیثیت وہی ہوتی چونکہ اس نے بندوق کا معائنہ نہیں کیا اور اس کے اچھے ہونے کی نسبت کوئی رائے قائم نہیں کی تھی اس لئے اس کی حالت اس کو متاثر نہیں کرتی"

اس فیصلے پر اعلیٰ حکام نے سختی کے ساتھ تنقید کی ہے لیکن یہ دلائل پر مبنی معلوم ہوتا ہے اور اس اصول کی ایک مابعد کے مقدمے میں تقلید کی گئی ایک Omnibus کمپنی نے ایک دوسرے Omnibus کے مالک کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ اس کو اپنے Omnibus اس طرح رنگنے اور ان پر اس طرح تحریر کرنے سے باز رکھا جائے جس سے عوام کو یہ باور کرنے کی ترغیب ہوتی ہے کہ یہ مدعیان کے Omnibus ہیں فاضل جج نے جس نے مقدمے کی تحقیقات کی دونوں کے Omnibuses کا معائنہ کرکے مدعیٰ علیہ کے خلاف اس بنا پر فیصلہ کیا کہ اس کے Omnibus کا رنگ عوام کو دھوکا دے سکتا ہے۔ لیکن عند المرافعہ نالش اس بنا پر خارج کی گئی کہ اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ عوام میں کسی شخص کو واقعتاً دھوکا ہوا ہے۔

ہم ایک عام قاعدہ یہ بیان کرسکتے ہیں کہ ایسا دھوکا جو طرز عمل پر اثر نہ ڈالے ذمہ داریاں پیدا نہیں کرسکتا۔

(۲) فریب کا اثر اور اس کا چارۂ کار

فریب کا اثر اب ہمیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ غور کرنا ہے کہ فریب کا اثر معاہداتی حقوق ex contractu پر کیا پڑتا ہے۔

فعل ناجائز کا چارۂ کار معاہدے سے قطع نظر جس شخص کو فریب سے مضرت پہنچے وہ ٹارٹ کی نالش کرسکتا ہے یعنی قانون عامہ کے تحت فریب کی نالش کرکے وہ ہرجہ وصول کرسکتا ہے جو اس نے برداشت کیا ہے (اسی کے مماثل نصفت میں ایک چارۂ کار موجود ہے جہاں

مدعی کو کسی اور طرح دھوکا دہی کی علٰحدہ علٰحدہ متعدد نالشیں کرنی پڑتی ہیں جیسا کہ نظمائے کمپنی کے فریب کی صورت میں ہوا کرتا ہے یا کسی وجہ سے قانونی چارۂ کار سے محروم ہو جانا پڑتا ہے یہ چارۂ کار اس فریب تک محدود نہیں ہے جو تشکیل معاہدہ پر اثر ڈالتا ہے ان کا اطلاق ہر ایسے فریبانہ بیان پر ہوتا ہے جس سے اس شخص کی حیثیت میں تبدیلی واقع ہو جس سے یہ بیان کیا گیا ہو"۔

لیکن ہم کو فریب اور اس کے اثرات پر معاہدے کے تعلق سے غور کرنا ہے لہذا ہمیں یہ دریافت کرنا چاہیے کہ معاہدے کے متعلق اس شخص کے لئے کیا چارۂ کار ہیں جسے معاہدے کو وقوع میں لانے کی بذریعۂ فریب ترغیب دی جاتی ہے۔

چارۂ کار معاہدہ

(۲ الف) معاہدے کو قابل پابندی تصور کر کے ان شرائط کی تعمیل کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ جن سے اس کو دھوکا ہوا ہے یا اس ہرجے کا مطالبہ کر سکتا جو ان شرائط کی عدم تعمیل سے اس کو برداشت کرنا پڑا ہے۔

"اگر جائداد زیر بار ہو اور یہ زیر باری فریبانہ طور پر مشتری سے مخفی رکھی گئی ہو تو بائع کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بیان کو صحیح ثابت کرے اور مواخذہ جات کو ادا کرے"۔

اسی طرح وہ شخص جس کو فریب کی وجہ سے جائداد منقولہ خریدنے کی ترغیب ہوئی ہو اس جائداد کو روک رکھ کر اس نقصان کا دعویٰ کر سکتا ہے جو فریب کی وجہ سے برداشت کرنا پڑا ہو۔

لیکن اس حق کا استعمال معاہدے کی نوعیت پر مبنی ہوگا کوئی شخص حصہ دار باقی نہیں رہ سکتا۔ اور اس کمپنی پر دعویٰ نہیں کر سکتا جس کا یہ ایک رکن ہے گو اس کو نظمار کے فریب سے حصص خریدنے کی ترغیب ہوئی ہو اور نہ کمپنی کے بند ہو جانے کے بعد وہ اپنے آپ کو حصہ داروں کے زمرے سے علٰحدہ کر سکتا ہے اور نہ دعویٰ کرنے کی حیثیت حاصل کر سکتا ہے۔

معاہدے کی تنسیخ

(ب) چانسری ڈویژن میں چارۂ کار اختیار کر کے تعمیل مختص کے دعوے میں یا اس سے متعلق ہرجے کی نالش میں معاہدے کو منسوخ کرا سکتا ہے باوجودیکہ اس کو فہمائش کا شبہہ یا

علم ہو جائے وہ تمام حقوق معاہدہ سے دست بردار ہو سکتا ہے۔

اگر ایک حصہ دار فریب کا شبہہ کے مطالبات calls ادا کرنے سے انکار کردے اور اس وجہ سے اس کے حصص ضبط ہو جائیں تو وہ کمپنی کا صرف قرض دار بن جاتا ہے اور قرضے کی ادائی سے فریب کی بنا پر انکار کر سکتا ہے۔

(ج) فریب سے آگاہ ہونے کے بعد اگر وہ اس امر کی اطلاع دینے میں ناکام رہے کہ اس کی نیت تنسیخ معاہدہ کی ہے تو اس کو توثیق یا تنسیخ کا اختیار نہیں رہتا وہ صرف دھوکا دہی کی نالش کر سکتا ہے۔

اولاً وہ اس اختیار کو اس وقت کھو دیتا ہے جب کہ وہ اس معاہدے کے تحت کوئی فائدہ اٹھائے یا کوئی ایسا عمل کرے جو توثیق کی حد تک پہنچتا ہو۔

ثانیاً وہ اس اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے حالات اس حد تک بدل جائیں کہ فریقین اپنی پہلی حالت میں نہ آسکتے ہوں ایک حصے دار جو کسی پراسپکٹس کے غلط بیانات کی ترغیب پر حصص خریدتا ہے وہ معاہدے کو مسترد نہ کر سکے گا۔ اگر وہ کمپنی کے کئے جانے کی درخواست پیش ہونے تک یا کمپنی کے بند کرنے کا حکم صادر ہونے اور کمپنی کا اثاثہ سپرد ہونے تک خاموش رہے۔

شخص ثالث کے حقوق

ثالثاً چونکہ معاہدہ ممکن الانفساخ ہوتا ہے کالعدم نہیں ہوتا (یعنے منسوخ ہونے تک جائز ہوتا ہے) اس لئے اگر شخص ثالث نیک نیتی سے قیمت ادا کرکے جائداد یا ان اشیا میں حقوق قبضہ حاصل کرے جو بذریعۂ فریب حاصل ہوئی ہوں۔ تو یہ حقوق فریب خوردہ فریق کے مقابلے میں جائز ہوتے ہیں۔

مرور زمانہ بذات خود فریب خوردہ فریق کے حقوق پر اثر نہیں ڈالتا لیکن جب اس کے ساتھ فریب کا علم شامل ہو جاتا ہے تو اس سے توثیق کرنے کی نیت کی شہادت دستیاب ہوتی ہے۔ بہر صورت تاخیر سے یہ موقع پیدا ہوتا ہے کہ فریقین اپنی حیثیت کو بدل لیں یا اشخاص ثالث حقوق حاصل کر لیں اور اس طرح حق تنسیخ زائل ہو جاتا ہے۔

فریب کے ان نتائج سے جن کو ہم نے بیان کیا ہے (یعنے ایسا فریب

جو معاہدے کو ممکن الانفساخ بنا دیتا ہے) ہمیں اس فریب کو متمائز کرنا چاہئے جس میں بذریعۂ تلبیس یا اور طریقے سے کسی شخص کو اقرار کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ شخص اقرار کی نوعیت یا اس شخص کے متعلق غلطی میں مبتلا رہتا ہے جس سے کہ یہ معاملہ کر رہا ہے۔

ہم نے غلطی کے عنوان کے تحت ان صورتوں سے بحث کی ہے یہ ایسی صورتیں ہیں جن میں حقیقی رضامندی ظاہر نہیں کی جاتی اور معاہدہ کالعدم ہوتا ہے اور جن میں ایک بے قصور شخص ثالث کو جس نے فریب دینے والے شخص سے بہ ادائی قیمت اشیاء حاصل کی ہوں ان اشیاء کے متعلق فریب خوردہ شخص کے مقابلے میں کوئی حقیت حاصل نہیں ہوتی۔

(۲) فریب نصفت کے نقطۂ نظر سے۔

دارالامراء میں ایک مابعد کے مقدمے میں ان فیصلہ جات کی حقیقی وسعت اور اطلاق پر غور کیا گیا ہے جو Derry بنام Peek میں صادر ہوئے ہیں اور اس واقعے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ اس میں جو اصول طے کئے گئے ہیں وہ کسی طرح اس چارۂ کار کو محدود نہیں کرتے جو عدالت چانسری نے پہلے ہی مقدمات میں عطا کئے ہیں جن پر اس کو ایک زمانے میں مکمل اختیار سماعت حاصل تھا اور گو ان کو اس عدالت میں مقدمات فریب کے تحت رکھا گیا تھا لیکن ان سے لازمی طور پر فریب کا عنصر متضمن نہیں ہوتا تھا" ایسی صورتیں وہاں پیدا ہوتی ہیں جہاں کہ کسی ایسے خاص فرض کی خلاف ورزی کی گئی ہو جس کو عدالت چانسری تسلیم اور نافذ کرتی ہے خواہ یہ فریقین کے اناتی تعلق یا مقدمے کے خاص حالات سے پیدا ہو۔

Lord Haldane, L.C. کہتے ہیں کہ "اس کو ایک مسلمہ امر سمجھنا چاہئے کہ دھوکا دہی کی نالش کے لئے کوئی چیز جو صحیح معنوں میں نیت فریب کا ثبوت نہ ہو کافی نہ ہوگا خواہ عدالت قانونی یا عدالت نصفت اپنے متفقہ اختیار سماعت کے استعمال میں کسی دعوے کی تحقیقات کرے یہی صورت ہوگی اور انھیں معنوں میں

لارڈ برام ول اور لارڈ ہرشل کا یہ کہنا بالکل قدرتی ہے کہ کوئی ایسا قانونی فریب نہیں ہے جو اخلاقی فریب سے متاثر نہ ہو لیکن جب فریب کا ذکر ان وسیع معنوں میں کیا جاتا ہے کتابوں میں مندرج ہے اور چانسری میں ان مقدمات کی تشریح کے لئے مستعمل ہے جو اس کے مکمل اختیار سماعت کے تحت ہوتے ہیں تو یہ خیال کرنا ایک غلطی ہے کہ دھوکا دینے کی واقعی ہمیشہ ثابت کی جانی چاہئے۔ ایک شخص اس وجوب کی وسعت کا غلط تصور کر سکتا ہے جو عدالت چانسری اس پر عائد کرتی ہے اس کا تصور یہ ہے کہ اس نے ایک ایسے وجوب کی خلاف ورزی کی ہے خواہ لاعلمی ہی کی وجہ سے کیوں نہ ہو جس کے متعلق عدالت یہ سمجھتی ہے کہ اس کو اس کا علم تھا اور ان معنوں میں اس کا طرز عمل مبنی بر فریب کیا جاتا ہے پس اس طرح فریب تعبیری کا لفظ وجود میں آ گیا اس امین پر جو جائداد امانتی خریدتا ہے اور اس وکیل پر جو اپنے موکل سے معاملہ کرتا ہے مدیون سے فریبانہ کا لفظ منطبق ہوتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اس کا حقیقی مفہوم اخلاقی فریب نہیں ہے بلکہ اس قسم کے وجوب کی خلاف ورزی ہے جس کو ایک ایسی عدالت نافذ کرتی ہے جو اپنے آپ کو ابتدا ہی سے عدالت قرضہ جات خفیفہ تصور کرتی آئی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ "قانون عامہ کے ان ماہرین جمعیتوں نے Derry بنام Peek کا فیصلہ کیا ہے کوئی ایسا شخص موجود ہوتا جو عدالت چانسری میں کام کر چکا ہے تو یہ بہت ممکن تھا کہ فیصلہ اس سے مختلف نہ ہوتا لیکن واضح طور پر ان اصناف مقدمات پر توجہ منعطف کرائی جاتی جن میں امانتی فرض کی بناء پر عدالت ہائے نصفت نے چارہ کار عطا کیا ہے۔"

Nocton بنام Ashburton کے مقدمے میں جس سے اقتباس بالا پیش کیا گیا ہے مرتہن نے اپنے سالیسٹر پر اس بیان سے دعویٰ کیا کہ سالیسٹر نے ایک غلط مشورے سے اس کو اپنی کفالت کے ایک جزو سے دست بردار ہونے کی ترغیب دی جس کی وجہ سے کفالت ناکافی ہو گئی یہ کہ مشورہ نیک نیتی سے نہیں دیا گیا تھا بلکہ خود سالیسٹر کی اس میں غرض تھی اور یہ کہ جب مشورہ دیا گیا تھا سالیسٹر کو بخوبی معلوم تھا کہ اس کی وجہ سے کفالت ناکافی ہو جائے گی۔ دارالامراء نے قرار دیا کہ Derry بنام Peek

کی طرح یہاں فریبانہ غلط بیانی ثابت نہیں کی گئی لہذا دھوکا دہی کا ہرجہ وصول نہیں کیا جاسکتا لیکن انھوں نے یہ بھی تجویز کی کہ یہاں اس فرض کی خلاف ورزی کی گئی جو سالیسٹر پر اس تعلق سے پیدا ہوتا ہے جو اس کو اپنے موکل سے ہے۔ اس کی وجہ سے موکل اس دادرسی کا مستحق ہے جو عدالت چانسری ایسے مقدمات میں عطا کرنے کی عادی ہے یعنی اس نقصان کا معاوضہ جو فرض کی خلاف ورزی سے اس کو برداشت کرنا پڑا ہے۔

اس مقدمے سے ان اصول کی توضیع ہوتی ہے جن پر ہمیں داب ناجائز کے عنوان کے تحت آیندہ غور کرنا پڑے گا۔ لیکن یہاں اس فریب میں جس سے دھوکا دہی کی نالش پیدا ہوتی ہے (جب کہ اس کی تعریف Derry بنام Peek میں کی گئی ہے) اور اس فریب میں جس پر عدالت ہائے نصفت کو اختیار سماعت حاصل ہے۔ جو امتیاز کیا گیا ہے اس کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے یہ فیصلہ Derry بنام Peek پر زور دیتا ہے اور اس کی توثیق کرتا ہے لیکن یہ بھی واضح کردیتا ہے کہ دھوکا دینے کی نیت کا ثبوت نہ ہونے سے تمام مقدمات میں وہ شخص چارۂ کار سے محروم نہیں ہوجاتا جس نے درحقیقت اس دھوکے سے نقصان برداشت کیا ہے۔

(۴) جبر

جبر کس چیز پر مشتمل ہے

معاہدہ اس فریق کی مرضی سے ممکن الانفساخ بن جاتا ہے جو جبر کے تحت معاہدے کو وقوع میں لاتا ہے جبر اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ واقعتاً تشدد دیا محبوس کیا گیا ہو یا اس کی دھمکی دی گئی ہو اور جبر خود معاہدہ کرنے والے فریق یا اس کی بیوی، والدین یا اولاد پر کیا گیا ہو جبر معاہدے کے فریق ثانی کی جانب سے یا ایسے شخص سے عمل میں آیا ہو جو اس فریق کے علم سے اور اس کے فائدے کے کام کر رہا ہو۔

معاہدے پر اس کا اثر ہونا چاہئیے

کوئی معاہدہ جو شخص ثالث کو جبر سے بچانے کے لیۓ وقوع میں لایا گیا ہو وہ اس وجہ سے ممکن الانفساخ نہیں ہے گو ایک

معاہدہ جس کا بدل یہ ہو کہ معاہد لہٗ شخص ثالث کو حبس بیجا سے رہا کر دے نقدان بدل کی بناء پر کالعدم ہوتا ہے۔

اور نہ اقرار جس کا بدل روکے ہوئے سامان کو چھوڑ دیتا ہو بر بنائے جبر ممکن الانفساخ ہے اگر سامان کا روکنا بدایتہً ناجائز ہو تو یہ اقرار فقدان بدل کی بنار پر کالعدم ہے اگر سامان کو روک رکھنے کا جواز مشتبہ ہو تو مصالحت کے ذریعے اس اقرار کو برقرار رکھا جا سکتا ہے ناجائز طور پر روکے ہوئے مال کو چھڑانے کے لئے رقم ادا کی جائے تو واپس لی جا سکتی ہے کیونکہ جب کوئی شخص ایک دوسرے شخص کی رقم وصول کر لیتا ہے تو اس سے ایسا تعلق پیدا ہوتا ہے جو ہم شکل معاہدہ ہوتا ہے۔

عدالت مرافعہ نے یہ قرار دیا ہے کہ اقرار جو اخلاقی دباؤ سے وجود میں آیا ہو جیسے ایک قریبی رشتہ دار پر نالش کرنے کی دھمکی، ایسا نہیں ہے جس کو اس ملک کی عدالتیں نافذ کریں گی اس کی وجہ زیادہ تر یہ نہیں ہے کہ اس قسم کا اخلاقی دباؤ فریقین معاہدہ کی حقیقی رضامندی کے وجود کی نفی کر دیتا ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ مدعی کو ایک ایسے اقرار کی بنار پر نالش کرنے کی اجازت دینا جو ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو قانون کی مصلحت عامہ کے خلاف ہے۔

Judicature Act کے نفاذ کے بعد سے صحیح معنوں میں جبر اور اس غیر دیانت دارانہ طرز عمل میں امتیاز کرنا آسان نہیں ہے جس کو عدالت ہائے نصفت "دآب ناجائز" سے تعبیر کرتی ہیں اور جس سے ذیل میں بحث کی گئی ہے Kaufman بنام Gerson کا زیر بحث مقدمہ درحقیقت اس خط فاصل کی تحدید کی مثال ہے جو ان دونوں کو جدا کرتی ہے۔

(۵) داب ناجائز

فریب قانون غیر موضوعہ اور نصفت کے نقطۂ نظر سے۔

یہ تبلایا جا چکا ہے کہ فریب کی اصطلاح بہ نسبت قانون عامہ کی عدالتوں کے چانسری میں زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ استعمال اس چارۂ کار سے لازم آگیا ہے جو علی الترتیب

عطا کرتی تھیں۔ قانون عامہ فعل ناجائز کا ہرجہ عطا کرتا تھا اور وہ احتیاط کے ساتھ اس فعل ناجائز کی تعریف کرنے پر مجبور تھا جس سے بنائے نالش پیدا ہوتی ہے لیکن جب ایک فریق ناجائز طریقے پر عمل کرتا تو نصفت معاہدے کی تعمیل مختص یا کسی معاملے کو منسوخ کرنے یا معاوضہ عطا کرنے سے انکار کرتی تھی۔ قانون عامہ موضوعہ میں فریب "ایک ایسا غلط بیان ہے جس کی تشریح گزشتہ Section میں کردی گئی ہے اور نصفت میں فریب ایک غیر دیانت دارانہ فعل کے مفہوم میں اکثر استعمال کیا گیا ہے۔"

داب ناجائز کا نصفتی نظریہ

اس قسم کے طرز عمل کو عام طور سے "داب ناجائز" کا استعمال کیا گیا ہے یہاں اس موضوع کا صرف ایک خاکہ پیش کیا جاسکتا ہے اس امر کا انحصار کہ آیا کسی مقدمے میں دادرسی عطا کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ اس رائے پر ہونا چاہئے۔ جو عدالت ایسے متعدد معاملات کی نوعیت کے متعلق قائم کرے جو عرصۂ دراز سے پیش ہو رہے ہوں۔

داب ناجائز کی تعریف

لیکن ہمیں داب ناجائز کی تعریف معلوم کرنی چاہئے اور اس کے بعد ان حالات پر غور کرنا اور ان کو ترتیب دینا چاہئے جو اس کو وجود میں لاتے ہیں ہم کو ترتیب میں ان چند اصولوں سے مدد مل سکتی ہے جن کو عدالت نصفت کے ججوں نے عہود یا ایسے ہبہ کے نفاذ کے لئے مدون کیا ہے جو بلا بدل ہوتے ہیں یا ان میں بدل شئے معہود یا موہوبہ کی قیمت کے بالکل غیر متناسب ہوتا ہے۔

لارڈ سلبورن نے Earl of Aylesford بنام morris میں ایک تعریف پیش کی ہے۔ ان مقدمات پر بحث کرتے ہوئے جو "لارڈ ہارڈوک کی زبان میں فریقین معاہدہ کے حالات فریب کا قیاس پیدا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ۔

داب ناجائز کا قیاس

"یہاں فریب سے مراد دھوکا یا دغا نہیں ہے اس سے مراد اس قوت کا بددیانتی کے ساتھ استعمال ہے جو ان حالات اور شرائط سے پیدا ہوتی ہے جب فریقین کی حیثیت ایسی ہو کہ بادی النظر میں یہ قیاس پیدا کرے تو یہ معاملہ برقرار نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ وہ شخص جو اس سے مستفید ہونے کا ادعا کرتا ہے اس کے خلاف شہادت پیش کرکے اس

قیاس کو مسترد نہ کرے اور یہ ثابت نہ کرے درحقیقت یہ جائز اور معقول ہے۔"
جن اصول کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:۔
(الف) یہ کہ نصفت عہد بلا بدل کے تعمیل مختص کی ڈگری صادر نہ کرے گی خواہ یہ عہد مہری اور رجسٹر شدہ ہی کیوں نہ ہو۔
(ب) یہ کہ ایسا ہبہ جو بلا بدل ہو اگر قبول کیا جائے تو قبول کرنے والے شخص پر یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یہ معاملہ جائز تھا۔
(ج) یہ کہ بدل کا غیر متناسب ہونا داب ناجائز یا فریب کا قیاس پیدا کرنے والا عنصر سمجھا جاتا ہے۔
(د) لیکن مختص بدل کا غیر متناسب ہونا (قانونی رائے کے قوی رجحان کے لحاظ سے) کسی ایک کے ثبوت کی حد تک نہیں پہنچتا۔
پس جس سوال پر ہمیں بحث کرنا ہے اس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔
جب کوئی شخص مدعی یا مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے نصفتی چارہ کار طلب کرتا ہے تاکہ اس ہبہ یا عہد سے اجتناب کرے جو بلا بدل ہو یا بدل یا بالکل غیر متناسب ہو تو داب ناجائز کے قیاس کو پیدا کرنے کے لیئے اس کو اس کے علاوہ اور کیا ثابت کرنا چاہیئے۔
مقدمات کی تین متمائز اصناف میں تقسیم ہوتی ہے۔
(۱) ایسے مقدمات بھی ہیں جن میں عدالت اس معاملے کو بادی النظر میں ناجائز تصور کرتی ہے اور اس شخص سے جس نے فائدہ اٹھایا ہے ثبوت طلب کرتی ہے کہ درحقیقت یہ جائز اور معقول تھا۔
پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا Usury Laws مدیون کی حفاظت کرتے ہیں اور حقوق عودی کو فروخت کرنے والے کی حفاظت ایک قاعدۂ نصفت سے ہوتی تھی جس میں مشتری کو کسی وقت بھی یہ ثابت کرنا پڑتا تھا کہ اس نے اپنے معاملے کی قیمت ادا کردی ہے۔ Usury Laws منسوخ ہو چکے ہیں اور Sale of Reversions Act 1867 کے ذریعے نصفت کا وہ قاعدہ منسوخ ہو چکا ہے جو حقوق عودی سے متعلق تھا لیکن Moneylenders Act بابت ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۱ء ہر عدالت کو (جس میں کونٹی کی عدالتیں بھی شامل ہیں) ہر کارروائی میں جو قرض دہندہ

قرضے کی واپسی کے لئے دائر کرے اس معاملے پر از سر نو تجویز کرنے کا اختیار دیتے ہیں بشرطیکہ اس کو یہ اطمینان ہو جائے کہ "اس رقم پر جو واقعاً قرض دی گئی تھی جو سود عائد کیا گیا ہے وہ کثیر ہے یا وہ رقم جو اخراجات تحقیقات جرمانہ bonus premium تجدید یا دیگر مصارف کے لئے عائد کی گئی ہے کثیر ہے اور یہ کہ ہر صورت میں یہ معاملہ بیجا اور سخت ہے یا اس قسم کا ہے کہ عدالت نصفت اس کے لئے دادرسی عطا کرتی ہے۔"

تعریف مندرجۂ قانون ہذا کے مطابق قرضہ دہندہ ایک ایسا شخص ہے جو قرضہ دینے کا کاروبار بطور کاروبار کے چلاتا ہے نہ کہ کسی اور کاروبار کے ضمن میں (جیسے بنک کے کاروبار) اور یہ کہنا کافی ہے کہ عدالت کسی معاملے کو سخت اور بیجا تصور کر سکتی ہے اس وجہ سے نہیں کہ ایک فریق نے دوسرے فریق پر تشدد کیا یا اس سے فائدہ اٹھایا بلکہ اس وجہ سے کہ مقدمے کے تمام حالات کے مدنظر اور کفالت قرضہ کی نوعیت اور مالیت کے لحاظ سے شرح سود کثیر ہے قانون قرض دہندگان Moneylenders Acts کے قطع نظر ہمارے لئے عدالتوں کا عمل درآمد رہ جاتا ہے دو فریقین میں اس شخص کی حفاظت کرتے ہیں جس نے عمر علم یا حیثیت کے متعلق غیر مساوی شرائط پر دوسرے شخص سے معاملہ کیا ہے۔

داب نا جائز کا قیاس اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ کوئی ایک فریق غیر تعلیم یافتہ اور ناتجربہ کار ہوتا ہے یا جب کہ اس کو شدید ضرورت ہوتی جس کی وجہ سے اس کو آئندہ منفعت کو قربان کرنے کی ترغیب ہوتی ہے اس امر کا بار ثبوت کہ یہ قیاس بے بنیاد ہے اس فریق پر ہوتا ہے جس نے فائدہ اٹھایا ہے۔

"عام مقدمات میں ہر فریق معاملہ کو اپنے حق کی حفاظت کرنی چاہئے اور یہ قیاس نہ کیا جائے گا۔ کہ کسی ایک جانب نا جائز فائدہ اٹھایا گیا یا حکمت عملی سے کام لیا گیا لیکن دستور تعع وارث" یا ایسے اشخاص کی صورت میں جو مناسب حفاظت کے بغیر کسی دباؤ میں رہتے ہیں اور ان معاملات کی صورت میں جو غیر تعلیم یافتہ اور جاہل اشخاص سے کیا جاتا ہے اس امر کا بار ثبوت کا معاملہ

بالکل جائز تھا اس شخص پر ہوتا ہے جو معاہدے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔"

(۲) دیگر مقدمات میں معاملہ بہ ظاہر ناجائز نہیں ہوتا جو فریق دادرسی کا طالب ہوتا ہے اس میں پوری قابلیت ہوتی ہے اچھا مشورہ حاصل کرسکتا ہے اور اس کو ایسی فوری ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ کسی ہوشیار کاروباری کے رحم وکرم پر منحصر ہو جائے۔ یہاں داب ناجائز کے استعمال کا قیاس نہ کیا جائے گا تاوقتیکہ فریقین میں بعض تعلقات جیسے پدری یا امانتی ثابت نہ کئے جائیں اور ہر امانتی تعلق سے ایسا قیاس پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ تعلق ایسا ہونا چاہئے جس سے داب ناجائز کا قیاس پیدا ہوسکے۔ لیکن جہاں ایسا تعلق موجود ہوتا ہے وہاں داب ناجائز کا قیاس پیدا ہوتا ہے اور اس کی تردید صرف اس ثبوت سے ہوسکتی ہے کہ معطی یا مقر "ایسی حالت میں تھا کہ بالکل رائے کسی اثر کے بغیر قائم کرسکتا تھا۔"

عدالت ایسے ہبہ یا اقرار کو لازماً منسوخ نہ کرے گی جو لڑکے کی جانب سے اپنے والدین کو' موکل کی جانب سے وکیل کو' مریض کی جانب سے طبیب کو' ماسون لہ کی جانب سے امین کو' نابالغ کی جانب سے ولی کو یا کسی شخص کی جانب سے اپنے روحانی مشیر کو دیا جائے۔ لیکن ایسے تعلقات اس امر کے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں کہ جو فریق مستفید ہوا ہے اس نے اپنی حیثیت[1] سے فائدہ نہیں اٹھایا Huguenin بنام Baseby میں جہاں ایک خاتون نے اپنی جائداد ایک پادری کو منتقل کردی جس پر اسے اعتماد تھا لارڈ الڈن نے کہا ہے کہ "سوال یہ نہیں ہے کہ آیا وہ جانتی تھی کہ وہ کیا کررہی ہے یا اس نے کیا کیا یا کرنے والی ہے۔ بلکہ یہ کہ یہ ارادہ کس طرح پیدا ہوا۔

مابعد کے دو مقدمات کا ذکر کرنا کافی ہوگا۔

Powell بنام Powell میں ایک نوجوان عورت نے اپنی سوتیلی ماں کے

---

[1] شوہر اور زوجہ کا تعلق ایسا نہیں ہے کہ جس پر اس قاعدے کا اطلاق ہوسکے۔ (1908) 2 K.B.890.C.A.

اثر کے تحت ایک تملیک نامہ تحریر کیا جس کے ذریعے اس نے ان لڑکوں کو بھی شریک کر لیا جو عقد ثانی کے بعد پیدا ہوئے تھے یہ تملیک نامہ منسوخ کر دیا گیا گو سالیسٹر نے مدعی کو مشورہ دیا تھا سالیسٹر تملیک نامہ کے فریق ثانیان اور خود مدعی کے لئے کام کر رہا تھا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس معاملے کی نسبت ناراضی کا اظہار کیا لیکن وہ اپنی ناراضی کو عمل میں لا کر اپنے خدمات سے دست بردار نہیں ہوا۔

wright بنام carter میں جو قواعد طے کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے ہبہ یا بیع کو جائز قرار دینا کس قدر دشوار ہے جو ایک موکل اپنے وکیل کے حق میں کرتا ہے ہبہ کی صورت میں وکیل اور موکل کا تعلق ختم ہو جاتا ہے موکل کو معاملے کی ابتدا سے آزاد مشورہ حاصل کرنا چاہئے اور مشورہ ہر اہم حالت مکمل علم کے ساتھ دیا جانا چاہئے۔

بیع کی صورت میں موکل کو پوری طرح ہونی چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے اس کو آزاد اور جائز مشورہ حاصل کرنا چاہئے اور قیمت ایسی ہونی چاہئے جس کو عدالت جائز تصور کرے۔

(۳) جہاں فریقین کے مابین ایسے تعلقات نہ ہوں جو داب ناجائز کا قیاس پیدا کرتے ہوں تو معطی یا مقر پر اس امر کا بار ثبوت ہوگا کہ درحقیقت داب ناجائز استعمال کیا گیا تھا اگر یہ ثابت ہو سکے تو عدالت دادرسی عطا کر سکے گی۔

اس اصول کا اطلاق ہر ایسی صورت میں ہوتا ہے جہاں اثر حاصل کیا گیا اور اس کا برا استعمال ہوا ہو یا جہاں اعتماد نہ کیا گیا ہو اور دھوکا دیا گیا ہو وہ تعلقات جن سے عدالت نصفت کو عام طور پر سروکار ہے وہ امین اور مامون لہٗ وغیرہ کے جیسے تعلقات ہیں اس کا اطلاق خاص کر ایسی ہی صورتوں پر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اور محض اس وجہ سے کہ ان تعلقات سے عدالت یہ قیاس کرتی ہے کہ اعتماد کیا گیا تھا اور اثر سے کام لیا گیا تھا لیکن دیگر تمام صورتوں میں جہاں یہ تعلقات موجود نہیں ہوتے اس اعتماد اور اثر کو بیرونی طور پر ثابت کرنا چاہئے اور جہاں یہ بیرونی طور پر ثابت ہو جاتے ہیں تو عقل اور فہم عامہ کے قواعد اور عدالت نصفت کے اصطلاحی قواعد کا ان پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح کہ دوسری صورتوں پر۔

الفاظ مندرجۂ بالا لارڈ کنگس ڈون کے ہیں۔ یہ ایک ایسا مقدمہ تھا جس میں

ایک نوجوان شخص نے جو ابھی بالغ ہوا تھا ایک معمر شخص کی حکمت عملی کی وجہ سے جس نے اس پر گہرا اثر قائم کر لیا تھا۔ مدعی کی ذمہ داریاں اپنے آپ عائد کر لیں یہ قرار دیا گیا کہ اس نوعیت کا اثر گو اس کو قطعی طور پر پدری، روحانی یا امانتی نہیں کہا جا سکتا مدعی کو عدالت کی حفاظت کا مستحق بنا دیتا ہے۔

(Longhnan بنام Morley) ایک مابعد کے مقدمے کی نوعیت بالکل اسی کے مشابہ تھی اس میں منجانب وصی اس رقم کی واپسی کے لئے دعویٰ کیا گیا تھا جس کو متوفی نے اس شخص کو ادا کیا تھا جس کے مکان میں یہ چند سال تک مقیم تھا جسٹس رائٹ مدعیان کے حق میں فیصلہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس امر کا تصفیہ کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا متوفی اور (Longhman) کے مابین امانتی تعلقات تھے یا روحانی اثر کی وجہ سے ہبہ کیا گیا تھا۔ مدعی علیہ نے متوفی کی پوری زندگی پر تسلط حاصل کر لیا تھا اور ہبہ متوفی کے آزادارادے کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس اثر اور تسلط کا۔"

ان معاہدات کو منسوخ کرنے اور ہبہ کو مسترد کرنے کا حق جو دابِ ناجائز کے تحت وقوع میں آئے ہوں بالکل ان معاہدات کو منسوخ کرنے کے حق کے مشابہ ہے جو بذریعۂ فریب وقوع میں آتے ہیں۔

ایسے معاملات ممکن الانفساخ ہیں نہ کہ کالعدم جونہی دابِ ناجائز ہٹا لیا جاتا ہے شخص متاثر کے فعل یا ترک فعل پر اس تعبیر کا اطلاق ہوتا ہے کہ اس کی نیت اس معاملے کو منظور کرنے کی تھی

(Homfray بنام Mitchell) میں جوری نے یہ واقعاتی تجویز کی کہ ایک مریض نے جس نے اپنے طبیب کو ہبہ کیا تھا طبیب اور مریض کا اعتقادی تعلق ختم ہو جانے کے بعد بھی اس ہبہ کو برقرار رکھنے کا تہیہ کر لیا اور عدالت مرافعہ نے یہ قرار دیا کہ اس ہبہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(Skinner بنام Alcard) میں مدعیہ نے پانچ سال متوفی ہونے تک اس ہبہ کو مسترد کرنے کی کوشش نہیں کی جو اس نے اس (Sisterhood) کو کیا تھا جس سے بوقت ہبہ علیحدہ ہو گئی تھی ان پانچ سال کے دوران میں وہ اپنے وکیل سے گفت و شنید کرتی رہی اور وہ اپنے حقوق کو جان سکتی اور استعمال کر سکتی تھی

اس مقدمے میں بھی عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ معطی کا طرز عمل ہبہ کی توثیق کرتا ہے۔

لیکن یہ توثیق اس وقت تک جائز نہیں تاوقتیکہ وہ داب ناجائز بالکل ختم نہ ہو جائے جس کی وجہ سے معاہدہ یا ہبہ وقوع میں آتا ہے فریق متضرر کے ارادے کو اس تسلط سے پوری طرح آزاد کر انے کی ضرورت کو جس کے تحت اس نے عمل کیا ہے (Moxon بنام Payne) میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فریب یا دھوکا معاف نہیں اس عدالت میں اس حق جائداد کی توثیق نہیں ہوسکتی جو ان ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو۔ تاوقتیکہ تمام واقعات کا مکمل علم نہ ہو اور ان نصفتی حقوق کا مکمل علم نہ ہو جو ان واقعات سے پیدا ہوتے ہیں اور اس داب ناجائز سے کلیتہً آزادی حاصل نہ ہو جائے جس کے ذریعے سے فریب عمل میں لایا گیا ہو۔

اس اصول کا اس وقت بھی اطلاق ہوتا ہے جب کہ ایک شخص غربت سے مجبور ہو کر اور بغیر صحیح مشورے کے کسی قیمتی حق کو منتقل کر دیتا ہے تاخیر سے رضامندی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا اس کے خلاف یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ جس افلاس نے اس کو معاہدہ کرنے پر مجبور کیا تھا اسی نے معاہدے کو منسوخ کرنے سے باز رکھا۔"

باب ہفتم

جوازِ غرض

(LEGALITY OF OBJECT)

انعقاد معاہدہ کا ایک اور عنصر ہے، جس پر غور کرنا باقی ہے۔ یعنی فریقین کی غرض۔ معاہدے کی آزادی پر قانون نے چند قیود اور تحدیدات عائد کئے ہیں اور معاہدے کی بعض اغراض کو ممنوع قرار دیا ہے اور بعض کو ناپسند۔ گو باقی تمام ضروریات میں انعقاد معاہدہ کی تکمیل ہو جائے، لیکن اگر فریقین کے ارادے میں بوقت معاملہ یہ اغراض پائے جائیں۔ تو قانون اسے نافذ نہیں کرے گا۔

اس موضوع کے متعلق دو امور زیر بحث ہوتے ہیں پہلے ان اغراض کی ماہیت و تقسیم جن کو قانون ناجائز سمجھتا ہے۔ دوسرے اس قسم کے اغراض کی موجودگی کا اثر ان معاہدات پر جن میں یہ پائے جائیں۔

فصل اول۔ عدم جواز معاہدہ کی ماہیت

عدم جواز سے کیا مراد ہے

اغراض معاہدہ کو یا تو صریح قوانین موضوعہ کے ذریعے ناجائز قرار

دیا جاسکتا ہے یا قانون غیر موضوعہ کے قواعد کے تحت۔ قانون غیر موضوعہ کے قاعدوں کو کم و بیش صحت کے ساتھ متعین کیا جاسکتا ہے۔

اس موضوع کو یوں مرتب کیا جاسکتا ہے کہ کوئی معاہدہ اس لیے ناجائز ہوسکتا ہے کہ:۔

(۱) قانون موضوعہ نے اس کے اغراض کو ممنوع قرار دیا ہے۔

(۲) اس کے اغراض قانون غیر موضوعہ کے لحاظ سے قابل مواخذہ تعدی (indictable offence) یا دیوانی فعل ناجائز پر مشتمل ہیں۔

(۳) قانون غیر موضوعہ اس کے اغراض کو خلاف مصلحتِ عامّہ قرار دے کر حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

مگر دونوں آخر الذکر ممنوعات فی الحقیقت قانونِ غیر موضوعہ کے ممنوعات کی دو شکلیں ہیں جن میں سے ایک زیادہ اور ایک کم معین ہے۔ عام فرق معاہداتِ ممنوعہ قانونِ موضوعہ اور معاہدات ممنوعہ قانون غیر موضوعہ کا ہے۔ اور ہم اسی طرح اس موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) قانونِ موضوعہ کی خلاف ورزی میں کئے ہوئے (معاہدات)

قانونی ممانعت کا اثر قانونِ موضوعہ حکم دے سکتا ہے کہ فلاں معاہدہ ناجائز یا کالعدم ہے۔ ایسی صورت میں کوئی شبہہ نہیں رہتا ہے کہ مجلس وضع قوانین کا منشاء یہ ہے کہ ایسا معاہدہ نافذ نہ کیا جائے۔

"ناجائز" اور "کالعدم" کا فرق ضمنی معاہدات کی حد تک اہمیت رکھتا ہے۔ فریقین کی حد تک تو بہر حال کوئی بھی قابلِ نفاذ نہیں۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ قانون کسی معاہدے کو ناجائز یا کالعدم قرار دیئے بغیر اس معاہدے کے فریق پر کوئی سزا عائد کرے۔ ایسی صورت میں

ہمیں یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ آیا مجلس وضع قوانین کا یہ ارادہ ہے کہ وہ معاہدے کو فریقین کے لیے گراں بنا کر حوصلہ شکنی کرے یا اسے کالعدم ہی کر دے تاکہ اس کے ذریعے سے فریقین کے کوئی قانونی حقوق نہ پیدا ہوں یا یہ کہ اس کا منشا اس کی قطعی ممانعت ہے تاکہ اس کو آگے بڑھانے کے لیے جو کام بھی اختیار کیا جائے، اس پر مقصد ناجائز کا دھبّا لگے۔

اگر سرکاری آمدنی (Revenue) کی حفاظت کے لیے سزا عائد کی گئی تھی تو یہ ممکن ہے کہ معاہدہ ممنوع نہ کیا گیا ہو۔ اور یہ کہ مجلس وضع قوانین کا منشا فقط یہ تھا کہ وہ جس حد تک آمدنی (Revenue) کے لیے بے نفع ہو اس حد تک اسے فریقین کے لیے گراں بنائے[1]۔ مگر اس امتیاز کی صحت پر شبہہ کیا گیا ہے[2]۔ استمرار سزا ایک بہتر معیار ہو سکتا ہے۔ اگر سزا ایک ہی بار ہمیشہ کے لیے عائد کی گئی ہے، اور اس قسم کے ممنوعہ معاہدات یکے بعد دیگرے کرنے سے وہ سزا مکرر مکرر عائد نہیں ہوتی ہے[3]، یا اگر دیگر حالات کے باعث معاہدے کو کالعدم کرنا ایک نامناسب سزا ہو تو یہ بحث کی جا سکتی ہے، کہ ایسے معاہدات کو کالعدم نہیں قرار دینا چاہیے[4]۔ لیکن جس صورت میں کسی قسم کے معاہدے کے کرنے پر ہر بار سزا کا بھی اعادہ ہوتا ہو تو ہم (علاوہ سرکاری آمدنی کے مقدمات کے جن کے متعلق ابھی کچھ اور شبہہ رہ سکتا ہے) یہ فرض کر سکتے ہیں کہ جو معاہدہ اس طرح قابلِ تعزیر قرار دیا گیا ہے، وہ مابین فریقین کالعدم کیا گیا ہے۔ یہ سوال تعبیر قانون سے تعلق رکھتا ہے کہ آیا وہ ناجائز قرار دیا گیا ہے[5]۔ اور اس طرح ذیلی معاملات بھی داغدار سمجھے جائیں[6]۔

ہمیں یہاں تفصیل سے ان قوانین موضوعہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں، جن کی

---

[1] (10B. & C. 93) Duncan بنام Brown۔

[2] (2M. & W. 158) Rowlands بنام Cope

[3] (14M. & W. 464) Mawhood بنام Smith۔

[4] (1ch. 740) ۱۹۰۶ء Dott بنام Bonnard

[5] (1K. B. 463) ۱۹۱۹ء Tate بنام Brightman

[6] (4Q.B.D.685,695) Hardy بنام Thackes Richards Starck, (1911) 1 K. B. 296.

رو سے بعض معاہدات ممنوع یا قابل تعزیر قرار دیئے گئے ہیں۔ یہ زیادہ تر جن امور سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) ضمانت آمدنی۔

(۲) عوام کی حفاظت بعض اشیائے تجارتی کے متعلق۔

(۳) یا بعض طبقات تجار سے معاملہ کرنے کے متعلق۔

(۴) بعض اقسام کے کاروبار میں طرز عمل کا تعین۔

شرط کے معاہدات البتہ ایک اور قسم معاہدات ہے جس کے متعلق بار بار قوانین وضع ہوئے ہیں اور اس کی خصوصی حالت کے باعث اس کی تشریح اور تاریخی تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہماری مراد شرط بدنے (Wager) سے ہے۔

شرط کی ماہیت شرط اس بات کا عہد ہے کہ کسی غیر متیقن واقعے کے تعین یا تحقق پر رقم یا اتنی مالیت دی جائے گی۔ اس قسم کے عہد کا بدل یا تو اس طرح ہوتا ہے کہ فریق ثانی واقعے کے رونما ہونے کی ضمانت کے طور پر کوئی چیز دے دیتا ہے یا واقعے کے کسی خاص طور پر ہونے کی حالت میں دینے کا عہد کرتا ہے۔ بازی اور شرط کا اصول یہ ہے کہ ایک فریق جیتتا ہو اور دوسرا کھوتا ہو اور یہ ہار جیت کسی ایسے واقعۂ آئندہ پر موقوف ہو جو بوقت معاہدہ غیر متیقن قسم کا ہو۔ یعنی اگر واقعہ ایک خاص طرح سے ہو تو زید جیتے گا اور اگر دوسری طرح ہو تو وہ ہارے گا۔ اس لیے ہار جیت کے باہمی مواقع ہونے چاہئیں[1]۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ واقعے کا عدم تیقن نہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ واقعۂ آیندہ ہے بلکہ اس لیے بھی کہ وہ ابھی تک کم از کم فریقین کے حد علم میں متحقق نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ سینٹ پال کے گرجے کے طول پر شرط باندھی جائے۔ یا کسی ایسے انتخاب کے نتیجے پر جو ہو چکا ہو۔ اگرچہ فریقین کو علم نہ ہو کہ کسی کو زیادہ رائیں

[1] جس شرط میں ایک طرف اتنے پونڈ ہوں اور دوسری طرف کچھ نہ ہو تو وہ مظاہرۂ مہارت پر انعام کا ایجاب ہو سکتا ہے۔ مثلاً زید نے کسی چابک سوار سے سو پونڈ مقابل صفر کے شرط کیے کہ وہ اس شرط کو نہیں جیتے گا جو بکر چاہتا تھا کہ وہ چابک سوار جیتے۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک عہد بلا بدل ہو جس میں کسی شرط میں رقم کی ادائی ہونے والی ہو مثلاً زید پانچ پونڈ بمقابل صفر کی شرط کرے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر بارش ہو گی۔

ملی ہیں۔ ایسی صورت میں عدم تیقن صرف فریقین کے دل میں ہوتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ ایسی صورت میں موضوع شرط ہر شخص کے اندازے کی صحت ہے۔ نہ کہ کسی خاص واقعے کا وقوع میں آنا۔

مگر فریقین کا یہ ارادہ ہونا چاہئے کہ واقعۂ غیر متیقنہ ہی معاہدے کی واحد شرط ہے۔ اس طرح بآسانی شرط بازی (Wager) اور مشروط عہد یا گیارنٹی/ضمانت (Guarantee) میں امتیاز کیا جاسکتا ہے۔

مگر شرط بازی کی مذکورۂ بالا تعریف میں بعض مزید قیود اور تحدیدات کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کی موجودہ حالت میں بہت سے ایسے معاہدے آجائیں گے، جو کسی طرح بھی معاہدات شرط بازی نہیں ہیں۔ مثلاً زید معاہدہ کرتا ہے[1] کہ وہ بکر کے ہاتھ کچھ سامان بیع کرے گا۔ جو الگی اب سے تین ماہ بعد ہوگی۔ زرِ ثمن وہی ہو جو تاریخ حوالگی پر بازار کے نرخ کے لحاظ سے قرار پائے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زید ایک واقعۂ آیندہ یعنی بازار کے نرخ کے چڑھنے اور اترنے پر جو غیر تیقن ہے نفع یا نقصان اٹھاتا ہے۔ مگر اتفاقات کا عنصر اس بیع معاہدے کے اندر محض ایک ضمنی امر ہے، جو اس بات کے لیے ہے کہ بعض شرائط پر سامان بیع کیا جائے۔ مگر اس سے یہ معاملہ معاہدۂ شرط بازی نہیں ہو جاتا۔ شرط بازی میں غرض یہ ہوتی ہے کہ بلا کوشش نفع کمائیں۔ اور یہ محض کسی غیر تیقن واقعے کے ظہور پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک فریق اپنے علم، مہارت یا قسمت کی مساعدت کو دوسرے کے علم، مہارت یا قسمت کے ساتھ بازی میں لگاتا ہے اصل شرط میں معاملت ساری یہی ہوتی ہے۔

اسی بنا پر ہمیں شرط بازی کو بعض ایسے معاہدات سے ممتاز کرنا چاہیے، جن میں فریقین کے نفع نقصان کے اتفاقات کسی غیر تیقن واقعے کے تیقن ہونے پر موقوف ہوں۔ مگر یہ اتفاقات اس غرض کے محض ضمن میں ہوں جو فریقین کے پیش نظر ہے۔

مشروط عہد کا فرق

زید عہد کرتا ہے کہ وہ بکر کی تصویر اتارے گا۔ بکر عہد کرتا ہے کہ اگر محمود شباہت کو پسند کرے تو زید کو سو پونڈ دیئے جائیں گے۔ یہ ایک شے کی بیع کا مشروط معاہدہ ہے۔ زید راضی ہے کہ ایک کام انجام دے جس کے لیے اسے محمود کی پسندیدگی کے غیر تیقن واقعے کے رونما ہونے کی

---

[1] آئرن انگر Ironmonger بنام Dyne (44 T.L.R. 497)

صورت میں رقم ادا کی جائے۔

اگر زید اس خواہش میں کہ کچھ نہ کچھ حاصل کرے، خالد سے عہد کرتا ہے کہ اگر محمود تصویر کو پسند کرے تو زید خالد کو بیس پونڈ دے گا۔ اور اگر محمود پسند نہ کرے تو خالد زید کو دس پونڈ دے گا۔ یہ ایک شرط بازی ہے جو ایک غیر تیقن واقعے یعنی محمود کی پسندیدگی پر موقوف ہے۔ زید خالد سے دوبمقابل ایک کی شرط کرتا ہے کہ محمود تصویر کو پسند نہ کرے گا۔

گیارنٹی سے فرق اسی طرح زید چاہتا ہے کہ بکر محمود کو پانچ سو پونڈ ادا کرے اور عہد کرتا ہے کہ تین ماہ بعد محمود ادا نہ کرے تو وہ خود (زید) کرے گا۔ یہ ایک شخص کے دَین یا کوتاہی کی پابجائی کا عہد ہے۔

زید یہ چاہتے ہوئے کہ محمود کی ممکنہ نادہندی سے محفوظ رہے، خالد سے عہد کرتا ہے کہ اگر محمود تین ماہ بعد اپنے دَین کا ایفا کر دے تو وہ خالد کو سو پونڈ دے گا۔ بشرطیکہ خالد اس کے بدل میں یہ عہد کرے کہ اگر محمود اپنے دَین کی پابجائی نہ کرے تو وہ زید کو ڈھائی سو پونڈ دے گا۔ یہ محمود کے دیوالیہ نہ ہونے پر شرط باندھنا ہے۔

بیمے سے فرق معاہدات بیمہ بھی ایک حد تک شرط بازی سے ظاہری مشابہت رکھتے ہیں مگر دراصل یہ ایک دوسری ہی قسم کے معاملات ہیں زید اپنے جہاز کے اسباب کا بیمہ بکر کے پاس کراتا ہے جو ضامن فروخت (Under Writer) ہے۔ یقینی وہ بکر سے معاملہ کرتا ہے کہ اس کے پچاس پونڈ بطور پریمیم ادا کرنے کے بدل میں بکر عہد کرے کہ کسی معینہ خطرے میں جہاز کا اسباب تباہ ہو جائے تو وہ زید کو پانچ سو پونڈ دے گا۔ بجز اس کے کہ الفاظ کو زبردستی کے معنی پہنائے جائیں، اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زید نے اپنے اسباب جہاز کی حفاظت کے خلاف شرط باندھی۔ اس کی غرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس جائداد کی تباہی کی صورت میں مالی نقصان سے محفوظ کرلے۔ غرض یہ نہیں کہ کسی غیر تیقن واقعے کے کسی خاص طور پر پیش آنے کی صورت میں اسے نفع اور بکر کو نقصان ہو، یہ معاملہ اس معاملے سے بالکل جدا ہے جس میں کوئی شخص خواہ اپنے ہی گھوڑے کی اس غرض سے (شرط باندھ کر) پشت پناہی کرتا ہے کہ وہ ڈربی کی دوڑ جیت جائے۔ اسی طرح یہ اس معاملے سے بھی جدا ہے جس میں کوئی شخص اپنے گھوڑے کے خلاف شرط باندھنے کا معاملہ کرے۔ کیونکہ کسی شخص کا جو مفاد جائداد اس کے گھوڑے میں

ہوتا ہے وہ ان دونوں میں کسی صورت میں بھی نفس معاملہ میں داخل نہیں ہوتا۔ اسپورٹس کے دائرے میں اگر ہم بحری بیمہ کے معاہدے کی نظیر تلاش کریں تو وہ غالباً اس صورت میں مل سکتی ہے جب کسی قیمتی گھوڑے کا بیمہ کرایا جائے جسے ایک نشان سے دوسرے نشان تک شرطیں دوڑنا ہے۔ مگر یہ بیمہ شرط بازی نہیں ہے۔

اسی طرح اگر زید اپنی جان کا بیمہ کرائے تو یہ کہنا محض حماقت ہوگا کہ وہ اپنی قلتِ عمر کے لیے بازی لگا رہا ہے وہ دراصل اپنے متعلقین کے لیے ایک انتظام آیندہ خریدتا ہے اور اس کا زرِ ثمن اس کی واقعی زندگی کی تعدادِ سنین کے لحاظ سے مقرر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں اگر وہ بہت طویل زندگی پائے تو یہ معاملہ مالی حیثیت سے بے فائدہ ہوگا مگر نفع نقصان کے اتفاقات تو تقریباً ہر تجارتی معاملے میں ناگزیر ہیں۔

اسی لیے ایک واقعی بیمے کے معاملے کو معاہدۂ شرط بازی نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ بعض وقت یہ ہو سکتا ہے کہ جس معاملے سے بیمہ مقصود ہو وہ بالآخر شرط بازی (wager) ہی بن جائے۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا اس سے بے جا فائدہ اٹھانے کا تدارک مجلس وضع قوانین نے کیا ہے۔ اور "قابل بیمہ مفاد" کی موجودگی و عدم موجودگی کو صحیح بیمے اور شرط بازی کا امتیاز قرار دیا ہے۔[۱]

شرط کی تاریخ قانون غیر موضوعہ میں

اس مقام پر شرط بازی کی تحلیل کو ہم ترک کرتے ہیں اور اب معاہدات شرط کے قانون کی تاریخ پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں غیر موضوعہ قانون کی رو سے تمام شرطیں جو کی جائیں قابل نفاذ تھیں۔ اور اٹھارویں صدی کے آخری زمانے تک بھی ان کی حوصلہ شکنی اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ پلیڈنگ میں چند معمولی سی مشکلیں[۲] تھیں۔ چنانچہ ۱۷۷۱ء میں لارڈ مینسفیلڈ نے بلا تامل ایک ایسے مقدمے[۳] کی سماعت کی جس میں نیو مارکٹ میں دو نوجوانوں نے شرط باندھی تھی کہ "ان کے والدین کو باہم دوڑائیں (یہ وہاں کا محاورہ تھا) یعنی اس بات پر

۱۔ دیکھو چار پانچ صفحوں بعد۔

۲۔ Colegrave بنام Jackson ۱۶۹۲ء Carthew, 338

۳۔ March بنام Pigot (5 Burr. 2802)

شرط باندھی گئی کہ کس کا باپ زیادہ دن زندہ رہتا ہے۔ اتفاق سے ایک فریق کی لاعلمی میں ان میں سے ایک کا باپ اس شرط سے پہلے ہی مرچکا تھا۔ اور مقدمے میں بحث فقط اس امر کے متعلق تھی کہ آیا ایک شرط (Term) کا اطلاق ایسے معاہدے پر بھی ہو سکتا ہے جو بحری بیمے کی "مفقود یا غیر مفقود" (Lost or not lost) پالسی کے مشابہ ہو۔ مگر جب عدالتوں نے دیکھا کہ اس کے روبرو بغرض فیصلہ مہمل یا ناشائستہ معاملات لائے جاتے ہیں، تو اس بات کے قاعدے قائم کئے جانے لگے کہ وہ شرط (Wager) ناقابلِ نفاذ ہو گی جس کا ثبوت صرف غیر مہذب شہادت سے مل سکتا ہو یا جس سے شخص ثالث کو ضرر پہنچنے کا خیال ہوتا ہو۔ یا مفاد عامہ کے لحاظ سے جس شرط سے کسی شخص کو قانون کی خلاف ورزی کی ترغیب ہو وہ ناجائز ہے۔

شرطوں کی بنا پر ہونے والی مقدمہ بازی کی روک تھام کرنے کے لیے عدالتوں سے جو احکام صادر ہوئے وہ عجیب و غریب بلکہ مضحکہ خیز تھے۔ نپولین کی مدت عمر[1] کے متعلق شرط کو عدالت نے اس بنا پر ناقابلِ نفاذ قرار دیا ایک تو اس سے ایک انگریز کی حب الوطنی میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے ایک غیر ملکی بادشاہ کو قتل کرنے کے خیال کی ہمت افزائی ہوتی ہے جس کے معنی خود اپنے بادشاہ کی ذات سے بدلہ لینے پر ابھارنا ہے۔ مگر یہ واضح ہے کہ ججوں کے لیے اصل محرک یہ تھا کہ "عدالتوں میں مہمل شرطیں آنے سے زحمتیں پیدا ہوں گی" اور یہ خیال کہ "یہ اصول مناسب ہو گا کہ مہمل شرطوں کے مقدمات کو اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک عدالت کو دوسری مصروفیتیں رہیں[2]"

مجلس وضع قوانین میں البتہ معاہداتِ شرط کے بعض صورتوں پر غور کیا گیا ("16 Car. II C. 7") کے ذریعے سے یہ قانون نافذ کیا گیا کہ زائد از سو پونڈ کی جو رقم بازیوں یا کھلاڑیوں پر لگا کر ہاری جائے وہ ناقابلِ وصول ہو گی۔ اور یہ کہ وہ تمام ضمانتیں جو اس قسم کی رقم کے متعلق دی جائیں وہ کالعدم ہیں "9 Anne, C.14"

---

[1] Gilbert بنام Sykes (۱۸۱۲ء) (16 East, 150)

[2] مقدمہ گلبرٹ بنام سائکس مین صفحہ ۱۶۲ پر۔

کے ذریعے سے قانون کو ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا اور وہ تمام ضمانتیں پوری طرح کالعدم قرار دی گئیں جو خواہ کھیل میں ہاری ہوئی رقم کے متعلق یا کھلاڑیوں پر شرط لگانے کے سلسلے میں دی جائیں یا جان بوجھ کر ان اغراض کے لیے ادا کر دی جائیں۔ اور دس پونڈ یا اس سے زیادہ رقم ہارنے والے کو یہ موقع دیا گیا کہ وہ اگر اس ہاری ہوئی رقم کو ادا کر چکا ہو تو اسے واپس پائے۔ اس بازیابی کے لیے ادائی کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر "قرضے کی نالش" دائر کرنی ہوتی تھی۔

کھیل اور وقت گزاری یہ دیکھا گیا ہوگا کہ یہ دونوں قوانین صرف کھیل اور وقت گزاری کی شرطوں سے متعلق ہیں (جس میں گھوڑ دوڑ کی شرط شامل ہے) مگر دوسری قسم کی شرطیں بدستور رہیں مثلاً وہ شرط جو کسی انتخاب کے نتائج کے متعلق کی جائے۔ یہ آیندہ بیان کیا جائے گا کہ یہ امتیاز اب بھی اہمیت رکھتا ہے۔

بعض مقدمات سے ظاہر ہوا کہ یہ قانون سختی کا موجب ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ اس قسم کی ضمانتوں کو لوگ ان کی ماہیت سے ناواقفیت کی حالت میں ان کو خرید لیں۔ اور جب یہ لوگ ان ضمانتوں کی ضمانت دہندہ پر تعمیل کرانا چاہیں تو انھیں بعد از وقت معلوم ہوگا کہ انھوں نے ایک ایسے دستاویز تمسک کے لیے رقم ادا کی ہے جو کھیل میں ہارنے والے شخص کے مقابلے میں قانوناً قطعاً کالعدم تھا۔ چنانچہ ۱۸۳۵ء کے گیمنگ ایکٹ کی دفعہ ۱ کی رو سے یہ قانون مقرر ہوا کہ ملکۂ این کے قانون کی رو سے جو ضمانتیں کالعدم ہو جائیں ان کے متعلق اب آیندہ یہ بھی تصور کیا جائے گا کہ وہ جانبین سے ایک بدلِ ناجائز کے لیے کی گئی تھیں۔ ایسی ایسے تمسک کا قابض اس کی ناجائز ابتدا کا ثبوت ملنے پر بھی اس کی تعمیل کرا سکتا ہے بشرطیکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ اس نے اس کی مالیت ادا کی تھی اور اس کی اصلیت سے بے خبر تھا۔ دوسرے الفاظ میں۔ یہ کہ وہ اس مالیت کا "نیک نیتی سے قابض" ہے[1]۔ دوسرا قدم یہ تھا کہ

[1] قانون بابت ۱۸۳۵ء کی دفعہ ۱ کا منشا کھیل کے معاملات میں دی ہوئی ضمانتوں کے بے قصور قابضوں کو مصیبت سے بچانا ہے۔ اور یہ منشا نہ تھا کہ کھیل میں جیتنے والے کو اس قانون کے نفاذ سے پہلے کی حالت کی بہ نسبت زیادہ سہولت اس طور پر دی جائے کہ اسے ضمانت کو ایک بے قصور شخص ثالث کی جانب منتقل کرنے کی اجازت دی جائے۔ یا ہارنے والے کو اس حق سے محروم کیا جائے جو اسے پہلے جیتنے والے کے مقابلہ

ہر قسم کی شرطیں کالعدم قرار دی جائیں چنانچہ ۱۸۴۵ء کے گیمنگ ایکٹ دفعہ ۱۸ کے ذریعے سے یہ قانون بنایا گیا کہ :-

"تمام معاہدات یا معاملات جو خواہ زبانی ہوں یا تحریری اور خواہ بازی ہیں ہوں یا شرطیں سب لغو اور کالعدم ہیں اور یہ کہ کسی عدالت قانون یا عدالت نصفت میں کوئی مقدمہ نہ دائر ہو سکے گا نہ سنا جائے گا جو کسی ایسی رقم یا قیمتی شے کی بازیافت کے لیے ہو جس کے متعلق دعویٰ کیا جائے کہ شرط میں جیتی گئی ہے۔ یا کسی شخص کے پاس اس غرض سے امانت رکھی گئی ہو کہ جس واقعے کے لیے شرط باندھی گئی تھی اس کے رونما ہونے کی ضمانت کے طور پر رہے۔ واضح ہو کہ بہر صورت یہ قانون ان چندوں یا حصوں کے معاہدوں سے متعلق نہ ہوگا جو کسی جائز مقابلہ، کھیل، وقت گزاری یا ورزش میں ایک یا زائد جیتنے والوں کو پلیٹ یا انعام یا رقم عطا کرنے کے لیے یا اس کے سلسلے میں دیے جائیں۔"

مگر یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ قانون مذکور اس فرق پر اثر نہیں ڈالتا جو مقابلوں یا وقت گزاریوں کے سلسلے میں بدی ہوئی شرطوں اور دیگر قسم کی شرطوں میں پایا جاتا ہے جس حد تک کہ یہ فرق ان کفالتوں سے متعلق ہے جو ان دونوں قسم کی شرطوں کے متعلق دی جائیں۔ مقابلوں یا وقت گزاریوں پر بدی شرطوں پر یا ان کے سلسلے میں قرض

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ حاصل ہو سکتا تھا اور ادائی کے وقت یہ استدلال کیا جائے کہ ضمانت ناقابلِ نفاذ ہے اسی لیے دفعہ ۲ کی رو سے قرار دیا گیا کہ اگر ہارنے والے نے فی الواقع ضمانت کے تحریر ظہری کا مستفدلہ (INDORSEE) قابض یا محول الیہ (assignee) کو رقم ادا کر دی ہے تو وہ اس رقم کو اس شخص سے واپس پا سکے گا جس کو ضمانت اصل میں دی گئی تھی بہ ظاہر اس سے اسّی برس بعد تک بھی یہ محسوس نہ کیا گیا کہ اس سے ان لوگوں کو جو شرط میں ہاری ہوئی رقم چک کے ذریعے ادا کرتے ہیں اس بات کی اجازت رہتی ہے کہ رقم ادا شدہ واپس پائیں کیونکہ عملاً ہر چک اسی شخص کو ادا کی جاتی ہے جو چک کی تحریر ظہری کا مستفدلہ ہے یا جو اس کا قابض ہے یعنی بینک جس کے ذریعے وہ رقم صاف کی جاتی ہے۔ Sutters بنام Briggs ۱۹۲۲ء (1 A.C. 1) بنا بر ایں مجلس وضع قوانین نے مداخلت کی اور خواہ ایک قومی صنعت کو تباہی سے بچانا مقصود تھا یا مفلس پشت بناہان اسپاں کی تحریص کو توڑنا بہرحال ۱۹۲۲ء کے گیمنگ ایکٹ کے ذریعے یہ دفعہ منسوخ کر دی گئی۔

دی ہوئی رقم پر جو کفالتیں دی جائیں وہ اب بھی (۱۸۳۵ء کے قانون کی رو سے) ایک ناجائز بدل پر دی ہوئی کفالتیں قرار دی جاتی ہیں مگر گیمنگ ایکٹ ۱۸۴۵ء کی رو سے جو کفالتیں دیگر شرطوں (Wagers) کے سلسلے میں دی جائیں وہ ایسے معاہدوں کے متعلق دی ہوئی سمجھی جائیں گی جن کو قانون نے کالعدم قرار دیا ہے۔ یعنے یہ کہ وہ بغیر کسی بدل کے دی گئی ہیں۔

شرطوں کے متعلق معاملات

اب ان معاملات پر غور کرنا باقی رہ گیا جو شرطوں (wagers) سے پیدا ہوں یا ان کے لیے کئے جائیں۔ شرطیں چونکہ محض کالعدم ہی ہیں اس لیے عدم جواز کا کوئی دھبا ان کے ضمنی معاملات (Collateral Transactions) کو نہیں لگتا؛ بجز ان صورتوں کے جب کفالت اس رقم کے لئے دی جائے جو بازی یا سامان تفریح کی شرطوں سے متعلق ہو۔ جو رقم شرط باندھنے یا اس کی ادائی کرنے کے لیے دی جائے اس کی واپسی کا مطالبہ ہو سکتا ہے اگرچہ یہ اشتباہ ہوتا تھا کہ جو کفالت اس رقم کے لیے دی جائے جو کھیلوں اور سامان تفریح پر شرط باندھنے کے لیے قرض دی گئی ہو وہ گویا ناجائز بدل پر دی گئی ہے[1]۔ اسی طرح اگر ایک شخص دوسرے کو اس لیے ملازم رکھے کہ وہ اس کی طرف سے شرطیں باندھے تو بھی یہ بالکل باقاعدہ ملازم اور آقا ہوں گے۔

گیمنگ ایکٹ ۱۸۹۲ء

اس قانون کی آخر الذکر شکل کی ترمیم ۱۸۹۲ء کے گیمنگ ایکٹ کے ذریعے سے ہوئی "کسی شخص کو ایسی رقم ادا کرنے کا صریحی یا معنوی عہد جو کسی ایسے معاہدے کے تحت یا اس کے سلسلے میں کیا گیا ہو جس کو قانون (نشان ۸، ۹ وکٹوریہ سی ۱۰۹) نے کالعدم قرار دیا ہو یا ایسے معاہدے سے متعلق کچھ رقم بطور کمیشن اجرت یا انعام وغیرہ و نیز اس بارے میں کسی خدمت کی بابت یا اس کے سلسلے میں سب باطل اور کالعدم ہوگا اور کوئی نالش اس طرح کی رقم کی وصولی کے واسطے دائر نہ ہو سکے گی اور نہ اس کی سماعت کی جائے گی"۔ اب کوئی شخص اس کمیشن یا انعام کے پانے کا مستحق نہیں ہے جس کا اس سے اس لیے عہد کیا گیا تھا کہ شرطیں باندھے یا ان کی ادائی کرے

---

[1] Wettenhall بنام Wood (1 Esp. 17 Pyke's case 8ch. D. 756)

نہ وہ کوئی ایسی رقم وصول کر سکے گا جو کسی اور شخص کی شرط کی ادائی کے لیے اس نے دی ہو۔ خواہ وہ (۱) دلال مفوض شرط (betting Commissioner) ہو جسے اس غرض سے مامور کیا گیا تھا کہ شرطیں باندھے اور اگر ہارے تو اس کی رقم ادا کرے یا (ب) وہ اپنے کسی دوست کی درخواست پر اس رقم کو خود ادا کردے جو اس کے دوست نے کسی گھوڑدوڑ میں ہاری تھی۔ تو اس قسم کی ادا کردہ رقم کی بازیابی کے لیے نالش کرنے پر وہ کامیاب نہیں ہو سکتا[۱]

گیم کے قرضے عدالت مرافعہ نے قرار دیا ہے کہ جو رقم جان بوجھ کر اس لئے دی جائے کہ اس سے شرط میں ہاری ہوئی رقم ادا کی جائے تو وہ ایسی رقم متصور نہ ہوگی جو ایک ایسے معاہدے کے سلسلے میں ادا ہوئی ہے جسے قانون قماربازی (Gamingact 1845) کے تحت ناجائز اور کالعدم قرار دیا گیا ہے[۲] لیکن یہ امر ابھی تک فیصل نہیں ہوا کہ آیا وہ رقم بھی جو شرط باندھنے کی غرض سے دی جائے اسی ذیل پر آتی ہے۔ مذکورہ مقدمے میں جس امتیاز کو ("Cozen Hardy M. R.") نے "بنیادی" امتیاز Vital بیان کیا ہے وہ قانون بابت ۱۸۳۵ء میں تو واقعاً اہمیت رکھتا ہے لیکن ۱۸۹۲ء کے قانون کے الفاظ ان قرضوں پر حاوی نہیں معلوم ہوتے جو ان اغراض میں سے کسی ایک غرض کے لیے بھی دیئے جائیں Fulton Saxby[۳] میں عدالت نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ فیصلے کا دارومدار اس امر پر تھا کہ رقم ایسے ملک میں قماربازی کرنے کے لیے قرض دی گئی تھی جہاں قماربازی جائز تھی اور اسی لیے رقم واجب الادا قرار دی گئی[۴]۔

مگر یہ واضح ہو کہ جو شخص جو کسی کی جانب سے شرط بدنے پر ملازم رکھا جائے وہ جیتی ہوئی رقم خود نہیں رکھ سکتا[۵] یہ رقم دوسرے کی نیابت میں وصول کی ہوئی ہوتی ہے اور قانون

---

[۱] Saffery بنام Mayer ۱۹۰۱ء (1 K. B. 11.)

[۲] Re O' Shea (1911)2 K. B. 981.

[۳] 909) 2 K. B. at P. 282.

[۴] ۔ نیز مسٹر ڈائسی کا مضمون لاکوارٹرلی ریویو بابت ۱۹۰۲ء (صفحہ ۲۳۴) میں دیکھو البتہ یہ یاد رہے کہ جو رقم ایسے کھیل کے لیے قرض دی جائے جو ناجائز اور ممنوع ہے جیسے (hazard) (اور جیسے اس قرض میں امتیاز کیا جائے جو گیمنگ ایکٹ ۱۸۴۵ء کے تحت کالعدم قرار دی ہوئی شرط کے لیے دیا جائے) تو وہ بازیافت نہیں ہو سکتا اس پر پانچ چھ صفحے بعد بحث کی گئی ہے۔

[۵] De Mattos بنام Benjamin. 63 L.J. (Q. B.) 248

مذکورۂ بالا کے تحت نہیں آتی۔ جو رقم مہتمم جوئے خانہ کے پاس بطور ضمانت شرط جمع کی جائے اس کا آدائی میں شمار نہیں ہے[1]۔ کیونکہ لفظ ادائی کے معنی کلیتاً بے باقی کے ہیں اور اس جمع شدہ رقم کو قبل تحقق معاملۂ شرط اور ادائی جمع کرنے والا جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے۔

قوانین گیم کے عام اثرات

۱۸۴۵ء کے قانون نے چارلس دوم کے قانون کو پوری طرح اور این (Anne) کے قانون کو بڑی حد تک منسوخ کر دیا۔ چنانچہ علاوہ ان قوانین کے جن کے تحت لاٹری اور بعض دیگر بازیاں ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ اور ان قوانین کے جو بیمے کے متعلق ہیں۔ ہمیں ایسے تین[2] قانون ملتے ہیں جو شرطوں سے متعلق ہیں۔ (۱) گیمنگ ایکٹ بابت ۱۸۳۵ء جو بعض قسم کی شرطوں میں ہاری ہوئی رقم کفالتوں سے متعلق ہے۔ (۲) گیمنگ ایکٹ ۱۸۴۵ء جو عام شرطوں سے متعلق ہے (۳) گیمنگ ایکٹ ۱۸۹۲ء جو ایسے ذیلی معاملات سے متعلق ہے جو شرطوں سے پیدا ہونیوالی کفالتوں کے علاوہ ہیں۔

کفالتیں

یہ بتایا جا چکا ہے کہ جو کفالتیں شرطیں ہاری ہوئی رقم کے متعلق دی جائیں ان کی ابھی تک دو قسمیں باقی رہیں۔ کیونکہ ۱۸۳۵ء کے گیمنگ ایکٹ نے گیم اور جی بہلائی کی شرطوں اور دیگر شرطوں میں امتیاز باقی رکھا۔ اس[3] پر آیندہ بھی بحث کی ضرورت ہوگی۔

مجلس وضع قوانین نے ایسے تین تجارتی اہم معاملات سے بحث کی ہے جو بسہولت معاہدات شرطیں مبدل ہو سکتے ہیں یعنی اسٹاک اکسچینج کے معاملات بحری بیمہ اور زندگی کے یا دیگر واقعات کے بیمے"

سرجان برنارڈ ایکٹ ۱۷۳۴ء میں (Stockjobbing) کے مذموم طریقے اور خاص کر ان شرطوں کے متعلق جو مال کے نرخ کے متعلق کی جائیں یا نرخ کے تفرقے کی

[1] Buree بنام Ashley اینڈ اسمتھ لمیٹڈ ۱۹۱۰ء

[2] 5+6Will, 4. C. 41; 8+9 Vic. C. 109; 55 Vict, C. 9.

[3] آگے دیکھو باب ۱۱ فصل (۲) (لم باب)

پابجائی کے لیئے ان سب کا ذکر تھا یہ قانون اب منسوخ ہو چکا ہے۔ اس قسم کے معاہدے اگر خالصتاً شرط Wagers ہوں تو قانون قمار بازی (Gaming Act) ۱۸۴۵ء کے تحت آتے ہیں۔

صرافے کے معاملات

فرض کرو کہ زید بکر سے پچاس فرانسیسی بانڈ کی خرید کے متعلق معاہدہ کرتا ہے کہ ہر سو پونڈ کے بانڈ کے (۸۷) پونڈ دیئے جائیں گے اور یہ معاہدہ آیندہ یوم تصفیۂ حسابات کو نافذ ہو اگر اس تاریخ کو تمسکوں کا نرخ بڑھ کر مثلاً (۹۰) پونڈ ہو جائے اور بکر کے پاس تمسکات نہ ہوں تو وہ مجبور ہوگا کہ (۹۰) پونڈ پر خرید کر (۸۷) پونڈ کو بیچے۔ اور اگر وہ اس کے قبضے میں ہوں تو وہ اس بات پر مجبور رہے کہ انھیں بازار کے نرخ سے کم پر فروخت کرے۔ اس کے برخلاف اگر تمسکات کا نرخ گھٹ جائے تو زید مجبور ہوگا کہ وہی قیمت ادا کرے جو معاہدے میں ٹھیری ہے اور جو بازار کے نرخ سے زیادہ ہے۔

یہ امر بہ آسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس قسم کے معاملات محض شرط ہی ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس بات پر شرط باندھنا ہوتا ہے کہ آیندہ دن نرخ کیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ تمسکات زیر بحث کو نہ زید خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو اور نہ بکر بیع کرنے کا۔ اور ان کی غرض اس سے زیادہ کچھ نہ ہو کہ جیتنے والا ہارنے والے سے وہ فرق حاصل کرے جو معاہدے کی مقررہ قیمت اور بازار کے نرخ میں پایا جائے۔ اس کے برخلاف ہو سکتا ہے کہ زید خریدنے کا تو ارادہ رکھتا تھا مگر یوم معاہدہ اور یوم تقرر نرخ کے درمیان میں اسے رقم لگا دینے کا ایک اور ایسا اچھا موقع ہاتھ آگیا کہ وہ تعمیل معاہدہ سے بچنے کی غرض سے بکر کو فرق ادا کرنا پسند کرے[۵]۔ اگر اصل میں معاملہ اس لیے ہوا ہو کہ فرق ادا کیا جائے۔ اور یہ امر واقعے کے طور پر ثابت ہو جائے تو معاملے کی نوعیت محض اس بنا پر نہیں بدل جائے گی کہ معاہدۂ شرط میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر فریق تکمیل بیع کی خواہش کر سکے گا۔ ایسی قرارداد کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ "یہ قرارداد جوے کے معاملے پر پردہ ڈالنے کی غرض سے

۵۔ Thacker بنام Hardy (Q. B. D. 685)

بڑھائی گئی ہے اور اس کا منشا صرف یہ ہے کہ جوئے کے دیون کے لیے فریقین ایک دوسرے پر دعوے دائر کر سکیں[1]۔ جو رقم کسی فریق کو ایسے معاملے کی بنا پر واجب الادا ہوتی ہو اس کے لیے دعوے نہیں ہو سکتا[2]۔ لیکن جو کفالتیں کسی فریق کے پاس ان دیون کی بابجائی کے لیے امانت رکھی جائیں جو فرق ادا کرنے کے مسلسل معاہدات کی بنا پر پیدا ہوں تو ان کو امانت رکھانے والا اس بنا پر واپس پا سکتا ہے کہ امانت (ڈپازٹ) کا کوئی بدل نہ تھا کیونکہ وہ معاملات جن کی تعمیل کی کفالت دی گئی تھی خود کالعدم تھے[3]۔

بحری بیمہ بحری بیمے کے متعلق اب ۱۹۰۹ء کا میرائن انشورنس ایکٹ نافذ ہے[4]۔ اس کی رو سے جہاز کے یا اسباب تجارتی کے وہ تمام بیمے کالعدم ہیں جن میں بیمہ کرانے والا شئے بیمہ شدہ سے کوئی واقعی یا مشروط مفاد نہ رکھتا ہو یا پالیسی کے الفاظ ایسے ہوں جن سے مفاد کا ثبوت غیر ضروری ہو گیا ہو۔ اس قانون کی دفعہ ۴ ضمن (۲) میں ہے کہ بحری بیمے کے جس معاہدے میں بیمہ دار کا کوئی ایسا مفاد نہ ہو اس کے متعلق خیال کیا جائے گا کہ وہ بازی یا شرط کا معاہدہ ہے۔ ایک بعد کے قانون[5] میں اس بات کو ایک تعزیری جرم قرار دیا گیا ہے کہ کسی موضوع بیمے میں صحیح اور واقعی مفاد یا توقع مفاد کے بغیر بحری بیمے کا معاہدہ کیا جائے۔ جو چیز قابل بیمہ مفاد بن سکتی ہے یعنے وہ مفاد جس کے لیے کوئی شخص بیمہ کرانے کا حق رکھتا ہے، وہ قانون تجارت Mercan -tile Law کا مسئلہ ہے جس سے ہمیں یہاں بحث نہیں اس کو Marine) insurance کے دفعات (۵-۱۴) میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

عام بیمے قانون نشان (۱۴) جارج سوم سی (۴۸) میں (بہ استثنائے بیمہ جات بحری) عام بیمے سے بحث ہے۔ اور اس کی رو سے اس بات کی

---

[1] یونیورسل اسٹاک اکسچینج بنام Strachan ۱۸۹۶ء A. C. 173)

[2] آئرن مانگر اینڈ کمپنی بنام Dyne (44. T.L. R. 497)

[3] دیکھو بسلسلۂ Cronmire ۱۸۹۸ء (2 Q. B. 383.)

[4] 6 Edw. 7, C, 41. S. 4.

[5] 9 Edw. 7, C. 12.

ممانعت کی گئی ہے کہ کوئی شخص دوسرے اشخاص کی زندگی کا یا ایسے واقعات کا بیمہ کرائے جن سے اس کو کوئی واسطہ اور مفاد نہ ہو۔ مزید برآں وہ ضروری قرار دیتا ہے کہ اشخاص مفاد دار کا نام پالیسی میں درج کیا جائے۔ اور یہ کہ اسے کوئی ایسی رقم نہ دلائی جائے گی جو بوقت بیمہ بیمہ دار شخص کے مفاد سے زیادہ ہو۔ ایک دائن اپنے مدیون کی زندگی کا بیمہ کرا سکتا ہے تاکہ دین کی کفالت حاصل ہو جائے۔ مگر جان کے بیمے اور بحری یا آگ کے بیمے میں ایک اہم فرق ہے۔ آخر الذکر بیموں میں معاہدہ یہ نہیں ہوتا ہے کہ کسی خاص حادثے کے وقوع میں آنے پر کوئی معینہ رقم دی جائے گی بلکہ یہ کہ بیمہ دار کے اس نقصان کی ایک خاص حد تک تلافی کر دی جائے جس کے متعلق بیمہ کرایا گیا تھا[۱]۔ اس حد کے اندر رقم ادا طلب کی مقدار نقصان کے لحاظ سے کم و زیادہ ہو گی۔ مگر بیمہ دار کو یہ اجازت نہیں ہوتی کہ اپنی بدقسمتی سے نفع کمائے۔ اسی لیے اگر وہ کسی اور ذریعے سے اپنے نقصان کی تلافی کر لے۔ تو بیمہ کنندہ اس سے اس حد تک رقم واپس لے سکے گا[۲]۔ اور اگر وہ ان حقوق سے استفادہ نہ کرے جن کے استفادے سے بیمہ کنندہ نقصان سے بچ جاتا تو اسے اس بات پر مجبور کیا جائے گا۔ کہ وہ بیمہ کنندہ (insured) کو ان حقوق کی پوری مالیت کا معاوضہ دے[۳]۔

جان کے بیمے اور دیگر بیموں میں فرق ہے آگ یا بحری خطرے کے خلاف بیمے کی پالیسیاں اس بات کا معاہدہ ہیں کہ بیمہ دار معینہ اسباب سے جو نقصان برداشت کریں

---

[۱] Darrell بنام Tibbitts (5 Q. B. D. 560)

[۲] اس حق کو بیمہ کنندہ (insurer) کی جانشینی (Subrogation) مقابل حقوق بیمہ دار کہتے ہیں یہاں پر Castellain بنام Preston سنہ ۱۹۲۳ (11 Q. B. D. 380) میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے نیز ایک جدید تر مقدمہ ایڈورڈسن اینڈ کمپنی بنام موٹر یونین میں۔ بیمہ کنندہ نہ صرف حقوق ارجاع دعوے کے نفاذ کے اغراض کے لیے بیمہ دار کا جانشین ہو جاتا ہے بلکہ ان تمام حقوق سے استفادہ کر سکتا ہے جن سے بیمہ دار اپنا نقصان گھٹاتا یا گھٹا سکتا ہے اس نظریے کا مقصد یہ ہے کہ معاہدات بیمہ کو اس بات سے بچایا جائے کہ وہ معاہدات تلافی کے سوا کچھ اور بنا لیے جائیں۔

[۳] ویسٹ آف انگلینڈ فائر کمپنی انشورنس کمپنی بنام Isaacs) سنہ ۱۸۹۷ 1 Q. B. 226

اس کی تلافی کی جائے۔ جب اس قسم کے نقصان کی تلافی دوسرے ذرائع سے ہو جائے تو شراکتیں اس نقصان کی ذمہ دار نہیں ہیں جو وقوع میں نہ آیا ہو۔ مگر جان کے بیمے میں ایسا کوئی لحاظ نہیں ہوتا پالیسی میں ان اسباب کا کوئی ذکر نہیں ہوتا جس پر وہ نافذ ہو گی، وہ محض اس بات کا معاہدہ ہے۔ کہ ایک معینہ سالانہ ادائی کے بدل میں کمپنی کسی آیندہ وقت ایک معینہ رقم ادا کرے گی جو ادا شدنی (پریمیم) کی مالیت کے لحاظ سے مقرر ہوتی ہے اور اس طرح رقم موعودہ گویا کہ خریدی جاتی ہے[1]"

اس طرح اگرچہ جان کے بیمے کی پالیسی میں بیمہ دار (assured) کے لیے ضروری ہے[2] کہ بیمے کے وقت اس کے مدنظر کوئی مفاد ہو مگر وہ مفاد اس کے اور بیمہ کنندہ کمپنی کے مابین کوئی وقعت نہیں رکھتا" پالیسی میں ان اسباب کا کوئی ذکر نہیں ہوتا جو اس کو وجود میں لائیں" بیمہ کنندہ عہد کرتا ہے کہ ایک معینہ واقعے کے ظہور پذیر ہونے پر ایک بڑی رقم اس بات کے بدل کے طور پر ادا کرے گا کہ اسے اس واقعے کے ظہور پذیر ہونے تک باقساط چھوٹی رقمیں ادا کی جائیں۔ ہر فریق آیندہ نقصان کا جوکھم قبول کر لیتا ہے اور بیمہ دار کے مفاد کے اس شخص سے جس کا بیمہ کرایا گیا ہے (assured) کسی طرح وابستہ ہونے کی قانونی ضرورت جزو معاہدہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر کوئی دائن اپنے مدیون کی جان کا بیمہ کرائے اور بعد میں اس کا دین ادا ہو جائے اور پھر وہی پریمیم کے اقساط دیتا رہے تو دین کی ادائی کا واقعہ اس مطالبے کے مقابل میں کمپنی کی جانب سے بطور جوابدہی کے نہیں پیش ہو سکتا۔ لارڈ ایلن برا (Ellenborough)[3] نے جان کے بیمے کو معاہدۂ ابراو تلافی قرار دیا ہے۔ مگر مقدمہ (Dalby) بنام انڈیا اینڈ لنڈن لائف انشورنس کمپنی[4] میں قاعدہ منذکرۂ صدر بالآخر قطعی طور سے مسلم ہو گیا۔ دوسرے الفاظ میں آگ یا اس قسم کے دیگر بیموں میں

---

[1] - ۱۴ قانون نشان (14 Geo.III, C. 48)

[2] - Law بنام London Indisputable Life Policy Co., 1 K. & J. 228.

[3] - Godsall بنام Boldero (9 East 72)

[4] - 5 C. B. 365

اس بات کا معاہدہ ہوتا ہے کہ ایک ایسے واقعے کے ظہور پذیر ہونے پر رقم ادا کی جائے گی جو ممکن ہے ظہور پذیر ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو مگر جان کے بیمے میں ایک ایسے واقعے کے ظہور پذیر ہونے پر رقم کی ادائی کا معاہدہ ہوتا ہے جس کا جلد یا بدیر ظہور پذیر ہونا ناگزیر ہے۔ پہلی صورت میں عدم تیقن اس بات میں نہیں ہوتا ہے کہ واقعہ کب ظہور پذیر ہوگا؛ بلکہ یہ کہ آیا وہ ظہور پذیر ہوگا بھی؛ دوسرے میں عدم تیقن فقط اس بارے میں ہوتا ہے کہ وہ کب ظہور پذیر ہوگا۔

(۲) قانون غیر موضوعہ کے کالعدم معاہدات

(۱) اس بات کا معاملہ کہ ایک قابل الزام جرم یا قانون دیوانی کے فعل ناجائز کا ارتکاب کیا جائے گا



جرم یا فعل ناجائز کے ارتکاب کا معاملہ

یہ صاف ہے کہ عدالتیں ان معاملات کو نافذ نہیں کریں گی جو کسی جرم کے ارتکاب کے متعلق ہوں خواہ یہ جرم قانون غیر موضوعہ کا ہو یا موضوعہ کا۔ عدالتیں ان معاملات کو بھی نافذ نہ کریں گی جو کسی قابل ہرجہ تعدی (ٹارٹ) کے ارتکاب کے متعلق ہوں چنانچہ حملہ (assault) کرنے کا معاملہ کالعدم قرار دیا گیا ہے چنانچہ (Allen) بنام (Rescous)[۱] میں فریقین میں سے ایک نے اس بات کا ذمہ لیا کہ ایک آدمی کو زدوکوب کرے۔ اسی طرح وہ معاملات کالعدم ہیں جن میں فریب شامل ہو[۲]۔ یا جن میں توہین کی اشاعت ہو حتیٰ کہ کسی مالک اخبار کا عہد کہ طابعانِ اخبار کو ایک توہین کی اشاعت پر ان کے خلاف مقدمے کی ذمہ داری سے بری رکھے گا[۳]۔

---

[۱] 2 Lev. 174

[۲] Clay بنام Yates (1 H. & N. 73)

[۳] Smith بنام Clinton (25 T. L. R. 34)

ایک مدیون نے اپنے دائنوں سے چھ شلنگ آٹھ پنس فی پونڈ کی ادائی پر مصالحت کرتے ہوئے مدعی سے اس بات کا ایک علیحدہ معاہدہ کیا کہ اس کو (مدعی) اس کے دین کا ایک جز و یورا دیدے گا۔ قرار دیا گیا کہ یہ دیگر دائنوں کے حق میں فریب ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے عہد کیا تھا کہ اگر دوسرے دائن بھی اپنے دیون کے ایک حصے سے دست بردار ہوں تو اس کے بدل میں یہ بھی اپنے دین کے اتنے ہی حصے سے دست بردار ہو جائیں گے[1]۔ "جب ایک دائن معاہدۂ مصالحت (Composition) کے باوجود از راہ فریب اپنے لیے ترجیح کا وعدہ لے لے۔ تو اس کا یہ وعدہ قطعاً کالعدم ہے" انھیں وجوہ سے عدالتیں کسی ایسے معاہدے کی شرط کی تائید نہ کریں گی جس کی رو سے ایک شخص کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں اس کی جائداد کی بعض اشیاء اس کے دائنوں سے لے کر معاہد لہٗ کو دی جائیں[2]۔

ایک کمپنی کو ترقی دینے کی تدابیر کے اندر ایک ایسا معاملہ بھی داخل تھا[3] جس میں کارکنوں کی غرض حصہ داروں کو فریب دینا تھی، ایسے معاملے سے بنائے دعویٰ نہیں پیدا ہو سکتی۔ متعدد اشخاص میں اس غرض سے حصہ خریدنے کا معاملہ ہوا[4] کہ لوگوں کو یقین ہو کہ حصص واقعاً قابل خرید ہیں اور یہ کہ حصے ایک صحیح پریمیم پر فروخت ہو رہے ہیں قرار دیا گیا کہ یہ ناجائز معاملہ ہے۔ اس پر سازش کا الزام قایم ہو سکتا ہے۔ اور ایسی سازشی خرید کے متعلق کوئی دعویٰ رجوع نہیں کیا جا سکے گا۔

اس عنوان کے تحت شاید ہم وہ معاملہ بھی[5] درج کر سکتے ہیں جس میں مالکان اخبار نے یہ اعلان کیا کہ وہ اپنے اخبار میں کینیڈا کی اراضی کے خریداروں کے لیے صحیح مشورے دیں گے۔ مگر اس کے باوجود انھوں نے ایک قیمتی اعلان بدل کے وعدے

---

[1] Mallalieu بنام Hodgson (16 Q. B. 689)

[2] Ex Parte Barter, 26 Ch. D. 510

[3] Begbie بنام Phosphate Sewage Co. (L.R.10 Q.B.,at P. 499)

[4] Scott بنام Brown (2 Q. B. 724) ۱۸۹۲ء

[5] Neville بنام Dominion of Canada News Co. ۱۹۱۵ء (3 K. B. 556)

کے عوض میں ایک شخص سے جو کینیڈا کی اراضی کی کمپنیوں سے وابستہ تھا عہد کیا کہ وہ کسی ایسی کمپنی پر تنقید نہ کریں گے جس میں وہ شریک ہو قرار دیا گیا کہ کوئی ایسا معاملہ عوام کو ایک پرفریب یا بے ایمانی کی اسکیم تک سے متنبہ کرنے سے باز رکھے ناقابل نفاذ ہوگا۔

فریب اور عدم جواز فریب ایک دیوانی جرم ہے اور ارتکابِ فریب کا معاملہ فعل ناجائز کا معاملہ ہے لیکن اس فریب کو جو دیوانی فعل ناجائز ہو اس فریب سے الگ رکھنا چاہیئے جو معاہدے کا باطل کرنے والا عنصر ہو۔

اگر بکر کے فریب سے زید اس بات پر آمادہ ہوا ہو کہ بکر سے معاہدہ کرے تو یہ ایک ممکن الانفساخ معاہدہ ہوگا کیونکہ زید کی رضامندی حقیقی رضامندی نہیں ہے اور اگر زید فریب پر بروقت مطلع نہ ہو اور معاہدہ کرنے سے باز نہ رہے تو بھی وہ ان نقصانات کے تحت ٹارٹ کا دعویٰ کر سکے گا۔ جو اسے برداشت کرنے پڑیں لیکن اگر زید و بکر اس غرض سے معاہدہ کریں کہ محمود کو فریب دیا جائے تو معاہدہ کالعدم ہوگا کیونکہ زید و بکر نے ایسی بات کا معاملہ کیا ہے جو ناجائز ہے، سچی رضامندی اور جواز غرض دو مختلف چیزیں ہیں۔

(ب) اس فعل کا معاملہ جس سے قانون منع کرنے کی پالیسی رکھتا ہے

مصلحت عامہ مصلحتِ قانون یا مصلحتِ عامہ کے الفاظ معاہدے کے جواز کے متعلق رائے قایم کرنے میں عموماً استعمال کیے جاتے ہیں۔ صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ الفاظ کس طرح معرض وجود میں آئے۔ بہت ممکن ہے کہ جن معاملات سے تجارت میں رکاوٹ یا مقدمہ بازی میں اضافہ ہوتا ہو انھیں سے اولاً یہ اصول قرار پایا ہو، کہ عدالتیں ایسے معاہدات کو جائز قرار دیتے وقت مفاد عامہ کو مدنظر رکھیں گی۔

شرطیں باندھنا جب تک جائز رہا اکثر انھیں کے سلسلے میں عدالتوں کو اپنی فراست کے کام میں لانے کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے جیسا کہ مقدمۂ گلبرٹ

بنام سانگس سے (جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے[1]) اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا۔ مگر یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ نظریۂ مصلحتِ عامہ اس غرض سے پیدا ہوا کہ شرائط کی پابند کرنے والی قوت سے چھٹکارا پانے کا کوئی حیلہ نکالا جائے۔ غرض ابتدا اس کی کسی طرح بھی ہوئی ہو، اٹھارھویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کی ابتدا میں اس کا اطلاق اکثر ہوا گو اس کے نتائج ہمیشہ خوشگوار نہ رہے[2]۔ البتہ بعد کے فیصلوں سے گویہ امر تو برقرار رکھا گیا کہ فائدۂ عامہ کا لحاظ رکھنا عدالت کا فریضہ ہے لیکن اس اختیار کے دائرے کو محدود کرنے کی جانب برابر میلان رہا۔ چنانچہ اسی کے اصول کو (Jessel, M. R.) نے ۱۸۷۵ء میں یوں بیان کیا ہے[3]۔ "آپ کو اس اعلیٰ مصلحت عامہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ آپ معاہدات کی آزادی میں خفیف وجوہات پر مداخلت نہ کریں" اور در اصل اس قسم کے مقدمات میں مشکل جو پیدا ہوتی ہے وہ اسی بنا پر ہوتی ہے کہ معاہدات کی آزادی کے ساتھ بعض اوقات اتنے ہی اہم سمجھے جانے والے معاہدات عامہ کے تطابق کی کوشش کی جاتی ہے۔

تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون کا طرز عمل بعض امور کی حد تک اچھے خاصے معین اصول کی شکل میں آگیا ہے البتہ یہ امر ناگزیر ہے کہ ان اصول کا معین اشکال پر اطلاق کرتے وقت رائے عامہ اور معیار دیانت کے نشو و ارتقا کے ساتھ ساتھ فرق پیدا ہوتا جاتا ہے۔

مصلحت قانونی سے منافی ہونے کی بنا پر عدالتیں جن معاہدات کی تعمیل نہیں کراتیں ان کو چند عنوانوں کے تحت مرتب کیا جاتا ہے۔



[1] دس بارہ صفحے قبل بحوالہ (16 East. 150)

[2] Egerton بنام Earl Brownlow (4 H. L C. 1)

[3] پرنٹنگ کمپنی بنام Sampson (19 Eq. 465)

ایسے معاملات جو ہماری مملکت کے تعلقات ممالک غیر کے ساتھ بگاڑ دیں

اسکی دو صورتیں ہیں متخاصم مملکت سے دوستانہ تعلقات اور حلیف مملکت سے مخاصمانہ تعلقات

غیر ملکی دشمن سے معاہدہ

غیر ملکی دشمن سے جو معاہدات ہوں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ امر ناجائز ہے کہ[1] ایسے معاہدے کا انعقاد ہو یا جو معاہدہ قبل ابتدائے جنگ منعقد ہو چکا ہو اس کی دوران جنگ میں تعمیل کی جائے۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ[2] اگر کسی معاہدے میں یہ شرط ہو کہ دوران جنگ میں جملہ حقوق و فرائض تحت معاہدہ ملتوی رہیں تو ایسا معاہدہ بھی اسی اصول عامہ کی بنا پر کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے کہ اس کے وجود کے برقرار رہنے ہی سے دشمن ملک کے معاشی مفادات کی ترقی ہونے یا اپنے ملک کے معاشی مفادات کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔

حلیف سلطنت سے مخاصمت رکھے

جو معاملہ اس غرض سے ہو کہ کسی حلیف سلطنت کے خلاف مخاصمانہ فعل انجام دیا جائے تو وہ ناجائز ہے اور اسے نافذ نہیں کیا جا سکتا چنانچہ عدالتیں ان اشخاص کی مدد نہیں کریں گی" جو ایک حلیف سلطنت کی رعایا کے لیے اس غرض سے قرضوں کا انتظام کریں کہ وہ اپنے مقتدر اعلیٰ کے خلاف

---

[1] Esposito بنام Bowden (7 E. & B. 763)

[2] باب پنجم فصل اول۔

جنگ کر سکیں۔[1]

لارڈ مینس فیلڈ کا یہ قول بظاہر غیر مستند ہے کہ "کوئی ملک کبھی دوسرے ملک کے قانون مالگزاری کا لحاظ نہیں کرتا" اور یہ بات[2] مشتبہ سمجھی جانی چاہیے، کہ آیا وہ معاملہ اب بنائے نالش پیدا کرے گا جو کسی حلیف سلطنت کے مالگزاری کے یا دیگر قوانین کی خلاف ورزی کے لیے کیا جائے۔ ایک حالیہ مقدمے میں کہا گیا ہے کہ "یہ ملک ہرگز دوسرے خودمختار ممالک کے قوانین کی خلاف ورزی میں مدد یا رضامندی (Sanction) نہ دے"[3]

ملازمت سرکاری کے لیے مضر معاملات

عہدہ فروشی

ملازمین سرکاری کا درست طور پر اپنے خدمات کو انجام دینا ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عوام کا مفاد وابستہ ہے۔ اور وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ممکن الحصول موزوں ترین اشخاص ملازم مقرر کیے جائیں۔ عدالت ہائے قانون ایسے معاہدات کو ناجائز قرار دیتی ہیں۔ جن کی غرض عہدہ ہائے سرکاری کو فروخت کرنا یا ایسے عہدوں کی تنخواہوں کا تحویل کرنا ہو۔

(Card) بنام (Hope)[4] غالباً ایک انتہائی صورت کا مقدمہ ہے اس میں ایک ایسی دستاویز کالعدم قرار دی گئی تھی جس کی رو سے ایک جہاز کے حصوں کی اکثریت کے مالکوں نے اپنے حصوں کا ایک جزو فروخت کر دیا اور خریدار نے جہاز کی افسری اپنے لیے

---

[1] De Wutz بنام Hendricks (2 Bing. 316)

[2] Holman بنام Johnson (Cowp. 343)

[3] Ralli بنام Compania Noviera (1920, 2 K.B. 287, 300, 304)

[4] 2 B. & C. 661

حاصل کر لی نیز یہ کہ آیندہ افسروں کی نامزدگی کا حق اپنے منتظمین وصیت (Executors)[1] کے لیے حاصل کر لیا یہ جہاز ایسٹ انڈیا کمپنی کی خدمت میں تھا اور یہ اس بات کا مترادف قرار دیا جا چکا تھا کہ وہ ملازمت سرکاری میں ہے مگر فیصلہ اس بناء پر صادر ہوا کہ عوام کو اس بات میں دخل دینے کا استحقاق ہے کہ کسی جہاز کے مالک اس کے لیے افسر بہترین منتخب کریں۔ عوام کو اس مطالبے کا حق ہے کہ کوئی شخص ہرگز محض ذاتی نفع کو پیش نظر رکھ کر سرکاری خدمت کو نہ اختیار کر سکتا ہے اور نہ اس سے احتراز کر سکتا ہے[2]

چنانچہ "مصلحت قانونی" کبھی ایسے معاہدے کی تائید نہ کرے گی[3]۔ جس میں کوئی شخص یہ معاملہ کرے کہ وہ اپنے اثر وحیثیت کو کام میں لا کر حکومت سے کوئی فائدہ حاصل کرا دے گا۔ یا کسی جائداد کا اس شرط پر عطیہ کیا جائے کہ اس کا قابض ہرگز سرکار کی بحری یا فوجی ملازمت میں شریک نہ ہو۔ یا کوئی معاملہ جس کے تحت ایک ممبر پارلیمنٹ کسی سیاسی جماعت سے تنخواہ کے بدل میں معاملہ کرے کہ وہ ہر معاملے میں اس انجمن کے ہدایات کے مطابق رائے دے گا[4] یا کوئی معاملہ جس میں ایک شخص کچھ عطیہ خیرات کے لیے اس عہد کے بدل میں دیتا ہے کہ اسے "سر" کا خطاب دلایا جائے[5]

تحویل تنخواہ

عہدۂ سرکاری کی تنخواہ کے تحویل کرنے کی ممانعت کا قاعدہ کسی قدر مختلف اصول پر مبنی ہے۔ لارڈ (Abinger) نے (Wells) بنام (Foster)[6] میں کہا کہ یہ مناسب ہے کہ سرکاری عہدہ داروں کو اچھی طرح گزر بسر کے ذرایع حاصل رہیں تاکہ انھیں افلاس کے باعث بری ترغیبیں نہ پیدا ہوں" اس مقدمے میں (Parke. B.) نے وہ حدود معین کیے ہیں جن کے اندر

---

[1] - Blachford بنام Preston (8 T. R. 89)

[2] - 5 & 6 Ed. 6, C. 16. 49 Geo. 3. C. 126

[3] - Montefiore بنام Menday Motor Co. (1918. 2 B. K 241)

[4] - Osborne بنام Amalgamated Soc. of Railway Servants (1910 A. C. 87)

[5] - Parkinson بنام کالج آف املسن لمیٹڈ ۔ ۱۹۲۵ء (2 K. B. I)

[6] - 8 M. &. W. 151

وظیفے کی تحویل ہو سکتی ہے۔ کوئی شخص ہمیشہ اپنا وظیفہ جو خدمات ماسبق کے باعث ملا ہو تحویل کر سکتا ہے" مگر "جب وظیفہ محض خدمات ماسبق ہی کی بنا پر نہ عطا ہوا ہو بلکہ کسی جاری فریضے یا خدمت کے بدل کے طور پر ہو تو اس وقت اگرچہ اس کی مقدار ان خدمات کی مدت سے متاثر ہو سکتی ہے جو ایک فریق اب تک انجام دے چکا ہو مگر یہ مصلحت قانون کے خلاف ہے کہ اسے قابل تحویل قرار دیا جائے"[1]

معاملات جو انصاف رسانی کو غلط راہ پر لگانے کے لیے ہوں

تعزیری کارروائی کی بندش یہ صورت اکثر اس طور سے پیش آتی ہے کہ فوجداری نالش کو روکنے کے لیے معاملے کیے جائیں۔ ان کے متعلق لارڈ ویسٹ بری کے الفاظ ہیں کہ "تم جرائم کی تجارت نہیں کر سکتے جب تمہیں علم ہو کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ تو تم اس جرم کو اپنے لیے ذریعۂ نفع یا فائدہ نہیں بنا سکتے"[1]

استثنا اس قاعدے کا استثنا اس وقت ہوتا ہے جب بیک وقت دیوانی اور فوجداری دونوں چارہ ہائے کار پائے جائیں۔ اس صورت میں استغاثے میں مصالحت کی اجازت ہے۔ استثنا اور اس کے حدود مقدمہ (Keir) بنام (Leeman) میں یوں بیان ہوئے ہیں:-

یہ قاعدہ بنانا غالباً صحیح ہوگا کہ قانون ان تمام جرائم میں مصالحت کی اجازت دیتا ہے جن میں اگرچہ فوجداری استغاثہ ہو چکا ہو مگر جن کے متعلق یہ ہو سکتا تھا کہ فریق متضرر نالش کر کے ہرجہ حاصل کر سکتا ہو۔ اکثر صورتوں میں یہی وہ واحد طریقہ ہوتا ہے جس سے معاوضہ

---

[1] Williams V. Bayley L, R. 1 H. L. 200, 220

[2] 6 Q. B. 321 نیز 9 Q. B. 395

مل سکتا ہے۔ لیکن اگر جرم مضرت عامہ کا ہو تو ایسا کوئی معاملہ جائز نہ ہوگا جس کا بدل استغاثے کو رد کرتا ہو" اس بیان قانون کو ۱۸۹۰ء میں عدالت مرافعہ نے (Windhill Local Board) بنام (Vint) میں[1] اختیار کیا تھا۔

اس قسم کے معاملات کی ایک اور قسم وہ ابرا (Indemnity) ہے جو ایک ملزم کی ضمانت دینے والے کو دی جائے۔ خواہ یہ ابرا خود قیدی کرے (جیسا کہ (Hermann) بنام (Jeuchner)[2] میں ہوا) یا کوئی شخص ثالث اس کی جانب سے دے (جیسے (Consolidated Explertion Co.) بنام[3] (Musglane) کا مقدمۂ مابعد میں ہوا۔

دیوانی کی کارروائیاں جھگڑوں کو ثالثی کے سپرد کرنے کے معاملات کے متعلق یہ قرار دیا گیا کہ "وہ عدالت کے اختیار سماعت کو چھین لینے[4] کی کوشش ہے۔ اسی لیے عدالتی فیصلوں نے ان کے عمل کو محدود کر دیا ہے مگر رفع اختلافات کے اس سہولت بخش طریقے نے مجلس وضع قوانین کی توجہ اس طرف منعطف کرائی اور اب ۱۸۸۹ء کا آربی ٹریشن ایکٹ اس کی حوصلہ افزائی کرتا اور اس کے متعلق طریقے بتاتا ہے۔ ثالثی کو منظور کرنے کے معاہدے کی تعمیل کئی طور سے ہو سکتی ہے۔ مگر اس قانون کی دفعہ ۴ کی رو سے عدالتوں کو یہ حق دیا گیا ہے۔ کہ کسی مدعی کو ثالثی پر مجبور کرنے سے انکار کر دیں۔ بشرطیکہ ان کی رائے میں مقدمہ ایسا ہو کہ کسی نہ کسی وجہ سے (مثلاً فریب کا الزام ہونے پر) وہ اس بات کا مستحق ہو کہ کسی جج یا جیوری کی امداد کی استدعا کرے۔

بے جا قانونی کارروائی کے معاملات اعانت مقدمہ بازی بلا معاوضہ (Maintenance) اور امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) کے قدیم ناموں سے دو ایسے معاملات کی توضیح کی جاتی ہے جن کو قانون ناجائز قرار دیتا ہے

---

[1] 45 Ch, D,351

[2] 15 Q. B. D. 561 (C, A,)

[3] (1900),1Ch, 87

[4] Scott بنام Avery (5 H. L. C. 811)

وہ ایسی مقدمہ بازی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو نیک نیتی سے نہیں ہوتی بلکہ محض توقعات پر مبنی ہوتی ہے۔ اس بات کو اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ کوئی شخص دوسرے کے جھگڑے میں کوئی مفاد خریدے یا اقرار ہائے امداد کے ذریعے سے مقدمہ بازی پر اکسائے جن کا معاوضہ ملنے کی اسے توقع ہو۔

اعانت مقدمہ بازی

جب کوئی شخص کسی نالش یا نزاع کے اخراجات برداشت کرکے کسی حق میں خلل اندازی کرے یا اس میں حائل ہو۔ اسے اعانت مقدمہ بازی (Maintenance) کہا جاتا ہے۔ (امداد نالش (Champerty) اس وقت ہوتی ہے جب وہ شخص دوسرے کی مقدمہ بازی میں اس شرط سے امداد کرتا ہے کہ اراضی یا دین متنازعہ میں حصہ حاصل کرے[1]۔"

اعانت مقدمہ بازی (Maintenance) ایک دیوانی جرم ہے جو قانون معاہدہ میں اکثر نظر نہیں آتا۔ لارڈ (Haldane) نے (Neville) بنام لنڈن اکسپریس[2] میں اس کے متعلق پورا قانون بیان کیا ہے۔ اور اس کی تعریف بھی کی ہے جو یہ ہے:۔

"غیر متعلق شخص کے لیے یہ ناجائز ہے کہ کسی دوسرے شخص کو رقمی یا اور طور پر ضرورت سے زیادہ امداد ایسے مقدمے میں استغاثے یا جواب دہی کے لیے دے جس میں اس شخص ثالث کو خود کوئی قانونی مفاد حاصل نہ ہو۔"

چنانچہ یہ امر اعانت مقدمہ بازی (Maintenance) ہوگا[3] کہ کسی مخبر کو ایسے اخراجات سے بری رکھا جائے جو کسی قانون تعزیری کے نفاذ کی کوشش میں برداشت کرنے پڑیں۔ جو شخص ایسا ابرا عطا کرتا ہے۔ اس پر وہ شخص ہرجے کا دعویٰ کرسکتا ہے جس کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اعانت یاب کا مدعی یا مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے مقدمے میں کامیاب ہونا ہرجے کے دعوے میں بطور جواب دہی پیش نہیں ہوسکتا۔ گو عموماً ایسی صورت میں سوائے برائے نام ہرجے کے کچھ زیادہ وصولی کی

---

[1] Com, Dig. vol, v. p.22. Re a Salicitor (1912) I. K. B.

[2] (1919) A. C 368, 390

[3] Bradlaugh بنام Newdegate (11 Q. B. D. 5)

امید نہیں ہوتی[1]۔ مگر یہ امر ناجائز نہ ہوگا کہ کسی غریب کو مقدمہ دائر کرنے کے اخراجات مہیا کیے جائیں۔ خواہ یہ خیرات بے جا اور دعوے بے بنیاد ہی کیوں نہ ہو۔ شرط صرف اتنی ہے کہ ایسی اعانت بے غرض ہو۔ اسی اصول کا زیادہ شدت کے ساتھ رشتہ دار یا ملازم کی اعانت پر اطلاق کیا جاتا ہے[2]۔

امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) یا اعانت مقدمہ بازی کرکے ڈگری کی وصول شدہ رقم میں حصے دار بننا اعانت مقدمہ بازی ہی کی ایک قسم ہے۔ اور بارہا اس کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ جو معاملہ اس غرض سے کیا جائے گا کالعدم ہوگا۔ اس میں کوئی ناجائز بات نہیں معلوم ہوتی[3] کہ ایسی اطلاع بہم پہنچائی جائے۔ جس سے حصول جائداد ممکن ہو اور اطلاع دہی کا بدل کوئی حصۂ جائداد متصلہ قرار دیا جائے۔ مگر اس سے زیادہ کوئی امداد رقم یا اثر کے ذریعے سے نالش کرانے میں دینا امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) ہے۔

یہ سوال آیندہ حقوق ارجاع نالش (Choses in action) کی تحویل کے سلسلے میں زیر بحث آئے گا کہ آیا کسی حاصل شدہ حق ارجاع نالش کو خریدنا امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) کے قواعد کے خلاف ہے۔

اخلاق حسنہ کے معارض معاملات

عدالت ہائے قانون صرف ایک قسم کے معاملات خلاف اخلاق سے بحث کرتی ہیں اور وہ حرام کاری کے معاملات ہیں اس کے متعلق قانون ابھی بیان کیا جائے گا۔

آیندہ ناجائز ہم بستری کے بدل میں کیا ہوا عہد بدل بد اخلاقی قرار دیا گیا ہے۔ اور چاہے وہ زبانی ہو یا مہری بہرحال ناجائز ہے[4]۔

---

[1] نیول بنام لندن اکسپرس سنہ ۱۹۱۹ء اے سی ۳۶۸

[2] Harris بنام Brisco (17 Q. B. D. 504)

[3] Oram بنام Hutt (1914. 1 Ch. 98)

[4] Stanley بنام Jones (7 Bing. 369)

[5] Rees بنام de Rernardy (1896. 2 Ch. 447)

[6] Ayerst بنام Jenkins (16 Eqe. 275)

سابقہ ناجائز ہم بستری کے بدل میں کیے ہوئے عہد کے متعلق یہ نہیں قرار دیا جائے گا کہ وہ بدل ناجائز پر مبنی[1] ہے۔ بلکہ وہ محض عہد بلا بدل (gratuitous promise) ہے اور اگر مہری ہو تو قابل پابندی ہوتا ہے ورنہ نہیں[1]۔

کوئی معاملہ اگر اپنی حد تک پاک صاف ہو لیکن اگر وہ کسی ایسی غرض بد اخلاقی کی تکمیل میں حصہ لینے کے لیے کیا گیا ہے، جس کا فریقین کو علم بھی ہے تو ایسا معاملہ بے اثر ہو جائے گا[2]۔

معاملات جو آزادی یا حفاظت ازدواج پر یا فرائض پدرانہ کی مناسب انجام دہی پر موثر ہوں



ازدواج میں رکاوٹ ایسے معاملات کی جو آزادی ازدواج میں رکاوٹ ڈالیں اس بنا پر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے کہ وہ شہریوں کی اخلاقی بہبودی کے لیے مضر ہیں چنانچہ وہ مہری عہد کالعدم قرار دیا گیا[3]۔ جو اس بات کے لیے کیا گیا تھا کہ معاہدلہ کے سوا کسی سے نکاح نہ کیا جائے گا۔ ورنہ ایک ہزار پونڈ جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ کالعدم قرار دینے کی وجہ یہ تھی کہ کسی فریق نے نکاح کا عہد نہ کیا تھا بلکہ معاملہ محض امتناعی تھا۔

اسی طرح شرط کا وہ معاملہ کالعدم قرار دیا گیا جس میں ایک شخص نے دوسرے سے شرط کی تھی کہ وہ ایک معینہ مدت کے اندر نکاح نہ کرے گا اس سے ایک فریق کو اس کے تجرد سے رقمی مفاد حاصل ہوتا تھا[5]۔

---

[1] - Gray بنام (5 Ves. 285 a.) Mathias

[2] - Beaumont بنام (8 Q.B. 483) Reeve

[3] - Pearce بنام (L. R. 1 Ex. 213) Brooks

[4] - Lowe بنام (4 Burr, 2 225) Peers

[5] - Hartley بنام (10 East 22) Rice

آزادی نکاح کی دلالی کے معاہدات یعنی بدل لے کر اس بات کا عہد کرنا کہ کسی کا نکاح کرایا جائے گا۔ ناجائز قرار دیے جائیں گے کسی خاص معاملے یا کسی خاص شخص کے لحاظ سے نہیں بلکہ عامۃ الناس کے فائدے کے واسطے۔ اس قانون کا منشا یہ ہے کہ ازدواجات صحیح بنیادوں پر ہوں[1]"

اسی لیے ایک شخص کا دوسری صنف کے شخص سے اس غرض سے تعارف کرانے کا معاملہ کہ ان کے درمیان شادی ہو جائے[2] ناجائز ہوگا خواہ اس بات کی اجازت ہو کہ کئی اشخاص میں سے انتخاب کیا جائے اور یہ کوشش نہ ہو کہ ایک ہی شخص سے شادی کی جائے۔

اگر کوئی شادی شدہ مرد ایک عورت سے جو اس کے شادی شدہ ہونے کو جانتی ہے عہد کرتا ہے کہ وہ اس سے اس کی بیوی کی وفات کے بعد نکاح کرے گا۔ ایسا عہد اگر توڑ دیا جائے تو ناقابلِ نالش ہے۔ ایسا معاہدہ "نہ صرف اس الفت کے منافی ہے جو زن و شوہر میں ہونی چاہئے بلکہ وہ بدکاری کی صریح ترغیب سمجھا جاتا ہے[3]"

معاہدات افتراق میاں بیوی کی جدائی کے معاملات جائز ہیں اگر فوری افتراق کے متعلق ہوں۔ لیکن اگر ان کا منشا آیندہ ممکنہ افتراق سے ہو تو جائز نہیں۔ کیونکہ اس طرح وہ فریقین کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ "وہ فرائض جن کو انجام دہی سے سوسائٹی کا مفاد وابستہ ہے" بجا نہ لائیں[4]

فرائضِ والدین اور انھیں وجوہ سے وہ معاملہ "ناجائز قرار دیا گیا جس کی رو سے ایک ماں اپنے ناجائز بچے کے متعلق اپنے حقوق و فرائض کسی اور پر منتقل کر دے۔ کیونکہ قانون ماں پر بچے کے متعلق اور بچے کے فائدے کے لیے فریضہ عائد کرتا ہے[5]۔ مناسب صورت میں البتہ اب عدالت سے تبنیت کی اجازت اڈاپشن آف چلڈرن ایکٹ بابت سنہ ۱۹۲۶ء کی رو سے

---

[1] Cole بنام Gibson (1 Ves. Sen. 503)

[2] Hermann بنام Charlesworth (1905. 2 K. B. 131)

[3] Wilson بنام Carnley (1908. 1 K. B. at P. 740)

[4] Cartwright بنام Cartwright 3 D. M. and G, 989

[5] Humphrys بنام Polak سنہ ۱۹۰۱ 2 K. B. 385

حاصل کی جا سکتی ہے۔

کاروبار کی ممانعت کے معاملات

کاروبار کے امتناع کے متعلق قانون

حالات کے تغیر کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً بدلتا رہا لیکن یہ تمام تبدیلیاں مجموعی طور پر ایک عام اصول تفریعات اور ارتقائی شکلیں ہیں۔

قدیم فیصلے یہ رجحان ظاہر کرتے ہیں کہ وہ تمام معاہدے کالعدم قرار دیے جائیں، جو کسی کے لیے کسی جائز کاروبار سے کسی وقت یا کسی جگہ ممانعت یا رکاوٹ پیدا کریں" کیونکہ یہ امر "مفادِ عامہ کے خلاف" ہے[1]۔ مگر جلد ہی یہ واضح ہو گیا کہ اس صورت میں مفادِ عامہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جب ایک شخص جو اپنے کاروبار کی "مقبولیت عامہ" (Goodwill) فروخت کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس بات کا بھی پابند کرلے کہ اس (مقبولیتِ عامہ) کے مشتری سے فوراً [اسی طرح کے کاروبار کے ذریعے] مقابلہ نہیں شروع کرے گا چنانچہ (Rogers) بنام (Parry)[2] میں قرار دیا گیا "کہ کوئی شخص دوسرے کو اس بات کا پابند نہیں کر سکتا کہ وہ اس قسم کا کاروبار کلیتہً کرے ہی نہیں"۔ "البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی معین وقت یا معین مقام میں کوئی شخص کسی کو پابند کر دے۔ اور اس پر اس قسم کے کاروبار میں پابندیاں عاید کرے"۔

جائز پابندیاں

اس طرح ایک قاعدہ بن گیا کہ جو معاہدات کلیتہً کسی کاروبار سے روکیں وہ ناجائز ہیں البتہ جزئی پابندیوں کے معاہدات کو روا رکھا جائے گا۔

مگر جوں جوں کاروبار وسیع پیمانے پر ہونے لگے اور کسی شخص کا لین دین اس کے مسکن میں محدود نہ رہا تو کلی اور جزئی امتناع کے امتیاز کی بجائے کسی مقام پر امتناع قطعی مقامی اور امتناع قطعی زمانی کی شکل پیدا ہو گئی اور اس کے بعد یہ قرار پایا کہ کوئی شخص

---

[1] Colegate بنام Bacheler (Cro. Eliz. 872. 1596)

[2] Bulstrode (186. 1613)

اس بات کا معاہدہ نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مقام پر بھی دس سال کے اندر کاروبار نہ کرے گا۔ البتہ وہ یہ معاہدہ کر سکتا ہے کہ وہ مثلاً لندن سے دس میل کے اندر کاروبار کے حق سے ہمیشہ کے لیے دست بردار ہو جائے گا۔

مصلحت عامہ کی بنا پر توسیع

قاعدۂ مذکورالصدر کاروبار کے جدید حالات پر منطبق نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی مقبولیتِ عامہ یا رازہائے کاروباری کی بیع سے سابقہ زمانوں میں مشتری کی ان محدود امتناعات کے ذریعے سے کافی حفاظت ہو جاتی تھی جو بائع پر اشخاص یا مقام معینہ کی حد تک عائد ہوتی تھیں۔ یہ اس صورت میں کارآمد نہیں ہو سکتا جب ایک فرد یا کمپنی پوری متمدن دنیا کو اشیا فراہم کرے۔ کلی اور جزئی امتناع کے متعلق جدید امتیاز اچھی طرح مقدمہ (The Maxim-Nordenfelt Gun Co.) بنام (Nordenfelt) میں[1] واضح کیا گیا ہے:—

نارڈن فیلٹ توپ اور سامان حرب کا بنانے والا اور موجد تھا۔ اس نے اپنا کاروبار کمپنی کے ہاتھ (۲۸۷۵۰۰) پونڈ میں فروخت کر دیا اور عہد کیا کہ پچیس[25] سال تک وہ توپیں یا توپ کی گاڑیاں، بارود یا سامان حرب، بنانے سے یا ایسا کاروبار کرنے سے باز رہے گا جس سے اس کاروبار سے مقابلہ ہونے لگے، جو اس زمانے میں کمپنی کر رہی تھی۔ اسے یہ حق باقی تھا کہ بارود کے سوا دیگر بھک سے اڑنے والے مادے، تارپیڈو، آبدوز کشتیوں اور دھات کی ڈھلائی اور گھڑائی کا کاروبار کرے۔

چند سال بعد نارڈن فیلٹ ایک اور توپوں اور سامانِ حرب کی کمپنی سے کاروبار کرنے لگا۔ مدعیوں نے اسے اس کام سے باز رکھنے کے لیے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنا چاہا۔

دارالامرا نے عدالتِ مرافعہ سے اتفاق کرتے ہوئے اظہار خیال کیا ہے:—

(۱) اس بات کا معاہدہ کہ کمپنی جو بھی کاروبار کرے اس میں مقابلہ نہ کیا جائے کاروبار سے کلّی امتناع ہے اور یہ امتناع غیر معقول حد تک وسیع ہے اور اسی لیے کالعدم ہے لیکن یہ جزو باقی معاہدے سے ممتاز ہے اور اس سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] ۱۸۹۴ء (A. C. 535

(۲) کاروبار کی بیع مع اس عہد کے کہ بائع اس قسم کے کاروبار سے دستکش ہوجائے گا کالعدم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ فریقین کی حد تک معقول ہو اور عوام کے لیے مضر نہ ہو۔

یہ امتناع فریقین کی حد تک مناسب اور معقول تھا کیونکہ مارڈن فیلٹ کو نہ صرف ایک بہت بڑی رقم ملی بلکہ اسے اس بات کی کافی گنجائش باقی رہی جس میں وہ اپنی ایجاد اور صناعی کی قابلیت کو کام میں لائے۔ کاروبار جس قدر وسیع تھا اس کے لحاظ سے ضروری تھا کہ مدعیوں کی حفاظت کے لیے اتنی ہی وسیع رکاوٹ ہو۔ علاوہ بریں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ معاملہ مفادِ عامہ کے لیے مضر تھا کیونکہ اس سے ایک انگریزی کمپنی کو یہ حق منتقل کیا گیا۔ کہ غیر ممالک کے لیے توپ اور اسلحہ سازی کرے۔

دارالامراء نے جملہ مستند بیانات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر واضح کیا کہ امتناع تجارت کے معاملات کو دو قسموں یعنی امتناع کلی اور امتناع جزوی میں تقسیم کرنا (جب کہ اول الذکر کا بہرصورت کالعدم ہونا ضروری ہو اور دوسری کا صرف اسی وقت جب وہ نامعقول یا مفادِ عامہ کے لیے مضر ہو۔) اب درست نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ قانون غیر موضوعہ کا قاعدہ ہی کیوں نہ رہا ہو۔

لارڈ مکناٹن کا اسی سلسلے میں (صفحہ ۵۶۵) پر بیان ہے:۔

"اس وقت میرے خیال میں صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ عامۃ الناس و نیز افراد کا مفاد اس امر سے وابستہ ہے کہ ہر شخص اپنا کاروبارِ تجارت آزادی کے ساتھ چلائے۔ تجارت کے متعلق انفرادی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت بذاتِ خود اگر مداخلت کے سوا کچھ اور نہ ہو۔ تو بھی مصلحتِ عامہ کے خلاف ہے۔ اور اسی لیے کالعدم ہے۔ عام قاعدہ تو یہی ہے البتہ اس کے مستثنیات ہیں۔ کاروبار پر پابندیاں۔ اور انفرادی آزادئ عمل میں مداخلت یہ دونوں خاص حالات میں درست ہوسکتے ہیں۔ جواز کے لیے یہ کافی ہے اور حقیقۃً یہی ایک سببِ جواز ہے۔ کہ پابندی معقول ہو۔ معقول سے مراد یہ ہے کہ فریقین معاملہ و نیز عامۃ الناس کے مفاد کے لحاظ سے اس کی اس طرح تشکیل کی گئی ہو اور احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہو کہ جس فریق کے حق میں اس کا نفاذ ہوتا ہو اس کو کافی تحفظات بھی حاصل ہوجائیں اور عامۃ الناس کے لیے کسی طرح مضر بھی نہ ہو۔"

لارڈ مکناٹن کا یہ فیصلہ کاروباری پابندیوں کے مسئلے پر پورے جدید قانون کا

سنگ بنیاہے۔ اس کے و نیز بعد کے مقدمات کے نتیجے کے طور پر جس میں اس کی توضیح ہوتی ہے ہم چند قانونی کلیئے پیش کرسکتے ہیں۔

(۱) **جملہ** کاروباری پابندیاں ان مخصوص حالات کی عدم موجودگی میں جو باعث جواز ہوں مصلحت عامہ کے خلاف ہیں۔ اور اسی بنا پر کالعدم ہیں۔ یہ تجویز جیساکہ (لارڈ جسٹس ینگر (Younger, L.J. نے بیان کیا ہے[۱] ایک طویل سلسلۂ نظائر کے خلاف تھی جن میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جزوی امتناع بادی النظر میں درست اور صحیح ہے مگر اس تجویز پر دارالامرانے بار بار اصرار کیا ہے[۲]۔ اور اب ناقابل انکار ہے۔

(۲) یہ قانونی سوال ہے جس کا فیصلہ عدالت کو کرنا ہوتا ہے کہ آیا حالات متذکرہ پابندی کو درست اور جائز قرار دیتے ہیں[۳]

(۳) پابندی صرف اسی وقت جائز قرار دی جاسکتی ہے۔جب وہ معقول ہو:۔

(ا) فریقین معاہدہ کے مفاد کے لحاظ سے بھی اور۔

(ب) عامۃ الناس کے مفاد کے لحاظ سے بھی۔

(۴) اس امر کا بار ثبوت کہ پابندی فریقین کی حد تک معقول ہے، اس شخص پر ہوگا جو اس کے معقول ہونے کا ادعا کرتا ہو۔ یعنی معاہد لہ پر اور یہ ثابت کرنے کا بار کہ پابندی گو فریقین کی حد تک معقول ہے لیکن عامۃ الناس کے لیے مضر ہے اور اسی لیے کالعدم ہے، اس فریق پر ہوگا جو اس کے اس طرح مضر ہونے کا ادعا کرے[۴] اور یہ کہا گیا ہے کہ "اگر عدالت کو کہیں یہ اطمینان ہو جائے کہ پابندی فریقین کی حد تک معقول ہے تو [امر دیگر کے] بار ثبوت سے عہدہ برآ ہونا آسان نہ ہوگا[۵]"۔ "معقولیت" کی جو جواز امتناع کا معیار قرار دی گئی ہے مزید توضیح کی ضرورت ہے۔

۱۔ Attwood v. Lamont, (1920) 3 K. B. at P. 587

۲۔ (1918. A. C. 724) Provident Clothing Co. بنام Mason)

۳۔ (1916. 1 A. C. 688) Saxelby بنام Morris

۴۔ Morris' Case از لارڈ اٹکنسن صفحہ (۷۰۰)

۵۔ Adelaide S. S. Co. بنام A. G. of Australia سنہ ۱۹۱۳ء اے سی صفحہ (۷۸۱) این ڈبلیو سنہ ۱۹۱۴ء Electrolytic Alkali Co. بنام N. W. Salt Co. اے سی صفحہ (۴۶۲)

پابندی صرف معاہدلہٗ کے حق میں نہیں بلکہ دونوں فریق کے لیے معقول ہونی چاہئے
بظاہر یہ معلوم ہوگا کہ چونکہ ہر پابندی معاہدلہٗ کے تحفظ کے لیے ہوتی ہے اس لیے وہ معاہد کے خلاف ہونی چاہئے۔ لیکن اگر معاملے کو بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی کاروبار کو فروخت کرنے والا اس بات کا عہد نہ کرے کہ وہ مشتری سے مقابلہ نہ کرے گا تو اس کے کاروبار کی قیمت کم آئے گی۔ اگر کوئی ملازم اس بات کا پابند نہ ہو کہ وہ رازہائے کاروباری کو اپنے آقا کے حریف سے نہ بیان کرے گا تو ملازم کے لیے ایسی ملازمت کا حصول مشکل ہو جائے گا جس میں اعتبار کا کام ہو یا جس میں آیندہ زندگی کے لیے تربیت حاصل کرنا ہو۔ "جب تک وہ رکاوٹ جو وہ اپنے اوپر عائد کرتا ہے اس سے زیادہ وسیع نہ ہو جتنی کہ اس شخص کے مناسب تحفظ کے لیے جس کے حق میں وہ کی جاتی ہے ضروری ہے تو اس وقت تک خود اس کے مفاد کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان بالواسطہ فائدوں کی خاطر پابند کرے، جو اس طرح اسے حاصل ہو سکیں گے"[سلہ]
مزید[سلہ] برآں معقولیت کا معیار فریقین کے لیے یکساں ہے۔ یہ عدالت کا کام نہیں ہے کہ "ان فائدوں کا موازنہ جو معاہدے کے تحت معاہد کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان نقصانات سے کرے جو اسے امتناع کے باعث برداشت کرنے پڑتے ہیں"۔ دوسرے الفاظ میں عدالت اس بدل کے مناسب یا نامناسب ہونے پر غور نہ کرے گی جو اس نے حاصل کیا ہے۔ یہ امر معقول ہے کہ معاہدلہٗ ایسی پابندیوں کا مطالبہ کرے جو اس کے تحفظ کے لیے کافی ہوں مگر زائد نہیں اسی طرح یہ بھی معقول ہے کہ معاہد اپنے لیے صرف اتنی ہی پابندیاں قبول کرے اس سے زائد نہیں۔
مگر اس معیار کے اطلاق کی تعیین دو سوالوں کے جواب پر منحصر ہے:[سلہ] وہ کیا چیز ہے جس کے تحفظ کا معاہدلہٗ مستحق ہے؛ اور[سلہ] وہ کیا چیز ہے جس کے خلاف وہ تحفظ کا مستحق ہے؟
مقدمۂ نارڈن فیلٹ میں لارڈ مکناٹن کی تجویز ہے کہ بہ نسبت آقا و خادم کے

سلہ - مقدمۂ مارس از لارڈ پارکر صفحہ ۷۰۷
سلہ - ایضاً

معاہدے کے کسی کاروبار کے بائع و مشتری کے معاملے میں زیادہ آزادی دی جاسکتی ہے۔ یہ امتیاز بعد کے نظائر میں زیادہ نمایاں کردیا گیا ہے خاص کر (Mason) اور (Morris) کے مقدمات میں اور یہ امر اب طے شدہ سمجھا جاسکتا ہے کہ کسی کاروبار کے بائع کا مقابلہ نہ کرنے کا معاہدہ اس وقت معقول ہوگا جب وہ انھیں حدود میں محدود ہو، جن میں مقابلہ کاروبار مبیعہ کے مشتری کے لیے مضر ہو۔ لیکن ملازم کا یہ معاہدہ کہ وہ اپنے آقا سے اس وقت مقابلہ نہ کرے گا۔ جب ان کے تعلقات ملازمت منقطع ہوجائیں عموماً غیر معقول ہوگا۔

لارڈ (Shaw) نے اس امتیاز کے وجوہات یوں واضح کئے ہیں :۔

جب کوئی بائع کسی ایسے کاروبار کو فروخت کرتا ہے جسے ممکن ہے اس نے ورثے میں پایا ہو یا اسے خود قائم کیا ہو۔ تو وہ یہی چاہتا ہے کہ اس حصۂ جائداد کی قیمت حاصل کرے اور اسے مشتری بھی ایک ایسی ہی شرط پر ملتا ہے، جس کے بغیر پورا معاملہ بے کار رہے۔ وہ اسے فروخت کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ خود مقابلہ نہ کرے گا۔ قانون ایسے معاملے کی تائید کرتا ہے۔ بائع کو اس بات کی اجازت دینے سے انکار کرتا ہے کہ وہ اپنے عطیے سے پھر جائے۔ مفادِ عامہ کا یہ تقاضہ نہیں کہ اس معاملے کو بالکل بے اثر کردیا جائے۔ ایسا کرنے کے یہ معنے ہوں گے کہ مفادِ عامہ کے نظریے کو جائداد کی تباہی کے لیے کام میں لایا جائے تجارتی ولولے اور سرگرمی کا اس اصول سے بڑھ کر کوئی مانع نہیں ہوسکتا کہ اس کے ذخیرہ کردہ نتائج کی منتقلی سوائے ایسے شرائط کے نہیں ہوسکتی جس سے مشتری غیر محفوظ رہے۔

"کسی کاریگر کے کسب معاش کے مواقع پر پابندی عائد کرنے کے معاملے میں دوسری طرح کے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ [اس صورت میں] موجودہ قابض آیندہ قابض کو کوئی واقعی شے بیع یا حوالے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسا معاہدہ ایک شہری کے جوش عمل اور سرگرمی و کارکردگی پر ایک قید عائد کرتا ہے اور اس پر ممانعت عائد کرنے سے اس کے مفاد کے ساتھ ہی مفادِ عامہ بھی متاثر ہوتا ہے، کیونکہ ایک طرف اسے اپنی روزی کمانے کے موقع سے روکا جاتا ہے اور دوسری طرف عامۃ الناس کو سماج کے ایک مفید رکن کے عمل اور خدمات سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس موخر الذکر صورت میں کسی ایسی چیز کا معاملہ نہیں ہوتا جو اس وقت متحقق ہوچکی ہو اور دوسرے کے حوالے اس کی منفعت

کے لیے کی جا سکے بلکہ ایک ایسی شے ہوتی ہے جس کا پیدا ہونا ترقی پانا اور کارگزار سے کے انفرادی فائدے اور بحیثیتِ مجموعی قوم کے استعمال کے لیے دیا جانا باقی ہوتا ہے“[۱]

اسی لیے دونوں صورتوں میں وہ معیار جس سے معقولیت کا تعین کیا جا سکے یکساں ہوگا۔ اگرچہ اطلاق ضرور مختلف ہوگا۔ معاہدلہ مستحق ہے کہ اس کے مملوکہ اشیا کی حفاظت کی جائے مگر یہ نہیں کہ وہ معاہدے سے ایسا فائدہ حاصل کرے جس کا اسے حق نہیں ہے۔ مشتری کاروبار ایک ایسے کاروبار کا مالک ہوتا ہے جو حالات کی نوعیت کے لحاظ سے اب تک اس بات سے مامون تھا کہ اس کا بائع اس سے مقابلہ کرے۔ لہذا بائع کے مقابلے سے اس کاروبار کو محفوظ کر دینے کا اختیار بالکل معقول ہے مگر کاروبار بحیثیت کاروبار اس بات سے مامون نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ جو اس میں ملازم ہیں اس سے مقابلہ کرنے لگیں۔ اور یہ معقول بات نہیں ہے کہ آقا ان سے ایسی حفاظت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ برخلاف اس کے کہ بعض اوقات کاروبار کے جز کے طور پر تجارتی تعلقات اور تجارتی راز شامل ہوتے ہیں اور ملازم دوران ملازمت میں ان پر مطلع ہو جاتا ہے۔ اگر امتناع نہ کیا جائے تو ملازم بعد ختمِ ملازمت اس کاروبار کی قدر گھٹانے کا باعث ہو سکتا ہے اسی لیے معقول بات ہے کہ آقا اپنے اس قائم شدہ مفاد کی حفاظت کے لیے اس بات کا معاہدہ لے کہ اس کا ملازم ان معلومات کا استعمال نہ کرے گا جو بوجہ اعتماد اسے حاصل ہوں اور نہ ان خریداروں کو توڑنے کی کوشش کرے گا [جن سے وہ بوجہ ملازمت آگاہ ہوا ہو]۔

”ملازم[۲] پر اس پابندی کے عائد ہونے کی تائید کرنے کی وجہ اور واحد وجہ یہ ہے کہ آقا کو خواہ کاروباری تعلقات کے طور پر یا کاروباری رازوں کی صورت میں چند جائداد ی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اور ملازم کے فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر ان حقوق کی حفاظت کے لیے ایسی پابندی لگانی معقول طور پر ضروری ہے ایسے امتناع کی جہاں تک مجھے علم ہے اس صورت میں کبھی تائید نہیں کی گئی۔ جب وہ محض مقابلے کو روکنے یا اس شخصی مہارت اور علم کے استعمال سے باز رکھنے کی غرض سے ہو“

[۱] ۔ مقدمۂ مارس صفحہ (۷۱۳)

[۲] ۔ مقدمۂ مارس از لارڈ پارکر صفحہ (۷۱۰)

جو ملازم نے آقا کے کاروبار کے سلسلے میں حاصل کی ہو۔"

یہ کہنا ہمیشہ آسان نہیں ہوتا کہ آیا کوئی معاہدہ کاروباری تعلق کی حفاظت کے لیے کیا گیا ہے یا مقابلے سے روکنے کے لیے کیونکہ بعض صورتوں میں دونوں عملاً ایک ہی ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ دارالامرا نے ایک ایسے معاہدے کی تائید کی ہے جو غیر محدود زمانے کے لیے تھا اور جس میں ایک شخص[1] نے جو ایک وکیل (سالی سٹر) کے پاس منشی کی حیثیت سے کام کرتا تھا اپنے آقا سے معاملہ کیا کہ مقام ٹام ورتھ سے سات میل کے اندر بحیثیت وکیل (سالی سٹر) کے کام نہ کرے گا۔ یہ بتایا گیا کہ کسی سالی سٹر کا انتظامی منشی (Managing Clerk) اپنے فرائض کی ادائی کے سلسلے میں ضرور اس پیشے کے معاملات اور موکلوں سے واقف ہوجاتا ہے۔ اس کے باعث اگر اس کو پابند نہ کیا جائے تو وہ اپنے آقا کی مقبولیتِ عام کو بری طرح صدمہ پہنچانے کے قابل ہوسکتا ہے۔ پابندی کے متعلق قرار دیا گیا کہ وہ اس سے زیادہ نہیں جس کی ضرورت اس کی حفاظت کے لیے معقول سمجھی جاسکے۔

ایسی صورتیں عام طور سے پیش نہیں آتیں جن میں پابندی فریقین کی حد تک تو معقول ہو مگر ان کو اس بنا پر کالعدم قرار دیا گیا ہو کہ وہ مفادِ عامّہ کے لیے معقول نہیں ہیں[2]۔

کسی معاہدے میں "ناواجب اجارہ پیدا کرنا مقصود ہو یعنی اجارہ اس غرض سے ہو کہ قیمتیں نامعقول حد تک چڑھادی جائیں" تو ایسا معاہدہ بہ ظاہر مفادِ عامّہ کے لحاظ سے غیر معقول ہوگا۔ مگر مقدمہ (North westeren salt Co.) بنام (Electrolytic Alkali Co.)[3] سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی معاہدے کو اس بنا پر کالعدم کرنا عملاً آسان نہیں کیونکہ جیسا لارڈ ہالڈین نے اس مقدمے میں بتایا ہے کہ ایک جماعت کا اس غرض سے قیام ہو کہ فراہمی سامان کو منظم کرے اور قیمتوں کو گرنے نہ دے۔ ضروری نہیں کہ وہ عوام کے لیے مضر ہی ہو۔

جو معاملات فریقین کی حد تک معقول ہوں مگر مفادِ عامّہ کے لحاظ سے غیر معقول ہوں ان کی ایک مثال قانونِ موضوعہ میں ("Auctions Bidding Agreements Act."

---

[1] - Dewes بنام Fitch (1921 2 A.C 158)

[2] - A. G. of Australia بنام Adelaide S.S.Co. سنہ ۱۹۱۳ء اے۔سی۔ از لارڈ پارکر صفحہ (۷۹۶)

[3] - سنہ ۱۹۱۴ء۔ اے۔سی۔ (۴۶۱)

بابت ۱۹۲۷ء میں ملتی ہے اس کی رو سے وہ معاملہ قابل سزا قرار دیا گیا ہے جسے ("Knock Out") (ملی بھگت) کہتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ ہراجی سامان کے لین دین کرنے والے باہمی مسابقت سے بچنے کے لیے ساجھا کر لیتے ہیں کہ ان میں صرف ایک بولی لگائے اور خرید شدہ اسباب دونوں میں تقسیم ہو جائے۔ اس قانون کی رو سے اس امر کو اب مسلمہ قاعدہ بنا دیا گیا ہے جس کے لیے Scrutton, L. J. نے مقدمہ Rawlings[1] بنام General Trading Co. میں اختلافی فیصلے کے اندر زور دیا تھا۔

عموماً امتناع کاروبار کی شکایت کرنے والا وہی فریق ہوتا ہے جس پر امتناع عائد کیا جاتا ہے۔ مگر مقدمہ (Joseph Evans & Co.) بنام (Heathcote)[2] سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فریق جو امتناع سے فائدہ اٹھاتا ہے اسے بھی اس بات سے ممنوع نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی غیر معقولیت ظاہر کرے مدعی (جوزف ایوانس اینڈ کمپنی) (Cased Tube Association) نامی ایک شراکت کے رکن تھے، جو نرخ مقرر کرتی تھی۔ اس شراکت کے قواعد کے تحت ہر رکن کی مصنوعات کا تعین کیا جاتا تھا۔ اور یہ قاعدہ تھا جس رکن کی مصنوعات کسی ماہ میں مقدار مقررہ سے زیادہ ہوں تو وہ زیادتی کا منافع ایک مشترکہ خزانے (Pool) میں داخل کر دیں۔ اور جس ممبر کی مصنوعات مقدار معینہ سے کم ہو جائے تو وہ مشترکہ خزانے سے ایک معینہ رقم لینے کا مستحق ہوگا اس شراکت میں بعض قاعدے کاروبار کے لیے غیر معقول طور پر رکاوٹ پیدا کرنے والے تھے، خصوصاً یہ کہ ارکان مجاز نہ تھے کہ سوائے پانچ فرموں (Firms) کے کسی کے ہاتھ کچھ فروخت کریں اور یہ فرم مجبور نہ تھے کہ ان سے کچھ خریدیں۔ اور اس معاملے سے علیحدگی کا بھی اختیار نہ تھا۔ مدعیوں (جوزف ایوانس اینڈ کمپنی) نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ انھیں مشترکہ خزانے سے وہ رقم دلائی جائے جس کے وہ مستحق ہیں اس سلسلے میں قرار دیا گیا ہے کہ مدعا علیہم (جو شراکت کے باقی رکن تھے اور اس طرح یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے اس رکاوٹ سے فائدہ اٹھایا تھا جو مدعی پر عائد کی گئی تھی) ادائی سے

---

[1] (1921) 1 K. B. 685

[2] ۱۹۱۸ء 1 K. B. 418

انکار میں معاہدے کے عدم جواز کو بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ مدعی گو ایک دوسری بنیاد پر مقدمہ جیت گئے مگر معاہدے کے تحت نہ جیت سکے۔

شخصی آزادی میں رکاوٹ کسی معاہدے کے وہ اقرار جو عام طور پر شخصی آزادی پر پابندیاں عائد کرتے ہیں ان پر عموماً انھیں اصول کا اطلاق ہوگا، جو کاروبار کی آزادی سے متعلق ہیں۔ ایک کلرک نے ایک[2] ساہوکار سے معاہدہ کیا جس کا اثر حاکم عدالت مرافعہ (Master of the Rolls) کے الفاظ میں یہ تھا کہ اسے تقریباً پوری طرح ایک ایسا زرعی بیگار (villein) بنا دیتا تھا، جو بطور تابع اراضی (adscriptus glebæ) زمین کے ساتھ منتقل ہو سکے۔ قرار دیا گیا کہ معاہدہ کالعدم ہے۔ کیونکہ وہ کلرک کی شخصی آزادی اور حسبِ دل خواہ محنت کرنے کی قابلیت پر نامناسب طور پر قیود عائد کرتا ہے۔ اس مقدمے کے ساتھ ایک اور مقدمے[3] کا تقابل مفید ہوگا، جس میں ایک مسرف شخص نے اپنے باپ سے (جس نے اس کے دیون ادا کیے تھے) وعدہ کیا کہ لندن سے ایک خاص مسافت کے اندر سکونت نہ اختیار کرے گا اور نہ وہاں اپنے باپ کی تحریری اجازت کے بغیر جائے گا۔ قرار دیا گیا کہ ان حالات میں اس کی حریت اور آزادیٔ عمل پر معقول طور سے پابندی عائد کی گئی ہے، جو اسی کے فائدے کے لیے ہے اور یہ کہ معاہدہ صحیح اور قابل پابندی ہے۔

فصل دوم

معاہدے پر عدم جواز کا اثر

عدم جواز کا اثر معاہدے میں پائے جانے والے عدم جواز کا جو اثر معاہدے کی صحت پر

---

[1] (1917. 1 K B. 805) Millar's Timber Co. بنام Horwood

[2] 1. K. B. 588 ۱۹۱۹ء Denny بنام Denny's Trustee

پڑتا ہے اس کا حالات کے لحاظ سے مختلف ہونا ضروری ہے۔ یہ ممکن ہے کہ پورا معاہدہ اس سے متاثر ہوتا ہو یا اس کا محض ایک جزو جائز حصہ ناجائز حصے سے علیحدہ کیا جاسکتا ہو یا نہ کیا جاسکتا ہو و نیز یہ کہ فریقین میں سے ایک فریق معاہدے کے ناجائز مقصد سے ناواقف ہو، یا دونوں ناواقف اور بے خطا ہوں۔ بعض صورتوں میں ممکن ہے معاہدہ کرنے کی ان معنوں میں حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے کہ قانون اس کا نفاذ نہ کرائے اور بعض صورتوں میں اس طور پر ممانعت ہوسکتی ہے کہ ان سے وہ ذیلی معاہدات اور کفالتیں بھی متاثر ہو جائیں۔ جو ناجائز معاملہ انجام دینے کے لیے "پیشگی دی ہوئی رقم" کے متعلق ہوں یا ناجائز معاملے سے پیدا ہونے والے مطالبے کو پورا کرنے کے لیے ادا کردہ رقم" کے عوض دی گئی ہوں۔

ان قواعد کے بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جن سے قانون کے اس دشوار باب پر روشنی پڑسکے۔

(۱) ناجائز معاہدے کا جدا ہوسکنا

ایک ہی معاہدے میں ہوسکتا ہے کہ جائز اور ناجائز دونوں شرائط پائے جائیں۔ اور ایسی صورت میں ہمیں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ آیا معاہدے کے جائز حصے کو ناجائز حصے سے جدا کرکے نافذ کیا جاسکتا ہے یا پورا معاہدہ ہی لغو ہے۔

سابق میں ججوں نے اس خوف سے کہ کہیں قوانین موضوعہ نظر انداز نہ ہو جائیں، ایک امتیاز قائم کر رکھا تھا۔ اور قانون موضوعہ کی رو سے جو معاہدات ناجائز ہوتے تھے ان میں اور قانون غیر موضوعہ کے تحت ناجائز معاہدات میں وہ فرق کرتے تھے۔ اور انھوں نے بیان کیا تھا کہ "قانون موضوعہ ایک حاکم جابر کی طرح ہے کہ جہاں آتا ہے سب کو کالعدم کر دیتا ہے اور قانون غیر موضوعہ ایک مربی باپ کے مانند ہے اور صرف اسی حصے کو کالعدم کرتا ہے جس میں نقص ہو اور باقی کو برقرار رکھتا ہے" [1]

---

[1] Maleverer بنام Redshaw (1 Mod. 85)

یہ امتیاز اب بہرحال باقی نہیں ہے اور اس کے متعلق قاعدہ جدید صورت میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "جس صورت میں معاہدے کے ناجائز جزو کو جائز جزو سے علحدہ نہ کیا جا سکے وہاں پورا معاہدہ کالعدم ہے۔ لیکن جہاں ان کو جدا کیا جا سکتا ہے، خواہ عدم جواز قانون موضوعہ کا پیدا کیا ہوا ہو یا قانون غیر موضوعہ کا۔ وہاں ناجائز جزو کو نظرانداز کر کے جائز جزو کو باقی رکھ سکتے ہیں[1]۔" مگر اس قاعدے کا اطلاق کوئی آسان کام نہیں کیونکہ اس میں وہ حالات بیان نہیں ہوئے ہیں جن میں کسی معاہدے کے جائز اور ناجائز اجزا ایک دوسرے سے جدا کیے جا سکتے ہیں

ایک بات البتہ صاف ہے اگر کسی عہد کے بدل کا کوئی جزو ناجائز ہو تو وہ عہد نافذ نہیں کیا جا سکتا[2]۔ بدل کے جائز اور ناجائز جزو کا تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔

مشکل البتہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب جائز بدل ایسے عہود کی تائید کرتا ہو، جن میں سے بعض جائز ہوں اور بقیہ ناجائز تو ایسی صورت میں یہ کہنے کے لیے ہمارے پاس سند ہے کہ جائز عہود محض اس وجہ سے کالعدم نہیں ہو جائیں گے کہ معاہد نے اسی معاہدے میں دیگر ایسے عہود بھی کیے ہیں جو ناجائز ہیں یہ ایک قدیم قاعدہ ہے اور کوکس رپورٹ (Coke's Reports) میں بیان کیا گیا ہے، کہ "اگر کسی مہری معاہدے کے بعض عہود یا ان شرائط میں سے بعض جو کسی تمسک کی تحریر ظہری میں ہوں خلاف قانون ہوں اور بعض درست اور جائز ہوں تو ایسی صورت میں وہ عہود و شرائط جو خلاف قانون ہوں خود بخود ابتدا ہی سے کالعدم ہوں گے اور باقی درست سمجھے جائیں گے"[3]

بعض حالیہ قانونی فیصلے اس اصول کی تائید کرتے معلوم ہوتے ہیں جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ "اگر بدل یا اس کا کوئی جزو ناجائز ہو تو ہر وہ عہد بھی جو معاملے میں کیا گیا ہو ناجائز ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں بدل کا ہر جزو عہد کا بدل ہوتا ہے۔ مگر فرض کرو بدل میں کوئی چیز ناجائز نہیں اور اس صحیح بدل پر مختلف عہد یا ذمہ داریاں ہوں اور ان کا ایک جزو اپنی حد تک ناجائز ہو تو وہ عہد قائم نہیں رہ سکتا اس لیے نہیں کہ

---

[1] از Willes, J. درمقدمہ Pickering بنام Ilfracombe Railway (L. R. 3 C. P. 250)

[2] Lound بنام Grimwade 39 Ch. D. 605

[3] Pigot کا مقدمہ (II Co. Rep 27b.)

بدل ناجائز ہو گیا بلکہ اس لیے کہ عہد خود ناجائز ہے۔ یہ عہد صحیح نہیں ہے اور اس کی بدل کے ذریعے سے تائید نہیں ہو سکتی۔ اور دیگر عہود جو فی نفسہ درست اور جائز ہوں باقی رہیں گے۔ اور بدل درست ان کی تائید کرے گا"۔[1]

تاہم اس قاعدے کا کوئی واضح جدید اطلاق ملنا آسان نہیں بجز ان صورتوں کے جب کہ معاہدے میں پایا جانے والا عدم جواز اس قسم کا ہو کہ جس سے بداطواری پیدا نہ ہوتی ہو۔ اور مثلاً یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ عدالتیں کسی جائز عہد کو اس عہد سے جدا کریں گی جو مجرمانہ ہو یا صنفی بدکاری کے فعل کے لیے ہو اور اسی معاملے میں شامل ہو، اور اسی بدل کے تحت ہو۔ فی الحقیقت عہود کے تجزیے کے متعلق جدید نظائر کا بڑا حصہ امتناع کاروبار کے معاہدات ہی پر مبنی ہے۔[2]

ان صورتوں میں بھی عہود کے قابل علٰحدگی ہونے کا معیار شبہے سے خالی نہیں کیونکہ حالیہ نظائر سے مختلف عدالتی آرا ظاہر ہوتے ہیں۔[3]

(Attwood) بنام (Lamont) میں[4] لارڈ (Sterudale) نے یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ معاہدے کا اس وقت تجزیہ کیا جا سکے گا جب کہ اس کے اجزا مستقل ہوں، اور ایک دوسرے پر موقوف نہ ہوں اور اس طرح جدا کیے جا سکیں کہ اس سے بقیہ جز کے معنوں پر اثر نہ پڑے۔ اس نے کہا ہے "ہمیں یہ غور کرنا پڑے گا کہ آیا عہد فی الحقیقت متعدد عہود پر مشتمل ہے اور پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا جدائی اصلی معنی کو تبدیل کرتی ہے۔ اور معاہد متاثر ہوتا ہے یا صرف اس کے عمل کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے"۔ مقدمہ (Goldsoll) بنام (Goldman) میں[5] ان عہود کی مثال ملتی ہے جو اس قاعدے کے تحت

---

[1] Kearney بنام White haven Colliery Co. ۱۸۹۳ء (1 Q. B. at P. 711)

[2] یہ نظائر جو کثیر التعداد ہیں Moller نے Voluntary Covenants in Restraint of Trade کے صفحہ (۵۴ تا ۵۵) میں تفصیل اور تنقید کے ساتھ بیان کیا ہے۔

[3] ۱۹۲۰ء ۳۶ لنگس بنچ صفحہ (۵۰۰)

[4] مخالف رائے کے لیے دیکھو Putsnam بنام Taylor ۱۹۲۷ء (1 K. B. 639)

[5] ۱۹۱۴ء (1 Ch. 568)

ایک دوسرے سے جدا کیے جا سکتے ہیں :-

چنانچہ ایک کاروبار کا بائع اصلی یا نقلی جوہر قسم کے جواہرات کا لین دین کرنے سے روکا گیا تھا چونکہ مدعی کا کاروبار صرف مصنوعی جواہرات کا تھا اس لیے یہ امتناع غیر معقول طور پر وسیع تھا۔ عدالت نے "اصلی یا" کے الفاظ ساقط کر دیئے اور بقیہ عہد کی تعمیل کرائی۔

(Younger, L. J.) نے چانسری ڈویژن میں اجلاس کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے[1] کہ جدائی کا اصول ان شرائط کے سوا کسی پر منطبق نہیں ہوتا جو رقبے یا موضوع معاملہ یا خریداروں کے طبقات کے متعلق قیود عائد کرتے ہوں۔ ایک کاروبار کے بیع کرنے والوں نے عہد کیا کہ اتنے سال تک "راست یا بالواسطہ برطانیہ کے کسی حصے میں سڑکوں کی پختہ کاری کے سامان (reinforcements) کے بنانے یا فروخت کرنے کا کاروبار نہ تو خود انجام دیں گے نہ بحیثیت منتظم کام کریں گے، نہ اس سے تعلق اور رواسطہ رکھیں گے نہ کسی ایسے شخص کی خدمت کرتے ہوئے کام انجام دیں گے جو اس سے تعلق یا دلچسپی رکھتا ہو" جہاں تک اسباب پختہ کاری کے بنانے اور تیار کرنے کا مسئلہ تھا، قرار دیا گیا کہ اس میں ضرورت سے زائد وسعت ہے۔ جج "بنانے یا" کے الفاظ ساقط کر دیتا اور اس طرح موضوع معاملے کی حد تک تفریق عمل میں آتی لیکن اس نے یہ بھی قرار دیا کہ عہد اس امتناع کے بارے میں بھی ضرورت سے زیادہ وسیع تھا، جو "خدمت کرتے ہوئے" ہونے کے متعلق تھی۔ مگر چونکہ یہ الفاظ رقبے یا موضوع معاملہ یا خریداروں کے طبقات کے متعلق رکاوٹ پیدا کرنے والے نہ تھے اس لیے وہ "ایک پورے عہد کا جزو لاینفک" تھے۔ اس کے برخلاف لارڈ (Moulton) نے مندرجۂ ذیل اقتباس میں جو خیال ظاہر کیا ہے وہ اصول تجزیہ کے اطلاق کو تنگ تر حدود میں جکڑ دیتا ہے۔ اگرچہ یہ اس مقدمے کے فیصلے کے لیے ضروری نہ تھا جس میں بیان ہوا ہے :-

"کوئی شبہہ نہیں کہ عدالت تحدید کاروبار کے عہد کے کسی جزو کی تعمیل کرا سکتی ہے اور بعض صورتوں میں بھی خواہ بحیثیت مجموعی معاہدہ معقولیت سے

---

[1] Brıtısh Concrete Co. بنام Schelff (1921. 2 Ch. 563)

متجاوز ہو مگر میرے خیال میں یہ تعمیل جزئی صرف اس صورت میں ہونی چاہیے جب ایسا جز و واضح طور پر قابلِ جدائی ہو اور یہ بھی صرف انھیں صورتوں میں جب کہ تجاوز معمولی اہمیت رکھتا ہو یا محض اصطلاحی ہو اور شرط کے اصل مقصد اور مفہوم کا جزو نہ ہو۔ یہ میرے خیال میں بہت بری نظیر (Pessimi exempli) ہو گی کہ اگر کوئی آقا ایسا عہد کرائے جس میں عمداً غیر معقول حد تک وسیع شرائط رکھے گئے ہوں، تو عدالت اس کی مدد کو تیار ہو جائے اور اپنی طباعی اور قانونی معلومات کو کام میں لا کر اس کالعدم عہد سے زیادہ سے زیادہ وہ جس چیز کا مطالبہ کر سکتا تھا اسے نکال کھڑی کرے۔ یہ یاد رہے کہ ان عہود کا حقیقی ضامن خوف اور مصارفِ مقدمہ بازی ہیں اور اس بارے میں ملازم آقا کے تمول کی وجہ سے ہمیشہ نقصان ہی میں رہتا ہے"[۱]

قانون کے متعلق اس نقطۂ نظر کو (Younger و L. J.) نے ایک فیصلے میں[۲] جس میں (Atkin, L. J.) بھی متفق الرائے تھا مقدمہ (Attwood) بنام (Lamont) کے سلسلے میں قبول کیا ہے۔ مگر لارڈ مولٹن کی طرح تجزیے کے متعلق اس کے ملاحظات (ریمارکس) بھی فیصلے کی قوت نہیں رکھتے۔ کیونکہ صحیح معیار کو کسی طرح بھی منطبق کیا جائے، اس مقدمے میں عہد قابلِ تجزیہ نہ تھا۔ لارڈ جسٹس ینگر کا خیال تھا کہ لارڈ مولٹن کا نقطۂ نظر عدالتوں کے سابقہ طرزِ عمل سے مختلف تھا۔ مگر مقدمات (Mason) اور (Morris)[۳] کے مقدمات میں پابندی کو غیر معقول ثابت کرنے کا بار معاہدلہٗ پہ عائد کیا گیا تھا۔ اس کا ضروری اثر یہ تھا کہ "ان نظائر کو بے اثر قرار دیا جائے، جن میں عدالتوں نے ان امتناعی عہود کا یہ سمجھ کر تجزیہ کیا ہے کہ جب وہ بادی النظر میں جائز ہیں تو اب ان (عدالتوں) کا فریضہ ہے کہ معاہدلہٗ کو جہاں تک ہو سکے ان (عہود) کا پابند کرائیں"۔ مگر اس نے یہ بھی لکھا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ نظائر اب بھی ان عہود سے متعلق ہیں جو بائع و مشتری میں ہوں"۔ کیونکہ ان عہود کے متعلق قانون کا سابق میں جو مفہوم لیا جاتا تھا۔ اس میں لفظی ردوبدل سے

---

[۱] Mason بنام Provident Clothing Co. (1918. A. C at P. 745)

[۲] سنہ ۱۹۲۰ء سے کنگس بنچ صفحہ ۵۹۳۔

[۳] دس بارہ صفحے پہلے دیکھو۔

زیادہ کوئی تبدیلی عمل میں نہیں آئی۔

(۲) کالعدمی اور عدم جواز کے اثرات کا مقابلہ

اس کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مجوزہ معاملتوں کے متعلق قانون کا کیا رجحان تھا اور پھر یہ کہ فریقین کے تصورات قانون کے متعلق کیا تھے

قانون جن معاہدات کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتا ہے، ان کے مقابل میں مندرجۂ ذیل طریقوں میں سے ایک طریقہ اختیار کرتا ہے:۔

(۱) معاہدے کو کالعدم کیے بغیر کوئی سزا مقرر کرے۔
(۲) معاہدے کو کالعدم کرے۔
(۳) کالعدم کرکے سزا دے یا ممنوع قرار دے۔

اس آخری صورت میں "سزا" دینے سے مراد نہ صرف کوئی تعزیری سزا عائد کرنا ہے بلکہ کسی فعل ناجائز کی بنا پر ہرجے کی ذمہ داری عائد کرنا یا جرم کی سزا دینا بھی شامل ہیں۔ قانونِ موضوعہ کی مقرر کردہ سزا سے ممانعت کا محض گمان ہوتا ہے۔ ہر معاملے کے لیے یہ امر ہمیشہ تعبیری ہوگا کہ آیا وہ ممانعتی ہے یا نہیں۔

اس طرح ہم فرض کرسکتے ہیں کہ سلطنت ان تینوں قسم کے معاملات کے متعلق فریقین سے کہتی ہے کہ:۔

تعزیری	(الف) اگر تم چاہتے ہو تو معاہدہ کرو مگر تمھیں اس کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔
کالعدم	(ب) اگر تم چاہتے ہو، تو معاہدہ کرو مگر عدالتیں اس کی تعمیل نہیں کرائیں گی۔
ممنوع	(ج) اگر قانون تمھیں روک سکتا ہے تو تمھیں ہرگز معاملہ نہیں کرنا چاہئے۔

پہلی صورت سے ہمیں بحث نہیں وہ صحیح معاہدہ ہے اگرچہ وہ فریقین کو گراں پڑے۔

دوسری اور تیسری صورتوں میں مشکلات محض ضمنی معاملات کی حدتک پیدا ہوتی ہیں، کیونکہ خود معاہدے کو تو کسی صورت میں بھی نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ فریقین کی نیت کی بحث فی الحال ملتوی رکھی جاتی ہے۔ یہ فرض کرنا چاہیئے کہ وہ قانون جانتے ہیں۔

ناجائز معاملات یہ بات نہایت آسانی سے کہی جا سکتی ہے کہ وہ معاملات جو محض کالعدم ہوں اور وہ جو ناجائز ہوں ان میں بین فرق ہے۔ ایک وہ ہیں جن کے متعلق قانون مدد نہیں کرتا اور ایک وہ ہیں جن کو ممنوع قرار دینا قانون کا منشا ہے۔ یہ امتیاز دونوں کی صحت کا موازنہ کرتے وقت نہیں پیدا ہوتا کیونکہ دونوں کالعدم ہیں بلکہ ان میں امتیاز اس اثر کی بنا پر ہے جو ان کی مخصوص نوعیت کی وجہ سے ذیلی معاملات پر پڑتا ہے۔

ناجائز معاملات کا اثر کوئی معاہدہ اپنی حدتک خواہ کتنا ہی بے ضرر ہو جائز نہ سمجھا جائے گا اگر وہ کسی ناجائز معاملے کی تکمیل کے لیے کیا گیا ہو۔ عدم جواز خواہ قانون غیر موضوعہ کا پیدا کردہ ہو خواہ قانون موضوعہ کا۔ (Pearce) بنام[1] (Brooks) میں ایک بگی ساز (کوچ بلڈر) نے ایک طوائف پر ایک بردہام کے کرایے کے لیے دعویٰ دائر کیا۔ بردہام یہ جانتے ہوئے اسے کرایے پر دی گئی تھی کہ اسے وہ اپنے اخلاق سوز پیشے کے سلسلے میں استعمال کرے گی۔ قرار دیا گیا کہ بگی ساز کرایہ نہیں پا سکتا۔ اسی طرح ایک زمیندار[2] نے ایک عمارت ایک عورت کو کرایے پر دی۔ زمیندار کے کارندے کو علم تھا کہ وہ ایک شخص کی داشتہ ہے جو اس کے پاس وہاں آیا جایا کرتا ہے زمیندار کو اپنا کرایہ پانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

میک کنیل نے رابنسن کو کچھ[3] رقم ہیزرڈ (Hazard) کا جوا کھیلنے کے لیے قرض دی اور اسے علم تھا کہ رقم اسی کام میں صرف کی جائے گی۔ ہیزرڈ (Hazard) کی رنیز بعض دیگر کھیل مثلاً (Pharaoh 'Ace of Hearts.) اور (Basset) کی بھی ممانعت ہے[4]۔

---

[1] L. R. 1. Ex, 213.

[2] Upfill بنام Wright (1911. 1 K. B. 506)

[3] Mckinnell بنام Robinson (3 M. & W. 484)

[4] قانون ۱۲ جارج دوم سی ۲۸ کی رو سے (Roulet یا roly poly) کی بھی ممانعت اور تعزیر ہے۔

اور اس کے کھیلنے والوں پر قانون نشانؔ جارج دوم ۱۲ شیؔ کے ذریعے (جو ممانعتی اور تعزیری قانون موضوعہ ہے) تعزیر مقرر ہے۔ قرار دیا گیا کہ قرض دہندہ اپنی رقم وصول نہیں کرسکتا۔

نہ وہ معاہدہ ہی درست ہوگا، جو کسی ممنوع معاملے کو سرانجام دینے کے لیے کیا جائے۔ کنعان[1] ایک دیوالیہ کا محول الیہ (Assignee) تھا۔ اس نے (Bryce) پر اس اسباب کی قیمت کے لیے دعویٰ کیا جو دیوالیے نے اسے ایک تمسک کے جزئی ایفا میں دیا تھا۔ اور خود یہ تمسک دیوالیے نے برائس کو اس رقم کی ادائی کی کفالت میں دیا تھا جو برائس نے اسے ان نقصانات کی تلافی کے لیے قرض دی تھی جو اسے (دیوالیے کو) بازار کے نرخ کے جوئے (Stock-Jobbing) کے معاملات میں برداشت کرنے پڑے تھے۔ سرجان برنارڈ کا ایکٹ[2] نہ صرف نرخ اسباب پر شرط باندھنے کو ممنوع قرار دیتا ہے بلکہ ان رقوم کی تقدیم کو بھی جن کا مصرف ایسے معاملات سے پیدا ہونے والے نقصانات کی پابجائی ہونے والا ہو۔ اور برائس نے یہ جانتے ہوئے رقم قرض دی کہ وہ ایسے ہی نقصانات کی پابجائی کے لیے لی جارہی ہے، اس بنا پر اس کا وہ تمسک کالعدم تھا اور اس کے ایفا میں جو اسباب دیا گیا اس کی ملکیت اس کی طرف منتقل نہیں ہوئی۔ اور کنعان ان کی قیمت واپس پانے کا مستحق قرار دیا گیا۔

کالعدم معاملات عدم جواز اور کالعدمی کا فرق اس وقت واضح ہوتا ہے جب ہم ان معاملات کو دیکھتے ہیں جو شرطیں باندھنے سے پیدا ہوتے ہیں:۔

لارڈ جسٹس فیرویل نے مقدمہ (Hyams)[3] بنام (Stuart King) میں بیان کیا کہ "حقیقتاً ہاری ہوئی شرط کے سلسلے میں رقم ادا کرنا یا وصول کرنا خلاف قانون نہیں ہے۔ کیونکہ قانون کا شرط باندھنے والوں کی حماقت میں مدد دینے سے انکار کرنا اور بات ہے اور ہارنے والے کو اپنے قول کو پورا کرنے کی ممانعت کرنا بالکل اور بات ہے۔"

اس مقدمے میں مدعیٰ علیہ مدعی کا مدیون تھا۔ یہ دین شرائط بدنے کے چند معاملات کے نتیجے میں ہوا تھا۔ مدعیٰ علیہ نے اس کی ادائی کے لیے مہلت مانگی ۱۸۴۵ء کا گیمنگ ایکٹ

---

[1] Cannan بنام Bryce (3 B. & Ald. 179)

[2] قانون ۷ جارج دوم سی ۸ دفعہ ۵ (او پر باب ۵ فصل ۱ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔)

[3] (1908) 2 K. B. at P. 725

دین کے سلسلے میں قانونی کارروائی میں جواب دہی کے کام آسکتا تھا مگر مدعی نے دھمکی دی کہ وہ مدعیٰ علیہ کے بدمعاملہ ہونے کی تشہیر کرے گا۔ اس لیے مدعیٰ علیہ نے چند دن میں رقم کے ادا کرنے کا عہد کیا بشرطیکہ وہ دھمکی پر عمل نہ کرے۔ اس جدید عہد اور بدل کی بنا پر مدعیٰ علیہ کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔ اس کی جانب سے بحث کی گئی کہ اس کے اور مدعی کے درمیان جو اصلی معاملے ہوئے تھے وہ ناجائز تھے اور رقم کی ادائی کا عہد خواہ وہ کسی نئے بدل ہی پر کیوں نہ مبنی ہو اس شرط کے عدم جواز کے سبب سے جس سے وہ پیدا ہوا تھا داغ دار ہو چکا تھا۔ مگر عدالت مرافعہ نے کثرت آرا سے قرار دیا کہ شرط صرف کالعدم تھی اور اسی بنا پر عدم جواز کا کوئی داغ مدعیٰ علیہ کے بعد کے عہد کو نہیں لگتا۔ مگر اس فیصلے کی قوت میں (Fletcher Moulton, L. J.) کے زبردست اختلافی فیصلے کے باعث کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ جدید بینہ معاہدہ محض بناوٹی ہے اور وہ عہد جس کی بنا پر مدعیٰ علیہ پر دعویٰ دائر کیا گیا وہ درحقیقت شرط کی ادائی کا ہی عہد ہے اور اسی بنا پر تحت قانون ۱۸۴۵ء کالعدم ہے۔[1]

اسی طرح گو ۱۸۹۲ء کے قانونِ قمار بازی نے شرط لگانے پر مامور کرنے والے اور مہتمم شرط (betting commissioner) کے تعلقات کے متعلق اس خاص صورت میں قانون کو بدل دیا مگر اس قانون سے پہلے مامور کنندہ اور شرط کے لیے مامور شخص (Employed) کے معمولی تعلقات بہرصورت درست قرار دیئے گئے تھے بشمول اس کے کہ مامور کنندہ اپنے مامور شدہ شخص کو اس نقصان یا خطرے سے بری رکھے گا جو معمولی کاروبارِ ماموری میں پیدا ہوں۔ اگرچہ ماموری اسی غرض سے تھی کہ کالعدم معاہدات کرائے جائیں۔

(Read) بنام (Anderson) میں مامور کنندہ (Employer) اس بات پر مجبور کیا گیا کہ مہتمم شرط کو وہ رقم ادا کرے جو اس نے اپنے مامور کنندہ کے دیون کی ادائی میں صرف کی تھی۔ باوجودیکہ مامور کنندہ نے اس اختیار کو فسخ کر دیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اگر مہتمم شرط ان کو ادا نہ کرتا تو اسے بدمعاملہ مشہور کیا جاتا اور اس کا کاروبار خراب ہو جاتا۔ اس کا مامور کنندہ ذمہ دار تھا کہ اسے (مہتمم کو) اس خطرے سے بری رکھے۔[2]

---

[1] 13 Q. B. D. 779

[2] ۱۸۹۲ء کا گیمنگ ایکٹ بمطابق اس اصول کو مس نہیں کرتا۔ جو Bridger بنام Savage

اسی اصول پر (Seymour) بنام (Bridge)[1] کا فیصلہ ہوا ایک سرمایہ لگانے والے نے ایک دلّال کو اس لیے مقرر کیا کہ اس کے لیے اسٹاک اکسچینج کے قواعد کے موافق حصے خرید ے۔ اسٹاک اکسچینج اپنے اراکین کو ایسے معاملات جو (Leeman's Act)[2] کی خلاف ورزی میں ہوتے تھے لازماً انجام دینے کا حکم دیتا تھا اور عدم تعمیل کی صورت میں رکنیت سے خارج کردیتا تھا مذکورہ ایکٹ کی وجہ سے بنک کے حصص فروخت کرنے کے معاہدے میں اگر حصص کا نشان شمار یا رجسٹری شدہ مالک کے نام کا اندراج نہ ہوتا تو معاہدہ کالعدم قرار پاتا تھا۔ برج کو یہ دستور معلوم تھا مگر اس کے باوجود اس نے کوشش کی کہ خرید حصص سے اس بنا پر انکار کردے کہ وہ قانون موضوعہ کے احکام کے مطابق نہیں تھی۔ قرار دیا گیا کہ اس پر (Read) بنام (Anderson) کا فیصلہ منطبق ہوتا ہے آقا پابند ہے کہ لازم کو ملازمت کے معلومہ خطرات سے بری رکھے۔ اگر خطرات سے فریقین کو آگاہی نہ ہو اور آقا کو آگاہی نہ ہونا قرین عقل سمجھا جائے تو وہ پابند نہ ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح ایک سرمایہ لگانے والے کو اس رواج کا علم نہ تھا تو اس کے متعلق قرار دیا گیا[3] کہ ان حالات میں جو اوطور پر سیمور بنام برج کے بالکل مطابق تھے وہ حصص کی قیمت ادا کرنے کا پابند نہیں ہے۔



بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔(15 Q. B, D. 363) میں قرار دیا گیا تھا کہ مہتمم شرط وہ رقم ادا کردے جو اس نے شرطوں کے سلسلے میں اپنے مامور کنندہ کی جانب سے جیت کر فی الحقیقت حاصل کی۔ مگر آقا اپنے ملازم کے خلاف نقصانات کے مطالبے کا حق دار نہ ہوگا اگر ملازم خلاف شرائط ملازمت کوئی شرط باندھے ہی نہیں۔ (cheshire) بنام (Vaughan) سنہ ۱۹۲۰ء (3 K. B. 240) کیونکہ ایسے معاہدات کی خلاف ورزی سے جو قانوناً کالعدم اور باطل معاہدات کرانے کے لیے ہوں کوئی ہرجہ واقعی یا برائے نام ہو ہی نہیں سکتا۔

[1] 14 Q. B, D. 460.

[2] 30 & 31 Vict. C. 29.

[3] Perry بنام Barnett.) 15 Q. B. D. 388)

(۳) فریقین کا ارادہ

ارادہ غیر اہم شے ہے

اگر موضوع معاہدہ ناجائز فعل ہو تو معاہدہ کالعدم ہوگا اگرچہ فریقین کو یہ نہ معلوم ہو کہ ان کا فعل ناجائز ہے یا یہ کہ انھوں نے قانون شکنی کا ارادہ نہ کیا ہو۔

لیکن اگر معاہدے کی تعمیل کی جاسکتی ہو اور وہ جائز طور پر تعمیل پا جائے تو ایسی صورت میں فریقین کے ارادے کو اہمیت حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ قانون شکنی کا ارادہ نہیں رکھتے تھے اور قانون شکنی فی الحقیقت ہوئی بھی نہیں ہے تو جو رقم معاہدے کی وجہ سے واجب الادا ہوئی ہو وصول کی جاسکے گی خواہ وہ تعمیل جس کا اصل میں ارادہ تھا قانون شکنی کی موجب ہوتی۔

(Morris) نے (Waugh)[1] کے ایک جہاز کو تحریری طور پر مجاز کیا کہ (Trouville) سے لندن گھاس لیجائے بعد یہ طے ہوا کہ گھاس جہاز کے بازو سے دریا ہی میں اتار دی جائے اور (Deptford Creek) میں ایک اسباب اتارنے کی جگہ پر پہنچائی جائے۔ فریقین کو علم نہ تھا کہ کونسل کے ایک حکم[2] کے ذریعے سے اس بات کی ممانعت کی گئی ہے کہ فرانسیسی گھاس اتاری جائے۔ مارس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے خشکی پر لگائے بغیر اسباب جہاز کے بازو سے اتار لیا اور دوسرے ملک کو روانہ کر دیا۔ جہاز اس سے زائد مدت تک رکا رہا جس میں مال اتارا جا سکتا تھا۔ (Waugh) نے اس ہرجے کا دعویٰ کیا جو تاخیر سے سے پیدا ہوا۔ مارس نے جواب دعویٰ میں کہا کہ معاہدے (یعنی (Charter-Party) کی غرض ایک فعل ناجائز یعنی فرانسیسی گھاس کا ساحل پر اتارنا تھا جس کی کونسل کے حکم سے ممانعت کی جا چکی تھی۔ لیکن یہ جواب مسموع نہ ہوا کیونکہ:—

---

[1] Waugh بنام Morris (L. R. 8 Q.B. 202)

[2] تحت ۳۲-۳۳ وکٹوریہ سی ۷۰ دفعہ ۷۵۔

جب معاہدہ کسی ایسے فعل کے کرنے کے لیے ہو جو قانون شکنی کے بغیر تعمیل نہیں پا سکتا تو وہ کالعدم ہے خواہ فریقین قانون سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔ مگر ہمارے خیال میں کسی ایسے معاہدے کو جو جائز طور سے تعمیل پا سکتا تھا اگر اعتبار کالعدم کرنا ہو کہ اس کی ناجائز طور پر تعمیل کرنے کی نیت پائی جاتی تھی، تو یہ ظاہر کرنا ضروری ہوگا کہ قانون شکنی کی نیت تھی۔ ایسی حالت میں قانون سے آگاہی بڑی اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔"[1]

علاوہ ازیں جب صرف ایک فریق قانون شکنی کا ارادہ رکھے تو عام قاعدے میں ترمیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی صورت صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب معاہدہ کسی ایسے کام کے لیے جو فی نفسہ بے ضرر اور جائز ہو مگر وہ کسی ناجائز غرض کی تکمیل کے لیے کیا جائے۔ ہم شاید باطمینان مندرجۂ ذیل قاعدے پیش کر سکتے ہیں :—

بے قصور فریق کا حق معاہدہ کو کالعدم کرنے کے دعوے کے متعلق

اگر بے قصور فریق کو یہ بالکل معلوم نہ ہو کہ معاملے میں شروع سے غرض ناجائز کار فرما ہے، تو وہ اپنی واجب الاداشے کا مستحق ہے اگر (Pearce) بنام (Brooks)[2] میں مدعی کو اپنے گاہک کے اطوار کا کچھ علم نہ ہوتا تو یہ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ وہ اپنے بردہام کا کرایہ نہ پا سکتا۔ جب فریق بے قصور کو معاملے کے مکمل ہونے سے پہلے یا اس کے دوران ہی میں اس کی غرض کے عدم جواز کا علم ہو جائے تو وہ معاہدے کو کالعدم کر سکتا ہے۔

ملبورن نے کاون کو چند کمرے کچھ دنوں کے لیے کرائے پر دیئے بعد میں اسے معلوم ہوا کہ کاون ان کمروں کو ایسی تقریروں کے کام میں لانا چاہتا ہے جو ناجائز تھیں کیونکہ (۹) (۱۰) ولیم سوم سی[3] کے تحت ملحدانہ تھیں۔ اس نے معاہدے کے باقی رکھنے سے انکار کیا۔ قرار دیا گیا کہ وہ انکار کا حق رکھتا ہے۔[4]

---

[1] ۔ رپورٹ مقدمہ کے صفحہ (۲۰۸) پر ملاحظہ ہو۔

[2] L. R. 1 Ex. 213

[3] (Cowan)- بنام Milbourn (L. R 2 Ex 230)

[4] ۔ جس حد تک کاون بنام ملبورن نے فیصلہ کیا کہ مجوزہ لکچر تحت قانونی (۹) (۱۰) ولیم سوم سی[32] ملحدانہ ہونے کے باعث ناجائز ہیں اس حد تک اس کی تنسیخ Secular Society بنام Bowman سنہ ۱۹۱۷ء اے سی[406] سے ہوتی ہے مگر یہ تنسیخ اس اصول کی وقعت کو متاثر نہیں کرتی جو متن میں بیان کیا گیا ہے۔

واقفیت کا اثر اگر فریق بے قصور ناجائز غرض کو معاہدے کے عمل میں لائے جانے سے قبل دریافت کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ معاہدے کو تعمیل پانے دے تو معاہدے کی بنا پر وصول کرنے کا مستحق نہ ہوگا۔ اور رکا ون بنام طبورن کا مدعی علیہ اپنے کمروں کا کرایہ نہ پاسکتا اگر وہ مدعی کے ارادے پر نا واقفیت کی حالت میں کمرے کرائے پر دیتا اور پھر اپنے کرایہ دار کی ناجائز غرض کے ارادے سے آگاہ ہونے کے بعد بھی معاملت کو باقی رہنے دیتا۔

(۴) ناجائز اغراض کی بنا پر جو رقم واجب الادا ہو اس کی کفالتیں

کسی ناجائز اور کالعدم معاملے کی بنا پر واجب الادا یا واجب الادا ہونے والی رقم کی ادائی کی کفالت کے لیے جو تمسکات یا دستاویزات قابلِ بیع و شرا دیے جائیں ان کا جواز کالاً اس امتیاز پر مبنی نہیں ہوتا جو ہم نے معاملات ناجائز اور معاملات کالعدم میں قائم کیا ہے۔

گزرا ہوا معاملہ کفالت بعض وقت کسی ایسے معاملے کے لیے دی جاسکتی ہے جو پوری طرح گزرا ہوا ہو یہاں وہ ابتدائی قاعدہ موثر ہوتا ہے کہ عہود بلا بدل قابل پابندی نہیں جب تک وہ مہری نہ ہوں۔ اس قاعدے کا اطلاق تمسکات اور دستاویزات قابل بیع و شرا پر کرکے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک مہری تمسک جو کسی گزرے ہوئے معاملے کے لیے لکھدیا گیا ہو وہ ایک صحیح عہد سمجھا جائے گا اور چونکہ وہ بلا بدل ہے اس لیے کچھ محرکات (Motives) پر مبنی ہوگا۔ لہذا عدالتیں یہ دریافت نہیں کریں گی کہ ان محرکات کی نوعیت کیا تھی اس طرح وہ تمسک جو سابقہ ناجائز ہم بستری کے بدل میں دیا گیا ہو وہ قابل پابندی ہوگا کیونکہ وہ مہری ہے[۱]۔ اس کے برخلاف جو دستاویز قابل بیع و شرا ایسے بدل کی بنا پر دی جائے، وہ فریقین کی حد تک باطل ہوگی مگر اس لیے نہیں کہ بدل ناجائز تھا

[۱]- Ayerst بنام Jenkins (16 Eq., 275)

بلکہ اس لیے کہ بدل تھا ہی نہیں۔

معاملۂ آیندہ

ان معاملات کے متعلق جو زیر تعمیل یا مجوزہ ہوں ہمیں ایک بے اصول سے اقمیاز سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس کی رو سے ہمارے اغراض موجودہ کے لیے کفالتوں کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔

کفالت مہری

(۱) ہمیں اولاً مہری کفالتوں سے بحث کرنی چاہئے :-

اگر وہ کسی ممنوعہ معاملے کے متعلق دی گئی ہوں تو وہ کالعدم ہیں۔ فشر نے اراضی برجیس[1] کے نام منتقل کی تاکہ وہ لاٹری کے ذریعے سے مکرر بیع کی جائے۔ اس طرح کے معاملے کو قانون[12] جارج دوم سی[28] نے ممنوع قرار دیا ہے اور اس کے لیے سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ اراضی کے انتقال کے بعد برجیس نے عہد کیا کہ زرخرید کا ایک جزو فلاں تاریخ تک ادا کر دے گا۔ ورنہ ششماہی اقساط میں ادا کرے گا۔ اکسچیکر چیمبر نے کوئنس بنچ کے فیصلے کو منسوخ کر کے قرار دیا کہ اس عہد کی تعمیل نہیں کرائی جا سکتی کیونکہ وہ ایک ایسی ادائی کی کفالت میں دیا گیا ہے جو ایک ناجائز معاملت کے نتیجے میں واجب الادا ہوئی تھی اور تمسک اس غرض کی ناجوازی کی وجہ سے داغدار تھا جس کا انجام دینا پیش نظر تھا۔

کفالت معاملۂ مہری اور معاملے کا کالعدم ہونا

یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی معاملہ صرف اس معنے میں ناجائز ہو کہ وہ کالعدم ہے۔ ایسی صورت میں جو کفالت اس کے متعلق دی جائے۔ اس کا وہی اثر ہوگا جو ایسے معاملے کی کفالت کا ہوتا ہے۔ جو پوری طرح گزرا ہوا ہو۔ اگر وہ مہری ہو تو صحیح ہے ورنہ اصل فریقین کی حد تک کالعدم۔

چنانچہ ایک مجلس بلدیہ نے رہن کے ذریعے سے رقم قرض حاصل کی مگر پہلے سے لارڈس آف ٹریژری کی اجازت نہیں حاصل کی۔ اسے میونسپل کارپوریشن ایکٹ[2] کے تحت ناجائز قرار دیا گیا مگر چونکہ اس نے رقم وصول کر لی تھی اور ادائی کا وعدہ مہری تمسک کے ذریعے سے کر لیا تھا، اس لیے اسے اس کے عہد کا پابند قرار دیا گیا اور عدالت نے لکھا :-

---

[1] - Bridges بنام Fisher (3 E. & B. 642.)

[2] - (۵) و (۶) ولیم چہارم سی ۷۶ ۔

"کیا اس ایکٹ میں کوئی ایسی چیز ہے جو کسی مجلس بلدیہ کو اس بات سے روکتی ہو کہ اپنے جائز دیون کی ادائی کا عہد کرے؟ یہ استدلال کیا گیا ہے کہ دفعہ ۹۴ کے تحت ایسا عہد کالعدم ہے۔ مگر حقیقتہً دفعہ میں تو صرف یہ کہا گیا ہے کہ مجلس بلدیہ کا کسی اراضی کو رہن کرنا جائز نہ ہوگا بجز اس کے کہ لارڈس آف ٹریژری اسے منظور کریں اس مقدمے میں منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی۔ تو گو رہن کالعدم ہو سکتا ہے مگر اس کے سبب سے یہ نہیں ہو سکتا کہ بلدیہ اپنے اس عہد کی ذمہ دار نہ ہو جو اس نے زر رہن کی ادائی کے متعلق کیا ہے[1]"

غیر مہری کفالتیں

(ب) اب ہم دستاویزات قابل بیع و شرا سے بحث کرتے ہیں۔ ان کی بحث میں ہمیں اس نقص کے اثر پر غور کرنا چاہیے جو ان (دستاویزات) کی اصل ترتیب میں ہو۔ اور یہ معلوم کرنا ہے کہ اس نقص کا اثر نہ صرف فریقین اصلی کی حد تک بلکہ خود ان دستاویزات کے قابض مابعد پر کیا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں حسب ذیل قاعدے قرار دیئے جا سکتے ہیں:—

ابتدائی فریقین میں کالعدم

(۱) جو دستاویز قابل بیع و شرا کسی کالعدم یا ناجائز معاملے کی کفالت کے لیے مرتب کی جائے یا دی جائے وہ بہرصورت ابتدائی فریقین کے مابین کالعدم ہے۔

چنانچہ ایک پرامیسری نوٹ اس شرط کی ادائی میں دیا گیا جو ۱۸۵۲ء میں محصول (Hop duty) کی مقدار کے متعلق بدی تھی یہ شرط گیمنگ ایکٹ بابت ۱۸۴۵ء کے تحت کالعدم تھی اور عدالت نے واضح طور سے قرار دیا کہ تحریری عہد (نوٹ) اصلی یا ابتدائی فریقین کے مابین بھی کالعدم سمجھی جائے۔ شرط کے ہارنے پر کوئی (قانونی) ذمہ داری عائد نہ ہوتی تھی۔ اور اسی بنا پر تحریری عہد کی ادائی کی کفالت کے لیے کوئی قانونی بدل موجود نہ تھا۔ اس شخص کی حیثیت جس کے حق میں تحریر ظہری لکھی گئی (Indorsee) اور جس نے دعویٰ دائر کیا تھا، اب بیان کی جاتی ہے[2]:—

حق قابض مابعد

(۲) اگر دستاویز اس رقم کی ادائی کی کفالت میں دی جائے، جو

---

[1] (Payne) بنام Mayor of Brecon (3 H. & N. 579)

[2] Fitch بنام Jones (5 E & B. 245)

کسی ناجائز معاملے کی بنا پر ادا طلب ہوچکی ہو یا ہونے والی ہو، تو قابض مابعد دستاویز اس قابلِ بیع وشرا کے اس قاعدے کے فائدے سے محروم رہے گا کہ اس وقت تک بدل کا موجود ہونا فرض کرلیا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنے کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ بدل یا خود وہ یا کوئی اس سے پہلا قابض ادا کرچکا اور یہ کہ وہ اس کے عدم جواز سے مطلق آگاہ نہیں تھا۔ بغیر ان امور کے ثبوت کے وہ رقم وصول نہ کرسکے گا۔

لیکن اگر دستاویز کی اصلیت ایمانداری پر مبنی ہو تو اس کا لکھنے والا یا قبول کرنے والا جواب دہی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تحریر ٹھہری ناجائز بدل کے لیے کی گئی تھی جب تک وہ یہ نہ ثابت کرے کہ اس پر اس معاملے سے مضر اثر پڑا ہے جو سکارنے والے اور اس شخص کے درمیان ہوا ہے جس کی دستاویز سکاری گئی ہے۔[1]

(۳) اگر دستاویز اس رقم کی ادائی کی کفالت میں دی جائے جو کسی کالعدم معاملے کی بنا پر واجب الادا ہوچکی ہو یا ہونے والی ہو تو وہ ابتدائی فریقین کے مابین تو کالعدم ہے، مگر ایک قابضِ مابعد پر محض اس وجہ سے برا اثر نہیں پڑسکتا کہ اصلی معاملہ قانون موضوعہ کی بنا پر کالعدم تھا۔

چنانچہ مقدمہ (Fitch) بنام (Jones) (متذکرۂ بالا) میں دعویٰ اس شخص نے دائر کیا تھا جس کے حق میں ایک (پرامیسری نوٹ) سکارا گیا تھا (indorsee) یہ نوٹ اس شرط کی ادائی میں دیا گیا تھا، جو محصول کی مقدار کے متعلق (Hopduty) بدی تھی۔ اصلی سوال عدالت کے سامنے یہ تھا کہ "آیا مدعی نوٹ کی اصلیت کے ثبوت کے بعد یہ ثابت کرنے کا ذمہ دار ہے کہ اس نے نوٹ کے لیے بدل ادا کیا تھا۔ یا یہ امر مدعیٰ علیہ پر واجب ہوگا کہ وہ ثابت کرے کہ مدعی نے کوئی بدل ادا نہیں کیا۔"

اسی کے متعلق لارڈ (Campbell) نے کہا "میرے خیال میں زیر بحث تحریری عہد نوٹ شروع ہی سے اس عدم جواز کا حامل نہیں سمجھا جاسکتا جو قاعدے میں مذکور ہے۔ نوٹ اس غرض سے دیا گیا تھا کہ ایک معاہدہ شرط بازی کی رقم کی ادائی کے لیے

---

[1] Flower بنام Sadler (10 Q.B.D. 572)

کفالت ہو ....مگر وہ ناجائز نہیں تھی۔ چنانچہ اس طرح کی شرط پر کوئی سزا مقرر نہیں، یہ نہ تو کسی قانون موضوعہ کی خلاف ورزی میں ہے نہ قانون غیر موضوعہ کی البتہ محض کالعدم ہے۔ لہذا بدل کوئی ناجائز بدل نہ ہوگا بلکہ قانوناً اس بات کے مترادف ہوگا کہ کوئی بدل تھا ہی نہیں۔"

(ج) یہ اوپر بیان ہو چکا ہے[1] کہ ۱۸۳۵ء[2] کے گیمنگ ایکٹ کا اثر ان کفالتوں پر جو "کھیلوں اور لہو و لعب" کی شرطوں کے متعلق دی گئی ہوں کیا ہوتا ہے۔ ایسی کفالتوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ ناجائز بدل کے عوض دی گئی ہیں[3]۔ اور اسی وجہ سے شرطوں کی اس قسم کو ایک خاص حیثیت دی گئی ہے۔ شرط باندھنا فی نفسہ ناجائز نہیں بلکہ وہ محض کالعدم ہے۔ لیکن جو کفالتیں ایسی رقم کی ادائی کے متعلق دی جائیں جو چند مخصوص قسم کی شرطوں کی بنا پر واجب الادا ہوتی ہے، ان کی حیثیت خود شرطوں کے مقابل میں بہت بڑی ہوتی ہے چنانچہ ان کا بدل ناجائز سمجھا جاتا ہے، اور اس طرح وہ نہ صرف کالعدم ہیں بلکہ ابتدائی فریقین کے مابین ناجائز بھی ہیں اور عدم جواز کا دھبا قابض مابعد کو بھی متاثر کر دیتا ہے۔ اور اگرچہ اصل معاملہ صرف کالعدم ہوتا ہے مگر قابض مابعد کو ثابت کرنا پڑتا ہے[4] کہ کفالت کا بدل دیا گیا ہے اور اس کے باوجود بھی ممکن ہے کہ وہ رقم کا مستحق نہ قرار دیا جائے تاآنکہ وہ یہ نہ ثابت کر دے کہ وہ اس کفالت کی ابتدا کے عدم جواز سے قطعاً ناواقف تھا[5]۔ اگر اس کے برخلاف کفالت کسی ایسی شرط (Wager) پر دی گئی ہو، جو کھیل اور لہو و لعب کے علاوہ کسی شے سے متعلق ہو۔ تو یہ امر غیر اہم ہے کہ قابض مابعد جس نے بدل دے کر اس

---

[1] باب ہذا کی فصل اول میں پانچ سات صفحوں بعد۔

[2] ۵-۶- ولیم چہارم سی ۴۱۔

[3] یاد ہوگا کہ ابتدائی ایکٹ آف این (۹، این سی ۱۴) نے ان کو پوری طرح کالعدم کر دیا تھا اور تحریر ٹھہری کا بے قصور منتقل الیہ۔ Indorsee جو بدل دے کر اس تحریر کو حاصل کرے بری طرح متاثر ہوتا تھا۔ دفعہ ۵ Betting and Loans (Infants) Act بابت ۱۸۹۲ء کے تحت اسی سختی سے ان لوگوں کو بھی دوچار ہونا پڑتا تھا جو کسی ایسی کفالت کے قابض بیک بیت ہوں جو کسی شخص نے بچپن میں کیے ہوئے معاہدہ قرض کی ادائی کے معاملے میں دی ہو جسے قانون نے کالعدم قرار دیا ہے۔

[4] Tatam بنام Haslar (23 Q. B. D 349)

[5] Lilley بنام Rankin (56 L. J. Q. B. 248)

حاصل کیا ہو اس کی ابتدا اور اصلیت کے حالات سے واقف تھا یا نہیں۔

(۵) کیا وہ شخص جو معاہدے کے ناجائز ہونے سے واقف تھا اس سے بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے

عدم جواز کا علم ابتدا ہی میں رہنا اسے کالعدم کرنے کی وجہ نہیں بن سکتا

اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا کسی ناجائز معاہدے کا کوئی فریق کسی حالت میں اسے بنائے دعویٰ بنا سکتا ہے۔ قاعدہ صاف ہے کہ اس قسم کے معاہدے کا فریق عدالت میں آکر اس بات کی استدعا نہیں کر سکتا کہ اس کی غرض ناجائز کی انجام دہی کا حکم دیا جائے[1] نہ وہ کوئی ایسا مقدمہ دائر کر سکتا ہے جس میں اسے لازماً یہ بتانا پڑے کہ اس کے مطالبے کی اصل بنیاد ایک غرض ناجائز ہے۔ یہ قاعدہ اس صورت میں بھی برقرار رہے گا۔ جب فریقین میں سے کوئی شخص بھی اس بات کا ارادہ نہ رکھتا ہو کہ قانون شکنی کی جائے[2]۔ یہ قاعدہ اس قانونی کلیے کی شکل میں بیان ہوا ہے کہ ("In pari delicto potior est conditio defendentis,,) (یعنی مساوی تعدی میں مدعیٰ علیہ کی حالت مقدم ہو گی) مگر بعض مستثنےٰ صورتیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو ایک ناجائز معاہدے سے جو اس نے کر لیا ہو نجات دلائی جا سکتی ہے یہ وہ صورتیں ہیں جن میں مذکورہ بالا کلیہ منطبق نہیں ہوتا۔ چنانچہ:۔

جب مدعی بھی مساوی مجرم ہو

اس کی تین قسمیں ہیں (۱) معاہدہ اس قسم کا ہو کہ قانون موضوعہ نے

---

[1] Harse بنام Pearl Life Assurance Co., ۱۹۰۴ء (1 K. B. 558)

[2] Taylor بنام Chester (L. R. 4 Q. B. 309)

ایک خاص طبقۂ اشخاص کے (جس سے مدعی تعلق رکھتا ہے) مفاد کے مدنظر ناجائز قرار دیا ہو (۲) مدعی کو فریب یا سخت دباؤ کے ذریعے سے معاہدے پر آمادہ کیا گیا ہو۔ (۳) غرض ناجائز کا کوئی جزو اس وقت تک عمل میں نہ لایا گیا ہو جب کہ اس کی تکمیل کے لیے ادا شدہ رقم یا حوالہ کردہ اسباب کی بازیافت کی درخواست دی گئی تھی۔

(ل) قانون قرضہ دہندگان (Moneylenders Act) بابت ۱۹۰۰ء میں پہلی قسم کی صورتیں بتائی گئی ہیں کسی ایسے ساہوکار سے معاہدہ کرنا جس نے تحتِ قانون اپنی رجسٹری نہ کرائی ہو۔ ناجائز اور کالعدم ہوگا ساہوکار اسی بنا پر رقم قرضہ نہیں وصول کر سکتا۔ مگر چونکہ قانون ان اشخاص کی حفاظت کے لیے منظور رہوا تھا[1] جو ساہوکاروں سے لین دین کرتے ہیں۔ اسی لیے ایک ناجائز معاہدہ کرنے کے باوجود مدیون ان کفالتوں کو واپس پاسکتا ہے۔ جو اس نے ساہوکار کے حوالے کی تھیں[2]۔ البتہ اسے قرض لی ہوئی رقم کی ادائی کے شرائط کا پابند کیا جاسکتا ہے۔

(ب) دو مقدمات کے فیصلے دوسری قسم کی توضیح کر دیں گے (Reynell) بنام (Sprye) میں سرٹامس[3] رینل کو اسپرائی نے فریب سے اس بات پر آمادہ کیا کہ ایک ایسے معاملے کی پیش رفت میں جو مشروط امداد نالش (Champerty) کے تحت ناجائز تھا کچھ جائداد منتقل کرے۔ اس نے چانسری میں درخواست دی کہ انتقال فسخ کیا جائے۔ بحث میں اس بات پر زور دیا گیا کہ فریقین مساوی حیثیت کے مجرم تھے اور اسی بنا پر مدعی کو نالش میں ناکام ہونا چاہیئے۔ مگر عدالت پر ثابت ہوگیا کہ اسپرائی نے معاہدہ کرنے پر مدعی کو فریب سے آمادہ کیا تھا۔ لہذا وہ گلوخلاصی کا مستحق سمجھا گیا اور عدالت نے لکھا[4] کہ:—

"اگر کسی معاہدۂ خلاف مصلحت عامہ یا ناجائز کے فریقین مساوی حیثیت سے

---

[1] (1906. 1 Ch. 740) Dott بنام Bonnard۔

[2] (1907. 1 Ch. 300) National etc. Co. بنام Lodge۔

[3] 1 D. M. & G. P. 660۔

[4] رپورٹ مقدمہ۔ صفحہ ۶۷۹۔

مجرم نہ ہوں (اور وہ ہمیشہ ہوتے بھی نہیں ہیں) اور جب مصلحت عامہ اس بات کی مقتضی سمجھی جائے کہ فسخ معاہدہ کے لیے درخواست دینے کی فریقین میں سے ہر ایک کو یا کم از کم اس فریق کو اجازت دی جائے جو دونوں میں زیادہ قابل معافی ہو تو اس طرح کا انفساخ عمل میں لایا جاتا ہے۔"

(Atkinson) بنام (Denby) میں[1] مدعی نے جو ایک مدیون تھا اپنے دائن سے پانچ شلنگ فی پونڈ پر مصالحت کا ایجاب کیا۔ ڈینبی ایک باثر دائن تھا اور اس کا قبول یا انکار دیگر متعدد دائنوں کی رائے کو متاثر کر سکتا تھا۔ ڈینبی نے مصالحت کو منظور کرنے سے انکار کیا بجز اس کے کہ اٹکنسن اسے مزید پچاس پونڈ دیگر دائنوں کو فریب دے کر ادا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور مصالحت کا انتظام ہو گیا۔ اب اٹکنسن نے پچاس پونڈ کی بازیافت کا اس پر دعویٰ دائر کیا۔ اور دلیل یہ پیش کی کہ اس نے یہ رقم جبر کے تحت اور دیگر دائنوں کو فریب دے کر دی تھی۔ قرار دیا گیا کہ وہ رقم واپس پا سکتا ہے۔ عدالت اکسچکر چیمبر نے عدالت اکسچیکر کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے خیال ظاہر کیا کہ:۔

"یہ بیان کیا گیا ہے کہ دونوں فریق مساوی مجرم ہیں۔ اس میں شک نہیں دونوں نے فعل ناجائز کیا ہے کیونکہ یہ فعل دیگر دائنین سے فریب ہے، مگر یہ مساوی فعل ناجائز (par delictum) نہیں ہے کیونکہ ایک کو ہدایات دینے کا اختیار حاصل تھا اور دوسرے کے سوائے تعمیل کے چارہ نہ تھا۔"

پشیمانی کا موقع (ج) تیسرا استثنا ان مقدمات سے متعلق ہے جن میں رقم کی ادائی یا اسباب کی حوالگی کسی غرض ناجائز کے لیے ہوتی ہے اور وہ پوری نہیں ہوتی۔ اس امر کے متعلق قانون قابل اطمینان طور پر طے نہیں ہوا ہے۔ بہ حالت موجودہ اس کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ (Taylor) بنام (Bowers)[2] میں لارڈ جسٹس (Mellish) نے بیان کیا ہے کہ:۔

"اگر رقم کی ادائی یا اسباب کی حوالگی کسی غرض ناجائز کے لیے ہوئی ہو تو اس طرح ادا کرنے والا یا حوالے کرنے والا شخص غرض ناجائز کی تکمیل سے قبل اس کی بازیافت کا

---

[1] 6 H. & N. 778. 7 H. & N. 934

[2] 1 Q. B. D. 291. 300

مستحق ہے۔ لیکن اگر وہ غرض ناجائز کی تکمیل تک خاموش رہے یا ناجائز معاملے کی تعمیل چاہتا ہو تو ان میں سے کسی صورت میں بھی اس کے دعوے کی سماعت نہیں کی جائے گی۔"

جس مقدمے پر ان الفاظ کا اطلاق ہوا تھا اس میں دائنوں کو فریب دینے کے لیے اسباب کی فرضی تحویل کی گئی تھی۔ مجوزہ فریب سرانجام نہیں پایا اور مدعی نے اسباب اس شخص سے واپس لینا چاہا جس کے نام وہ بعد میں ایک بیعنامے کے ذریعے سے منتقل ہوا تھا۔ قرار دیا گیا کہ وہ اس کا مستحق ہے۔ مگر یہ کہنا مشکل ہے کہ فرضی تحویل 'سوائے غرض ناجائز کی جزئی تعمیل کے' کچھ اور تھی۔ اور یہ شبہہ کیا جاسکتا ہے کہ آیا وہ اصول جو (Taylor) بنام (Bowers) میں بیان ہوا تھا[۱] وہ اس مقدمے کے واقعات پر صحیح طور سے منطبق بھی کیا گیا۔

ناجائز معاہدات کی جزئی تعمیل کے مقدمات

بعد کے مقدمات سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ (Kearley) بنام (Thomson)[۲] میں مسرز ٹامسن نے (جو ایک وکلا کی فرم تھی) عرضی گزار کی جانب سے جو (Clarke) نامی ایک دیوالیے کا دائن تھا' کام کرتے ہوئے (Kearley) سے (جو کلارک کا ایک دوست تھا) معاملہ کیا کہ اخراجات کی ادائی کے بدل میں وہ (وکلا کی فرم) کلارک سے عدالت میں سوالات کرنے نہیں آئے گی اور نہ اس کی رہائی کے حکم کی مخالفت کرے گی۔ فرم نے معاملے کے جزو اول کو سرانجام دیا مگر کلارک کی رہائی کی درخواست دیے جانے سے قبل (Kearley) نے اس رقم کی بازیافت کا دعویٰ کیا جو اس نے ادا کی تھی۔ وجہ یہ ظاہر کی کہ وہ ایک ایسے عہد کا بدل تھی جو انصاف رسانی کو روکنے کے لیے تھا اور یہ کہ معاہدے کی پوری تعمیل نہیں ہوئی۔ عدالتِ مرافعہ نے اپنے فیصلے میں ٹیلر بنام باورس کے فیصلے کی صحت پر شبہہ ظاہر کرتے ہوئے قرار دیا کہ[۳] وہ اس کی بازیافت کا مستحق نہیں اور لارڈ جسٹس (Fry)

ؔ۱۔ 1 Q. B D. 291

ؔ۲۔ 24 Q. B. D. 742

ؔ۳۔ دیکھو رپورٹ مقدمہ صفحہ (۶ لغایت ۷)

نے کہا کہ فرض کرو زید بکر کو ایک سو پونڈ اس معاہدے پر ادا کرے کہ موخرالذکر خالد اور محمود کو قتل کر ڈالے اس نے خالد کو قتل کر دیا مگر محمود کو نہیں۔ کیا رقم کی بازیافت ہو سکتی ہے؟ میرے خیال میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں اس مثال سے موجودہ مقدمے کی توضیح اور تعیین ہوتی ہے۔"[1]

اسی طرح ایک اور مقدمے[2] میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس کی ضمانت کرلے بشرطیکہ وہ رقم ضمانت اپنے ضامن کے حوالے کر دے تاکہ اس کی ممکنہ بدمعاملگی کے خلاف اطمینان حاصل ہے۔ اس نے اپنے ضامن پر اس بنا پر دعویٰ دائر کیا کہ معاہدہ ناجائز تھا اور یہ کہ کسی غرض ناجائز کو سرانجام نہیں دیا گیا ہے (کیونکہ وہ حاضری سے قاصر نہیں رہا) اور یہ کہ رقم ابھی تک بدستور موجود ہے۔ اور یہ کہ وہ اس کو واپس پانے کا مستحق ہے۔ عدالتِ مرافعہ نے (ایک سابقہ فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے) قرار دیا کہ غرض ناجائز کی اسی وقت تکمیل ہو گئی جب مدعی کی جانب سے ضامن کے حق میں ادائی عمل میں آئی جس کے سبب سے ضامن اس بات پر نظر کرنے سے بالکل بے نیاز ہو گیا کہ (مدعی کی جانب سے) اقرارنامہ کی پابندی ہو گی یا نہیں۔

لہذا صحیح قاعدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی ناجائز معاہدے کی جزئی تعمیل ہو جائے تو اس کی تکمیل کے لیے جو رقم ادا کی جائے یا جو اسباب حوالے کیا جائے وہ واپس نہیں مل سکتا۔ مگر اس کا ایک صحیح اور ایک ظاہری استثنا ہے جس کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

ازدواج کی دلالی کے معاہدے۔

(۱) اس کی ایک اچھی مثال میں (گو اس استثنا کا سبب بعید از فہم ہے) (Hermann) بنام (Charlesworth) میں[3] ایک خاتون نے ایک اخبار کے مالکوں کو کچھ رقم ادا کی تاکہ وہ ازدواج کا ایجاب حاصل کریں۔ اشتہارات چھپنے کے بعد مگر ازدواج کی کسی قرارداد سے پہلے اس نے رقم کی بازیافت کا دعویٰ دائر کیا۔ مدعیٰ علیہ کی جانب سے یہ

---

[1] دیکھو رپورٹ مقدمہ صفحہ (۷۸)

[2] Hermann - بنام Jenchner (15 Q. B. D. 561)

[3] ۱۹۰۵ء (2 K. B. 123)

بحث کی گئی کہ چونکہ معاہدے کی جزئی تعمیل ہو چکی ہے اس لیے دعویٰ درست نہیں قرار دیا جا سکتا ہے مگر ماسٹر آف دی رولس کالنس (Collins, M. R.) نے کہا:—

"قانون غیر موضوعہ میں شاید ایک سو برس پہلے تک اس قسم کے معاملوں پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ مگر عدالت نصفت نے مختلف نقطۂ نظر اختیار کیا۔ نتیجۃً عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ نے بھی اس معاملے میں اپنی رائے بدلی اور اسی کے مطابق اپنا طرز عمل معین کیا۔ نصفت کی یہ رائے نہ تھی کہ اس خاص قسم کے معاہدے پر اگر ناجوازی کا دھبا ہو، تو محض بدل کی قطعی غیر موجودگی کی صورت میں دادرسی کی استدعا پر غور کیا جائے۔ لارڈ (Hardwicke) نے مقدمہ (Cole) بنام (Gibson)[1] میں بتایا ہے کہ نصفت اپنے لیے ہر نوبت پر مداخلت کا حق محفوظ رکھتی ہے۔ حتیٰ کہ جب معاہدے کی جزئی تعمیل میں کچھ کام بھی انجام دیا جا چکا ہو نیز اس وقت بھی جب ازدواج ہو چکا ہو"

چنانچہ اس عام اصول کی بنا پر مدعیہ اس بات کی مستحق قرار دی گئی کہ وہ رقم جو اس نے ادا کی تھی واپس پائے۔

مہتمم قمار خانہ کو دی ہوئی رقم

(۲) ایسے بہت سے مقدمات ہیں جن میں رقم جوئے خانے کے مہتمم (Stakeholder) کے پاس رکھوا دی جاتی ہے تاکہ نتیجۂ شرط کی پابندی کی ضامن رہے ایسی صورتوں میں قرار دیا گیا ہے کہ رقم جوئے خانے کے مہتمم سے واپس لی جا سکتی ہے خواہ نتیجۂ شرط متعین ہو چکا ہو یا نہ ہو نیز اس وقت بھی جب رقم جیتنے والے کو ادا کی جا چکی ہو بشرطیکہ قبل ادائی، رقم کو واپس طلب کرنے والا فریق اس کی ادائی سے مہتمم کو منع کر چکا ہو۔

یہ امر کچھ اہمیت رکھتا نہیں معلوم ہوتا کہ جو شرط باندھی گئی وہ کسی ناجائز معاملت کے نتیجے پر مبنی تھی یا نہیں۔ کیونکہ فریقین کی حد تک شرط ایک معاملۂ کالعدم سے بڑھ کر نہیں ہوتی اور نہ ۱۸۹۲ء کا گیمنگ ایکٹ فریقین کے حقوق کو متاثر کرتا ہے۔ اس بارے میں جو قانون ہے اس کی دو نظائر سے وضاحت ہو جائے گی:—

[1] 1 Ves. Sen. 503.

ہیمپڈن[ہ] نے پانچ سو پونڈ والش کے ہاتھ میں دیئے تاکہ زمین کے چپٹے ہونے کی شرط کے نتیجے کی ضمانت رہے۔ وہ شرط ہار گیا مگر رقم ادا ہونے سے پہلے اس نے والش سے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا والش نے وہ رقم جیتنے والے کے حوالے کردی مگر وہ ہیمپڈن کو رقم واپس کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔

پیرسن[لہ] نے ایک لاٹری جاری کی جس کا نام "نامعلوم لفظ کا مقابلہ" (Missing word) Competition تھا:۔ ایک جملہ شائع کیا گیا جس کا آخری لفظ نہیں لکھا گیا تھا اور عام اعلان کیا گیا کہ جو شخص ایک شلنگ کے ہمراہ ایک موزوں لفظ جملے کی خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے تجویز کرکے بھیجے اور وہ لفظ صحیح ہو، تو وہ (اور ایسے تمام لوگ) اس رقم میں جو اس طرح جمع ہوگی حصہ دار رہیں گے۔

صحیح لفظ کا تعین بالکل غیر یقینی کر دیا گیا تھا۔ متعدد بند لفافے جن میں اس لفظ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کیے گئے تھے ان میں سے ایک کو یونھی اتفاق سے مقابلہ بند ہونے کے بعد کھولا گیا اس میں مطلوبہ لفظ درج تھا۔

اس قسم کی لاٹری (۲۴م) جارج سوم۔ سی۔ (۱۱۹) کی رو سے ناجائز اور قابل تعزیر تھی مگر مختلف مقابلہ کنندوں کی حد تک وہ ایک سادہ جوا تھا جس میں ہر شخص نے ایک ایک شلنگ مہتمم قمارخانہ کے پاس جمع کرادیا تھا۔ تاکہ اس کے مجوزہ لفظ کے صحیح ہونے کے متعلق ضمانت کے طور پر کام آسکے۔

ایک مقابلے میں (۲۳) ہزار پونڈ جمع ہوئے اور صحیح لفظ بتانے والوں کی تعداد ایک ہزار تین سو اٹھاون (۱۳۵۸) تھی مگر قبل اس کے کہ ان کا حصہ انھیں ادا کیا جاتا مقابلے کے ناجائز ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ اور رقم عدالت میں داخل کردی گئی۔ (Stirling J.) جسٹس اسٹرلنگ کی رائے میں معاملہ لاٹری ہونے کی بنا پر ناجائز تھا اور اسی لیے عدالت اس فنڈ کی تقسیم میں مدد نہیں دے سکتی تھی۔ البتہ ہر شریک اپنا شلنگ پیرسن سے واپس لے سکتا تھا۔ جسٹس اسٹرلنگ نے پوری رقم پیرسن کو واپس دلانے کا حکم دیا تاکہ

ہ۔ Hampden بنام Walsh (1 Q. B. D. 189)

لہ۔ Barclay بنام Pearson (1893. 2 Ch. 154)

وہ جائز مطالبات کی بازیابی کر سکے

یہ نظائر ریڈ بنام انڈرسن یا کریے بنام ٹامسن کے اصول کے معارض نہیں ہیں۔ ان مقدمات میں رقم گویا ایک کارندے کے حوالے کی جاتی ہے تاکہ اصل (Principal) کی ہدایت کے مطابق تقسیم کرے۔ جس شخص سے یہ کام متعلق کیا جاتا ہے اس کی حیثیت محض ایک مہتمم (Btakeholder) کی ہوتی ہے اور وہ اس وجہ سے نقصان نہیں اٹھا سکتا کہ اس کا اختیار فسخ کر دیا گیا[1]۔ اور خود شرط جو موضوع معاملہ ہے وہ صرف کالعدم ہے نہ کہ ناجائز۔[2] اس لیے شرط اس لاٹری کے عدم جواز سے متاثر نہیں ہوگی جو تمام مقابلہ کرنے والوں کو شرط کے لیے یکجا کرنے کا موجب ہوئی۔ ۱۸۹۲ء کا گیمنگ ایکٹ بھی مہتمم (Btakeholder) کی ذمہ داریوں کو متاثر نہیں کرتا۔

(۶) معاہدات جو مقامِ انعقاد میں جائز مگر انگلستان میں ناجائز ہوں۔

ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ جو معاہدہ اپنے مقامی قانون (Proper law) کے تحت صحیح ہو انگلستان کی عدالتوں میں قابل ارجاع نالش ہو سکتا ہے۔ تا اینکہ ایک معاہدہ غلاموں کی خرید اور حوالگی کا برازیل میں کیا گیا تھا جس کی تعمیل بھی وہیں ہوتی تھی۔ دو ججوں کے اختلاف کے باوجود بغلبۂ آرا قرار دیا گیا کہ انگلستان میں یہ معاہدہ قابل ارجاع نالش ہے کیونکہ مقامِ انعقاد میں جائز تھا اور انگریزی قانون میں اس کی صریح ممانعت موجود نہ تھی۔[3]

---

[1] Hastelow بنام Jakson (8 B. and C. 225)

[2] Burge بنام Ashley and Smith (1900 1 Q.B. 744)

[3] Santos بنام Illidge (8 C. B., N. S. 861)

مگر جن ججوں نے یہ رائے اختیار کی انھوں نے بیان کیا کہ اگر معاملہ قانون انگلستان میں جرم ہوتا اور پارلیمنٹ کے ایکٹ کی رو سے اس کی مانعت کی گئی ہوتی تو ایسی صورت میں اس کی تعمیل نہیں کرائی جاسکتی تھی خواہ فریق ثانی اپنے ملک کے قانون کی رو سے اس طرح کا معاہدہ کیوں نہ کرسکتا ہو۔ اس جانب اشارہ نہیں کیا گیا کہ غلامی خلاف اخلاق اور اتنا سخت جرم ہے کہ اس کی خرید اور حوالگی کے کسی معاملے پر انگریزی عدالتیں غور نہیں کرسکتیں۔ اس کی سند موجود ہے کہ قانون موضوعہ کی مانعت سے کم درجے کے شرائط کی موجودگی میں بھی انگریزی عدالتیں ایک ایسے معاہدے کی تعمیل سے انکار کریں گی۔ خواہ وہ اپنے مقامی قانون (Proper law) کے لحاظ سے صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

ہوپ بنام ہوپ[1] میں ایک معاملہ فرانس میں اس غرض سے کیا گیا تھا کہ سازش کے ذریعے سے طلاق حاصل کی جائے۔ طلاق کی کارروائی انگلستان میں کرائی جانے والی تھی۔

(Grell) بنام (Levy)[2] میں ایک معاملہ جو فرانس ہی میں کیا گیا تھا اس غرض کے لیے ہوا کہ ایک اٹارنی جو انگلستان میں وکالت کررہا تھا اپنے موکل کا دین وصول کرے اور آدھی رقم خود لے لے۔

دونوں صورتوں میں عدالت نے معاملے کے نفاذ سے انکار کیا۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ ہر ایک صورت میں معاملہ انگلستان میں تعمیل پانے والا تھا اور ایک میں انصاف رسانی میں مزاحمت ہوتی تھی اور دوسرے میں نہ صرف امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) کا ارادہ تھا بلکہ انگلستان کے ایک افسر عدالت نے کیا تھا۔

اس کے برخلاف (Saxby) بنام (Fulton)[3] میں قرار دیا گیا مونٹی کارلو میں جوا کھیلنے کے لیے (جہاں جوا جائز ہے) جو رقم قرض دی گئی تھی اسے انگلستان میں واپس حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مختلف انگریزی قوانین موضوعہ سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ

---

[1] ـ 8 D. G. & M. 781.

[2] ـ 16 C. B., N. S. 73.

[3] ـ 2 K. B. 208 ۱۹۰۹ء

"مجلس وضع قوانین کا منشا یہ ہے کہ رجحان قماربازی کے بعض مخصوص مظاہرات کے مقابل میں سخت گیری کرے۔ لیکن اس نے کوئی مستقل مصلحتِ عامہ نہیں قایم کی ہے جو ہر اس معاملے سے جس کا تعلق شرط یا بازی سے ہو مجروح ہوتی ہو۔ مگر ۱۸۳۵ء کے گیمنگ ایکٹ کے تحت کسی ایسے چک کی بنا پر کوئی نالش نہیں ہو سکے گی[1] جو غیر ممالک میں جوے میں ہاری ہوئی رقم کی ادائی کے لیے لکھا گیا ہو۔ خصوصاً اس وقت جب کہ چک انگلستان میں ادا طلب ہو۔ حالانکہ اگر نالش محض بربنائے بدل کی جاتی یعنے رقم قرضہ کے لیے تو بہ ظاہر کامیابی ہو جائے" نتیجہ کسی قدر متناقض معلوم ہوتا ہے"[2]

(kaufman) بنام (gerson)[3] کا مقدمہ زیادہ مشکل ہے۔ مدعی علیہا مسز گرسن کا شوہر فرانس میں رہتا تھا اور وہاں وہ اس رقم میں تصرف کر کے ذاتی استعمال میں لے آیا جو اسے اور کسی غرض کے لیے دی گئی تھی اور قانون فرانس کی روسے اس پر تعزیری کارروائی کی جاسکتی تھی۔ کاوف مان نے استغاثے کی دھمکی دی اور مسز گرسن نے عہد کیا کہ اگر وہ اپنی دھمکی کے مطابق عمل نہ کرے تو وہ اسے ایک معینہ رقم دے گی۔

اس قسم کا معاملہ قانون فرانس کی روسے صحیح ہے۔ مگر عدالتِ مرافعہ (انگلستان) نے قرار دیا کہ اس کی روسے جو رقم واجب الادا ہوئی تھی وہ انگلستان میں ناقابل وصول ہے۔ کیونکہ جو اخلاقی دباؤ زوجہ پر ڈالا گیا اس کا منشا ان کارروائیوں سے مصالحت کرنا تھا جن سے اس کے شوہر کی بدنامی تو ہوتی مگر [جن کا عدالت میں چلنا] "اصل مفادِ عامہ یا مفادِ اخلاق کے لیے ضروری خیال کیا جاتا ہے"

یہ صحیح ہے کہ جو معاملہ اس قسم کے اخلاقی دباؤ سے حاصل کیا جائے جو مذکورۂ بالا معاملے میں ڈالا گیا ہے، وہ اگر انگلستان میں اور انگریزی استغاثے کو روکنے کی غرض سے کیا جائے، تو درست نہ قرار دیا جائے گا۔ مگر جس فوجداری کارروائیوں سے زیر بحث معاملے کے

---

[1] - Moulis بنام Owen (۱۹۰۷ء 1 K. B. 746)

[2] - (Societe Anonymedes grands Etabhssments) بنام Baumgart (96 L P K B 789)

[3] - 1904. 1 K.B. (C. A.) 591

[4] - William. بنام Pay ley (L. R. 1 H.L. 200)

ذریعے مصالحت کی گئی وہ فرانسیسی عدالت کی کارروائیاں تھیں گو جس رقم کی ادائی کا معاملہ کیا گیا تھا وہ انگلستان میں وصول کی جانے والی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی عدالتیں ہر صورت اپنے لیے اس بات کے فیصلے کا حق محفوظ رکھیں گی کہ آیا کسی مدعی کا طرز عمل ایسا ہے کہ وہ اس معاہدے کے نفاذ کا مستحق نہ قرار دیا جائے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نامناسب ذرائع سے کیا گیا ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ اس معاملے میں غیر ممالک کے قانون کی کیا رائے ہے۔ مگر "اصلی مفاد عامہ یا مفاد اخلاق" کا سوال جو کاوفمان بنام گرسن میں پیدا ہوا تھا وہ یقیناً اس سے بہت کم معلوم ہوتا ہے جو سانتوس بنام ایلیج میں پیدا ہوا جس میں غلاموں کی خرید و فروخت تھی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ موخر الذکر مقدمہ اب اگر پیش ہو تو انگلستان میں اس پر شاید مختلف فیصلہ ہوگا۔

اس طرح بحیثیت مجموعی یہ کہنا غالباً غلط نہ ہوگا کہ جو معاہدہ مقام انعقاد معاہدے کے قانون اور مقام تعمیل معاہدے کے قانون کے لحاظ سے درست ہو تو انگلستان میں اس کی تعمیل کی درخواست دی جا سکتی ہے بجز اس صورت کے کہ وہ مصلحت عامہ یا اخلاق عامہ کے انگریزی تصورات کے معارض[۱] ہو۔ لیکن اگر معاہدے کی تعمیل انگلستان میں ہونے والی ہو تو انگریزی مروجہ قاعدے موثر ہوں گے۔



[۱] Dynamit Aktien Gesellschaft بنام Ro. Tinto (1918 A.C, 260, 298.

حصۂ سوم

معاہدے کا اثر

اب ہم یہ بحث کریں گے کہ ایک معاہدۂ جائز کے تشکیل پانے کے بعد اس کے کیا اثرات ہوتے ہیں اور یہ دریافت کریں گے کہ وجوب کس پر عائد ہوتا ہے معاہدے کے تحت حقوق و ذمہ داریاں کس پر عائد ہوتی ہیں۔

اس کے بعد مزید سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ حقوق اور ذمہ داریاں معاہدے کے ابتدائی فریقین کے سوا کسی اور پر منتقل کی جا سکتی یا منتقل ہو سکتی ہیں؟

اس سوال کے جواب میں ہم دو عام قاعدے پیش کر سکتے ہیں:-

(۱) فریقین معاہدہ کے سوا کوئی اور شخص نہ اس کا پابند ہو سکتا ہے اور نہ اس کے تحت کوئی استحقاق رکھ سکتا ہے۔

(۲) بعض حالات کے تحت وہ حقوق اور ذمہ داریاں جو معاہدے سے پیدا ہوتی ہیں اصلی فریقین کے سوا کسی اور شخص یا اشخاص پر (الف) فریقین کے فعل سے (ب) یا قاعدہ ہائے قانون کے ذریعے سے جو چند موقعوں پر اثر کرتے ہیں منتقل ہو سکتی ہیں۔

پہلی نظر میں معلوم ہوتا ہے کہ چند مستثنیات کو چھوڑ کر یہ دو قاعدے ایک ہی قاعدہ ہیں لیکن یہ درحقیقت مختلف ہیں۔ فریقین اپنے اقرار کے ذریعے سے اپنے سوا کسی اور شخص پر اس اقرار کے متعلق کوئی حقوق یا ذمہ داریاں عاید نہیں کر سکتے لیکن وہ چند طریقوں سے اور چند حالات کے تحت اس وجوب سے جو اس طرح پیدا ہوتا ہے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ اور یہ وجوب ان اشخاص پر عاید ہو جاتا ہے جو معاہدے کے تحت ان کے حقوق اور ذمہ داریاں قبول کر لیتے ہیں۔

چنانچہ (۱) اگر زید کوئی معاہدہ بکر سے کرتا ہے تو ان کا معاہدہ خالد پر نہ تو کوئی ذمہ داری عاید کرتا ہے اور نہ حقوق عطا کرتا ہے۔

(۲) لیکن بعض حالات ایسے ہیں جن کے تحت زید یا بکر اپنی جگہ بحیثیت ایک فریق معاہدہ کے خالد کو قائم مقام کر سکتے ہیں اور بعض حالات ایسے ہیں جن کے تحت اس قائم مقامی کو نافذ کرانے کے لیے قانون عمل کرتا ہے:

باب ہشتم

معاہداتی وجوب کے حدود

معاہدہ شخص ثالث کو حقوق عطا نہیں کرتا

یہ ایک قاعدۂ کلیہ ہے کہ ایک شخص جو فریق معاہدہ نہیں ہے وہ ان حقوق اور ذمہ داریوں میں شریک نہیں کیا جاسکتا جو معاہدے سے پیدا ہوتی ہیں (وہ نہ دعویٰ کرسکتا ہے اور نہ اس پر دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔) اور یہ قاعدہ ہمارے تصور معاہدہ کا جزو لاینفک ہے۔ معاہدہ دو یا زیادہ اشخاص کے مابین ایک ایسا اقرار ہے جس سے ایک وجوب پیدا ہوتا ہے اور یہ اشخاص اس کے پابند ہو جاتے ہیں اگر وجوب کی یہ صورت ہو کہ الف ب سے یہ وعدہ کرے کہ وہ ج کو کوئی فائدہ عطا کرے گا تو ج کے تعلقات اس وجوب سے غیر متاثر رہیں گے وہ اس وعدے کا فریق نہیں تھا اس لئے وہ اس اقرار کے ذریعے پیدا شدہ رشتۂ قانونی (vinculum juris) کا بھی پابند نہیں ہے اور اس قانونی تعلق کی خلاف ورزی اس فریق کے حقوق کو متاثر

نہیں کر سکتی جو اس میں کبھی شریک نہ کیا گیا ہو۔

اور نہ ذمہ داری عاید کرتا ہے

اور نہ الف اور ب کے مابین جو اقرار ہوا اس کے ذریعے سے ج پر ذمہ داری عاید کی جا سکتی ہے وجوب کی دوسری صورتوں کے مقابل میں معاہدۂ انفرادی آزادی پر جو قید عاید کرتا ہے وہ رضامندی پر مبنی ہوتی ہے اور اس کو وہی لوگ عائد کرتے ہیں جو معاہدے کے تابع ہوتے ہیں یعنے یہ اقرار کی پیداوار ہے۔ اصل اور کارندے کے تعلق کو ایک حیثیت سے ان قواعد کا استثنا قرار دیا جا سکتا ہے بہرحال اس پر بحث کرنے کے لئے ایک علیحدہ باب کی ضرورت ہے۔

امین اور موتمن لہٗ

معاہدے کی طرح امانت میں بھی یہ امر مشترک ہے کہ یہ بھی عموماً اقرار سے پیدا ہوتی ہے اور منجملہ اور اغراض کے اس کی ایک غرض وجوبات کا پیدا کرنا ہوتا ہے اگر ہم امانت کو کلیتہً معاہدے کی بنا پر قائم کر سکتے تو ہم یہ کہہ سکتے کہ یہ اس قاعدہ کلیہ کا ایک اصلی اور حقیقی مستثنیٰ ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے اس میں شک نہیں کہ امانت کو وجود میں لانے والا اور امین بذریعۂ اقرار ایسے حقوق کو وجود میں لاتے ہیں جن کو ایک شخص ثالث یعنے موتمن لہٗ نافذ کرا سکتا ہے لیکن اس بحث سے امانت کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے کیونکہ معاہدے میں اور اقرار کی دوسری صورتوں میں یہ فرق ہے کہ معاہدے کا براہ راست اور واحد مقصد وجوب کو پیدا کرنا ہوتا ہے۔ معاہداتی وجوب میں اور وجوب کی دوسری صورتوں میں خاص فرق یہ ہے کہ یہ ان فریقین کے ارادی فعل سے پیدا ہوتا ہے جن پر کہ وجوب عائد ہوتا ہے۔ امانت اور وہ وجوب جو امانت سے پیدا ہوتا ہے ان خصوصیات میں سے کسی کا حامل نہیں۔ جس اقرار کے ذریعے سے امانت پیدا ہوتی ہے اس کے مقاصد وجوبات پیدا کرنے کے علاوہ اور بھی ہوتے ہیں اور ان مقاصد میں انتقال جائداد اور منتقلی مابعد بھی شامل ہوتے ہیں۔ امین اور موتمن لہٗ کے مابین جو وجوب پایا جاتا ہے وہ اس کے فریقین کے فعل سے وجود میں نہیں آتا۔ معاہداتی اور امانتی وجوب کی مشابہت کو معلوم کرنے کے بعد آخر الذکر کو بحث سے خارج کر دینا بہتر ہے۔

(۱) کسی شخص پر اس معاہدے کے تحت ذمہ داریاں عائد نہیں ہوتیں جس کا وہ فریق نہیں تھا؛

معاہدہ شخص ثالث پر ذمہ داری عائد نہیں کرتا

دو اشخاص اگر باہم کوئی معاہدہ کریں تو وہ اس کے ذریعے کسی تیسرے شخص پر ذمہ داریاں نہیں عائد کر سکتے۔ مسز تھاملنسن نے الف کو جو دلالوں کی ایک کوٹھی ہے لندن سے امسٹرڈم سامان منتقل کرنے کے لئے ملازم رکھا (الف) نے اتھما لنگ سے معاہدہ کیا کہ باربرداری کا پورا کام اس کے ہاتھ میں دیدیگا۔ اتھما لنگ نے اپنا کام انجام دے کر مسز تھاملنسن پر اپنے اخراجات اور کمیشن کے لئے دعویٰ کیا۔ قرار دیا گیا کہ مسز تھاملنسن ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ ان میں اور اتھما لنگ میں کوئی معاہداتی تعلق نہیں تھا یعنے کوئی ایسی تحریر، الفاظ یا طرز عمل نہیں تھا جو ان میں اور اتھما لنگ میں اس معاملے کی نسبت تعلق پیدا کرتا۔ اس کل کاروبار کو انجام دینے کے لئے انھوں نے (الف) کو مقرر کیا تھا اور اس کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا ہے کہ مدعی علیہم نے کبھی اس کاروبار کو انجام دینے کے لئے انھیں کسی اور شخص کو مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا۔ مدعی علیہم صرف (الف) سے اس کام کی انجام دہی کی توقع کرتے تھے اور (الف) کو یہ حق تھا کہ مدعی علیہم سے معاوضے کی توقع کرے اور کسی اور شخص کو یہ حق نہ تھا؛

کیا معاہدہ شخص ثالث پر کوئی فرض عائد کرتا ہے۔

کوئی معاہدہ کسی ایسے شخص پر وجوب عائد نہیں کر سکتا جو فریق معاہدہ نہ ہو تاہم دیگر اشخاص پر گو وہ اس وجوب سے خارج رہتے ہیں، یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بلا کسی کافی وجہ کے معاہدے کی تعمیل میں مداخلت نہ کریں۔ فرض سے مراد ایک ضرورت ہے۔ جو ان حقوق کے احترام کے متعلق جن کو قانون منظور کرتا ہے

تمام اشخاص پر یکساں عائد ہوتی ہے اور ہم "وجوب" کی اصطلاح کو اس خاص تعلق کے لئے مخصوص کر سکتے ہیں جو کسی جماعت کے متعین افراد کو ایک دوسرے کے مقابل میں ذمہ دار بناتا ہے۔

لمبی[1] نے جو ایک ناچ گھر کا منتظم تھا ایک گانے والی کو اپنے تھیٹر میں گانے کے لئے ملازم رکھا کہیں اور اس کو گانے کی اجازت نہ تھی۔ گائی نے اس کو معاہدہ شکنی کی ترغیب دی۔ بنابرآں نالش کی گئی اور یہ بحث کی گئی کہ ایک فریق معاہدہ کسی ایسے شخص پر نالش کر سکتا ہے جو دوسرے فریق کو معاہدہ شکنی کی ترغیب دے۔ اور یہ کہ اگر یہ عام قاعدہ قابل قبول نہ ہو سکے تو بھی ملازم کو اپنے آقا کی ملازمت ترک کرنے کی ترغیب دینے کے متعلق نالش ہو سکتی ہے۔

ملازم اور آقا کے خاص تعلقات

مالک اور ملازم کے تعلق سے ہمیشہ مالک کو ایسے شخص کے خلاف حق نالش حاصل ہوتا رہا ہے جو اس کے ملازم کو بہکا کر لے جاتا ہے لہذا عدالت کو دو سوالات کا جواب دینا پڑا۔ کیا معاہدہ شکنی کا باعث ہونے پر نالش دائر ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو مالک اور ملازم کے معاہدے پر جو خاص قاعدہ منطبق ہوتا ہے کیا وہ کسی تھیٹر کے منتظم اور ایکٹروں پر بھی منطبق ہو سکتا ہے جن کو یہ مقرر کرتا ہے؟

عدالت کی اکثریت نے اس سوال کا جواب اثبات[2] میں دیا ہے اور یہ ۱۸۵۴ء کا واقعہ ہے۔

۱۸۸۱ء تک اس قسم کا کوئی مقدمہ دائر نہیں ہوا تھا جب کہ باومن بنام ہال[3] کا مقدمہ عدالت مرافعہ کے روبرو پیش ہوا اس میں تصفیہ طلب امور بالکل وہی تھے جو لمبی بنام گائی میں تھے عدالت کی اکثریت نے اس سوال سے قطع نظر کر کے کہ آیا مالک

---

[1] Lumby v Gye 2 E, & B. 216

[2] جسٹس کولرج نے جو مفصل اختلافی فیصلہ لکھا ہے اس میں اس نے اس استثنا سے بحث کی ہے جو بظاہر قانون آقا و ملازم نے انگلستان کے قانون غیر موضوعہ (کامن لا) میں پیدا کر دی ہے اور ایک مفصل تاریخی بحث میں اسے قانون مزدوران (statutes of Labourers) سے جا ملایا ہے اور اسے ناٹک کے تماشہ کرنے والوں سے غیر متعلق قرار دیا ہے۔

[3] 6 D.B.W, 333

اور ملازم کا تعلق فریقین کے حقوق پر موثر ہوتا ہے' یہ قرار دیا کہ جب کوئی شخص فریقین

معاہدہ شکنی کی ترغیب

میں سے ایک کو معاہدہ شکنی کی اس نیت سے ترغیب دیتا ہے کہ دوسرے کو نقصان پہنچے یا اپنے لیئے کوئی فائدہ حاصل کرے تو وہ قابل نالش فعل ناجائز کا مرتکب ہوتا ہے

اُن دونوں صورتوں میں وجہ تحریک کا سوال پیدا کیا گیا اور معاہدہ شکنی کی ترغیب کو قابل نالش بنانے کے لیئے ججوں نے نقصان پہنچانے کی نیت کو ضروری سمجھا ہے اس رائے سے کوئن بنام لیدم (Quinn v. Leathem) میں اختلاف کیا گیا ہے جہاں لارڈ میکناٹن (Lord Macnaghton) نے قانون کو حسب ذیل طریقے سے بیان کیا ہے :- ''جو فیصلہ لمبے بنام گائی (Lumby v. Gye) میں صادر ہوا ہے وہ اس بنا پر صحیح نہ تھا کہ بدنیتی کا قصد پایا گیا تھا (میرے خیال میں نالش کا یہ منشا نہ تھا) بلکہ اس بنا پر کہ عمداً کسی قانونی حق کی خلاف ورزی کرنا ایک بنائے دعویٰ ہے اور یہ کہ ایسے معاہداتی تعلقات میں مداخلت کرنا جس کو قانون تسلیم کرتا ہو قانونی حق کی خلاف ورزی ہے بشرطیکہ ایسی مداخلت کے لئے کوئی کافی وجہ جواز نہ ہو'' (فیصلہ صفحہ ۵۱۰)

South Wales Miners Fedration v. Glamorgan Coal Co.

کے مقدمہ میں کوئی بدنیتی یا بدخواہی نہیں بتلائی گئی تھی اور مدعیٰ انجمن نے ایسے حالات کے تحت جن کو وہ نیک نیتی سے اگرچہ غلطی کی بنا پر کافی وجوہ سمجھتی تھی متعدد کان کھودنے والوں کو معاہدہ شکنی کا مشورہ دیا اور اس پر عمل کرایا''

یہ قرار دیا گیا کہ وہ قابل نالش فعل ناجائز کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس مقدمہ برائم لو بنام کیا شن میں یہ قرار پایا کہ معاہداتی تعلقات میں دخل دہی کے معقول وجوہ پائے جاتے تھے۔

یا معاہدہ نہ کرنے کی ترغیب دینا

(الف) کو یہ ترغیب دینا کہ وہ (ب) سے معاہدہ شکنی کرے اور الف کو یہ ترغیب دینا کہ وہ (ب) سے معاہدہ نہ کرے ان دونوں میں ایک بیّن فرق ہے۔ کوئی شخص جو دوسرے شخص کو معاہدہ شکنی کی ترغیب دیتا ہے گویا وہ ایسے فعل کی ترغیب دیتا جو بذات خود قابل نالش ہے لیکن چونکہ معاہدہ کرنے سے انکار کیا جائے تو کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہوتی

1 Ch. 302 ء (1901) A. C. 495 ء

اس لئے جب (الف) کو یہ ترغیب دیجائے کہ وہ (ب) سے معاہدہ نہ کرے تو اس ترغیب کو قابل نالش ہونے کے لئے ناجائز ہونا چاہئے۔ جیسے جبر او رتخویف یا جب کہ ایک سے زیادہ اشخاص کسی ایک شخص کو مضرت پہنچانے کی سازش کریں کیونکہ "متعدد اشخاص دق کر سکتے ہیں اور جبر کر سکتے ہیں خواہ ایک تنہا شخص ایسا نہ کر سکتا ہو"[1]

بہر حال یہ موضوع قانون ٹارٹ کا جزو ہے نہ کہ قانون معاہدہ کا[2]۔

لیکن قانون نزاعات تجارتی ۱۹۰۶ء (Trade Dispute Act) اور قانون نزاعات تجارتی وانجمن ہائے پیشہ وران ۱۹۲۶ء (Trade Dispute and Trade Unions Act) کے اثرات اس سلسلے میں قابل ملاحظہ ہیں۔

لیکن ملحوظ رہے کہ جب (الف) نزاع تجارتی کے خیال سے یا اس کو ترقی دینے کے لئے (ب) کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ وہ (ج) سے معاہدہ شکنی کرے تو یہ قابل ارجاع نالش نہیں ہے بجز اس کے کہ نزاع مقاطعہ یا اخراج جماعت کی شکل میں ہو جو قانون انجمن ہائے پیشہ وران ۱۹۲۶ء کے ذریعے سے خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ بہر حال نزاعات تجارتی کے علاوہ دوسری صورتوں میں قانون حسب بیان بالا برقرار رہتا ہے۔

(۲) کوئی شخص ایسے معاہدے کے تحت حقوق حاصل نہیں کر سکتا جس کا وہ فریق نہیں ہے۔

معاہدے سے شخص ثالث کو حقوق عطا نہیں کیے جاسکتے

اس قاعدے کے مقابل میں جس پر ہم ابھی بحث کر رہے تھے قاعدۂ ہذا کی زیادہ تشریح کی ضرورت ہے۔ لارڈ ہالڈین نے ڈنلاپ بنام سلفرج میں کہا ہے[3] "ہمارے قانون انگلستان میں چند اصول بنیادی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ صرف وہی شخص جو فریق معاہدہ ہے بربنائے معاہدہ دعویٰ کر سکتا ہے ہمارا قانون شخص ثالث کے حق نالش (Jus Quæsitum textio) سے نابلد ہے جو معاہدے

---

[1] Quinn v. Leathem, [1901] A. C. at p. 538.

[2] Sorrel v. Smith [1925] A. C. 700.

کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ ایسا حق جائداد کی طرح عطا ہو سکتا ہے مثلاً امانت کے تحت لیکن ایسے شخص کو جو معاہدے سے تعلق نہیں رکھتا یہ حق عطا نہیں ہو سکتا کہ وہ معاہدے کی تعمیل بالتخصیص (in personam) کرائے"۔

یہ امر خلاف عقل ہے کہ (ج) اس معاہدے کا پابند قرار دیا جائے۔ جو (الف) اور (ب) کے مابین منعقد ہوا ہو۔ لیکن اگر (الف) اور (ب) ایک معاہدہ کریں۔ جس میں (ب) (ج) کو کچھ فائدہ پہنچانے کا عہد کرے اور تینوں رضامند ہو جائیں کہ ایک واقعی فریق معاہدہ کے حقوق (ج) کو حاصل ہو جائیں یا اگر (الف) اور ایک مجموعہ اشخاص جن کو ہم (ب) سے تعبیر کرتے ہیں ایک معاہدہ کریں تو یہ مناسب ہوگا کہ (ج) ان تمام اشخاص کی جانب سے دعویٰ کر سکے جو (ب) کہلاتے ہیں۔ اگر (الف) (ب) سے ایک عہد کرے جس کا بدل یہ ہو کہ ج کو (ب) کی جانب سے فائدہ پہنچایا جائے تو اس سے (ج) کو حق نالش حاصل نہیں ہوگا انگریزی قانون کا یہی قاعدہ ہے۔[۲]

ایسٹن نے (الف) سے عہد کیا کہ اگر (الف) اس کا کام انجام دے گا تو وہ کچھ رقم پرائس کو عطا کرے گا یہ کام انجام پا گیا اور پرائس نے رقم کے لئے ایسٹن پر دعویٰ کیا۔ یہ قرار دیا گیا کہ وہ رقم حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ فریق معاہدہ نہیں تھا۔ عدالت کوئنس بنچ (Queen's Bench) کے ججوں نے اپنے فیصلے میں انھی وجوہ کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے چیف جسٹس لارڈ ڈینمان نے کہا کہ مدعی نے اس عہد کے لئے "کوئی بدل نہیں بتلایا جو اس کی طرف سے مدعی علیہ کے لئے مقرر کیا گیا ہو" جو اس کی جانب سے مدعی علیہم سے کیا گیا تھا۔ لیٹل ڈیل جج نے کہا ہے کہ "مدعی اور مدعی علیہ میں کوئی تعلق معاہدہ ظاہر نہیں کیا گیا" ٹانٹن جج نے کہا ہے کہ "یہ اس امر سے مطابقت رکھتا ہے جو بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مدعی اس معاملے سے بالکل لاعلم رہا ہوگا جو (الف) اور مدعی علیہ کے مابین ہوا ہے"۔ اور پیٹسن جج نے کہا ہے کہ "مدعی سے کوئی عہد نہیں ہوا تھا"۔

اس فیصلے کے اصول کو بعد میں (M.C. Gruther v. Pitcher)[۳] کے مقدمے پر

---

[۱] [1915] A. C. 847, 853

[۲] (Price v. Easton, 4 B & A. D. 433) [۳] [1904] 2 ch. 306

منطبق کیا گیا ہے ایک پیٹینٹ اشیائے تجارتی کے مالک کے اجازت یافتہ شخص نے اپنے اجازت نامہ کے تحت ہر ایک ڈبے کے اندر ایک مطبوعہ کاغذ چسپاں کر دیا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ بیع کی ایک شرط یہ ہے کہ اس شئے کو ایک مخصوص قیمت سے کم پر فروخت نہ کیا جائے اور یہ کہ " اگر کوئی خریدار ان اشیا کو قبول کرلے تو متصور ہوگا کہ یہ اشیا انھی شرائط کے مطابق اس کے ہاتھ فروخت کی گئی ہیں اور یہ کہ وہ بائع سے یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ ان شرائط کا پابند رہے گا "۔ ایک خریدار نے جس نے کارخانہ دار کے کارندے سے اُن اشیا کو خریدا تھا جلر فروشی ہیں اس مخصوص قیمت سے کم پر فروخت کیا اور کارخانہ دار نے اس کو اس فعل سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ یہ قرار دیا گیا کہ دعویٰ اس وجہ سے ناکام رہتا ہے کہ کارخانہ دار یہ نہیں ثابت کرسکا کہ اس میں اور اس جلر فروش میں کوئی معاہدہ ہوا تھا۔

مقدمہ میک گروتھر بنام پیچر کا مدعی کسی پیٹینٹ دار کی حیثیت سے اس بات کا دعویٰ نہیں کر رہا تھا کہ اس کے پیٹینٹ کی خلاف ورزی کو روکنے کے لیئے کوئی حکم امتناعی صادر کیا جائے بلکہ وہ صرف ایک ایسا شخص تھا جسے ایک پیٹینٹ شدہ سامان کو بنانے اور بیچنے کا اجازت نامہ حاصل تھا۔ اسی لئے اسے یہ ضرورت تھی کہ وہ اس امر پر تکیہ کرے کہ اس نے اس سامان کی فروخت ثانی پر ایک شرط لگانی چاہی تھی اور یہ کہ مدعا علیہ اس سامان کے خریدتے وقت اس شرط سے باخبر ہوچکا تھا۔ مگر، جیسا کہ لارڈ جسٹس رومر (Romer L. J.) نے کہا: " کوئی بائع اپنے اسباب کی کامل و مکمل فروخت پر اس طرح کوئی شرط نہیں عائد کرسکتا اور اسباب کے کسی حصے پر یا اس کے ڈبے پر اس نام نہاد شرط کے چھاپ دینے سے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس اسباب کا ہر خریدار مابعد اس شرط کی پابندی پر مجبور ہے اور یہ کہ اگر وہ اس کی پابندی نہ کرے تو اس پر بائع اصلی مقدمہ دائر کرسکتا ہے۔ یہ علانیہ طور سے غلط ہے۔ کوئی شخص شرائط کو اسباب کے ساتھ اس طرح سے جاری و ساری نہیں کرسکتا "۔ اگر پیٹینٹ دار مدعی ہوتا تو وہ اس شرط کے نافذ کرانے میں کامیاب ہوسکتا مگر یہ بھی ایک ایسی بنا پر جس سے قانون معاہدے کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک پیٹینٹ دار کو قانون نے اس امر کا حق دیا ہے کہ بلا شرکت غیرے اپنی ایجاد کی ساختگی، استفادہ، استعمال اور فروخت عمل میں لائے۔ موجد کی اجازت کے بغیر کوئی اور شخص اس پیٹینٹ شدہ سامان کو بیچنے کا

حق نہیں رکھتا۔ اور موجد اس اجازت میں جو شرطیں چاہے عائد کر سکتا ہے۔ اس طرح کا معاملہ ایسی کسی شرط پر منحصر نہیں ہوگا جو اسباب کے ساتھ جاری و ساری رہے یا اس کے ساتھ ملصق رہے۔ اس کا انحصار صرف اس اجازت نامہ کے حدود پر ہوگا جو پیٹنٹ دارنے اسباب سے ابتداً علیحدہ ہوتے وقت عطا کیا ہو۔[1]"

حقیقت میں مقدمۂ میگ گرو تھر بنام بچر کے فیصلے کے اصول اور پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے حال میں طے کئے ہوئے مقدمۂ اسٹراٹ کونا اسٹیم شپ کمپنی بنام ڈومی نین کول کمپنی[2] کے فیصلے اصول میں کوئی واقعی تصادم نہیں ہے۔ مقدمۂ آخر الذکر میں اس منقولے کی توثیق کی گئی جو مقدمہ (Dr. Mattos v. Gibson) [3] میں لارڈ جسٹس نائٹ بروس نے بیان کیا تھا جو یہ ہے:۔

معقولیت اور انصاف کا تقاضا معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک عام قاعدے کی حد تک، اگر کوئی شخص ہبہ یا خرید کے ذریعے کسی سے کوئی جائداد حاصل کرے اور اسے اس سابقہ معاہدے کا بھی علم ہو جو جائز طور پر اور ایک قیمت رکھنے والا بدل دے کر اس نے کسی تیسرے سے کیا ہو جس کا مقصد یہ ہو کہ جائداد ایک خاص غرض کے لئے اور ایک خاص طریقے سے ہی کام میں لائی جائے، تو جائداد کا حاصل کرنے والا معاہدے کے خلاف اور معاہدے کے منافی اس شخص ثالث کو مادی نقصان پہنچاتے ہوئے اس جائداد کو اس طور سے کام میں نہیں لاسکے گا جو دینے والے یا بیچنے والے کے لئے درست نہ ہوتا ہو۔"

مقدمۂ اسٹراٹ کونا میں ڈومی نین کمپنی نے ایک طویل عرصے کے لئے ایک جہاز کرایہ پر لے لیا تھا۔ مالکوں نے وہ جہاز اسٹراٹ کونا کمپنی کے ہاتھ فروخت کردیا اور اس نے اسے کرایہ نامہ کی اطلاع کے ساتھ خرید کیا مگر اس کا عذر یہ تھا کہ چونکہ اس میں اور ڈومی نین کمپنی میں کوئی معاہداتی تعلق نہ تھا اس لئے کرایہ نامہ کی تعمیل اس پر واجب نہیں جوڈیشل کمیٹی نے

[1] اقتباس از لارڈ جسٹس کزنس ہارڈی صفحہ ۳۱۲ [2] سنہ ۱۹۲۶ع A. C. 108, [3] 4 De G. & J. 276

واضح کیا کہ اسٹراٹ کو ناکمپنی جہاز کے خرید تے وقت اس امر کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی کرایہ نامہ کا احترام اس پر واجب ہے "یہ معاملہ ایسا نہیں ہے جس میں اسباب فروخت شدہ کے استعمال پر اثر انداز ہونیوالے ایک معاہدہ کے وجود کی صرف اطلاع رہی ہو بلکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اس نے جائداد کو صراحت کے ساتھ تحت شرائط (Sub-condicioue) قبول کیا تھا "۔ جوڈیشل کمیٹی نے اس کے بعد یہ بتایا کہ یہ معاملہ اس نظریئے کے تحت آتا ہے جو استعمال اراضی کے متعلق مقدمہ (Tulk) بنام (Moxhay) کے ذریعے قائم ہو چکا ہے اور یہ کہ چاہے معاملہ اراضی کا ہو یا اشیا کا، اصول ایک ہی ہے:

"اس چارۂ کار میں نصفتی اغراض کے لئے یہ چارہ کار ہوتا ہے کہ ان افعال کے خلاف حکم امتناعی جاری کیا جائے جو اس معاہدے کے خلاف ہوں جس کی اطلاع کے ساتھ اراضی حاصل کی گئی ہو"۔ جوڈیشل کمیٹی نے کہا کہ کرایہ نامہ کی اطلاع کے ساتھ جن لوگوں نے جہاز خرید کیا وہ صاف طور پر یہ حیثیت رکھتے تھے کہ معنوی طور پر وہ امین ہیں اور ان پر ایسے واجبات عائد ہیں جن کے متعلق کوئی عدالت نصفت یہ اجازت نہ دے گی کہ ان کی خلاف ورزی کی جائے۔ اور جوڈیشل کمیٹی نے ایک حکم امتناعی صادر کر کے اسٹراٹ کو نا کمپنی کو کرایہ نامہ جہاز کی مدت نفاذ میں جہاز کے ایسے استعمال سے روک دیا جو اس استعمال کے منافی ہو جس کا ذکر کرایہ نامۂ جہاز میں کیا گیا تھا۔

اس مقدمہ اور مقدمۂ میک گرو تھر بنام پیکر کی قسم کے مقدمات میں فرق ہے۔ اوّل تو نالش کسی ایسے بائع نے نہیں دائر کی جس نے اپنی جائداد مکمل طور پر بیچ دی ہو اور ایک تحدید قائم کرنے والا بیان اس کے استعمال کرنے والے پر عائد کرنے کی کوشش کی ہو۔ بلکہ نالش ایک ایسے فریق نے دائر کی جو جائداد کی بیع سے قبل اس بات کا مستحق ہو چکا تھا کہ اسے اس جائداد میں ایک باقی اور جاری رہنے والا مفاد حاصل رہے۔ یہ فرق اصولی ہے۔ کیونکہ سوال چاہے کسی اراضی کے استعمال کرنے والے کا ہو یا کسی شے کے، "یہ ضروری ہے کہ موضوع معاہدہ میں ایک مفاد باقی رہے تاکہ مذکورہ معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی کے خلاف حکم امتناعی جاری کیا جا سکے"۔ دوسرے، جس چارۂ کار کی خواہش کی گئی تھی، وہ صرف یہ تھا کہ ایک حکم امتناعی جاری کر کے استعمال کنندۂ جائداد کو ایسی چیز سے روکا جائے جو پہلے سے پائے جانے والے ایک ایسے مفاد کے منافی ہو

L. C. C. v. Allen, [1914] 3 K. B. 642 ؎۲ 2 ph. 777 ؎۱

جس کے تحت بائع نے اس جائداد کو بیع کیا تھا، اور مشتری نے اسے خریدا تھا۔ اس میں تعمیل منقص کی کوئی کوشش نہ تھی نہ ہی ہرجہ بربنائے نقض معاہدہ کسی ایسے شخص سے طلب کیا جارہا تھا جو فریق معاہدہ نہ تھا۔ خریدار کی حیثیت حقیقت میں یہاں ویسی ہی تھی جیسی پٹے میں منتقل الیہ عودی کی ہوتی ہے جو اراضی کو کسی موجودہ پٹے کے تابع ہی خرید سکتا ہے۔

مجوزہ ترمیمات اس قاعدے پر شبہات ظاہر کئے گئے ہیں کہ دو صورتوں میں کوئی شخص ایسے معاہدے کے تحت حقوق حاصل نہیں کرسکتا جس کا وہ خود فریق نہ ہو ہم ان دونوں پر غور کریں گے اور ہم دیکھیں گے کہ اصل قاعدہ بہر حال قائم رہتا ہے۔

(الف) ایک زمانے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اگر وہ شخص جس کو معاہدے کے تحت فائدہ پہنچتا ہے، معاہدلہ سے قریبی خونی رشتہ رکھتا ہو تو اس کو حق نالش حاصل ہوگا۔ اس رائے کے خلاف میں (Tweddle v. Atkinson) کا مقدمہ[1] قطعی ہے۔

(الف) اور (ب) نے نکاح کیا اور نکاح کے بعد (ج) اور (ھ) میں جو علی الترتیب ان دونوں کے باپ تھے یہ معاہدہ ہوا کہ ہر ایک کچھ رقم (الف) کو ادا کرے اور (الف) کو اس رقم کے لئے دعویٰ کرنے کا حق رہے گا۔

(ج) اور (ھ) کی وفات کے بعد (الف) نے (ھ) کے منتظمین ترکہ پر رقم معہودہ کے لئے دعویٰ کیا یہ تجویز ہوئی کہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا (Whitman) نے کہا کہ:-

"چند قدیم[2] فیصلہ جات سے اس اصول کی تائید ہوتی نظر آتی ہے کہ کوئی شخص جس کو بدل معاہدہ سے کوئی تعلق نہ ہو وہ بربنائے معاہدہ دعویٰ رجوع کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ اس فریق کا قریبی رشتہ دار ہو جس نے بدل ادا کیا ہے اور یہ کہ وہ بدل کا فریق تصور کیا جاسکتا ہے ان میں سے قوی ترین نظیر وہ ہے جس کا حوالہ بورن بنام مسن[3] میں دیا گیا ہے جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ایک طبیب کی بیٹی اس عہد کی بنا پر دعویٰ کرسکتی ہے جو اس کے باپ سے اس امر کے متعلق کیا گیا ہو کہ اگر وہ کسی خاص مرض کا ازالہ کردے تو اس کی بیٹی کو کچھ رقم دی جائے گی۔ لیکن اس اصول کی تائید میں کوئی جدید نظیر موجود نہیں ہے اس کے برخلاف یہ اب تسلیم کرلیا گیا ہے کہ کوئی شخص جو بدل معاہدہ سے تعلق نہ رکھتا ہو معاہدے سے متمتع نہیں ہوسکتا خواہ یہ معاہدہ اسی کے فائدہ کے لئے کیا گیا ہو۔"

نفع رسانی کا نظریہ (ب) نصفت کے ججوں نے بعض اوقات صریح الفاظ میں یہ بیان کیا ہے کہ

---

[1] B. &.S. 393 [2] ص ۳ بر صفحہ ۳۹۷ - [3] 1 Ventre, 6.

جب کوئی رقم منجانب (الف) (ب) کے فائدے کے لیے قابل ادا ہو تو اس معاہدے کے تحت (ب) اسی طرح دعوی کرسکتا ہے کہ گویا معاہدہ خود اس سے ہوا ہے"[1]

یہ سوال زیادہ تر ایسی صورتوں میں پیدا ہوا ہے[2] جہاں کسی ایسی کمپنی کی جانب سے معاہدہ کیا گیا ہو یا کام انجام دیا گیا ہو جو ابھی وجود میں نہ آئی ہے اور کمپنی تشکیل پانے کے بعد (ان وجوہ کی بنا پر جن سے آگے باب ۱۹ میں بحث کی گئی ہے) ایسے معاملات کو منظور نہ کرسکتی ہو تو کمپنی کو پابند کرنے کے لیے قیام کمپنی کے شرائط میں ایک فقرے کا اضافہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ نظماء کو یہ اختیار حاصل ہو جائے کہ وہ شرائط معاہدہ کی تکمیل کریں یا ان لوگوں کو رقم ادا کریں جنھوں نے کام انجام دیا ہے یا کمپنی کو وجود میں لانے کے لیے رقم دی ہے۔

قانون غیر موضوعہ کے ججوں نے ہمیشہ یہ ہی قرار دیا ہے[3] کہ جس شرط سے جس شخص ثالث کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے اسے کوئی حق نالش حاصل نہیں ہوتا اور ان کے فیصلہ جات نے اس امر کو اصولی حیثیت سے واضح کر دیا ہے کہ ایک شخص ثالث کب دعوی کرسکتا ہے اور کب نہیں کرسکتا۔

ایک کمپنی کے قیام کے شرائط میں یہ مندرج تھا کہ[4] مدعی کو اس کے مدامی مشیر قانونی کی حیثیت سے لازم رکھا جائے اس نے کمپنی پر یہ دعوی کیا کہ اس کو لازم نہ رکھنے سے نقض معاہدہ ہوا۔

اس قسم کے مقدمے پر غور کرتے وقت ہم کو شرائط قیام کمپنی میں اور یادداشت شراکت میں امتیاز کرنا چاہئے[5] یادداشت میں وہ شرائط مندرج ہوتے ہیں جو کمپنی کو جماعت سند یافتہ کے اختیارات عطا کرتے اور ان کو محدود کرتے ہیں شرائط قیام کمپنی سے اس کے اراکین کے باہمی حقوق کو منضبط کرتے ہیں (Lord Cairns) نے کہا کہ شرکاء کے مابین وہ ایک اقرار ہے اور اس رائے کے مطابق اگر تمہیدی الفاظ کا فقرہ ۱۰۱ پر اطلاق کیا جائے تو یہ فریقین کے مابین ایک معاہدہ بن جاتا ہے کہ وہ مدعی کو لازم رکھیں گے۔ اب جس حد تک اس کا تعلق ہے یہ معاملہ اشخاص غیر کے مابین ہوا اور مدعی اس کا فریق نہیں ہے یہ فقرہ

---

[1] Tourche v. Metropoletan, Ware-Hansing, Co. B. Ch. 671.

[2] Spiller v. Paris Skating Rink, 7 Ch. D. 368.

[3] Melhado v, Porto Alegre Railway Co , L. R. 9 C, P. 503,

[4] Eley v, Positive Assurance Co, 1 Ex, D. 88.

[5] Ashbury Carriage, Co, v. Riche, L, R. 7 H. L. at p. 667.

یا تو ایک شرط ہے جو اراکین کو پابند کرتی ہے یا نظما کے لئے ایک حکم ہے ہر صورت میں یہ معاملہ نظما داور حصہ داروں کے مابین ہوا ہے نہ کہ ان کے اور مدعی کے مابین ہے لہذا شرائط قیام کمپنی صرف فریقین شرائط کو پابند کرتے ہیں اور مدعی رقم حاصل نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ (Jessel M. R.) نے امپیریس انجینیرنگ کمپنی کے مقدمۂ[۱] میں توضیح کی ہے کہ یہ خیال کہ ایک شخص جس کو فائدہ حاصل ہونا چاہیئے بربنائے معاہدہ نصفتی حقوق حاصل کرتا ہے اس واقعہ سے پیدا ہوتا ہے کہ دو شخصوں میں ایک ایسا اقرار وقوع میں آئے کہ ان میں سے ایک فریق شخص ثالث کے لئے امین بن جائے۔

شخص ثالث صرف موتمن لہ کی حیثیت سے مستحق ہے

پس کرایہ نامۂ جہاز میں عام طور پر یہ شرط مندرج رہتی ہے کہ کچھ کمیشن اس دلال کو ادا کیا جائے گا جس کے ذریعے سے یہ کرایہ نامہ تکمیل پایا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خود دلال بھی مالک جہاز سے علحدہ معاہدہ کرتا ہے اور اس کے شرائط کے متعلق کرایہ نامہ سے شہادت دستیاب ہوسکتی ہے لیکن وہ اس معاہدے کی بناء پر دعویٰ نہیں کرسکتا ہے جو کرایہ نامۂ جہاز میں مندرج ہے بہرحال یہ ایک علدرآمد ہے جس کی بناء پر ایک جہاز کو کرایہ پر لینے والے نے مالک جہاز پر دلال کے امین کی حیثیت سے دلال کے زر کمیشن کا دعویٰ کیا تھا (Affreteur Reunis v. Walford)[۲] میں دارالامرا نے اس کی توثیق کی (Murray v. Flavell) اور (Rotheram Alum Co.)[۳] کے مقدمات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوسکے گا کہ اس سوال کا تصفیہ کہ کسی خاص مقدمے میں امانت قائم کی گئی ہے یا نہیں محض تعبیر پر منحصر ہے۔

غیر سند یافتہ کمپنیوں اور ایسی جماعتوں کی صورت میں جو اپنے تمام اراکین کے نام سے نالش کرنے سے اجتناب کرنا چاہتی ہیں اس قاعدۂ کلیہ کو توڑنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اس مقصد کے لیے وہ اپنے معاہدات میں یہ شرط مندرج کرتی ہیں کہ ان کے حقوق نالش ان کے منیجر یا کارندے کو حاصل ہوں گے (Gray v. Pearson)[۴] میں ایک (Mutual Assurnce Co.) کے منیجروں کو جو اس کمپنی کے اراکین نہیں تھے کمپنی کے اراکین نے بذریعۂ مختارنامہ مجاز کیا تھا کہ وہ ان معاہدات کی بنا پر دعویٰ کریں جن کو وہ کمپنی کی جانب سے بحیثیت کارندوں کے وجود میں

---

[۱] 1 Ch. D. 125 — [۲] [1919] A. C. 801

[۳] 25 Ch. D. 89, 103 — [۴] L.R.S.C.P. 568

لائے تھے۔ انھوں نے ایک معاہدے کی بناء پر جو اس طرح وجود میں لایا گیا تھا دعویٰ کیا۔ قرار دیا گیا کہ وہ نالش نہیں کر سکتے محض اس وجہ سے کہ (یہ ایک ایسی وجہ ہے جس کا اطلاق نہ صرف اس ملک میں بلکہ ہر صحیح ضابطے پر ہوتا ہے) حقِ نالش حقیقۃً اسی شخص کو حاصل ہے جس کے حق کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔

اس قسم کی جماعتوں کو جو دشواریاں درپیش ہوتی ہیں ان کا واضعانِ قانون (پارلیمنٹ) نے اکثر صورتوں میں ازالہ کر دیا ہے۔ بعض کمپنیاں اور جماعتیں کسی شخص کو نامزد کر سکتی ہیں اور اسی شخص کے نام سے دعویٰ کر سکتی ہیں اور اسی شخص کے نام سے ان پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔[۲]

اور جوڈیکیچر ایکٹ کے عطا کردہ اختیارات کے تحت (Supreme Court) نے جو قواعد مرتب کئے ان میں مندرج ہے کہ "جب کسی ایک معاملے میں متعدد اشخاص کا مفاد مشترک ہو تو ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص دعویٰ کر سکتے یا ان پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے یا عدالت ان کو مجاز کر سکتی ہے کہ وہ اس طرح مفاد رکھنے والے تمام اشخاص کے فائدے کے لئے یا ان کی جانب سے اس معاملے میں جواب دہی کریں[۳]"۔

اس قاعدے کے تحت کوئی ایسا شخص قائم مقام کی حیثیت سے دعویٰ کر سکتا ہے جسے خود بھی وہی حق یا وہی شکایت ہو جو ان اشخاص کو ہے جن کی قائم مقامی کا یہ مدعی ہے مثلاً متعدد اشخاص (Covent Garden Market) میں میوے کی کاشت کرنے والوں کی حیثیت سے ایک خاص قانون کے تحت دوکان لگانے کے حقوق مرجح کا ادعا کرتے تھے[۴] یہ قرار دیا گیا کہ وہ میوے کی کاشت کرنے والوں کی کل جماعت کی جانب سے دعویٰ کرنے کے مجاز ہیں اس قاعدے کا مقصد عدالت چانسری کے گذشتہ عملدرآمد کو عدالت عالیہ کے

[۱] ازجسٹس Willes بر صفحہ نمبر ۵۷۸

[۲] اس طرح کے قوانین یہ ہیں:-

7. Geo. IV. c. 46 relating to Joint Stock Banking Companies.

7. Will, IV and Vict. c. 73 relating to Chartred Companies.

34 & 35 vict. c 31 relating to Trade Unions.

59 & 60 Vict. c 25, relating to Friendly Societies;

اور متعدد صورتوں میں جو کمپنیاں پارلیمنٹ کے خصوصی قوانین کے ذریعہ قائم ہوئی ہیں اُن کو بھی قانوناً یہ حق حاصل رہتا ہے۔

[۳] آرڈر نمبر ۱۶ رول نمبر ۹

[۴] Duke of Bedford V. Ellis [1901] A.C .1.

ہر شعبے میں جاری کرنا تھا، اور یہ ایسے اشخاص تک محدود نہیں ہے جو کوئی مشترکہ حق استفادۂ مالکانہ رکھتے ہیں۔

لیکن گو (الف)، (ب) سے معاہدہ کرکے (ج) کو نہ حقوق عطا کرسکتا ہے نہ اُس پر ذمہ داریاں عائد کرسکتا ہے پھر بھی (الف)، (ج) کی قائم مقامی اُس معاہدۂ ملازمت کی بنا پر کرسکتا ہے جو اُن دونوں کے مابین وقوع میں آیا ہے تاکہ وہ اُس کے قائم مقام یا نمائندے کی حیثیت سے (ب) سے گفت و شنید کرسکے۔ قائم مقامی کے لیے ایسا تقرر معاہدہ کارندگی کہلاتا ہے۔ آئندہ ایک باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ قانون معاہدہ کی کتاب میں کارندگی کو ایک موزوں جگہ دینے میں کس قدر دشواری ہے اُس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قائم مقامی کے ذریعے سے معاہداتی وجوب کی توسیع کی گئی ہے لیکن یہاں اس پر بحث ایک غیر موزوں جملۂ معترضہ ہوجائیگی لہٰذا اس موضوع کو خاتمۂ کتاب پر اُٹھا رکھنا مناسب ہے۔



باب نہم

انتقال معاہدہ

انتقال معاہدہ ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ معاہدہ بجز اُن اشخاص کے کسی پر موثر نہیں ہوتا جو اس کے فریق ہوتے ہیں لیکن بعض حالات کے تحت یہ فریقین معاہدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور دوسرے لوگ اُن کی جگہ لے لیتے ہیں اب ہمیں یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ کس طرح اولاً خود فریقین کے یا کسی ایک فریق کے فعل سے اور ثانیاً قانونی احکام کے اثر سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔

فصل اول۔ انتقال معاہدہ فریقین کے فعل سے

اس موضوع کا یہ حصہ بھی دو اقسام میں منقسم ہو جاتا ہے ذمہ داریوں کی منتقلی اور حقوق کی منتقلی۔ ہم ان سے اسی ترتیب کے ساتھ بحث کریں گے۔

(۱) ذمہ داریوں کی منتقلی

ذمہ داریاں منتقل نہیں ہوسکتیں معاہد اپنی ذمہ داریوں کو جو معاہدے کے تحت پیدا ہوں منتقل نہیں کر سکتا۔

یا اُس کے برعکس معاہد لہٗ کو معاہد یا شخص ثالث مجبور نہیں کر سکتا کہ معاہد کے سوا کوئی اور شخص معاہدے کی تعمیل کرے تو اُس کو قبول کرلے۔

یہ قاعدہ عقل سلیم اور سہولت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک شخص کو یہ جاننے کا حق ہے کہ معاہدے کے تحت اپنے حقوق کی تکمیل کی کس سے توقع رکھے۔ رابسن اینڈ شارپ بنام ڈرومنڈ کے مقدمے[1] میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ شارپ نے ڈرومنڈ کو ایک گاڑی سالانہ کرایہ پر پانچ سال کے لیے دی اور ہر سال اس کو رنگنے اور مرمت کرنے کا وعدہ کیا۔ رابسن درحقیقت شارپ کا حصہ دار تھا لیکن ڈرومنڈ نے صرف شارپ سے معاہدہ کیا تھا۔ تین سال کے بعد شارپ کاروبار سے علٰحدہ ہوگیا اور ڈرومنڈ کو اطلاع دی گئی کہ آیندہ سے گاڑی کی مرمت کا ذمہ دار رابسن ہوگا اور وہی رقوم وصول کرے گا۔ اُس نے رابسن سے معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا اور گاڑی واپس کردی یہ قرار دیا گیا کہ وہ

اس قاعدے کی وجہ

ایسا کرنے کا مجاز تھا۔ اور لارڈ ٹنٹرڈن (Tenterden) نے کہا:-

"مدعی علیہ کو ممکن ہے معاہدہ کرنے کی اس لیے ترغیب ہوئی ہو کہ اس کو شارپ پر ذاتی اعتماد تھا لہٰذا شارپ کے یہ کہنے سے کہ معاہدے کی تعمیل اس سے ناممکن ہے، مدعی علیہ کو یہ حق تھا کہ اگر کوئی اور شخص تعمیل کرے تو اُس پر اعتراض کرے اور وہ یہ کہنے کا مجاز ہے کہ اُس نے صرف شارپ سے معاہدہ کیا تھا نہ کہ کسی اور شخص سے"۔

اس قاعدے کے نمایاں مستثنیات

اس قاعدے کے چند مستثنیات بھی ہیں چنانچہ فریق حقدار کی رضامندی سے ذمہ داری منتقل کی جا سکتی ہے۔ یہ درحقیقت ایک معاہدے کی تنسیخ ہے اور اُس کی جگہ ایک جدید معاہدے کی تشکیل، جس میں وہی افعال مختلف فریقین انجام دیتے ہیں[2]، اُس کو تجدید Novation کہتے ہیں اور یہ صرف فریقین کے باہمی اقرار سے وقوع میں آسکتی ہے۔ تجدید کبھی جبری نہیں ہو سکتی۔

یا اسی طرح اگر (الف) (ب) کے لیے کچھ کام کرنے کا وعدہ کرتا ہے جس میں

[1] 2 B & A 306

[2] Kemp V. Boerset man, (1906) 2 K. B. at P. 618

کسی خاص مہارت کی ضرورت نہیں ہوتی[1] اور یہ بھی ظاہر نہ ہوتا ہو کہ (الف) کو کسی ذاتی قابلیت کی بنا پر منتخب کیا گیا ہے۔ اور (الف) کسی اپنے برابر ہی قابل شخص سے یہ کام لیتا ہے تو (ب) کو کوئی عذر نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ کام اچھی طرح انجام نہ دیا گیا ہو تو (الف) ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا اور نہ (الف) کے سوا کوئی اور شخص معاوضے کے لیے دعویٰ کر سکتا ہے۔

لہٰذا[2] ایسے معاہدات کی بنا پر جو دعاوی رجوع ہوں ان میں ابتدائی معاہد کو بھی فریق ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ جن معاہدات میں معاہد کی خاص قسم کی ذاتی قابلیت کی ضرورت ہو ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ منتقل نہیں کیے جا سکتے گو شاید یہ کہنا بہت زیادہ صحیح نہ ہو بہر حال منتقل نہ کیے جا سکنے کا مطلب یہ نہیں جس طرح ان معاہدات کو منتقل نہیں کیا جا سکتا جن میں خصوصی اور شخصی واجبات عائد ہوتے ہیں اسی طرح ان معاہدات کو بھی جن میں شخصی اور خصوصی واجبات نہ ہوں، منتقل نہ کیا جا سکے یعنی واجبات کا بار ایک شخص کی جگہ کسی دوسرے قائم مقام معاہد پر نہ ڈالا جا سکے۔ بلکہ مطلب صرف یہ ہے پہلی صورت میں (جہاں شخصی خصوصی مہارت کی ضرورت نہ ہو) معاہد اس بات پر تکیہ کر سکتا ہے کہ کسی اور شخص کے فعل کو خود اپنی تعمیل سمجھ لے۔ اس کے برخلاف دوسری صورت میں (جہاں خصوصی مہارت کی ضرورت ہو) ایسا نہیں کر سکتا۔ ایسی صورتوں میں بادی النظر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی فریق معاہدہ نے معاہدے کو منتقل کر دیا ہے لیکن درحقیقت وہ کسی اور شخص کے ذریعے

[1] British Waggon Co. v. Lea, 5 Q.B.D., 149.

[2] Tolhurst's case, [1902] 2 K.B. 660, 669

معاہدے کی "نیابتی تعمیل" کرتا ہے[1] لیکن لفظ "انتقال" کو ججوں نے فریقین معاہدہ کے اس قسم کے معاملے کے قانونی اثر کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ ابتدائی فریق معاہدہ اپنے معاہدے کا اب بھی ذمہ دار رہتا ہے[2] اور اس کو ہمیشہ اس نالش کا فریق بننا ہوتا ہے جو اس معاہدے کی بنا پر دائر ہو۔

اسی بنا پر رابسن بنام ڈرومنڈ میں عدالت نے خیال کیا کہ نیابتی تعمیل کے بالمقابل شخصی تعمیل فریقین میں منعقدشدہ معاہدے کا اصل اصول ہوتی ہے۔ لیکن ایک بعد کے مقدمے میں یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ رابسن بنام ڈرومنڈ میں اس قاعدے کا اطلاق کرنے میں عدالت نے "اس کی اس انتہائی حد تک توسیع کی ہے جتنا ممکن تھا۔" اس مقدمے میں پارک گیٹ واگن کمپنی نے (جو نالش میں شریک مدعی تھی)[3] اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ مدعیٰ علیہ کو واگنوں کی ایک تعداد کرایے پر دے گی اور ان کی مرمت بھی کر دیا کرے گی پارک گیٹ کمپنی برخاست ہو گئی اور اس نے مذکورہ اقرار برٹش کمپنی پر منتقل کر دیا مدعیٰ علیہم نے دعویٰ کیا کہ وہ معاہدے کو ختم شدہ قرار دے سکتے ہیں چنانچہ انھوں نے برٹش کمپنی کے خدمات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا عدالت نے مقدمۂ رابسن بنام ڈرومنڈ میں اور اس مقدمے میں اس بنا پر امتیاز کیا کہ مقدمۂ ہذا میں مدعیٰ علیہم اس بات کو کوئی خاص اہمیت نہیں دے سکتے کہ مرمت کا کام پارک گیٹ کمپنی ہی انجام دے۔ جب تک پارک گیٹ کمپنی باقی رہے اور برٹش کمپنی کے ذریعے واگنوں کی مرمت

---

[1] British Wagon Co. v. Lea 5 Q B.D. 149.

[2] Griffith v. Tower Publishing Co. [1897] 1 Ch. 21

[3] British Waggon Co v. Lea 5 Q.B.D. at p 149

کے متعلق اپنی ذمہ داری کو انجام دینی ہے' اس وقت تک
ہماری رائے میں مدعی علیہم کا یہ عذر سنا نہیں جاسکتا کہ
اول الذکر کمپنی کو اس بات کا حق نہیں پیدا ہوتا کہ یہ
معاہدے کی تعمیل کریں"

جس صورت میں نیابتی تعمیل ممکن قرار دی گئی ہے اس کی ایک اور مثال مقدمۂ (Tolhurst) بنام (Associated Cement Manufacturers)[1] میں ملتی ہے۔ مقدمۂ (Griffith) بنام (Tower Publishing Co.)[2] اور مقدمہ (Kemp) بنام (Bærselman)[3] میں اس کے برخلاف یہ قرار پایا تھا کہ شرائط معاہدہ کے تحت شخصی تعمیل ناگزیر تھی۔

جب کسی اراضی کا حق منتقل کیا جاتا ہے تو اس حق سے متمتع ہونے سے متعلق جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ بھی منتقل ہو جاتی ہیں لیکن یہ چیز اُن وجوبات کی مخصوص نوعیت سے پیدا ہوتی ہے جو اراضی سے متعلق ہیں؛ اُس پر یہاں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) انتقال حقوق

(الف) قانون غیر موضوعہ میں

معاہدے کے مفاد کا قابل انتقال ہونا

قانون رواجات تجارتی سے قطع نظر قانون غیر موضوعہ میں کسی معاہدے کے فائدے کو یا ان حقوق نالش کو جو معاہدے سے پیدا ہوتے ہیں اس طرح منتقل نہیں کیا جاسکتا کہ منتقل الیہ کو اس کی بنا پر خود اپنے نام سے نالش کرنے کا اختیار حاصل ہو سکے گو اگر منتقل کنندہ نے اس کو مجاز کیا ہو تو منتقل الیہ منتقل کنندہ کی طرف سے نالش کرسکتا ہے[4]۔ اس قاعدے کو بعض اوقات ان الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کیا گیا ہے کہ۔

"دعویٰ قابل ارجاع نالش قابل انتقال نہیں ہے"

"دعویٰ قابل ارجاع نالش (Chose in action)

[1] [1903] B. C. 414.

[2] [1897] 1 ch. 21.

[3] [1906] 2 K,B. 604.

[4] Powles v. Inves, 11 M. & W. 10.

ایک اصطلاح ہے[1] جس کا اطلاق جائداد سے متعلق ان تمام شخصی حقوق پر ہوتا ہے جن کا مطالبہ یا نفاد صرف نالش کے ذریعے ہوسکتا ہے جسمانی قبضہ حاصل کر لینے کے ذریعے نہیں۔"

اس طرح اس میں متعدد ایسے حقوق شامل ہو جاتے ہیں جو معاہداتی نہیں ہیں۔ مثلاً حقوق پیٹنٹ، کاپی رائٹ لیکن یہاں ہمیں صرف معاہداتی حقوق کی منتقلی سے بحث ہے۔

قانون غیر موضوعہ کا واحد طریقۂ منتقلی

قانون غیر موضوعہ میں معاہداتی حقوق کی منتقلی کا واحد طریقہ صرف یہ رہتا ہے کہ جدید اقرار یا "تجدید" عمل میں لائی جائے تحویل کے ذریعے مطلق نہیں۔

اگر[2] الف پر ایک سو پونڈ ب کے واجب الادا ہوں اور ب پر ایک سو پونڈ ج کے واجب الادا ہوں تو ان تینوں میں یہ قرار داد ہوسکتی ہے کہ الف بجائے (ب) کے (ج) کو رقم ادا کرے گا اور اس طرح وہ اپنے قانونی تعلقات کو ہر کسی فریق سے منقطع کر لیتا ہے۔ ایسی صورت میں الف کے عہد کا بدل ب کی جانب سے بری کیا جاتا ہے اور ب کی جانب سے الف کے بری کیے جانے کا بدل ب کا ج کے قرضے سے سبکدوش ہوتا ہے اور ج کے عہد کا بدل ب کے بجائے الف کی ذمہ داری کا قائم ہوتا ہے۔

اگر[3] مدیون شخص ثالث کو رقم ادا کرنے کا عہد کرے گو دائن اس کو بعد میں منظور کرے تو بھی شخص ثالث رقم معہودہ کے لیے نالش نہیں کرسکتا۔

اسی[4] طرح اگر دائن کی جانب سے مدیون کو یہ تحریری اختیار دیا جائے کہ وہ شخص ثالث کو زر قرضہ ادا کرے اور گو مدیون اس اختیار معطیہ کو بذریعۂ تحریر قبول کرے تب بھی شخص ثالث اس رقم کے لیے نالش کرنے کا مجاز نہ ہوگا چنانچہ (Martin B.) نے کہا کہ[5]

"دو قانونی اصول ایسے ہیں جن سے جہاں تک مجھ کو علم ہے کبھی انحراف نہیں کیا گیا ایک تو یہ کہ قانون غیر موضوعہ میں کوئی قرضہ بجز دستاویز قابل بیع و شری کے اس طرح منتقل نہیں کیا جاسکتا کہ

---

[1] Torkington v. Magre, [1902] 2 K.B. 427 per Channell J.

[2] Fairlie v. Denton, 8 B. & C. 400.

[3] Cuxon v. Chadley, 3 B. & C. 591.

[4] Liversidge v. Broadbent, 4 H. & N. 603.

[5] بر صفحہ ۶۱۰

منتقل الیہ کو خود اپنے نام سے نالش کرنے کا حق حاصل ہوسکے۔ اور جب قانون یہ ہے تو یہ بالکل واضح ہے کہ ب اس قرضے کو جو اسے مدعی علیہ سے واجب الوصول ہے مدعی پر منتقل نہیں کرسکتا" .... اس نالش کو قابل پیش رفت قرار دینے سے جس دوسرے اصول کی خلاف ورزی ہوگی یہ وہ قاعدۂ قانونی ہے کہ محض وعدہ بنائے نالش نہیں ہوسکتا۔"

پس یہ ظاہر ہے کہ کوئی معاہدہ یا حق نالش جو معاہدے سے پیدا ہو بجز صورت ہائے ذیل کے قانون غیر موضوعہ میں منتقل نہیں ہوسکتا (۱) ابتدائی فریقین معاہدہ اور مجوزہ منتقل الیہ کے باہمی اقرار کے ذریعے سے اور یہ اُن تمام قواعد کے تابع رہے گا جو ایک معاہدۂ جائز کی تشکیل سے متعلق ہیں یا (۲) قانون تجارتی کے قواعد کے ذریعے سے ایسے حالات کے تحت جن پر ہم ابھی غور کریں گے۔

(ب) نصفت میں

انتقال معاہدہ نصفت میں نصفت حقوق ارجاع نالش کے جن میں قرضہ جات اور دیگر معاہداتی حقوق بھی شامل ہیں انتقال کی اجازت دیتی ہے خواہ یہ حقوق قانونی ہوں یا نصفتی۔ اگر یہ حقوق ارجاع نالش نصفتی ہوں (یعنی ایسے حقوق جو صرف عدالت نصفت میں قابل نفاذ ہوں) مثلاً رقم امانت میں حصہ تو نصفت منتقل الیہ کو اپنا مقدمہ خود اپنے نام سے عدالت نصفت میں دائر کرنے کی اجازت دیتی اور منتقل کنندہ کو بجز اس صورت کے کہ مقدمے سے اس کا مفاد وابستہ ہو فریق مقدمہ بننے کی ضرورت نہیں۔ اس طرز عمل پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ ایسی صورت میں عدالت قانون میں کوئی دعویٰ نہ ہوسکتا تھا اور اس طرح رقم کے امناد کو یہ اندیشہ نہ ہوسکتا تھا کہ ان پر منتقل کنندہ کی جانب سے ایک اور منتقل الیہ کی طرف سے ایک، دو دعوے ہوسکیں گے لیکن جب حق نالش قانونی ہو مثلاً حق تحت معاہدہ، تو نصفت کو بہت احتیاط سے عمل کرنا ہوتا تھا۔ اگر نصفت منتقل الیہ کے حقوق کا خود نفاذ کرتی تو منتقل کنندہ کے لیے دوبارہ عدالت قانونی میں نالش کرنے

Hammond v. Messenger, 9 Sim. 327. ؎۱

کے لیے کوئی امر مانع نہ ہوتا اور مدیون کے لیے یہ زحمت ہوتی کہ وہ عدالت نصفت ہی میں درخواست کرے کہ منتقل کنندہ کو نالش کرنے سے باز رکھا جائے کیونکہ عدالت نصفت میں وہ اس مطالبے کو حاصل کر چکا ہے۔ لہذا عام حالات میں نصفت منتقل الیہ کے حقوق کا نفاذ نہیں کراتی تھی۔ وہ صرف اتنا کرتی تھی کہ انتقال کی بنا پر منتقل کنندہ کا (اس صورت میں جب اسے خرچے سے براءت تامہ حاصل ہو جائے) یہ فرض تصور کرتی کہ وہ منتقل الیہ کو اپنے (منتقل کنندہ) کے نام سے عدالت قانون میں دعویٰ دائر کرنے کی اجازت دے اور عندالضرورت وہ اس فرض کی ادائی بجبر کراتی تھی۔ اس طرح جوڈیکیچر ایکٹ کے نفاذ تک جب کبھی کوئی معاہداتی حق "نصفت" میں قابل انتقال قرار دیا جاتا (کوئی دوسری صورت اس کے قابل نفاذ ہونے کی تھی بھی نہیں) تو عدالت قانون میں مقدمہ "منتقل کنندہ کے نام سے" دائر کرنا ضروری ہوتا تھا۔ یہ امر اصل میں اس فریق کے فائدے کے لیے تھا جس پر ذمہ داری ہوتی تھی تاکہ ایک نالش کے نتیجے سے منتقل کنندہ اور منتقل الیہ دونوں پابند ہو جائیں۔ ایک حد تک اس میں منتقل کنندہ کے لیے بھی فائدہ تھا چنانچہ وہ اگر چاہتا تو انتقال کے متعلق اعتراض کر سکتا تھا۔

نصفتی انتقال کے لیے کسی خاص ضابطے کی ضرورت نہ تھی حتیٰ کہ اس کا تحریر میں ہونا بھی لازم نہ تھا[1]:—

"صرف اتنی بات ضروری ہے کہ مدیون کو یہ اطلاع دی جائے کہ دائن نے قرضہ کسی شخص ثالث کے حق میں منتقل کر دیا ہے اگر مدیون اس اطلاع کو نظر انداز کر دے تو خود نقصان اٹھائے گا"[2]

بعض دعاوی قابل ارجاع نالش منتقل نہیں کیے جا سکتے

لیکن وہ حقوق جو بطریق بالا قابل انتقال ہیں ان میں تمام "حقوق تحت معاہدہ" داخل نہیں ہیں جن کو اصطلاح (Chose in action)

---

[1] Brandt's v. Dunlop, [1905] A.C. per Lord Macnaghten, at p. 462.

[2] Durham Bros, v. Robertson [1998] 1 Q.B. 765, per Chitty, L.J.

(حق قابل ارجاع نالش) کے اندر شامل کیا جاسکے۔

اولاً یہ کہا گیا ہے کہ[۱] امداد نالش اور اعانت مقدمہ بازی کے خلاف جو قواعد ہیں اُن کی رُو سے محض ہرجے کی نالش کرنے کا حق منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ بجز پریوی کونسل کے ایک فیصلے کے[۲] جس کی انگریزی عدالتیں لازمی طور پر پابند نہیں ہیں عام طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ٹارٹ کی نالش کا حق ناقابل انتقال ہے نقض معاہدہ کے محض حق نالش کے انتقال میں[۳] اور ایسے حق نالش کے انتقال میں جو ان حقوق جائداد کی بنا پر یا ان کے ضمن میں پیدا ہوا ہو جو جائداد کے ساتھ منتقل ہوں امتیاز کیا گیا ہے[۴] چنانچہ ایک جائداد کے خریدار کو کرایہ دار پر ایسے بقایائے کرایہ کی نسبت دعویٰ کرنے کی اجازت دی گئی جو بوقت خریداری واجب الادا تھا۔ اسی طرح ایک جہاز کے خریدار کو[۵] جہاز ساز پر اُس نقض معاہدہ کے ہرجے کی نالش کرنے کی اجازت دی گئی جو پہلے ہی صادر ہو چکا تھا لیکن محض "حق مقدمہ بازی" کے انتقال کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ یہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ عجیب بات ہوگی کہ ایک مسلمہ قرضہ منتقل کیا جاسکے لیکن ایسا قرضہ جس کی ادائی سے مدیون نے انکار کر دیا ہو اس لیے منتقل نہ کیا جاسکتا ہو کہ اس طرح وہ محض ایک حق ارجاع نالش ہو جاتا ہے (Country Hotel v. L. J. N. W. Railway)[۶] میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ قاعدہ قانون غیر موضوعہ میں حق ارجاع نالش کے ناقابل انتقال ہونے سے گہرا تعلق رکھتا ہے اور یہ کہ انتقال کے معاملے کے اولاً نصفت میں اور بالآخر جوڈیکیچر ایکٹ کے تحت تسلیم کیے جانے سے اس قاعدے کی بنیاد باقی نہیں رہی ہے۔ اس قاعدے کی صحیح وسعت کا قطعی طور پر غالباً تعین نہیں ہوا ہے لیکن صرف دار الامرا یہ قرار دے سکتا ہے کہ یہ قاعدہ اب باقی نہیں رہا۔

ثانیاً جب کسی معاہدے کے تحت باہمی وجوبات قابل نفاذ ہوں اور یہ کہنا ممکن نہ ہو کہ کل بدل تعمیل کی ہو چکی ہے تو معاہدہ ان معنوں میں قطعاً منتقل نہیں کیا جا سکتا کہ

---

[۱] May v. Lane, 64 L. J. Q. 236.

[۲] کنگ بنام وکٹوریہ بیمہ کمپنی ۱۸۹۶ء A. C. 250

[۳] Dawson v. G. N. & City Rly [1905] 1 K B. 260

[۴] Ellis v. Torrington, [1920] 1 K.B. 399.

[۵] Williams, v Prothroe, 5 Bing, 309.

[۶] [1918] 2 K. B. 251, 258.

ابتدائی معاہد لہٗ کو سبکدوش کر کے شخص قائم مقام سے کوئی تعلق یا ہم شکل تعلق پیدا کیا جائے۔

ثانیاً جب کوئی معاہدہ اصل میں اس لیے ہوا ہو کہ فریقین میں باہم اعتماد تھا یا شخصی قابلیتوں کو دخل تھا کوئی فریق اپنے اس حق کو منتقل نہیں کر سکتا جو دوسرے پر تعمیل کی ذمہ داری عائد کرنے کے متعلق اسے حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی کی رضا مندی کے بغیر اس کی ذمہ داری میں اضافہ یا تبدیلی کر دی جائے۔ اگر مثلاً[1] ب نے معاہدہ کیا کہ وہ ج کو "ایک سال تک پیشہ ورانہ ضرورت کے سلسلے میں جتنے انڈے درکار ہوں گے، مہیا کرے گا" تو ج اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ اس وقت تک کسی دوسرے سے انڈے نہ خریدے جب تک ب ان کے مہیا کرنے پر آمادہ ہو۔ اور ج مجاز نہ ہوگا کہ انڈے حاصل کرسکنے کے اپنے حق کو د کے نام منتقل کر دے۔ کیونکہ ب نے جو ذمہ داری لی تھی وہ صرف یہ تھی کہ ج کو جتنے انڈے درکار ہوں مہیا کرے گا نہ یہ کہ ج کے سوا کسی اور کی ضرورتیں پوری کرے گا اگر ج اپنے اس طرح کے معاہداتی حق کو منتقل کرنے کی کوشش کرے تو اس کے معنی حقیقت میں یہ ہوں گے کہ وہ ب پر ایک ایسی ذمہ داری عائد کرنی چاہتا ہے جو تحت معاہدہ اس نے قبول نہیں کی تھی۔

اس کے برخلاف جہاں نوعیت معاہدہ سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اس میں کسی خاص شخصی قابلیت کو دخل نہ تھا[2] اور فریق ذمہ دار کے لیے اس بات میں کوئی فرق نہ ہوتا ہو کہ اس نے تعمیل اس فریق معاہدے کے لیے کی یا کسی اور کے لئے تو ایسی صورت میں ذمہ داری کی تعمیل کرانے کا حق منتقل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہاں چند ایسے امور پر غور کرنا چاہیئے جو منتقل الیہ کے حقوق پر موثر ہوتے ہیں۔

(الف) کسی نصفتی انتقال کا بدل" ایک مشکل مسئلہ ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ منتقل کنندہ اور منتقل الیہ کے مابین اگر کسی[3] حق ارجاع نالش کی منتقلی کا محض اقرار ہوا ہو تو دیگر معاہدات کی طرح اس میں بھی ایک بدل کی ضرورت ہوگی کیونکہ مفت خور کی نصفت تائید نہیں کرے گی لیکن بہرحال یہ ممکن ہے کہ کوئی حق ارجاع نالش ہبہ کیا جائے یعنی اس کا بلا بدل انتقال عمل میں لایا جائے بشرطیکہ اس خاص حق کی منتقلی کے لیے جس طریقے کی ضرورت ہے اسی کے مطابق انتقال کی تکمیل ہوئی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی اعلان امانت کے ذریعے کسی استفادے کے حق کو منتقل کیا جائے، اگرچہ اس صورت میں بھی نصفت مفت خور کی

---

[1] Kemp V Bacrsehman (1906) 2 K. 604

[2] Tolharats case (1903) A, C, 414

[3] Collyer Isaces 19 ch D. at P. 351

مدد نہیں کرے گی اور یہ قرار نہیں دے گی کہ کوئی نامکمل سعیٔ منتقلی ایک اعلان امانت ہے۔ مزید براں جب کوئی مکمل منتقلی عمل میں آجائے تو عملاً اس کے معنی عام طور پر یہ ہوں گے کہ اس قسم کی منتقلی عمل میں آئی ہے جسے جوڈی کیچر ایکٹ روا رکھتا ہے اور جس کے لیے بدل کی ضرورت نہیں ہوتی، جیساکہ آگے دیکھا جائے گا۔

اب صرف یہ ممکنہ صورت باقی رہتی ہے کہ منتقلی مکمل تو ہوچکی ہو مگر وہ محض نصفتی ہو۔ یہ بہت ہی شاذ صورت ہے اور ایسی کوئی مستند اور صاف صورت نہیں ملتی جس میں اس سے بحث کی گئی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ بدل نہ ہونے کے باوجود اسے روا رکھا جائے لیکن محفوظ تر یہ ہوگا کہ عدالت نصفت کے دو نہایت فاضل ججوں کے خیالات[۱] کی پیروی کی جائے جنھوں نے عام الفاظ میں بیان کیا ہے کہ بہرحال نصفتی منتقلی میں بدل کا ہونا ضروری ہے۔ اس میں بظاہر انھوں نے کسی اقرار منتقلی اور مکمل شدہ منتقلی میں کوئی فرق کرنا نہیں چاہا ہے۔ مولف کتاب کی بھی پرزور رائے یہی تھی۔

بہرحال جب کسی مدیون کو دائن یہ ہدایت دے کہ وہ قرضہ شخص ثالث کو ادا کرے اور وہ ایسا کرے تو وہ پوری طرح بری الذمہ ہوجاتا ہے اور اسے اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ شخص ثالث نے اس منتقلی کا کوئی بدل دیا تھا یا نہیں۔

(ب) منتقلی دین کا مدیون اس وقت تک پابند نہیں ہوتا جب تک اسے اس کی اطلاع نہ دی جائے[۲]۔ اطلاع کا تحریری ہونا ضروری نہیں۔ لیکن منتقلی کے ساتھ فوراً ہی منتقل کنندہ و منتقل الیہ اس کے پابند ہوجاتے ہیں۔

(ج) منتقل الیہ کو حقوق تحت نصفت ہی حاصل ہوں گے یعنی وہ ان تمام عذرداریوں کا تابع ہوگا جو منتقل کنندہ کے خلاف پذیرا ہوئی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں منتقل کنندہ کسی کو اس سے بہتر حق عطا نہیں کرسکتا جتنا خود اسے حاصل ہو۔ ان آخری دو قاعدوں کی چند مثالیں ضروری ہوں گی۔

اطلاع

اس شخص کے لیے جو ذمہ دار ہے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کس کے مقابل میں

[۱] Glegg v. Bromley, [1912] 3 K. B. per Parker J. at p. 491.

Re Westerton, [1919] 2 ch. per Sargant J. at p. 111.

[۲] Brandts v. Dunlop, [1905] A.C. 454, 462.

ذمہ دار ہے۔ اگر اس کو اس کی اطلاع نہ ملے کہ وہ اس فریق کی بجائے جس سے اس نے ابتداءً معاہدہ کیا تھا کسی اور کے مقابل میں ذمہ دار ہے تو وہ ہر ایسی ادائی سے فائدہ اٹھانے کا مستحق ہے جو وہ ابتدائی دائن کو کرے۔ اس کی ایک اچھی مثال زر رہن پر سود ادا کرنے کے معاہدات سے مل سکتی ہے اگر مرتہن راہن کو اطلاع دیے بغیر رہن کو منتقل کر دے اور بعد ازیں راہن مرتہن کے کارندۂ مجاز کو سود ادا کرے تو جو رقم اس طرح ادا کی جاتی ہے وہ اگرچہ منتقل الیہ کو واجب الادا ہوتی ہے مگر اُس کو وہ مدیون سے وصول نہیں کر سکتا۔[1]

لارڈ جسٹس ٹرنر نے اسٹاکس بنام ڈاب سن[2] میں اس قاعدے کی حسب ذیل توجیہ کی ہے:۔

"مدیون[3] قانوناً قرضے کے منتقل کنندہ کے مقابل میں ذمہ دار ہوتا ہے اور اگر منتقل کنندہ اس رقم کا دعویٰ کرے تو قانوناً اسے منتقل کنندہ کو رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کو نالش کیے بغیر ادائی کرنی چاہیئے۔ مدیون کا منتقل کنندہ کو رقم ادا کرنا قانوناً قرضے کو بے باق کر دیتا ہے۔ منتقل الیہ کو کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہوتا اور وہ صرف منتقل کنندہ کے نام سے نالش کر سکتا ہے۔ اگر قرضہ ادا کر دیا گیا ہوتا تو وہ کس طرح نالش کر سکتا؟ اگر عدالت نصفت یہ قاعدہ طے کر دے کہ جس مدیون کو منتقلی کی اطلاع نہ ہو وہ منتقل الیہ کا امین رہے تو کسی مدیون کے لیے یہ ناممکن ہو جائے گا کہ اپنے دائن کو بے خطر قرضہ ادا کر سکے۔ لہٰذا عدالتی قانون نے اس امر کو ضروری قرار دیا کہ منتقل الیہ کے حق کو مکمل کرنے کے لیے مدیون کو اطلاع دی جانی چاہیئے۔"

یہی مقدمہ اس قاعدے کے لیے بھی ایک سند ہے[4] کہ نصفتی حقوق کو اطلاع کے تقدم کے مطابق تقدم حاصل ہوتا ہے "کسی وجوب کے یکے بعد دیگرے چند منتقل الیہم ہوں تو

---

[1] Williams v. Sorrel 4 Vessey, 389.

[2] 4 D. M and G. 15.

[3] at p. 15.

[4] Merchant v. Morton, Down & Co (1901) 2 K.B. 829.

ان کے حقوق کی ترتیب اُن تاریخوں کے لحاظ سے نہیں ہوتی جن میں اُن لے اپنے حقوق اِن کو علی الترتیب منتقل کیے ہوں بلکہ ان تاریخوں کے اعتبار سے ہوتی ہے جن پر اس فریق کو اطلاع دی گئی ہو جو ذمہ دار قرار دیا جانے والا ہے۔

حق

منتقل الیہ نصفتی حقوق کا تابع ہوتا ہے۔

"قانون غیر موضوعہ اور نصفت کا یہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ کوئی شخص حق ارجاع نالش یا کسی جائداد میں کوئی اور حق اُس شخص سے حاصل نہیں کر سکتا جس کو خود کوئی حق حاصل نہ ہو" اور مزید یہ کہ اگر کسی شخص کے نام حق ارجاع نالش منتقل کیا جائے تو منتقل الیہ کو صرف اسی قدر اور اسی حد تک اس سے استفادے کا حق ہے جس قدر کہ منتقل کنندہ کو حقوق حاصل تھے"!

مقدمہ آخر الذکر کے واقعات کسی قدر پیچیدہ ہیں اور یہ قاعدہ اس قدر صاف ہے کہ ایک پیچیدہ مثال اس کو واضح تر نہ کر سکے گی۔ یہ کافی ہے کہ معاہداتی حقوق کا منتقل الیہ اس امر کے دریافت کرنے میں احتیاط کرے کہ اُن حقوق کی صحیح نوعیت اور وسعت کیا ہے۔ کیونکہ منتقل کنندہ جس قدر حق عطا کر سکتا ہے وہ اس حق سے زیادہ نہیں ہے سکتا اور نہ اُن معاملات کے اثر سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے جن کے ذریعے سے منتقل کنندہ نے حقوق منتقلہ میں تخفیف کی ہو یا اُن کو بے اثر کر دیا ہو۔ مثلاً اگر[۱] دو فریقین میں سے ایک کو بہ ذریعۂ فریب انعقاد معاہدہ کی ترغیب دی گئی ہو اور فریب دینے والا فریق اپنے حقوق معاہدہ کو بدل لے کر (ب) کے حق میں منتقل کر دے اور (ب) اس فریب سے بالکل لاعلم رہے تو فریب خوردہ فریق نصفت میں اس معاہدہ کی تنسیخ کرا سکتا ہے گو اس معاہدے کا انتقال ایک بے قصور فریق کے حق میں ہوا ہو۔

لیکن مدیون ایک فریب سے لاعلم منتقل الیہ پر کوئی ایسا دعوے نہیں کر سکتا جس کی نوعیت بالکل شخصی ہو اور جو صرف منتقل کنندہ کے مقابلے میں کیا جا سکتا ہو۔ مثلاً بہ ذریعۂ فریب معاہدہ کرنے کی ترغیب دینے کے متعلق ہرجے کا دعوے۔ اس کا استحقاق صرف

Crouch v. Creditfoncier, S L. 8 R Q. B. 880 Mangles v. Dixon, 8 - ؎ H L C. 735.

Graham v, Johnson 8 Eq. 36. ؎

اُن دعاوی کی حد تک محدود ہے جو خود معاہدے سے پیدا ہوتے ہیں اور معاہدے سے علیحدہ کوئی وجود نہیں رکھتے۔

"جب کوئی حق نالش خود اس معاہدے سے پیدا ہو جس کے تحت قرضہ پیدا ہوا تھا اور یہ دعوے اُس شئے کی قیمت یا مالیت پر موثر ہو جس کو ایک فریق معاہدہ بحصول قیمت منتقل کرنا چاہتا تھا تو اگر منتقل الیہ بعد میں نالش کرے تو دوسرا فریق معاہدہ اس استحقاق کو بہ طور جواب دہی پیش کرسکتا ہے جس سے اُس شئے کی قیمت میں تخفیف یا تنسیخ ہو جاتی ہے جس کے متعلق منتقل الیہ انتقال کے تحت اپنے حقوق کا ادعا کرتا ہے۔"[1]

(۳) بذریعۂ قانون موضوعہ

جہاں تک محض انتقال معاہدہ کا تعلق ہے اس امر پر غور کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ قانون غیر موضوعہ کے اس قاعدے کے کہ حق نالش ناقابل انتقال ہے قانون موضوعہ نے کیا مستثنیات قرار دیے ہیں۔

(الف) جوڈیکیچر ایکٹ بابت ۱۸۷۳ء کی دفعہ ۲۵ (۶) نے کسی قرضے یا قانونی حق ارجاع نالش کے منتقل الیہ کو اس کا قانونی حق اور جملہ قانونی و دیگر چارہ ہائے کار عطا کیے ہیں اور اس طرح اسے اس امر کا مجاز کیا ہے کہ خود اپنے نام سے دعوے کرے۔ لیکن (۱) منتقل الیہ نصفت کے تابع حقوق حاصل کرتا ہے (۲) یہ انتقال بالکل قطعی ہونا چاہیئے۔ نہ کہ بہ طور مواخذے کے اور (۳) منتقلی تحریری اور منتقل کنندہ کے دستخط سے ہونا چاہیئے (۴) بہ ذریعۂ تحریر صریح اطلاع اُس فریق کو دی جانی چاہیئے جس پر ذمہ داری عائد کی جا رہی ہو اور منتقل الیہ کا حق تاریخ اطلاع سے شروع ہوتا ہے۔[2]

---

[1] Stoddort v. Union Trust. [1912] 1 K.B. 181, 193.

[2] یہ احکام اب منسوخ کردیے گئے ہیں لیکن قانون جائداد بابت ۱۹۲۵ء میں بڑی حد تک دوبارہ ان کو قانون موضوعہ کی صورت دی گئی ہے۔ البتہ قدیم اصطلاح (Chose in action) (حق ارجاع نالش) کی جگہ

ذیلی دفعہ میں نصفتی انتقال معاہدہ سے یا اُن حقوق سے جو اس سے پیدا ہوتے ہیں کوئی بحث نہیں کی گئی ہے:-

"ذیلی دفعہ میں محض ذریعۂ کارتبایا گیا ہے[1] یہ منتقل الیہ کو ان مقدمات میں اپنے نام سے نالش کرنے کا مجاز کردیتی ہے جس میں اس کو پہلے منتقل کنندہ کے نام سے نالش کرنی پڑتی تھی لیکن یہ اجازت صرف انھیں مقدمات کی حد تک محدود ہے۔"

اسی بناء پر قرضۂ منتقلہ تمام اغراض کے لیے منتقل الیہ کا قرضہ بن جاتا ہے[2]۔ اور اگر مدیون منتقل الیہ کے مقابلے میں کسی اور استحقاق کی بناء پر نالش کرے تو منتقل الیہ قرضۂ منتقلہ کو ایسے دعوے میں مجرا دے سکتا ہے۔

قرضہ یا دیگر حق ارجاع نالش

دفعہ ۲۵ (۶) کے الفاظ "قرضہ یا دیگر قانونی حق ارجاع نالش" کے مفہوم پر متعدد مقدمات میں غور کیا گیا ہے۔ یہ صرف ایسے حقوق نالش تک محدود نہیں ہے جو قانون غیر موضوعہ کی عدالت میں قابل نفاذ ہیں جیسا کہ بادی النظر میں گمان ہوگا بلکہ اس میں:-

"ایسا قرضہ یا حق بھی شامل ہے جس کو قانون غیر موضوعہ ایک حق ارجاع نالش ہونے کی وجہ سے قابل انتقال سمجھتا ہے۔ لیکن عدالت نصفت اس کو قابل انتقال تصور[3] کرتی ہے۔"

یعنی ایسے تمام حقوق جن کی منتقلی کو قانون یا نصفت کی عدالت جوڈیکیچر ایکٹ کے نفاذ سے پہلے جائز تصور کرتی ہے[4]۔

غیر مشروط

لیکن قانون موضوعہ کے عطا کردہ چارۂ کار کا اطلاق اب بھی بہ نسبت نصفتی چارۂ کار کے محدود تر ہے۔ اس ایکٹ کا مقتضا یہ ہے کہ یہ منتقلی "قطعی" ہو نہ کہ بطور "مواخذہ" کے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ کسی شرط کے تابع نہ ہو اور یہ ایسی رقم کی منتقلی ہو جو واجب الادا ہو یا واجب الادا ہونے والی ہو اور ایسی رقم نہ ہونی چاہیئے جس کا تعین منتقل کنندہ اور منتقل الیہ کے باہمی حسابات کے ناقص ہونے سے ہونے والا ہو۔

ایک نئی اور بدنما اصطلاح (Thing in action) گھڑی اور چلائی گئی ہے۔

[1] Per Channel, J., Torkington v. Magee, [1902] 2 K. B., at pp. 430 & 435.

[2] Bennett v. White, [1910] 2 K.B. 648.

[3] Torkington v. Magee, [1902]. 2. K. B. 427. 430.

[4] In Re Pam, (1919) I ch 88, 44.

اصل مدیون کی ذمہ داری منتقل کنندہ اور منتقل الیہ کے باہمی حسابات کی حالت کے کسی سوال پر مبنی نہ ہونی چاہیے۔

چنانچہ اگر کوئی منتقلی مندرجۂ ذیل الفاظ میں ہوئی ہو تو اس پر دفعہ کا اطلاق نہ ہو سکے گا:۔

"اس رقم کے بدل میں جو وقتاً فوقتاً دی جاتی رہی ہے ہم بذریعۂ ہذا ایک ہزار اسّی پونڈ کی رقم کا (جو ایک تعمیری معاہدے کے باعث منتقل کنندہ کے حق میں واجب الادا ہونے والی تھی) مواخذہ قایم کرتے ہیں تاکہ قرض دی ہوئی رقم کی کفالت کا کام دے اور ہم بذریعۂ ہذا اپنے اس حق کو منتقل کرتے ہیں جو مذکورۂ بالا رقم میں ہمیں حاصل ہے تاآں کہ رقم قرضہ مع سود آپ کو ادا نہ ہو جائے۔"

اسی طرح دفعہ کا اطلاق اُس صورت میں بھی نہیں ہوتا ہے جب کہ منتقل کنندہ اپنی تنخواہ کا اس قدر حصہ منتقل کرے جو قرض میں دی ہوئی رقم کی ادائی کے لیے ضروری ہو۔ یہ امر ابھی متعین نہیں ہو سکا ہے کہ آیا کسی موجودہ قرض کے کسی معین حصے کی منتقلی کو "قطعی" منتقلی تصور کیا جائے یا کل قرض پر محض ایک "مواخذہ"۔ جسٹس ڈارلنگ نے اسے "قطعی" منتقلی قرار دیا ہے لیکن جسٹس برے (Bray J.) نے اس فیصلے کی اتباع سے انکار کیا ہے۔ فیصلۂ ما بعد سے ایک بہتر رائے معلوم ہوتی ہے کیونکہ اول الذکر فیصلہ:۔

"اصل دائن کے ہاتھ میں یہ اختیار باقی رکھتا ہے ایک قانونی بنائے نالش کے جتنے چاہے ٹکڑے کر ڈالے۔"

اور اس طرح بداہتہً مدیون کی حیثیت کو نقصان پہنچائے! اس طرح کی منتقلیاں چاہے وہ "قطعی" نہ ہوں اور بنا برآں دفعہ کے اثر سے خارج ہوں لیکن نصفتی منتقلیوں کی حیثیت سے وہ بہرحال بالکل درست ہوں گی۔

لیکن اگر منتقلی بہ طریق رہن ہو اور اس سے منتقل کنندہ کو قرض میں جو مفاد حاصل تھا وہ کلیتہً منتقل کر دے تو وہ "قطعی" ہو سکتی ہے خواہ اس میں یہ شرط ہی کیوں نہ ہو کہ قرض کی ادائی میں انفکاک اور منتقلی مکرر ہو سکے گی! اس طرح کے معاملے سے مدیون کو

[1] Durham, v. Robertson, [1898] 1. Q.B. 772.
[2] Durham v. Robertson
[3] Jones v. Humphreys, [1902] 1. K. B. 10.
[4] Skipper v. Holloway, [1910] K.B. 630.
[5] Froster v. Baker, [1910] 1 K.B. 696.
[6] Durham v. Robertson, per Chitty, L. J. at p. 774.
[7] Tancred v. Delagoa Bay, Ry. Co, 23 Q.B D. 239.

نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اسے اولاً منتقلی کی اطلاع ملے گی اور اس کے بعد منتقلی مکرر کی اور اس طرح ہمیشہ وہ شخص متعین رہے گا جسے وہ قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا۔

نصفتی انتقال کے مقابلے میں قانونی انتقال کے ضابطے سے متعلق اس ایکٹ کی ضروریات بہت سخت ہیں کیونکہ انتقال اور اطلاع دونوں کے لیے تحریر کی ضرورت قرار دی گئی ہے[1]۔ یہ ضرورت بالکل قطعی ہے۔ کیونکہ ایک مقدمے میں جہاں مدیون ان پڑھ تھا اور اسی لیے اسے تحریری اطلاع دینی بے سود سمجھی گئی تھی، گو دستاویز انتقال اس کو پڑھ کر سنائی گئی تھی اور وہ اس کو سمجھ چکا تھا۔ لیکن یہ قرار دیا گیا کہ قانونی انتقال عمل میں نہیں آیا البتہ تحریری اطلاع کا کسی خاص نمونے پر ہونا ضروری نہیں[2] بہ شرطیکہ منتقلی کا واقعہ اس سے کافی طور پر سمجھ میں آجاتا ہو۔ لیکن اس امر کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس ایکٹ میں جو طریقۂ انتقال مقرر کیا گیا ہے وہ ان طریقوں کی جگہ مقرر نہیں کیا گیا ہے جو بیشتر ہی سے موجود تھے بلکہ یہ ان پر ایک اضافہ ہے اس دفعہ کا منشا صرف ضابطے کو بدلنا تھا قابل منتقلی چیزوں کی نوعیت یا وسعت میں تبدیلی پیدا کرنی نہیں[3]۔ اسی بنا پر اگر دفعہ کا لحاظ رکھ لیا جائے تو منتقل الیہ کو اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ دہری کارروائی کرے اور اولاً نصفت سے درخواست کرکے منتقل کنندہ کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنا نام استعمال کرنے کی اجازت دے اور پھر منتقل کنندہ کے نام کے ساتھ قانونی کارروائی کرے۔ مزید برآں ایسا انتقال جو قانون مذکور کے ایک یا زیادہ ضروریات کے مطابق نہ ہو وہ پھر بھی کامل طور پر درست اور جائز نصفتی انتقال ہو سکتا ہے اور وہ حسبہٖ قابل نفاذ رہ سکتا ہے[4]۔ قانون ہٰذا کے بتائے ہوئے طریقے سے فائدہ نہ اٹھانے کے صرف یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ منتقل کنندہ کو اب بھی فریق نالش بنانا چاہیئے لیکن اب یہ اس طور پر بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پسند کرے تو اسے شریک مدعی بنا کر ورنہ مدعا علیہ قرار دے کر کارروائی کی جائے اس کا نام جبراً استعمال کر سکنے کیلئے کسی علٰحدہ کارروائی کی ضرورت نہیں۔ بہ الفاظ دیگر یہ ایکٹ ایک آسان طریقۂ انتقال ان لوگوں کے لیے پیش کرتا ہے جو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

بدل ایسے انتقال کے لیے جو تحت جوڈیکیچر ایکٹ دفعہ ۲۵(۶) عمل میں آئے منتقل کنندہ اور منتقل الیہ کے مابین اس کو جائز بنانے کے لیے یا منتقل الیہ کو اپنے نام سے

---

[1] Hockley v. Goldstein, 90 L.J.K.B. 111.

[2] Denny v. Conklin, [1918] 3 K. B. 177.

[3] Brandts v. Dunlop, [1905] A. C. pp. 461, 462.

[4] Performing Right Society v. London Theater of Varieties [1924] A C. 1, 31.

دعوے کرنے کا مجاز کرنے کے لیے کسی بدل کی ضرورت نہیں[۱]۔
ایسا انتقال جو نصفت یا جوڈیبکچر ایکٹ کے قواعد کے مطابق عمل میں آیا ہو وہ فریق ذمہ دار کی رضامندی کے بغیر موثر ہوتا ہے براٹس بنام بینسٹر میں (جو ایک نصفتی انتقال کا مقدمہ تھا) مدعی علیہ کو اس قرضے کے انتقال کی صریح اطلاع دی گئی تھی جو اُس کی جانب سے منتقل کنندہ کے حق میں واجب الادا تھا۔ اُس نے اس منتقلی کا پابند ہونے سے انکار کیا اور اپنا قرضہ منتقل کنندہ کو ادا کر دیا پھر بھی وہ رقم منتقلہ کے متعلق منتقل الیہم کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔

جان کے بیمے کے صداقت نامہ جات

(ب) قانون صداقت نامہ جات بیمہ بابت ۱۸۶۷ء کے ذریعے سے جان کے بیمے کے صداقت نامے اس ضابطے کے مطابق قابل انتقال قرار دیے گئے ہیں جو قانون مذکور نے متعین کیا ہے تاکہ منتقل الیہ خود اپنے نام سے دعوے کر سکے۔ منتقل الیہ کی جانب سے بیمہ کمپنی کو اطلاع دینی ضروری ہے[۲] اور وہ اُن عذر داریوں کے تحت حقوق حاصل کرتا ہے جو اس کے منتقل کنندہ کے مقابلے میں جائز ہو سکتی ہیں۔

بحری بیمے کے صداقت نامہ جات

(ج) قانون بیمہ بحری بابت ۱۹۰۶ء کے ذریعے صداقت نامہ جات بیمۂ بحری بھی اسی طرح قابل انتقال قرار دیے گئے ہیں لیکن اس قانون میں اطلاع کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے[۳]۔

حصص شراکت

(د) (Companies Clauses Act.) بابت ۱۸۴۵ء اور (Companies Consolidation Act.) بابت ۱۹۰۸ء کے احکام[۴] کے ذریعے سے کمپنی کے حصص قابل انتقال قرضے دیے گئے

رہن کے ڈبنچر

(ھ) (Mortgage Debenture Act.) بابت ۱۸۶۵ء کے مطابق جو تمسکات رہن کسی کمپنی نے جاری کیے ہوں اُس طریقے کے مطابق قابل انتقال ہیں جو قانون مذکور نے مقرر کیا ہے۔

بیع وشریٰ کے قابل ہونا

منتقل ہو سکنے اور قابل بیع وشریٰ ہونے میں فرق

یہاں تک تو ہم نے قانون غیر موضوعہ

3.Q.B.D. 569 Swan v ... [۱] In re Westerton [1919] 2 ch. 104.
[۲] ... [۳] دفعات ۱ ، ۳ ... [۴] ... Maritime Insce. Co. [1907] K. B. 116.

نصفت، اور قانون موضوعہ کے قواعد کے مطابق انتقال معاہدات پر بحث کی ہے اور یہ معلوم ہوگا کہ نہایت ہی موافق حالات کے تحت کسی معاہدے کا انتقال اُس فریق کو جو منتقل الیہ کے مقابل میں ذمہ دار ہے اُس وقت پابند کر دیتا ہے جبکہ اُس کو اطلاع دی گئی ہو اور یہ امر ہمیشہ اس قاعدے کے تابع رہتا ہے کہ کوئی شخص اُس حق سے بہتر حق نہیں دے سکتا جو خود اُس کو حاصل ہے۔

اب ہم کو معاہدات تحریری کی ایک ایسی صنف پر بحث کرنی ہے جس کا تمتع ایک ایسے طریقے سے منتقل کیا جا سکتا ہے کہ تمتع کا منتقل الیہ معاہد کو بیشتر سے اطلاع دیے بغیر اور اُن عذرات سے دو چار ہونے کا خطرہ لیے بغیر جو اس عہد کے منتقل کنندہ کے مقابلے میں درست ہوتے ہیں اس عہد کو نافذ کرا لے۔ بہ الفاظ دیگر ہم کو معاہدات قابل انتقال کی ایک خاص صنف پر غور کرنا ہے جو دستاویزات قابل بیع و شری سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

خصوصیات دستاویز قابل بیع و شری کی لازمی خصوصیات حسب ذیل ہیں:۔
اولاً اس کی حقیت بذریعۂ حوالگی منتقل ہو جاتی ہے۔

ثانیاً جو معاہدۂ تحریری اس میں مندرج ہوتا ہے، وہ قابض دستاویز کو دوران قبضہ میں حق نالش عطا کرتا ہے خواہ معاہد اس سے اور اُس کے قبضے سے لاعلم ہی کیوں نہ رہے۔

ثالثاً قابض کو (بشرطیکہ وہ قابض نیک نیت یا وائی بدل ہو) منتقل کنندہ کی حقیت کے نقائص سے کوئی مضرت نہیں پہنچتی۔ وہ نصفت کے تابع کسی الیف نہیں ہوتا۔[1]

لہٰذا فریق ذمہ دار کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں اور منتقل کنندہ کی حقیت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

رواج کی بنا پر قابل بیع و شری ہونا تاجروں کے اُس رواج کے مطابق جس کو عدالتیں تسلیم کرتی ہیں، چند دستاویزات قابل بیع و شری ہیں جیسے غیر ملکی اور نوآبادیاتی تمسکات جن کو صراحت سے بذریعۂ حوالگی قابل منتقلی ظاہر کیا گیا ہو اور اقرار نامہ جات کمپنی (Scrip Certificates) جو حامل کو ان دستاویزات کا قابض بننے کا مستحق کر دیتے ہیں یا کسی کمپنی کے حصص اور

[1] Rumball v. Metropolitan Bank, 2 Q.B.D. 194.

شاید وہ دیگر دستاویزات بھی جن کو تاجروں کا رواج وقتاً فوقتاً قابل بیع و شریٰ بناتا ہے اور اس رواج کا عدالت کو قابل اطمینان ثبوت بہم پہنچایا جائے (اس کا مزید ذکر چند صفحوں بعد ہوگا)۔

بربنائے قانون موضوعہ ہنڈی کو قانون تجارت نے قابل بیع و شریٰ قرار دیا ہے۔ پرامیسری نوٹ (قانون ۳، اور ۴ (C. 9 Anne, C.) کے ذریعے سے قابل بیع و شریٰ قرار پائے۔ ان دستاویزات کی دونوں قسمیں قانون ہنڈی (Bills of Exchange Act.) بابت ۱۸۸۲ء کے تابع ہیں۔ چک بھی ایک ہنڈی ہے جو بینکر کے نام لکھا جاتا ہے لیکن اس میں چند خصوصیات ایسی ہیں جو تمام ہنڈی کی دیگر قسموں میں مشترک نہیں۔ بینک آف انگلینڈ کا نوٹ ایک پرامیسری نوٹ ہے[1] جو بذریعۂ قانون موضوعہ سکۂ رائج الوقت قرار پایا ہے لیکن خود بینک کے لیے وہ سکۂ رائج الوقت نہیں ہے۔

(Bills of Loding)[2] (مالک جہاز کے دستخطی عہد کہ جو سامان جہاز کے ذریعے سے بھیجا جا رہا ہے حفاظت سے پہنچے گا) جو قانون تجارت اور قانون موضوعہ دونوں سے متاثر ہوئی ہیں اپنے اندر چند خصوصیات رکھتے ہیں جن پر علیحدہ غور کرنا پڑے گا۔

ہنڈی اور پرامیسری نوٹ قانون معاہدہ میں ہمیشہ نمودار رہتے ہیں اور ان سے بیع و شریٰ کی نوعیت کی بخوبی تشریح ہوتی ہے۔ اسی لیے ہم اُن کے اہم خصوصیات پر ابھی غور کریں گے۔

ہنڈی ہنڈی ایک غیر مشروط تحریری حکم ہوتا ہے جو (الف) کی جانب سے (ب) کو لکھا جاتا ہے اور (ب) کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ رقم کسی نامزد کردہ شخص کو یا حامل کو ادا کی جائے۔ عام طور پر یہ نامزد کردہ شخص ایک شخص ثالث (ج) ہوتا ہے[3] لیکن (الف) خود اپنے لیے بھی (ب) کے نام ہنڈی تحریر کر سکتا ہے ہمیں یہ فرض کرنا چاہئے کہ یہ حکم (ب) کو لکھا گیا ہے یا تو اس وجہ سے کہ اس کے قبضے میں (الف) کی رقم ہے یا وہ (الف) کو قرض دینے کے لیے آمادہ ہے[4] چونکہ ہم یہاں ہنڈیوں پر محض اس لحاظ سے بحث کر رہے ہیں کہ ان سے بیع و شریٰ کی نوعیت کی تشریح ہو جاتی ہے لہذا ہم مثال کے لیے ایک بالکل

[1] 3 & 4 Will. 4, C. 98

[2] 18 & 19 Vict. III

[3] Bills of exchange Act 1882, S. 3 (1)

[4] مزید کے لیے ملاحظہ ہو ضمیمہ د

عام صورت اختیار کریں کے جو بالکل آسان بھی ہے۔

اجرائی (الف) (ب) کو ہدایت کرتا ہے کہ ایک رقم ج کو یا اس کے حسب الحکم ادا کرے یا ج یا حامل کو ادا کرے۔ (الف) ہنڈی کا تحریر کنندہ کہلاتا ہے اور اُس تحریر کے ذریعے سے عہد کرتا ہے کہ ایک معینہ رقم (ج) کو یا ہنڈی کے کسی قابض ما بعد کو ادا کرے گا بشرطیکہ ب) اس کو نہ سکارے یا سکارے کے بعد ادا نہ کرے۔

سکارنا (ب) جس کے نام ہنڈی لکھی جاتی ہے ہنڈی کا مکتوب الیہ کہلاتا ہے لیکن جب وہ رقم معینہ ادا کرنے کا اقرار کرتا ہے تو اس کو ہنڈی کا سکارنے والا کہتے ہیں۔

ایسی منظوری ہنڈی پر سکارنے والے کی تحریر سے یا صرف دستخط سے ظاہر ہونی چاہیئے۔ ہنڈی کا تحریر کنندہ اس ہنڈی کو "سکارے" جانے سے پہلے منتقل کر سکتا ہے اور اس صورت میں منتقل الیہ کا یہ کام ہے کہ اس کو ہنڈی کے مکتوب الیہ کے پاس سکارے جانے کے لیے پیش کرے۔ وہ اُس ہنڈی کے غیر مشروط طریقے پر سکارے جانے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ چاہے تو ایسی ہنڈی قبول کر سکتا ہے جس میں مقدار رقم وقت اور مقام کے متعلق شرایط ہوں[1]۔ لیکن اس[2] سے ہنڈی کا تحریر کنندہ یا وہ شخص ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے جس نے پہلے عبارت ظہری تحریر کی ہے۔ بجز اس کے کہ وہ شرایط کو قبول کر لیں۔

اگر ہنڈی ج کو یا حامل کو قابل ادا ہو تو وہ ایک قابض سے دوسرے قابض کے حق میں محض حوالگی سے بھی منتقل ہو سکتی ہے اگر وہ ج کو یا اس کے حسب الحکم قابل ادا ہو تو پہلے اس پر عبارت ظہری تحریر کی جانی چاہیئے تاوقتیکہ اس پر عبارت ظہری نہ لکھی جائے یہ مکمل دستاویز قابل بیع و شری نہیں ہے۔

سادہ عبارت ظہری اگر یہ عبارت ظہری صرف ج کی دستخط پر مشتمل ہو تو کہا

---

[1] یہ البتہ یاد رہے کہ بلس آف اکسچینج ایکٹ کی ف۱۹ ضمن (۲) ج کی رو سے شرط متعلق بہ مقام کو مشروط سکارنا نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ صراحت سے یہ نہ بتائے کہ ہنڈی کی رقم صرف وہیں ادا کی جا سکتی ہے کسی اور جگہ نہیں"۔ اسی لیے یہ مروجہ فقرہ مشروط سکارنا نہیں ہے کہ "سکارا گیا اور فلاں بنک میں قابل ادائی ہے"۔

[2] ف ۱۹،۴۴۔

جاتا ہے کہ ہنڈی پر "سادہ" عبارت ظہری تحریر کی گئی ہے اس وقت یہ حامل ہنڈی کو قابل ادا ہو جاتی ہے یعنی صرف حوالگی کے ذریعے سے قابل منتقلی ہے کیونکہ ج نے اپنا حکم دے دیا ہے گو یہ حکم کسی خاص شخص کو نہیں دیا گیا۔ درحقیقت اس ہنڈی پر عبارت ظہری ہر اُس شخص کے لیے لکھی گئی ہے جو اس کا قابض بنے۔

خاص عبارت ظہری اگر یہ عبارت ظہری میں یہ حکم ہو کہ وہ د کو ادا کی جائے۔ وہ حکم ہنڈی پر ہی لکھا جائے اور اس پر ج کے دستخط ہوں تو اُس کو "خاص" عبارت ظہری کہتے ہیں۔ اُس کا اثر یہ ہے کہ اگر ہنڈی پہلے ہی سکاری نہ گئی ہو تو (د) پر یہ حق منتقل ہوتا ہے کہ ہنڈی کے مکتوب الیہ سے اُس کے سکارے جانے کا مطالبہ کرے یا اگر ہنڈی سکاری تو گئی ہے لیکن اس کی ادائی نہیں ہوئی ہے اور ادائی کا وقت آچکا ہو تو ادائی کا مطالبہ کرے اگر ہنڈی سکاری نہ جائے یا اُس کی ادائی نہ کی جائے تو د کو دوہرا چارۂ کار حاصل ہے یعنی وہ اس رقم کا جو ہنڈی میں معین کی گئی ہے، ہنڈی کے ابتدائی تحریر کنندہ سے یا ج سے جو عبارت ظہری کا تحریر کنندہ ہے مطالبہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ ج ہر طرح ایک نیا تحریر کنندۂ ہنڈی ہے۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو ہنڈی پر عبارت ظہری تحریر کرے قابض ہنڈی کے قابض الوقت کے لیے ادائی کا ایک مزید ضامن بن جاتا ہے۔

پرامیسری نوٹ ایک پرامیسری نوٹ ایک تحریری وعدہ ہے جو (الف) اس امر کی نسبت (ب) سے کرتا ہے کہ وہ کچھ معینہ رقم ایک مقررہ وقت پر یا عندالطلب (ب) کو یا اس کے حسب الحکم کسی شخص کو یا (ب) کو یا حامل کو ادا کرے گا۔[1] (الف) جو اس نوٹ کا تحریر کنندہ ہے بالکل وہی حیثیت رکھتا ہے جو ہنڈی کے سکارنے والے کی ہوتی ہے۔ اور انتقال بذریعۂ حوالگی یا عبارت ظہری کے جو قواعد ہیں وہ بالکل اُن قواعد کے مماثل ہیں جو ہنڈی سے متعلق ہیں۔[2]

[1] دیکھو ضمیمہ (و)

[2] I. O. U. بادی النظر میں پرامیسری نوٹ سے مشابہ معلوم ہوگا۔ مگر اسے قانوناً کوئی دستاویزی حیثیت حاصل نہیں۔ وہ محض اس حساب کا ثبوت ہے جو وہاں مندرج ہو۔ مزید تفصیل آگے باب (۲۲) میں آئے گی۔

منتقل ہوسکنے اور قابل بیع و شریٰ ہونے میں فرق

اس نوعیت کی دستاویزات کی تمثیل سے ہم اس فرق کو ظاہر کرنے کی کوشش کریں گے جو منتقلی اور بیع و شریٰ کے مابین پایا جاتا ہے۔

فرض کرو کہ (الف) ایک ہنڈی (ب) کے نام لکھتا جو خود اُس کو یا اس کے حسب الحکم قابل ادا ہے اور (ب) کے اس ہنڈی کو سکارنے کے بعد وہ اس پر (د) کے حق میں عبارت ظہری لکھتا ہے۔ جب ادائی کا وقت آجاتا ہے (د) اس ہنڈی کو (ب) کے سامنے جو اس کا سکارنے والا ہے، ادائی کے لیے پیش کرتا ہے اور عدم ادائی کی بناء پر اس پر نالش کرتا ہے۔

بدل اور اطلاع

دستاویزات قابل بیع و شریٰ کی صورت میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ بدل ادا ہو چکا ہے تا وقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو اور منتقلی کی اطلاع (جیسا کہ عام حق ارجاع نالش کی صورت میں ضروری ہے) دینے کی ضرورت نہیں۔ لہذا (د) کو اس کے سوا کچھ اور ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہنڈی پر سکارنے کے جو دستخط ہیں، وہ (ب) کے ہیں۔ باقی ہر ایک چیز اُس کے حق میں خود ہی فرض کر لی جاتی ہے۔

فرض کرو کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ ہنڈی کو (ب) نے اس لیے سکارا کہ اس کے ذمے الف کا قمار بازی کا قرضہ واجب الادا تھا یا اس سے رضامندی بذریعۂ فریب حاصل کی گئی تھی تب (د) کی حیثیت اس حد تک تبدیل ہو جاتی ہے۔

ج اور (ب) کے مابین معاملے کی نوعیت کے لحاظ سے ہنڈی کالعدم یا قابل انفساخ ہو جائے گی۔ لیکن اس سے (د) کے حقوق یا قابض مابعد یا اُن اشخاص کے حقوق کا متاثر ہونا ضروری نہیں جو اپنا حق (د) سے حاصل کرتے ہیں۔

قابض مابعد کی حیثیت

ہنڈی کا ہر ایک قابض بادی النظر میں قابض جائز متصور ہوتا ہے یعنی یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس نے نیک نیتی سے اور بغیر اس علم کے قیمت ادا کی ہے کہ اس شخص کی حقیقت میں کوئی نقص ہے جس نے اس کو بیع کیا ہے[1]۔ لیکن ہنڈی کی بنا پر دعویٰ کیے جانے کی صورت میں اگر یہ شہادت دی جائے کہ ہنڈی کا سکارنا یا تحریر کرنا یا بعد میں بیع

[1] Tantan v. Haslar, 23 Q. B. D. 345.

کرنا فریب یا کسی قسم کی بے ضابطگی پر مشتمل تھا، تو یہ قیاس قائم نہیں رہ سکتا۔ بار ثبوت الٹ جاتا ہے اور ہنڈی کے قابض کو ثابت کرنا پڑتا ہے کہ مبینہ فریب یا بے ضابطگی کے بعد ہنڈی کی قیمت نیک نیتی سے ادا کی گئی ہے گو یہ ضروری نہیں کہ خود اس نے ادا کی ہو۔ اگر وہ ایسا ثابت کرسکے گا تو وہ مقدمے میں کامیاب ہوسکے گا۔ خواہ ہنڈی کے ابتدائی حالات کچھ ہی ہوں بشرطیکہ وہ مبیّنہ فریب یا بے ضابطگی کا خود فریق نہ رہا ہو۔ ایسا قابض جو فریب یا بے ضابطگی کا فریق رہا ہو کامیاب نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر وہ اپنی حقیت ایسے شخص سے حاصل نہ کرے جس کی حقیت میں خود نقص رہا ہو بلکہ ایسے شخص سے جو خود صحیح طور پر قابض ہوا ہو تو محض اُس کا علم اُس کی حقیت کو ناجائز نہیں کردیتا۔

عبارت ظہری کے بدل ناجائز کے اثر پر بھی غور کرنا چاہیے۔ جس کے حق میں عبارت ظہری لکھی جاتی ہے وہ عبارت ظہری کے لکھنے والے پر کسی ایسے ناجائز معاہدے کی بنا پر نالش نہیں کرسکتا جو ان کے مابین منعقد ہوتا ہے، لیکن وہ سکارنے والے پر اور غالباً اس شخص پر نالش کرسکتا ہے، جس نے عدم جواز سے پہلے عبارت ظہری لکھی ہے۔[۱]

ایک دلال[۲] نے اپنے موکل کے تمسکات جو رواج تجارت کی بنا پر قابل بیع و شری تھے ایک بنک میں مکفول کردیے تاکہ اس رقم کی ضمانت دے جو اس نے قرض لی تھی۔ بنک کو اُس کی اطلاع نہ تھی کہ یہ تمسکات خود اس کے نہیں ہیں یا یہ کہ اُس کو مکفول کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ دیوالیہ ہوگیا۔ بنک نے اس کے قرضے کی پابجائی کے لیے تمسکات فروخت کردیے اور دلال کے موکل نے بنک پر دعویٰ کیا۔ دارالامرا نے یہ تجویز کی کہ وہ تمسکات حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ (۱) یہ تمسکات قابل بیع و شری تھے اور (۲) قابل بیع و شری ہونے کی وجہ سے:-

"دستاویز قابل بیع و شری کی ماہیت ہی یہی ہے کہ تم اُس کے
قابض کے متعلق یہ تصور کرسکتے ہو کہ اُسے اس کے بیع کرنے کا
اختیار ہے۔ خواہ وہ کارندہ ہو یا نہ ہو، تاوقتیکہ تمھیں اس کے
خلاف علم نہ ہو تمھیں درست حقیت حاصل کرنے کے لیے قابض کی

۱۔ Flower v. Sadler, P.Q.B.D. 572.

۲۔ London Joint Stock Bank v. Simmons. [1892] A.C. 217.

حقیت یا اس کے اختیار کی وسعت کی نسبت تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔"

(Crouch v. Credit Foncier of England)[1] کا مقدمہ سابق میں اس قاعدے کی سند سمجھا جاتا تھا کہ انگلستان میں انگریز تاجر جتنی قسم کی دستاویزیں لکھ سکتے ہیں ان میں دستاویزات قابل بیع وشری کی فہرست پُر ہو چکی ہے اب اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اور رواج کا ثبوت دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک قانون تجارت نے اس خاص زیر بحث دستاویز کا قابل بیع وشری ہونا نہ قرار دیا ہو۔ ایکسچکر چیمبر کی عدالت نے گڈون بنام روبارٹس[2] کے مقدمے میں اس امر کے متعلق نظیر محولۂ بالا کی سند پر اعتراض کیا ہے اور (Bechuanaland Exploration Co. v. London Trading Bank)[3] میں جسٹس کنیڈی نے یہ قرار دیا ہے کہ گڈون بنام روبارٹس[4] کے مقدمے نے اس نظیر کو منسوخ کر دیا ہے اس لئے چند ڈبنچرس کو جو انگلستان میں کسی انگریزی کمپنی کی جانب سے جاری ہوئے تھے اور حامل کو قابل ادا تھے، جدید تجارتی رواج کی بنا پر جو کافی طور پر ثابت ہو چکا تھا قابل بیع وشری بنانے کی اجازت دی اگرچہ ان کی نوعیت کسی ایسی دستاویز سے ملتی نہ تھی جو قانون تجارت یا قانون موضوعہ کے تحت قابل بیع وشری قرار دی گئی تھی۔

اس مقدمے کے فیصلے کی جسٹس بگہم (Eddstein v. C. Schuler Bigham)[5] نامی ایک بعد کے مقدمے میں پیروی کی اور اس کی پُر زور توثیق کی۔ اس مقدمے میں یہ طے کیا گیا کہ قانون تجارت کو بے حرکت اور غیر متغیر تصور نہ کرنا چاہیئے۔ اس کے برخلاف تجارتی کاروبار کی کثرت کی وجہ سے بہ نسبت گذشتہ صدی کے اب قانون تجارت میں سرعت کے ساتھ تبدیلی ہو سکتی ہے اور ان تمسکات ڈبنچر کے متعلق جو حامل کو قابل ادا ہوں عدالتوں کا قیاس یہ ہوگا کہ وہ قابل بیع وشری تھا ہیں

بدل اور دستاویزات قابل بیع وشری

اس موضوع کو ختم کرنے سے پہلے اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ بدل کا نظریہ دستاویز قابل بیع وشری پر اس طرح منطبق نہیں ہوتا جس طرح کہ عام معاہدات پر[6] چنانچہ کسی ہنڈی کے فریقین بعید کے درمیان ہنڈی کا سکارنے والا اد ہنڈی کی ادائی

[1] L.R. 8 Q. B., 374.
[2] L.R. 10 Ex. at p. 346.
[3] [1898] 2 Q.B. 658.
[4] L.R. 10 Ex. 337
[5] [1902]. 2. K. B. 144
[6] برصفحہ ۲۷۵۔

پانے والا) مابین بالعموم کوئی بدل نہیں ہوتا۔ ہنڈی کے تحریر کنندہ اور مکتوب الیہ ظہری کے مابین اُس وقت کسی بدل کی ضرورت نہیں جبکہ ہنڈی کا سکارنے والا اس کو سکارنے یا قبول کرنے سے انکار کردے اور ہنڈی کے تحریر کرنے والے کی طرف رجوع کیا جائے۔

اُس کے سوا یہ ممکن ہے کہ[1] (الف) جس نے ہنڈی کی قیمت ادا نہیں کی ہے، (ب) سے جس نے کوئی رقم وصول نہیں کی رقم حاصل کرے بشرطیکہ (الف) اور (ب) کے مابین کسی درمیانی قابض نے قیمت ادا کی ہو اگر ہم کسی (Accommodation Bill) (ضمانتی تحریر یعنی بل جو بنک کو بطور ضمانت ایک دوسرے شخص کو رقم دینے کے لیے دیا جائے) پر غور کریں تو یہ بالکل واضح ہوجائے گا۔

(الف) کو ایک سو پونڈ کی ضرورت ہے۔ اور اُس کا اعتبار ایسا نہیں ہے کہ وہ خود کہیں سے قرض لے سکے لیکن ج اس کو یہ رقم دینے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ (د) جو (الف) کا دوست ہے اس رقم کو مثلاً تین ماہ کے اندر واپس کرنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔ یہ معاہدہ ایک ضمانتی تحریر (Accommodation Bill) کے ذریعے سے طے پایا۔ الف نے (د) کے نام ایک ہنڈی تحریر کی جو خود اُس کو یا اس کے حسب الحکم اس تاریخ سے تین ماہ کے بعد قابل ادا تھی۔ (د) ہنڈی کو سکارتا ہے اور اس طرح میعاد پوری ہوتے ہی ہنڈی کی رقم اُس شخص کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے، جو اس وقت قابض رہے (الف) ایک ہنڈی عبارت ظہری لکھ کر ج کو فروخت کردیتا ہے اور ج اس کو ڈسکاونٹ وضع کرکے ایک سو پونڈ نقد ادا کرتا ہے ج جس نے قیمت ادا کی ہے، (د) پر جو ہنڈی کا سکارنے والا ہے اور جس نے کوئی قیمت حاصل نہیں کی، دعویٰ کرسکتا ہے[2] لیکن ہم اس معاملے میں ایک قدم اور آگے بڑھائیں گے۔

---

[1] Bills of Exchange Act. 1882,

[2] غالباً الف نے د کو یہ وعدہ کرکے ہنڈی کے سکارنے پر آمادہ کیا ہوگا کہ ہنڈی کی رقم ادا ہونے کے وقت وہ اسے اتنی رقم دیدے گا۔ اگر الف بروقت رقم ادا کرنے سے قاصر رہے اور د کو وہ رقم اپنی جیب سے دینی پڑے تو صورت اصل میں یوں ہوگی کہ الف کی درخواست پر د نے رقم ج کو ادا کی اور قانون یہ تصور کرتا ہے کہ الف نے د سے یہ اقرار کرلیا ہے کہ وہ اسے بری الذمہ رکھے گا۔

(ج) جس نے قیمت ادا کی ہے[1] اس ہنڈی کو (ھ) کے نام عبارت ظہری تحریر کرتا ہے۔ اور (ھ) جس نے کوئی قیمت ادا نہیں کی ہے بطور تحفہ کے حاصل کرتا ہے۔ یہ معلوم ہوگا کہ ایک بار قیمت ادا کر دی جائے تو ہر قابض مابعد ہنڈی کے سکارنے والے پر یا ایسے شخص پر جو قیمت ادا ہونے سے پہلے ہنڈی کا فریق تھا، دعویٰ کر سکتا ہے۔ پس (ھ) جس نے کوئی رقم ادا نہیں کی ہے (د) پر جس نے[2] کوئی رقم حاصل نہیں کی نالش کر سکتا ہے۔

(Milnes v, Dawson) کے مقدمے سے اس کی ایک مثال دستیاب ہو سکتی ہے۔ جہاں ایک ہنڈی کے تحریر کنندہ نے ایسے شخص (مدعی) کے نام عبارت ظہری لکھی جس کے ذمے اس کی کوئی رقم نہ تھی۔ اس نے اپنے حقوق کو جو ہنڈی سے حاصل ہوئے تھے، گو بلا بدل تھے، منتقل کرنے کے بعد مدعیٰ علیہ یعنی ہنڈی کے سکارنے والے سے ایفائے ہنڈی کے متعلق ایک دستاویز حاصل کی۔

(Park, B. نے کہا کہ:-

"یہ قرار دینا کہ عبارت ظہری تحریر کرنے والا اس جائداد کو منتقل کرنے کے بعد جو دستاویز میں مندرج ہے، اس کی قیمت وصول کر کے منتقل الیہ تحریر ظہری کے حقوق پر اثر ڈال سکتا ہے، ان دستاویزات کے قابل بیع وشریٰ ہونے کے بالکل متناقض ہوگا۔ جب جائداد منتقل ہو جاتی ہے تو ہنڈی کی بناء پر نالش کرنے کا حق بھی منتقل ہو جاتا ہے ہنڈی ایک مال منقولہ ہے اور انتقال بذریعۂ حوالگی اس وقت مکمل ہو جاتا ہے جب منتقلی کی نیت اس کے ساتھ ہو۔"

ہنڈیوں کا مقصد قدیم زمانے میں

بیع وشریٰ کے قواعد تاجروں کے رواج سے وجود میں آئے جس میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ ہنڈی یا نوٹ کا تحریر کرنا ایک کاروباری معاملہ ہے۔ دستاویز کی تکمیل کے بعد قیمت کسی نہ کسی وقت ادا کی جاتی ہوتی تھی۔ لیکن اس امر پر اصرار کرنا کہ بدل، قابض کی طرف سے مدعیٰ علیہ کو ضرور ادا کیا گیا ہو، اس مقصد کے منافی ہوگا جس کے لیے یہ دستاویزات وجود میں آئی ہیں۔ کیونکہ ہنڈی کا مقصد

[1] Scots v. Lifford, Camp. 246.
[2] 5 Exch. 950.

یہ تھا کہ ایک تاجر جو انگلستان کے ایک حصے میں رہتا ہے کسی دائن کو جو انگلستان کے کسی اور حصے میں یا باہر رہتا ہے، اپنا زر قرضہ بجنسہٖ ایک مقام سے دوسرے مقام کو روانہ کیے بغیر ادا کرسکے (الف) جو لندن میں رہتا ہے اس پر (ب) کے ایک سو پونڈ واجب الادا ہیں جو پیرس میں مقیم ہے۔ (الف) سونے کے سکے یا نوٹ فرانس کو روانہ کرنا نہیں چاہتا۔ اور پیرس میں اُس کا کوئی کارندہ بھی نہیں ہے، اور نہ کسی شخص سے وہاں اُس کا لین دین ہے جس کے ذریعے سے وہ رقم ادا کرسکے۔ لیکن ج جو لندن کا ایک اور تاجر ہے (د) سے جو مقیم پیرس ہے لین دین کرتا ہے اور (د) اُن کاروباری شرائط کے مطابق جو اس کے اور الف کے مابین طے پائے ہیں اس رقم کو ج کے حساب میں اُس کی ہدایت کے مطابق ادا کرنے کی ذمہ داری لے سکتا ہے۔ لہٰذا (الف) (ج) سے استدعا کرتا ہے کہ اُس شرح مبادلہ کے مطابق جو لندن اور پیرس کے مابین ہے (د) کے نام ایک سو پونڈ ادا کرنے کا حکم دے! اس بنا پر ج مطلوبہ رقم کے لیے (د) کے نام ایک ہنڈی (الف) کے حق میں تحریر کرتا ہے۔ (الف) اس ہنڈی پر عبارتِ ظہری لکھ کر اپنے دائن (ب) کے پاس روانہ کرتا ہے۔ (ب) اس ہنڈی کو (د) کے پاس سکارے جانے کے لیے پیش کرتا ہے اور اگر تمام امور درست ہوں تو (د) اس ہنڈی کو سکارتا ہے اور مقررہ وقت کے اندر رقم ادا ہوجاتی ہے۔

سر ایم چامرس نے ہنڈیوں کی اصلی غرض اور انگلستان میں اُن کے موجودہ استعمال کا اس طرح موازنہ کیا ہے:-

"ہنڈی ابتداءً ایک ایسی دستاویز تھی جس کے ذریعے سے کوئی تجارتی قرضہ جو ایک مقام سے واجب الادا ہوتا وہ دوسرے مقام پر منتقل کردیا جاتا۔ یہ صرف نقد رقم کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنے کی ضرورت کو رفع کردیتی تھی۔ اس نظریہ کو فرانسیسی قانون ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے۔ انگلستان میں ہنڈیوں نے نشوونما پاکر ایک مکمل سکۂ قرطاس کی صورت حاصل کرلی ہے۔ فرانس میں ہنڈی سے ایک تجارتی معاملے کا اظہار ہوتا ہے اور انگلستان میں یہ محض ایک دستاویز قرضہ ہے"۔

(کتاب Bills of Exchange آٹھواں ایڈیشن دیباچہ صفحہ ۵۳)

دستاویز باربرداری بحری اب اس دستاویز پر غور کرنا چاہیئے جو بل آف لیڈنگ (Bills of Lading) کے نام سے موسوم ہے،

گو اس میں قابل بیع و شری ہونے کی خصوصیات نہیں ہوتیں۔ بل آف لیڈنگ پر تین مختلف پہلوؤں سے غور کیا جاسکتا ہے (۱) یہ ایک رسید ہے جو جہاز کا کپتان اس امر کی نسبت دیتا ہے کہ جو مال اس بل (Bill) میں بتلایا گیا ہے، وہ جہاز میں لادا گیا۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ (ب)

(۲) یہ ایک دستاویز ہے جس میں حمل و نقل مال کا وہ معاہدہ درج ہوتا ہے جو مال کے لادنے والے اور مالک جہاز کے مابین (جس کا جہاز کا کپتان کارندہ ہوتا ہے) منعقد ہوتا ہے اور (۳) یہ مال کی "حقیت کا دستاویز" ہے۔ اس دستاویز حقیت کی مدد سے اسباب کے متعلق اس کا مالک جبکہ اسباب ابھی جہاز پر یا سمندر پر ہی ہوتا ہے کوئی معاملہ کرسکتا ہے۔

بالعموم دستاویز باربرداری بحری (Bill of Lading) کی تین نقلیں کی جاتی ہیں اور ہر ایک پر کپتان کے دستخط ہوتے ہیں۔ ایک نقل فرستندۂ مال کے پاس ہوتی ہے ایک کپتان کے پاس اور ایک مرسل الیہ کو روانہ کی جاتی ہے جو عام طور پر اس نقل کے وصول ہوتے ہی اس مال میں حقیت حاصل کرلیتا ہے۔ اور یہ حقیت صرف اس وقت زائل ہوسکتی ہے جبکہ بائع اثنائے راہ میں مال کو روکنے کے تصفیۂ حق کو استعمال کرے[1]

لیکن اگر بل آف لیڈنگ کا مرسل الیہ اسے عبارت ظہری لکھ کر کسی قابض بادائی بدل کو منتقل کردے تو ایسے قابض کو اس مال میں حقیت حاصل ہوجاتی ہے۔ اور یہ حقیت بائع کے اثنائے راہ میں مال روکنے کے حق پر غالب آجاتی ہے۔ اور

---

[1] اثنائے راہ میں روکنے کا حق زرثمن نہ پانے والے بائع کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اسے خریدار کے مفلس ہونے کا علم ہو اور خریدار کے قبضے میں مال کے پہنچنے سے پہلے بائع مال کو واپس لے سکتا ہے۔ اس حق کا تاریخی تذکرہ مقدمہ Gibson v. Carruthers, 8 M.W, 339) میں Lord Abinger, C.B, کے فیصلے میں ملے گا۔ (دیکھو Sale Goods Act, 189, 3 ss. 44-46.

مرسل الیہ کے مفلس ہوجانے اور نتیجتاً فریسندۂ مال کے اپنے زرِ ثمن سے محروم ہوجانے کے باوجود اس مال کا استحقاق رکھتا ہے۔[1]

بہرحال اس کا حق جو اس خصوصیت میں قانون تجارت کی بنا پر حاصل ہوتا ہے، محض ایک حق ملکیت ہے۔ بل آف لیڈنگ کی منتقلی سے اس مال میں حق عطا ہوتا ہے۔ لیکن قانون غیر موضوعہ میں اُس معاہدے کی بنا پر حق نالش پیدا نہیں ہوتا جو بل آف لیڈنگ میں مندرج ہوتا ہے۔

قانون بل آف لیڈنگ بابتہ ۱۸۵۵ء[2] یہ حق عطا کرتا ہے۔ بل آف لیڈنگ کی منتقلی کے ذریعے سے منتقل الیہ پر نہ صرف اس مال کی ملکیت منتقل ہوتی ہے، بلکہ "تمام حقوق نالش" اور "اس مال کے متعلق تمام ذمہ داریاں بھی منتقل ہوجاتی ہیں گویا کہ جو معاہدہ بل آف لیڈنگ میں مندرج ہے وہ خود منتقل الیہ سے کیا گیا ہے۔"

لیکن ایک بل آف لیڈنگ اس دستاویز قابل بیع و شری سے مختلف ہوتا ہے جس سے ہم ابھی بحث کر رہے تھے۔ اس کی منتقلی سے حقوق بالتعمیم یعنی اس خاص مال کے حقوق منتقل ہوتے ہیں۔ اور یہ حقوق ایک مفہوم میں اُن حقوق سے وسیع ہوتے ہیں جو منتقل کنندہ کو حاصل تھے۔ کیونکہ مرسل الیہ اثنائے راہ میں مال روکنے کے حق کو زائل کرسکتا ہے، اس طرح بل آف لیڈنگ دستاویزات قابل بیع و شری سے مختلف ہے کیونکہ ان سے حقوق بالتخصیص عطا ہوتے ہیں۔

گو منتقل الیہ منتقل کنندہ کی ذمہ داریوں میں سے کسی ایک ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتا ہے لیکن وہ منتقل کنندہ کی حیثیت سے بے نیاز ہوکر کوئی مالکانہ حقوق حاصل نہیں کرتا۔ اگر بل آف لیڈنگ چوری جائے یا شخص مجاز کی اجازت کی بغیر منتقل کیا جائے[3] تو اس سے نیک نیت منتقل الیہ بذریعہ تحریر ظہری کو کوئی حق عطا نہیں ہوتا۔ اسی طرح قانون موضوعہ جو معاہداتی حقوق عطا کرتا ہے وہ اس صراحت کے ساتھ عطا کرتا ہے کہ حقوق مذکورہ تابع نصفت ہوں گے۔ اسی بنا پر بل آف لیڈنگ ایک معاہدہ ہے جو بلا اطلاع قابل انتقال ہے۔ اس حد تک وہ دستاویز انتقال جائداد سے وہ اس حد تک مشابہ ہے کہ وہ جائداد میں حق عطا کرتا ہے لیکن وہ اُس حق سے منتقل کنندہ کو حاصل ہوتا ہے کوئی بہتر حق خواہ مالکانہ ہو یا معاہداتی عطا نہیں

[1] Lickbarrow v. Mason, 1 Sm. L. C, 12 Ed. 726.
[2] 18 & 19 Vict C, 111.
[3] Gurney v. Behrend, 3 E. & B. at p. 634.

کر سکتا۔ لیکن یہ ہمیشہ اس استثناد کے تابع رہتا ہے کہ وہ شخص جو منتقل کنندہ سے جسے جائز حق حاصل ہوتا ہے کوئی حق حاصل کرتا ہے تو وہ بائع کے اثنائے راہ میں مال کے روکنے کے حق کی پابندی سے سبکدوش ہو جاتا ہے گو مال روکنے کا حق ابتدائی مرسل الیہ کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہو۔

فصل (۲) معاہداتی حقوق اور ذمہ داریوں کا انتقال بذریعۂ عمل قانون

یہاں تک تو ہم نے معاہدے کے تمتع اور ذمہ داریوں کی اس منتقلی سے بحث کی ہے جو فریقین معاہدہ کی رضامندی سے وقوع میں آتی ہے لیکن احکام قانونی کے اثر سے بھی یہ حقوق اور ذمہ داریاں ایک شخص سے دوسرے شخص پر منتقل ہو سکتی ہیں۔

اگر الف خریداری یا پٹے کے ذریعے سے ب کی جائداد میں ان شرائط کے مطابق حق حاصل کرے جو اُن پر اُن کے مفادات کے متعلق معاہداتی وجوبات عاید کرتے ہیں اور ان میں سے ایک فریق اپنے حق کو ج پر منتقل کر دے تو چند حدود کے اندر یہ وجوبات ج پر منتقل ہو جاتے ہیں۔

حقوق متعلق اراضی کی منتقلی سے وجوبات کی منتقلی کے موضوع کا قانون ملکیت پر جدید قانون سازی کی وجہ سے اس شعبے کی مخصوص کتب میں بہتر طریقے سے مطالعہ کیا جا سکتا ہے اس لیے اس کو یہاں ترک کیا جاتا ہے۔

ازدواج ازدواج کی وجہ سے زوجہ کے حقوق اور ذمہ داریاں مشروط طریقے پر شوہر پر منتقل ہوتی تھیں لیکن ایکٹ بابتہ ۱۸۸۲ء کے بعد سے اب اس کا کوئی اثر نہیں رہا۔

قایم مقامی کسی شخص کے موت یا دیوالیہ ہونے سے قایم مقامی کی صورت میں اُس کے حقوق اور ذمہ داریاں متوفی کے منتظمان ترکہ یا دیوالیہ کے متولیوں پر منتقل ہو جاتی ہیں لیکن یہ منتقلی متوفی یا دیوالیہ کے قانونی وجود کو چند اغراض کے لیے جاری رکھنے کا محض ایک ذریعہ ہے، معاہدے کے منتقل الیہم

اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور ان کے خلاف اس کو نافذ کرنے سے انھیں ذاتی طور پر کوئی نقصان نہیں ہوتا ۔ یہ ابتدائی فریق معاہدہ کی جائداد کی حد تک اس کی قایم مقامی کرتے ہیں اور بس۔

(۱) معاہداتی وجوب کا انتقال بوجہ ازدواج

اس خصوص میں ازدواج کا اثر یہ ہوتا ہے[1] کہ اگر زوجہ کی ذاتی جائداد اس کے ان معاہدات کے جو قبل ازدواج کیے گئے ہوں ناکافی ہو تو شوہر اس جائداد کی حد تک ذمہ دار ہوتا ہے جس کا وہ اپنی زوجہ کے توسط سے مستحق بن جاتا ہے۔

(۲) معاہداتی وجوب کا انتقال وفات کے ذریعے سے

عام طور پر متوفی کے تمام حقوق اور ذمہ داریاں جو معاہدے سے پیدا ہوتی ہیں نیز حقوق ارجاع نالش جو خلاف ورزی معاہدہ کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں اس کے قایم مقاموں پر منتقل ہو جاتے ہیں[2] لیکن ایسے معاہدات جو متوفی کی شخصی خدمت یا مہارت پر مبنی ہوں ان کی اس کے قایم مقاموں سے تعمیل نہیں کرائی جا سکتی اور نہ وہ ایسی تعمیل کو خود پیش کر کے (قبول کیے جانے) پر اصرار کر سکتے ہیں کہ وہ اس رقم کے لیے دعویٰ کر سکتے ہیں جس کا متوفی مستحق ہو چکا ہو لیکن اس کی وفات تک ادا نہ کی گئی ہو۔ شخصی خدمت کے معاہدات کسی ایک فریق کی موت پر ختم ہو جاتے ہیں۔ کارآموزی کا معاہدہ معلم کے فوت ہونے پر ختم ہو جاتا ہے[3]۔ اور اس کا منتظم ترکہ کارآموز سے کسی خدمت کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ منتظمان ترکہ اس نقض معاہدہ کی بنا پر دعویٰ کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے خاص شخصی نقصان ہوا ہو۔ چیمبرلین بنام ولیمسن[4] میں منتظم ترکہ نے متوفیہ سے نکاح کرنے کے عہد کی خلاف ورزی کی بنا پر دعویٰ کیا تھا۔ موصیہ کی زندگی ہی میں عہد کی خلاف ورزی کی گئی تھی، اور حق نالش پیدا ہو گیا تھا لیکن

---

[1] Married Woman's Property Act, 1882, ss. 13, 14.

[2] Stubbes v. Holywell Ry. Co. L.R. 2 Exch. 311.

[3] Baxter v. Burfield, 2 Str. 1266.

[4] 2 M.& S. 408.

عدالت نے یہ قرار دیا کہ قایم مقاموں کی جانب سے ایسی نالش نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ امر یقینی نہیں ہے کہ نقض معاہدہ سے جائداد کو کوئی نقصان پہنچا ہو۔ گو ازدواج کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس سے ایک فریق کو ذاتی آسائش کی حد تک دنیاوی فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے قابل انتقال شخصی جائداد میں کوئی اضافہ ہوتا ہے۔" فنلے بنام چرنی[1] میں اس کے برعکس حکم دیا گیا تھا۔ اور عدالت نے یہ تجویز کی تھی کہ کسی ایسے شخص کے منتظمان ترکہ کے خلاف جس نے اپنی زندگی میں معاہدۂ نکاح کی خلاف ورزی کی ہے، نالش نہیں کی جاسکتی۔ اور کورک بنام ٹامس[2] میں یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ ایسے خاص ہرجے کا دعویٰ جس کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہو کہ اس قسم کی نالش میں مدعی نے برداشت کیا ہے قابل پذیرائی نہیں۔

(۳) دیوالیہ ہونے سے معاہداتی وجوب کی منتقلی

دیوالیہ پن قانون دیوالیہ بابتہ ۱۹۱۴ء کے تابع ہے جس کے ذریعے سے اس موضوع کے متعلق اس وقت کے مروجہ قوانین موضوعہ کی تنسیخ کرکے بعد ترمیم و اضافہ نئے قواعد نافذ کیے گئے ہیں۔ دیوالیہ کی کاروائی اس وقت شروع ہوتی ہے جبکہ عدالت دیوالیہ میں یا تو دائن کی جانب سے مدیون کے خلاف دیوالیہ قرار دینے کی درخواست پیش ہو یا خود مدیون اس بیان کے ساتھ درخواست دے کہ وہ اپنے قرضہ جات ادا کرنے کے ناقابل ہے۔ بجز اس کے کہ یہ درخواست بے بنیاد ثابت ہو، عدالت منتظم جائداد مقرر کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اور ایک سرکاری منتظم مقرر کرتی ہے جو مدیون کی جائداد کا جائزہ حاصل کرتا ہے اور دائنین کا ایک جلسہ منعقد کرتا ہے۔

اگر دائن راضی نامہ منظور نہ کریں بلکہ مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کا تصفیہ کرلیں تو اس کو دیوالیہ قرار دیا جاتا ہے اور ایک متولی مقرر کیا جاتا ہے۔

متولی (منتظم) پر دیوالیہ کی وہ جائداد منتقل ہوجاتی ہے جو اس کے قبضے میں دیوالیہ قرار دینے کے وقت موجود ہو۔ یا برارت سے قبل اس کو حاصل ہو اور

---

[1] 20 Q.B.D. 494

[2] [1916] 1 K. B. 516

متولی کو ایسی جائداد کی نسبت کارروائی کرنے کا بھی اختیار حاصل ہو جاتا ہے لیکن متولی (منتظم) کے حقوق اور ذمہ داریوں کے متعلق ہم کو جن امور پر غور کرنا چاہیئے وہ صرف یہ ہیں کہ :-

(۱) جب دیوالیہ کی جائداد کا کوئی جزو حقوق ارجاع نالش پر مشتمل ہو تو یہ تصور کیا جائے گا کہ یہ متولی پر منتقل ہو گئے ہیں۔

(۲) وہ اپنے تقرر سے بارہ ماہ کے اندر غیر مفید معاہدات کو مسترد اور منسوخ کر سکتا ہے۔

(۳) اسے غالباً ایسے شخصی مضرتوں کی بناء پر نالش کرنے سے باز رکھا گیا ہے جو نقض معاہدہ سے پیدا ہوتی ہیں[1] مثلاً علاج یا ازدواج کے معاہدات خواہ ایسی شخصی مضرت کے نتیجے کے طور پر شخصی جائداد کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچا ہو"

لیکن متولی (منتظم) جو دیوالے کے حقوق نالش کا از روئے قانون موضوعہ منتقل الیہ ہے وہی حیثیت نہیں رکھتا جو عام[2] منتقل الیہ بادائی بدل کی ہوتی ہے۔ وہ دیوالیہ ہونے کی تاریخ سے حقوق نالش کو نصفتی تقییدات کے تحت حاصل کرتا ہے۔

لہذا اگر دیوالیہ قرار دیے جانے سے قبل کوئی حق نالش بادائی بدل منتقل کیا گیا ہے، اور کوئی اطلاع مدیون کو نہیں دی گئی ہے تو متولی (منتظم) کو منتقل الیہ پر کوئی تقدم پہلے اطلاع دینے کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا۔



---

[1] Drake v Beckham, 11 M. & W. 819.

[2] In re Wallis (1902) 1 K.B. 719

حصۂ چہارم

تعبیر معاہدہ

معاہدے کی تعبیر اس امر پر ہم نے غور کر لیا کہ تشکیل معاہدہ کے لازمی اجزا کیا ہیں اور کسی معاہدے کا اثر اُن اشخاص پر جو ابتداً اس کے تحت حق رکھتے ہیں اور اُن اشخاص پر جن کے حقوق منتقل ہوتے ہیں کیا پڑتا ہے۔ اب دوسری چیز یہ بحث طلب ہے کہ جب یہ معاہدہ مقدمہ بازی کے سلسلے میں عدالت میں پیش ہوتا ہے تو اس سے کس طریقے سے بحث کی جاتی ہے۔ تعبیر معاہدہ پر غور کرتے وقت ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ اس کے شرائط و مندرجات کس طرح ثابت کیے جاتے ہیں اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں تو اس تحریر سے قطع نظر، خارجی شہادت سے ان میں کس حد تک ترمیم ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ ان شرائط کے معنوں کی تعبیر کرنے کے لیے جب وہ عدالت کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو کونسے قواعد اختیار کیے جاتے ہیں۔

یہ موضوع دو قسم کے قواعد میں منقسم ہو جاتا ہے: ایسے قواعد جو شہادت سے متعلق ہیں اور ایسے قواعد جو تعبیر سے متعلق ہیں۔ پہلے عنوان کے تحت ہمیں ان ماخذوں پر غور کرنا پڑتا ہے جن سے فریقین کی مشترکہ نیت کے اظہار کو متحقق کر سکیں۔ دوسرے عنوان کے تحت ہم کو ان قواعد پر غور کرنا پڑتا ہے جن کے ذریعے سے مستعمل شدہ الفاظ سے نیت کی تعبیر کیجاتی ہے۔

باب دہم

قواعد متعلقہ شہادت

عدالت اور جوری کے فرائض

اگر کسی معاہدے کے ایسے شرائط کی نسبت نزاع پیدا ہو جو زبانی طور پر کیے گئے ہوں، تو اولاً یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کیا کہا گیا تھا، اور وہ حالات کیا تھے جن کے تحت یہ معاہدہ منعقد ہوا تھا؟ یہ امر واقعہ کے سوالات ہیں جن کا تصفیہ جوری کو کرنا چاہیئے۔ جب جوری بطور امر واقعہ کے یہ تجویز کرے کہ فریقین نے کیا کہا تھا اور یہ کہ وہ معاہدہ کرنے کی نیت رکھتے تھے تو عدالت کو یہ تصفیہ کرنا چاہیئے کہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے آیا وہ معاہدے کی حد تک پہنچتا ہے اور اگر ایسا ہے تو اس کے کیا اثرات ہوں گے؟ جب کسی شخص کے خلاف یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے زبانی معاہدہ کیا ہے تو وہ یہ بیان کرنے کا مجاز نہ ہوگا کہ اس کا وہ منشاء نہ تھا جو اس نے کہا ہے۔

تحریری معاہدات پر بھی اسی قاعدے کا اطلاق ہوتا ہے۔ جب لوگ اپنے معاہدے کے ایک جزو کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں تو وہ شہادت لسانی کے ذریعے سے اس تحریر کو بدل نہیں سکتے۔ جب وہ اپنے پورے معاہدے کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں تو وہ شہادت لسانی کے ذریعے سے اس میں اضافہ یا ترمیم نہیں کر سکتے۔

زبانی معاہدے

معاہدات جو بالکل زبانی ہوتے ہیں ہمارے موضوع بحث سے بالکل

خارج ہیں۔ کیونکہ زبان سے کیے ہوئے معاہدے کا ثبوت عام قانون شہادت کا ایک جزو ہے۔ اس سوال کا جواب کہ آیا جو بیان کہ ثابت کیا گیا ہے وہ ایک جائز معاہدے کی حد تک پہنچتا ہے تشکیلِ معاہدہ کے حوالے سے دیا جانا چاہیئے۔ جب ایسے معاہدے کا منعقد ہونا ثابت ہو جائے تو اس کی تعبیر جن قواعد کے تحت ہو گی ان سے ذیلی بحث کی جاتی ہے:۔

ہمیں یہاں ان حالات کو متحقق کرنا ہے جن کے تحت معاہداتِ تحریری اور معاہداتِ مہری کے متعلق خارجی لسانی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے ایسی شہادت کی تین قسمیں ہیں:۔

تین بحث طلب امور

(۱) اس واقعے کی شہادت کہ ایک دستاویز ہے جس سے کسی معاہدے یا جزءِ معاہدہ کا انعقاد ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) اس امر کی شہادت کہ بینہ معاہدہ درحقیقت وہی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کسی ایسے عنصر کا فقدان ہو سکتا ہے جو تشکیل معاہدہ کے لیے لازمی ہے یا وہ ایسی لسانی شرط کے تابع ہو سکتا ہے جس پر بہ حیثیت معاہدہ اس کا وجود مبنی ہوتا ہے۔

(۳) شرائط و مندرجات معاہدہ کی نسبت شہادت۔ یہ شرائط نامکمل بھی ہو سکتے ہیں جن کی تکمیل اس امر کے لسانی ثبوت سے ہو سکتی ہے کہ دیگر شرائط موجود ہیں یا یہ مبہم بھی ہو سکتے ہیں اور اسی مذکورہ طریقے سے ان کی تشریح ہو سکتی ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی عمل درآمد سے متاثر ہوں جس صورت میں اس عمل درآمد کی نوعیت ثابت کرنی پڑتی ہے۔ پس ہمیں حسب ذیل امور پر غور کرنا پڑتا ہے:۔

(۱) کسی دستاویز کے وجود کی نسبت شہادت۔

(۲) اس امر کی نسبت شہادت کہ یہ دستاویز ایک معاہدہ ہے۔

(۳) اس کے شرائط کی نسبت شہادت۔

مہری اور سادہ معاہدے

ہم کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ معاہداتِ مہری اور معاہداتِ سادہ میں ایک فرق جو کچھ عرصے پہلے نکالا گیا ہے اس کی تشریح ان قواعد شہادت سے ہوتی ہے جو ان دونوں قسم کے معاہدات سے متعلق ہیں۔

معاہدۂ مہری اپنا جواز اس صورت (فارم) سے حاصل کرتا ہے جس میں کہ یہ ظاہر کیا

جاتا ہے۔ لہٰذا اگر دستاویز ثابت کر دی جائے تو معاہدہ بھی ثابت ہو جاتا ہے تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ اس کی تکمیل ایسے حالات کے تحت ہوئی ہے جو تشکیل معاہدہ کے مانع تھے یا یہ دستاویز ایسے شرائط کے تحت حوالے کی گئی تھی جن کی تکمیل نہیں ہوئی لہٰذا یہ دستاویز ایک معطل دستاویز (Escrow) کے سوا کچھ نہیں۔

لیکن "ایک تحریری معاہدہ جو مہری نہ ہو وہ بذات خود معاہدہ نہیں بلکہ معاہدے کی صرف شہادت اور داخلہ ہے۔"[1] جب اس تحریر کی قانونی ضروریات موجود بھی ہوں جیساکہ قانون فریب کے تحت ہوتا ہے تو یہ تحریر کسی گزشتہ یا موجودہ اقرار کی شہادت کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایک تحریری ایجاب جس میں معاہدے کے تمام شرائط درج ہوں اور اس پر الف کے دستخط ہوں اور ب اس کو تعمیل کے ذریعے سے قبول کرے تو اس دفعہ کے تحت ب مجاز ہوگا کہ الف پر نالش کرے۔ اور جب تحریر کی ایسی ضرورت نہ ہو تو فریقین کو یہ اختیار ہے کہ اپنی رضامندی کو زبانی الفاظ سے، فعل سے یا تحریر سے ظاہر کریں یا ان میں سے جزءً ایک طریقہ اور جزءً دوسرا طریقہ اختیار کریں۔

لہٰذا یہ ہمیشہ ممکن ہے کہ معاہدۂ سادہ کی فریقین معاہدہ کے الفاظ، افعال اور نیز تحریر میں تلاش کرنی پڑے۔ لیکن جس حد تک وہ اپنے منشاء کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں تو وہ اس کی تردید یا تبدیلی کے متعلق شہادت پیش نہیں کر سکتے۔" وہ اس چیز کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں جو انھیں پابند کرتی ہے پس تحریری دستاویز ان کے مابین ایک قطعی شہادت ہے[2]۔

(۱) دستاویز کا ثبوت معاہدۂ مہری کو اس پر مہر لگانے اور حوالے کیے جانے کی شہادت سے ثابت کیا جاتا ہے۔ سابق میں جب کسی معاہدۂ مہری کی تصدیق کی جاتی تھی تو گواہان تصدیق میں سے کسی ایک کو طلب کرنا ضروری تھا۔ لیکن اب قانون موضوعہ[3] کے تحت اس کی ضرورت نہیں، بجز ان استثنائی صورتوں کے جن میں دستاویز کے جواز کی تصدیق ضروری ہو۔ چنانچہ (Warrant of Attorney) اور اقبال دعویٰ (Cognovit) ایسے دستاویزات کی مثالیں ہیں جن کی تصدیق ضروری ہے۔

---

[1] Wake v. Harrop. 6 H. & N. 775.
[2] Wake v. Harrop. 6 H. & N. 775.
[3] 28 & 29 vict. C. 18.

معاہدۂ سادہ کو ثابت کرنے کے لیے اس امر کی لسانی شہادت ہمیشہ ضروری ہے کہ جس فریق پر دعویٰ کیا گیا ہے وہ ایسا فریق ہے جس نے معاہدہ کیا ہے اور جو اس کا پابند ہے[ل]۔ جب تحریر صرف معاہدے کے ایک جزء پر مشتمل ہو تو اس تحریر کی تکمیل کے لیے لسانی شہادت ضروری ہے مثلاً الف آکسفورڈ سے ج کو جو لندن میں ہے یہ تحریر کرتا ہے کہ:۔

"میں تمھارے گھوڑے کے لیے پچاس پونڈ دوں گا اگر تم قبول کرتے ہو تو اسے دوسری ٹرین سے آکسفورڈ بھجوا دو (دستخط الف)"

اس معاہدے کے انعقاد کو ثابت کرنے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ گھوڑا روانہ کیا گیا۔ اسی طرح اگر الف ایک اقرار کے شرائط کو تحریری ایجاب کے ذریعے سے پیش کرتا ہے جس کو ب زبانی الفاظ سے قبول کر لیتا ہے یا جب کوئی تحریر ضروری نہ ہو اور وہ شرائط کے ایک جزو کو ضبط تحریر میں لائے اور باقی شرائط کا تصفیہ ب سے زبانی طور پر کرے تو ان دونوں صورتوں میں اس امر کو ثابت کرنے کے لیے لسانی شہادت دینی پڑے گی[ع] کہ ان شرائط کو ب کے قبول کرنے پر معاہدہ منعقد ہوا تھا۔

نیز اسی طرح جب کوئی معاہدہ متعدد دستاویزات پر مشتمل ہو اور ان کے باہمی تعلق کو ثابت کرنے کے لیے لسانی شہادت کی ضرورت ہو تو ان کے تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے ایسی شہادت دی جا سکتی ہے۔ اس قاعدے کو اُن معاہدات کی حد تک کسی قدر مشروط کرنا پڑے گا جن میں قانون فریب کے تحت یادداشت تحریری کو ضروری

ل۔ عملاً ہوتا یہ ہے کہ فریقین معاہدہ تحریری معاہدات عام طور سے پلیڈنگ ہی میں تسلیم کر لیتے ہیں یا اس وقت جب ایک فریق دوسرے کو اس طرح کی دستاویز کے تسلیم کرنے کی نوٹس دے۔ اس طرح کے اقبالات سے قواعد عدالت اعلیٰ کا حکم ۱۲ متعلق ہوتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک فریق دوسرے سے چند دستاویزات کے پیش کرنے کا مطالبہ کرے جب وہ اس سے قاصر رہے اور دستاویزات پیش کرنے کی نوٹس کے دیے جانے کا ثبوت دیا جائے تو مطالبہ کنندہ فریق اس دستاویز کے مندرجات کی شہادت منقولی پیش کر سکتا ہے۔

ع Harris v. Rickett, 4 H. & N. 1.

قرار دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں ایک یا دونوں دستاویزات میں دوسری دستاویز کا حوالہ ہونا چاہیے[1] تاکہ اس حوالے کی توجیہ اور ان کے تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے لسانی شہادت قابل ادخال قرار دی جاسکے۔

ایسے معاہدات میں جو قانون موضوعہ سے باہر ہوتے ہیں داخلی حوالے کے بغیر دستاویزات کا تعلق ظاہر کرنے کے لیے لسانی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ جسٹس برٹ نے کہا تھا کہ[2]:-

"اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کیوں لسانی شہادت کو قبول نہ کیا جائے کہ فریقین کا منشا کن دستاویزات سے معاہدۂ بیمہ کو منعقد کرنے کا تھا۔"

بعض حالات ایسے ہیں جن کے تحت مضمون دستاویز کی نسبت لسانی شہادت دی جاسکتی ہے۔ جیسے تحریری معاہدے کا گم یا دست رس سے باہر ہوجانا۔ لیکن یہ عام قانون شہادت کا ایک جزو ہے اور وہ قواعد جو اس قسم کی شہادت کے ادخال سے متعلق ہیں ان کتابوں میں دستیاب ہوسکتے ہیں جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔

(۲) واقعہ اقرار کی نسبت شہادت

یہاں تک ہم نے اس دستاویز کو جس میں اقرار یا اقرار کا جزو درج ہوتا ہے عدالت میں پیش کرنے کے طریقے سے بحث کی ہے۔ لیکن یہ ثابت کرنے کے لیے خارجی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے کہ یہ دستاویز درحقیقت ایک جائز اقرار نہیں ہے۔

اس قسم کی شہادت سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ یہ معاہدہ بدل کے نہ ہونے کسی ایک فریق کے ناقابل ہونے، حقیقی رضامندی کے نہ ہوتے یا غرض کے جائز نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ یہاں خارجی شہادت اقرار کے منشا کو بدلنے کے لیے نہیں بلکہ یہ ثابت کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا اقرار ہی نہیں ہوا تھا جس کو قانون نافذ کرسکے۔

خارجی شہادت سے یہ بھی ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ایک زبانی شرط سے معاہدے کا عمل ملتوی کردیا گیا ہے۔ پس یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ایک دستاویز کسی واقعے کے وقوع یا فعل کے انجام دینے کی شرط پر حوالے کی گئی تھی: تاوقتیکہ یہ واقعہ

---

[1] Long v. Miller, 4 C.P.D. 456.

[2] Edward v. Aberayron, Mutual Insurance Society, 1 Q.B.D. 687.

وقوع پذیر نہ ہو یا یہ فعل انجام نہ پائے یہ دستاویز ایک معطل دستاویز (Escrow) کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ شرائط جن کے مطابق یہ دستاویز حوالے کی گئی تھی ایسی لسانی یا دستاویزی شہادت سے ثابت کئے جا سکتے ہیں جو دستاویز مہری سے خارج ہو۔

اسی طرح ایک تحریری معاہدے کے فریقین یہ اقرار کر سکتے ہیں کہ تاوقتیکہ وہ حالات وقوع میں نہ آجائیں جو ضبط تحریر میں نہیں لائے گئے ہیں، یہ معاہدہ غیر موثر رہے گا۔

(Campbell) نے (Messrs. Pym)[1] سے ان کی ایک ایجاد کے منافع کا ایک جزء خریدنے کا اقرار کیا۔ انھوں نے اس اقرار کی ایک یادداشت تحریر کی اور اس لسانی شرط کے ساتھ اس پر دستخط کئے کہ یہ اس وقت تک ان پر قابل پابندی نہ ہوگا جب تک کہ ایک شخص مسمی (Abernethie) اس کو پسند نہ کرے (Abernethie) نے اس ایجاد کو پسند نہیں کیا اور (Campbell) نے معاہدے کو مسترد کر دیا۔ (Pym) نے یہ بحث کی کہ یہ اقرار قابل پابندی ہے اور یہ کہ لسانی شرط تحریری معاہدے کے شرائط کو بدلنے کی ایک کوشش تھی۔ عدالت نے تجویز کی (اور اس فیصلے کی ایک مابعد کے مقدمے میں توثیق کی گئی) کہ اس شرط کے متعلق شہادت قابل ادخال ہے اس کے وجوہ کو (Erle, J.) نے اس طرح بیان کیا ہے:۔

> "جو امر پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ یہ ایک تحریری اقرار ہے جو بادی النظر ہی میں بالکل قطعی ہے اور یہ کہ شہادت اس امر کے ثبوت کے لیے قبول کی گئی تھی کہ یہ مشروط ہے۔ اور یہ کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ غلط ہوتا لیکن میری یہ رائے ہے کہ شہادت سے یہ ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت کوئی اقرار ہی نہیں ہوا تھا فریقین نے باہم صریح طور پر شرائط کو بیان کیا۔ اور اگر انھوں نے یادداشت شرائط پر سہولت کی خاطر دستخط کئے لیکن (Abernethie) کے مشورے کے بغیر وہ اس پر بطور ایک اقرار دستخط نہیں کرنا چاہتے تھے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ بلا وجہ موجہ بھی ایسی جوابدہی کے پیش ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے

[1] Pym v. Campbell, 6 E. & B. 370.

اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ جوری کو ہمیشہ ایسی جوابدہی پر مشتبہ نظر سے غور کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کاغذ پر اس صریح نیت کے ساتھ دستخط کیے گئے ہوں کہ اسے کوئی اقرار تصور نہ کیا جائے تو فریق ثانی ان لوگوں کے خلاف جنھوں نے دستخط کیے ہیں اس کو کوئی عہد قرار نہیں دے سکتا۔

امر قانونی یہ ہے کہ تحریری اقرار کے شرائط کو بدلنے کے لیے شہادت قابل ادخال نہیں ہے لیکن یہ ثابت کرنے کے لیے شہادت قابل ادخال ہو سکتی ہے کہ کوئی اقرار ہی نہیں ہوا تھا۔"[1]

(۳) شرائط معاہدہ کے متعلق شہادت

جب ہم اُس خارجی شہادت پر غور کرتے ہیں جو شرائط معاہدہ پر موثر ہوتی ہے تو ایسی شہادت کا قابل ادخال ہونا محدود نظر آتا ہے۔ کیونکہ

"انگلستان کے عام قانون کے مطابق تحریری معاہدے میں کوئی ترمیم یا اضافہ اس امر کی لسانی شہادت کے ذریعے سے نہیں کیا جا سکتا کہ فریقین کا منشا کیا تھا۔"

ظاہر ہے کہ اس قاعدے کا اطلاق اس صورت میں نہیں ہوتا جب اصل معاہدے کے فریق ایک معاہدۂ مابعد کے ذریعے سابقہ معاہدے کے شرائط بدل دیں۔

آرتھر ایک تھیٹر کا پٹہ دار تھا اس نے دستاویز پٹہ میں سہ ماہی کرایہ پیشگی دینے کا معاہدہ کیا۔ قبل اس کے کہ پٹہ نافذ ہو، فریقین نے زبانی معاہدے کے ذریعے سے یہ طے کر لیا کہ آرتھر ہر سہ ماہی کو ایک سہ ماہی بل کے ذریعے سے ادائی کیا کرے۔ آرتھر نے اس کے مطابق پیش کش کی لیکن پٹہ دہندہ نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پٹہ دہندہ نے کرایے کا دعویٰ کیا۔ آرتھر نے بیان کیا کہ اس نے لسانی اقرار کے مطابق کرایہ ادا کر دیا ہے۔ عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ اس دستاویز کا منشاء نقد ادائی سے تھا۔ بل کے ذریعے سے ادائی نقد کی ادائی نہیں ہے اور یہ کہ لسانی اقرار سے شرائط پٹہ کی تردید ہوتی ہے اس لیے اس کے متعلق شہادت ناقابل ادخال ہے۔[2]

[1] Blackbur, J, in Burges v. Wicham 3 B, & S. 696.
[2] Henderson v. Arthur. [1907] 1 K.B 10.

مستثنیات

اس قاعدے کے مستثنیات حسب ذیل ہیں :۔

(الف) جب ایک معاہدے کو مکمل کرنے کے لیے جس کا باقی حصہ تحریری ہو مکمل کنندہ یا ضمنی شرائط کو شہادت میں قبول کیا جائے۔

(ب) جب شرائط معاہدہ کی توجیہ کی ضرورت ہو۔

(ج) جب رواجات کو معاہدے میں شامل کیا جائے۔

(د) جب غلطی کی صورت میں خاص نصفتی چارہ کار قابل اطلاق ہو۔

شرائط مکمل کنندہ

(الف) جس صورت میں فریقین معاہدہ تمام شرائط کو ضبط تحریر میں نہ لائیں تو مکمل کنندہ شرائط کی نسبت شہادت قابل ادخال ہے مگر اس کا مقصد معاہدۂ تحریری کی ترمیم نہیں بلکہ تکمیل ہوتی ہے۔

(Jervis)[1] نے اقرار کیا کہ وہ الف سے اراضیات خریدنے کا معاہدہ (Berridge) کو منتقل کردے گا۔ یہ منتقلی چند شرائط پر مبنی تھی اور اس معاملے کی ایک یادداشت ضبط تحریر میں لائی گئی جس میں سے (Berridge) کی استدعا پر چند شرائط حذف کر دیے گئے تھے۔ درحقیقت یہ یادداشت اس غرض سے تیار کی گئی تھی کہ الف سے اراضیات حاصل کی جائیں جب یہ ہو چکا ہو اور (Berridge) نے قبضہ بھی حاصل کرلیا تو اس نے ان شرائط متروکہ کی تکمیل کرنے سے انکار کر دیا جو (Jervis) کے حق میں مفید تھیں۔ جب نالش کی گئی تو اس نے اس کے ثبوت کی اس بحث کے ساتھ تردید کی کہ لسانی شہادت سے اس یادداشت میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال لارڈ سلبرن نے یہ قرار دیا کہ یہ یادداشت:

> محض ایک آلہ ہے جس کو مدعی علیہ نے ایک لسانی اور حقیقی اقرار کے اغراض کے لیے اور اس اقرار کے ضمن میں ایسے حالات کے تحت حاصل کیا ہے جس کا استعمال اگر ایسی غرض کے لیے کیا جائے جو اس اقرار کے خلاف ہو تو یہ بد دیانتی اور فریب پر مبنی ہو جاتا ہے۔"

[1] Jervis v. Berridge, 8 ch, 351

اسی طرح، ایسے لسانی اقرار کی بھی شہادت دی جاسکتی ہے جو ثابت شدہ معاہدے میں متضمن ہو۔ پس جو شرط تحریری اقرار میں داخل کی جائے وہ اس کے عام منشا کے خلاف نہ ہونی چاہیے۔ ایک کاشتکار نے پٹہ دہندہ کے اس عہد کی بنا پر پٹے کی تکمیل کی کہ اس کی اراضی پر جو شکار ہو وہ مار دیا جائے۔ وہ اس نقصان کے معاوضے کا مستحق قرار دیا گیا جو لسانی اقرار کی خلاف ورزی سے اس کی فصل کو پہنچا ہے گو شرائط پٹہ میں اس کا کوئی حوالہ نہیں تھا (Mellish, L.J.) نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا کہ[1]:-

"اُس میں شک نہیں کہ اگر فریقین کسی معاملے کے شرائط کی نسبت گفت و شنید کریں اور بعد میں اس کو ضبط تحریر میں لائیں تو بطور ایک حکم قانونی کے اس اقرار میں مزید شرائط کا اضافہ کرنے کے لیے لسانی شہادت قابل ادخال نہیں ہوگی لیکن پھر بھی ایک صورت ہے جسے اقرار ضمنی کہتے ہیں جس میں فریقین کسی پٹے کا یا کسی اور دستاویز مہری کا اقرار کرتے ہیں۔ ایسا اقرار ضمنی، کسی فریق نافذ کنندۂ دستاویز کے بدل کی بنا پر کیا جاسکتا ہے۔ بجز اس کے کہ ایسے اقرار سے خود اصل دستاویز کی تردید ہوتی ہو"۔

تشریح شرائط

(ب) شرائط کی تشریح کی شہادت فریقین معاہدہ کی شناخت کی شہادت ہوسکتی ہے۔ مثلاً جب کہ ایک ہی نام کے دو اشخاص ہوں یا جب ایک کارندہ خود اپنے نام سے لیکن اپنے مالک کی جانب سے معاہدہ کرتا ہے جس کے نام اور وجود کو وہ منکشف نہیں کرتا[2]۔

یا یہ شئے معہودہ کے تفصیلی بیان سے متعلق ہوسکتی ہے۔ الف نے ب سے کچھ اون خریدنے کا اقرار کیا جس کو "تمہاری اون" سے تعبیر کیا گیا تھا۔ اس اون کی مقدار اور نوعیت کے متعلق ب کے شہادت پیش کرنے کے حق پر اعتراض کیا گیا۔ عدالت[3] نے قرار دیا کہ شہادت قابلِ ادخال ہے۔

یا ایسی شہادت کسی ایسے لفظ کی تشریح سے متعلق ہوسکتی ہے جس میں

[1] Erskine v. Adeane, 8 Ch. at p. 766.
[2] Wake v. Harop, 6 H. & N. 768.
[3] Macdonald v. Loughbothom, 1 E. & B. 977.

شے معہودہ کی تو تشریح نہ کی گئی ہو بلکہ اس ذمہ داری کی جس کو کوئی ایک فریق شرائط معاہدہ کی نسبت قبول کر لیتا ہے جب کسی جہاز کے متعلق "سمندر کے قابل" ہونے کی ذمہ داری لی گئی ہو یا کسی مکان کو قابلِ سکونت رکھنے کا عہد کیا گیا ہو یا کسی چیز کو ایک معقول طریقے سے انجام دینے کا اقرار کیا گیا ہو تو ایسی شہادت قابل ادخال ہے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ ان فقروں کا اطلاق شے معہودہ پر ہوتا ہے تاکہ فریقین کی نیت معلوم کی جا سکے۔

(Burges v. Wickham)[1] میں ایک جہاز جو گنگا (Ganges) کے نام سے موسوم تھا اور جو دریائے سندھ پر جہاز رانی کی غرض سے تیار کیا گیا تھا سمندر کے سفر کے لیے ہندوستان روانہ کیا گیا۔ اور اس کو عارضی طور پر مستحکم کیا گیا تھا تاکہ بحری سفر کے خطرات کا مقابلہ کر سکے۔ اس جہاز کا بیمہ کرایا گیا اور بیمۂ بحری کے ہر ایک صداقت نامے میں بیمہ کروانے والے کی جانب سے ایک معنوی شرط یہ ہوتی ہے کہ یہ جہاز "سمندر کے قابل" ہے۔ جہاز گنگا (Ganges) اُن معنوں میں سمندر کے قابل نہیں تھا جن معنوں میں کہ یہ اصطلاح سمندر میں چلنے والے جہاز پر منطبق ہوتی ہے۔ لیکن بیمہ کروانے والے جہاز کی نوعیت سے واقف تھے۔ اور گو یہ مہم عام سمندر کے جہاز سے زیادہ خطرناک تھی لیکن اس کو اسی طرح سمندر کے قابل بنایا گیا تھا جس طرح کہ اُس قسم کا کوئی جہاز معقول طریقے پر بنایا جا سکتا ہے۔ بیمہ کروانے والوں نے واقعات کے مکمل علم کے ساتھ معمولی پریمیم سے زیادہ پر اس کا بیمہ کرایا۔ گنگا (Ganges) ڈوب گیا اور مالک جہاز نے بیمہ کروانے والوں پر دعویٰ دائر کیا۔ انھوں نے اس بنا پر اس نالش کی جوابدہی کی کہ یہ جہاز سمندر کے سفر کے ناقابل تھا۔ اور انھوں نے اس امر کی شہادت کے قابل ادخال ہونے پر اعتراض کیا کہ اس خاص جہاز اور سفر کی حد تک "سمندر کے قابل ہونے" سے معمول سے بدلا ہوا ایک جداگانہ مفہوم لیا گیا تھا۔ شہادت ان وجوہ پر قابلِ ادخال قرار دی گئی جن کو جسٹس بلاک برانے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

"تحریری معاہدے کو منطبق کرنے اور یہ بتلانے کے لیے کہ شے معہودہ کیا ہے ہمیشہ خارجی شہادت دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔

[1] 3 B. & S. 669.

جب شرائط معاہدہ ایسے الفاظ میں ظاہر کیے جائیں جو بقول منطقیوں کے عام نہیں بلکہ خاص اضافی معنوں میں (Simpliciter sed Secundum quid) سمجھے جاتے ہوں تو لسانی شہادت سے شے معہودہ کا جو تعین ہوگا اس کے لحاظ سے اس وجوب میں بہت کچھ تغیر ہو جائے گا جو فریق پر عائد ہوتا ہے لیکن اس سے معاہدے کی تردید یا ترمیم نہیں ہوتی۔ مثلاً اس عہد کے ساتھ ایک مکان کی منتقلی ہوئی کہ مکان کو قابل سکونت حالت میں رکھا جائے تو یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ آیا کرایہ دار نے عہد کی پابندی کی ہے یا نہیں یہ دریافت کرنا جائز ہے کہ آیا یہ کوئی پرانا مکان ہے جو (St. Giles) میں واقع ہے یا ایک نیا محل ہے جو (Grosvenor-square) میں واقع ہے کیونکہ اس قسم کے مکان میں جو چیز مرمت کہلا سکتی ہے وہی چیز دوسری قسم کے مکان میں مرمت نہیں سمجھی جا سکتی ہے[1]۔" (ملاحظہ ہو (Payne) بنام (Haine)

"اس قسم کی صورتوں میں یہ دریافت کرنا بالکل جائز ہوگا کہ شے معاہدہ کیا ہے۔ اس کے بعد شرائط اقرار کا مفہوم عام (Simpliciter) نہیں بلکہ خاص اضافی (Secundum quid) لیا جائے گا چنانچہ مذکورۂ بالا رائے کے مطابق "سمندر کے قابل ہونا" ایک اصطلاح ہے جو مہم کی نوعیت کے مطابق ہوگی۔ اسی لیے اسے عام نہیں بلکہ خاص اضافی مفہوم میں لیا جائے گا۔"

ابہام خفی و جلی

اس قسم کے مقدمات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ابہام خفی کے مقدمات ہیں۔ ابہام خفی اور ابہام جلی میں احتیاط سے فرق کرنا چاہیے۔ چنانچہ ابہام جلی کی صورت میں الفاظ یا تو حذف کر دئے جاتے ہیں یا ایک دوسرے کے متناقض ہوتے ہیں کیونکہ ایسے مقدمات میں تشریحی شہادت

[1] 16 M. & W. 541

قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جب ایک ہنڈی میں الفاظ میں تو "دو سو پونڈ کے لیے" تحریر کیا گیا ہو لیکن ہندسوں میں ۲۴۵ پونڈ لکھے گئے ہوں تو یہ ثابت کرنے کے لیے شہادت قبول نہیں کی گئی کہ فریقین[1] کی نیت کا اظہار ہندسوں سے ہوتا ہے۔

رواج (ج) کسی پیشے یا مقام کا رواج ثابت کیا جاسکتا ہے اور ایسی شہادت سے تحریری معاہدہ میں کسی شرط کو شامل کیا جاسکتا ہے یا اس کے شرائط کے خاص معنی لیے جاسکتے ہیں۔

کسی رواج کی لسانی شہادت جس سے تحریری معاہدہ میں ایک شرط کا اضافہ ہوتا ہے اس اصول پر قابل ادخال ہے کہ:-

"قیاس یہ ہے کہ ایسے معاملات میں فریقین کا منشا کل معاہدے کو
ضبط تحریر میں لانا نہیں تھا جس سے وہ پابند ہونا چاہتے تھے
بلکہ وہ متعارف رواجات کے مطابق معاہدہ کرنا چاہتے تھے"

تجارتی رواج کی تمثیل کے لیے ہم قابل سمندر ہونے[2] کی شرط کو پیش کرسکتے ہیں جو ہمیشہ بیمۂ بحری کے صداقت نامے میں مضمر سمجھی جاتی ہے گو اس کا خاص طور پر ذکر نہ کیا جائے۔

مقامی رواج کی مثال میں ہم ایسے کاشتکار کو لے سکتے ہیں جس نے (Candlemas) یا کرسمس کی عید کے وقت اپنا کھیت چھوڑ دیا ہو لیکن اس فصل کو کاٹنے کا حق رکھتا ہے جو گزشتہ خریف میں بوئی گئی تھی۔ یہ ایسا حق ہے جس کو اس ملک کا رواج اس کے پٹے میں شامل کر دیتا ہے[3] گو یہ پٹہ مہری رہا ہو اور اس میں ایسی کوئی شرط مندرج نہ رہی ہو۔

معاہدات کے ایسے فقروں کی تشریح کے لیے جو تجارتی، زراعتی یا کسی اور متعارف رواجات سے متعلق ہو، رواج کی لسانی شہادت اس اصول پر قابل ادخال ہے کہ:- "الفاظ جو اپنے عام معنوں میں بالکل غیر مبہم ہوتے ہیں

---

[1] ملحوظ رہے کہ قانون ہنڈی بابت ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۹ (۲) میں جب الفاظ او ہندسوں میں فرق ہو تو اول الذکر کو غالب رکھا گیا۔

[2] Sanderson v. Piper, 5 Bing. N. C. 425.

[3] Hutton v. Warren, 1 M.W. 466.

[4] Wigglesworth v. Dallison, 1 Sm. L. C. 12th ed. 613.

ان کو فریقین معاہدہ ایک مختلف مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں شہادت تحریری معاہدہ میں نہ تو اضافہ کرتی ہے نہ اس کو مشروط کرتی ہے اور نہ ہی اس کی تردید کرتی ہے۔ بلکہ یہ زبان کی تشریح کر کے مفہوم کو متعین کرتی ہے[۱]۔

چنانچہ ایک کرایہ نامۂ جہاز میں مال اُتارنے کا دن کا شمار اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ جہاز منزل مقصود کی بندرگاہ میں پہنچتا ہے[۲]۔ اگر بربنائے رواج پہنچنے سے مراد بندرگاہ کے ایک خاص مقام پر پہنچنا ہے تو اس امر کی شہادت دی جاسکتی ہے کہ بندرگاہ "پر پہنچنے" کے عام طور پر کیا معنی ہیں۔

اسی طرح جبکہ ایک خرگوش کے شکارگاہ کے پٹہ دار نے یہ معاہدہ کیا کہ وہ شکارگاہ پر دس ہزار خرگوش چھوڑے گا تو اس امر کی لسانی شہادت قبول کی گئی کہ مقامی رواج کے مطابق ایک ہزار سے ایک ہزار دوسو مراد ہے[۳]۔

جب کسی دستاویز میں کسی فن کی اصطلاحات یا اصطلاحی فقرے استعمال کیے جاتے ہیں تو ماہر فن کی شہادت کا قابلِ ادخال ہونا اس اصول سے قریبی تعلق رکھتا ہے کہ رواج محاوروں کی توجیہ کرتا ہے[۴]۔

لیکن جب اس طرح کوئی رواج ثابت ہو جاتا ہے تو اس کو کسی معاہدے کی توسیع یا توجیہ کرنے کے لیے دو شرائط کی تکمیل کرنی پڑتی ہے[۵]۔ چنانچہ اس کو معقول اور قانون کے عام احکام کے مطابق ہونا اور شرائط معاہدہ کے متناقض نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی رواج قانون غیر موضوعہ یا قانون موضوعہ کے کسی قاعدے پر غالب نہیں آسکتا[۶] اور فریقین کو ہمیشہ یہ اختیار ہوتا ہے کہ صریح الفاظ سے رواج کو خارج کر دیں یا معاہدے کو اس طرح مرتب کریں کہ وہ رواج کے اثر سے

[۱] Brown v. Byrne, 3 E. & B. 716.
[۲] Norden v. Steam Co. v. Demprey, 1 C.P.D. 658.
[۳] Smith v. Willson, 3 B. & Ad. 728.
[۴] Hills v. Evans, 31 L. J. Ch. 457.
[۵] Per Erle, C.J. in Mayer v. Dressers 16 C. B., N.S. 660

[۶] یعنی اگر کسی انجمن کا رواج اس کے ارکان کو ایسے معاہدات کے پورا کرنے پر مجبور کرتا ہو جنھیں قانون موضوعہ نے کالعدم قرار دیا ہو تو اس رواج میں ایک جو قسم لگا رہتا ہے جس کے متعلق وہ شخص جس کو ایسے معاہدے کیا کرنے پر مامور کیا جائے اپنے مامور کنندہ سے تلافی کرائے گا اور یہ اس صورت میں جب کہ دونوں اس رواج سے واقف ہوں۔

منافی ہو۔ چنانچہ (Palgrave) بنام (S. S. Turid)[1] میں ایک کرایہ نامۂ جہاز میں یہ طے ہوا تھا کہ جہاز ہمیشہ "تیرتی ہوئی حالت میں" اسباب حوالہ کرے گا اور اسباب جہاز کے پہلوؤں پر سے کرایہ دار اپنے جوکھم پر اور اپنے مصارف سے اتروالیں جیساکہ رواج ہے۔" جہاز گودی سے تیرہ فٹ سے کم مسافت پر "ہمیشہ تیرتی ہوئی حالت میں" نہیں رہ سکتا تھا۔ اور بندرگاہ کا رواج یہ تھا کہ ایک لکڑی کا پل بنایا جائے جس پر سے اسباب مالکانِ جہاز کے مصارف پر لیجاکر گودی میں پانی کے کنارے سے چند فٹ کے فاصلے پر ڈال دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ مالک جہاز نے یہ محسوس کیا کہ اس طرح مصارف اُس سے زیادہ ہو جاتے ہیں جتنا جہاز کی ریل پر اسباب کے حوالہ کرنے میں۔ بنا برآں اس نے نالش دائر کی اور اقرار پایا کہ کرایہ نامۂ جہاز کے صریح شرائط اور مقامی رواج میں مطابقت ممکن نہیں کیونکہ اس میں طے ہوا تھا کہ کرایہ دار اسباب کو جہاز کے پہلوؤں پر سے اپنے مصارف پر اُترو الیں گے۔ اور اسی وجہ سے نالش کی جوابدہی قبول نہیں ہو سکتی۔

یہ واضح ہے کہ رواج سے تحریری معاہدے میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہونا چاہیے اور ان معنوں میں وہ اس میں ترمیم کرتا ہو۔ یہ دریافت کرنے کا صحیح معیار کہ آیا یہ تحریر کے منافی یا متناقض ہے اس سوال سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آیا رواج سے جس چیز کا اضافہ کیا گیا ہے[2] وہ اس نوعیت کی ہے کہ اگر اس کا معاہدے میں اظہار کیا جاتا تو وہ مہمل معلوم ہوتی یا معاہدے کے متناقض ہوتی۔

غلطی اور تعمیل مختص (د) نصفتی چارہ کار کے اطلاق کے لیے اور تعمیل مختص کو منظور یا نامنظور کرنے کے لیے، دستاویزات تصحیح و اصلاح یا تنسیخ کرنے کے لیے خارجی شہادت آسانی سے قبول کی جاتی ہے۔

جیساکہ ہم نے دیکھا ہے ایک آدمی اگرچہ عام طور پر اس ایجاب کے شرائط کا پابند ہوتا ہے جو غیر مبہم طور پر پیش اور قبول کیا گیا ہو۔ لیکن یہ ثابت کرنے کے لیے شہادت قبول کی گئی کہ یہ ایجاب غفلت سے کیا گیا تھا۔ اور نیک نیتی سے قبول نہیں کیا گیا (Webster v. Cecil)[3] کی نظیر یہاں منطبق ہوتی ہے اس میں الف نے ب سے متعدد قطعات اراضی کو ایک اجمالی رقم پر فروخت کرنے کا ایجاب کیا لیکن ایجاب روانہ کرنے کے بعد ہی اس کو معلوم ہو گیا کہ اس نے ان قطعات کی قیمتوں کو جمع کرنے میں غلطی کی اور اس قیمت سے کم کا ایجاب

[1] [1922] 1 A. C. 397.
[2] Lord Campbell, in Humpray v. Dale 7 E. & B. 275.
[3] 30 Beav 62

کیا جو وہ چاہتا تھا۔ اس نے بغیر تاخیر کے اس غلطی کی اطلاع ب کو دی لیکن یہ اطلاع ب کے معاہدے کو قبول کرنے سے پہلے نہیں پہنچی۔ تعمیل مختص میں مزاحمت کرتے وقت اس کو ان حالات کے ثابت کرنے کی اجازت دی گئی جن کے تحت ایجاب کیا گیا تھا۔

اسی طرح، جب کوئی لسانی معاہدہ ضبط تحریر میں لایا جائے یا اراضیات کی بیع یا پٹے کے معاہدے کی تعمیل پٹے کے نفاذ یا اراضی کی منتقلی کے ذریعے سے کی جائے تو یہ ثابت کرنے کے لیے شہادت قبول کی جاسکتی ہے کہ معاہدے کی ایک شرط کے متعلق فریقین کی حقیقی رضامندی نہیں ہے اور یہ دو اغراض کے لیے اور دو قسم کے حالات کے تحت کیا جاتا ہے۔

اصلاح و تصحیح دستاویز جب کوئی معاہدہ ضبط تحریر میں لایا جائے یا کوئی دستاویز کسی ماقبل معاملے کے سلسلے میں تکمیل کی جائے اور یہ تحریر یا دستاویز فریقین کی باہمی غلطی کی وجہ سے فریقین کے منشا کو ظاہر کرنے میں ناکام رہے تو عدالت چانسری فریقین کے اصلی منشا کے مطابق اس تحریری دستاویز کی اصلاح کرے گی۔ یہ اس وقت بھی ہو سکتا ہے[1] جب کہ فریقین اُس حیثیت کو دوبارہ حاصل نہ کرسکتے ہوں جو ان کی انعقاد معاہدہ کے وقت حاصل تھی۔ نیز اس وقت بھی جب یہ غلطی[2] کسی دستاویز انتقال جائداد میں مندرج ہوگئی ہو۔ اگر فریقین کے ابتدائی اقرار کے شرائط مبہم ہوں تو فریقین کا اصلی منشا معلوم کرنے کے لیے خارجی شہادت اور اگر ضرورت ہو تو لسانی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔

لیکن اقرار کا حقیقی ہونا ضروری ہے[3] اور اس کے شرائط باہمی غلطی کے تحت ظاہر کیے گئے ہوں اور لسانی شہادت[4]، اگر صرف یہی ایک شہادت ہے، ایسی ہونی چاہیے جس کی تردید نہ ہوئی ہو۔

جب غلطی باہمی نہ ہو تو خارجی شہادت صرف ایسی چند صورتوں میں قبول کی جاتی ہے[5] جن میں بہ ظاہر یہ خیال کیا گیا تھا کہ ان میں فریب کا کوئی عنصر پایا جاتا تھا اور یہ شہادت اس غرض سے قبول کی جاتی ہے کہ اس فریق کو جو اس غلطی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس بات کے انتخاب کا موقع دیا جائے کہ یا تو تصحیح شدہ معاہدے کا پابند ہو جائے ورنہ اس کو منسوخ کر دیا جائے گا۔

---

[1] Earl Beauchamp v. Winn, L.R. 6 H.L. at p. 233.

[2] Craddok v. Hunt, [1923] 2 ch. 136 U.S.A. v. Motor Trucks, Ltd. [1924] A.C. 196.

[3] Murray v. Parker, 19 Beav. 305.

[4] Mackenzie v. Coulson, 8 Eq. 375, Fowler v. Fowler, 4 D. & J. 250.

[5] ملاحظہ ہو پالک (طبع نہم) صفحات ۳۷۵ تا ۳۹

ایسی صورتوں کی مثالیں (Garrad v. Frankel)[1] یا (Paget v. Marshall)[2] ہیں جن کا حوالہ "غلطی" کے باب میں دیا گیا ہے۔ یہ ایسے مقدمات ہیں جن میں ایجاب یافتہ (Offeree) یہ جانتا تھا کہ ایجاب اُس سے ایسے الفاظ میں کیا گیا ہے جن کا مفہوم ایجاب کنندہ کے مفہوم سے زیادہ ہے اور فوراً اس کو قبول کر کے غلطی سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ معلوم ہوگا کہ ایسی صورتوں میں اصلاحی اختیارات اس وقت استعمال نہیں کیے جاتے۔ تاوقتیکہ فریقین ایسی حالت میں نہ لائے جاسکیں کہ گویا معاہدہ منعقد ہی نہیں ہوا تھا۔

(Judicature Act.)[3] کے ذریعے سے عدالت عالیہ کی چانسری ڈویژن کے لیے یہ اختیار مختص کر دیا گیا ہے کہ "دستاویزات یا دیگر تحریرات کی اصلاح، اخراج یا تنسیخ کرے۔"



[1] 30 Beav, 445
[2] 28 ch. 255
[3] دفعہ ۳۴

باب یازدہم

اصول وقواعد تعبیر

فصل اول عام قاعدے

اب تک ہم نے اس بات ہی پر غور کیا ہے کہ کسی معاہدے کے شرطوں کا کس طرح تعین و تحقق کیا جائے۔ اب ہم ذیل میں ان اصول پر غور کریں گے جو ان شرائط کی تعبیر کے کام آتے ہیں۔ یہ امر پہلے ہی سے ملحوظ رہے کہ تعبیر معاہدہ ہمیشہ ایک امر قانونی ہوتا ہے جو صرف عدالت سے متعلق ہوتا ہے۔

الفاظ اپنے معمولی معنوں میں لئے جائیں

(۱) الفاظ اپنے سادہ اور لغوی معنوں میں لیے جائیں" اس قاعدے سے وہ نتائج بھی نکل سکتے ہیں جو فریقین کے پیش نظر ہی نہ تھے۔ اسی لیے اس قاعدے کے آخر میں یہ کہا جاتا ہے کہ " البتہ اس بات کی ہمیشہ اجازت رہیگی کہ اس شہادت کو پیش کر کے جو قابل ادخال ہو، یہ ثابت کیا جائے کہ فلاں رواج کے باعث الفاظ

اپنے معمولی معنوں میں نہیں برتے گئے ہیں[1]۔

(۲) "کسی اقرار کی صرف ایسی تعبیر کی جانی چاہیئے جو فریقین کی نیت کو جامۂ عمل پہنا سکے اور یہ نیت اقرار سے من حیث الکل استنباط کی جائے"۔ "زیادہ لحاظ فریقین کی واضح نیت کا کیا جائے نہ کہ ان مخصوص الفاظ کا جو انھوں نے اپنے منشا کے اظہار کے لیے برتے ہوں[2]"۔

بظاہر ان دونوں قاعدوں میں تضاد نظر آئیگا۔ مگر ان دونوں کے معنی اصل میں صرف اتنے ہوتے ہیں کہ کسی آدمی کے متعلق یہ تصور کیا جائیگا کہ وہ بالکل وہی چاہتا تھا جو اس نے کہا تھا بجز اس کے کہ دستاویز کے پورے رجحان سے کوئی ایسے معین معنی اخذ کیے جا سکتے ہوں جو مخصوص الفاظ کو اس سے وسیع تر مفہوم عطا کر سکیں جتنا لغوی معنوں میں لینے سے ان کو حاصل ہوتا ہے۔ عدالت یہ نہیں کریگی کہ فریقین کے لیے کوئی اقرار مرتب کرے۔ عدالت کا کام صرف یہ ہے کہ ان کے کئے ہوئے اقرار کے عام منشا سے ورنہ اس کے الفاظ کے لغوی معنوں سے یہ بتلائے کہ اقرار اصل میں کس بات کا تھا۔

ان عام قاعدوں کی ذیل میں متعدد دیگر قاعدے بھی ہیں اور ان سب کا مقصد بھی ایک ہی ہے کہ جس حد تک فریقین کے منشا کا پتہ چل سکے اس پر عمل کرایا جائے۔

املا یا صرف ونحو کی کوئی بدیہی غلطی ہوگئی ہو تو عدالت اس کی اصلاح کر دیگی۔

عام الفاظ کے معنوں کو خاص اور محدود کرنے کے لیے موضوع معاملہ کا مختص یا معین تذکرہ بھی باعث بن سکتا ہے[3] لیکن یہ قاعدہ بھی جسے (قاعدۂ Ejusden generis) کہتے ہیں صرف ایک طریقۂ تعبیر ہے، جس کا منشا یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ فریقین معاہدہ کا منشا اور نیت کیا رہے ہوں گے۔ یہ کوئی قانونی حکم نہیں ہے اور

---

[1] Mallan v, May, 13 M. & W. 517.

[2] Ford v Beech, 11 Q.B. 866.

[3] Thorman v, Dowgate S.S. Co., [1910] 1 K.B. 410.

اسی لیے فریقین کی اصل نیت کے تابع ہے، یہ نہیں کہ نیت اس کی تابع ہو۔ اور اس کا اطلاق اس وقت بالکل نہیں ہوگا جب معاہدہ کی بہ حیثیت مجموعی مساحت پر یہ ظاہر ہوتا ہو کہ فریقین کی نیت اس سے بالکل جدا تھی جب ان کے برتے ہوئے الفاظ سے معلوم ہوتی ہے۔

جن الفاظ کے دو معنی ہوسکتے ہیں ان کو وہی معنے دیے جائیں گے جن سے دستاویز صحیح ہوسکے[1]۔ چنانچہ ایک دستاویز میں صراحت تھی کہ وہ مدعیوں کو ج س کے ہاتھ "تمھارے پیشگی بیعانہ دینے کے بدل میں" دی جائیگی۔ اس پر بحث یہ کی گئی کہ اس سے ایک ایسے بدل کا پتہ چلتا ہے جو دیا جا چکا ہو۔ لیکن عدالت نے یہ قرار دیا کہ لفظ سے متوقع بیعانہ بھی مراد ہوسکتا ہے اور اس کے معنے یہ ہونگے کہ "تمھارے پیشگی بیعانہ دینے کی صورت میں" یا "بشرطیکہ تم پیشگی بیعانہ دے چکے ہو"۔

کسی تحریر کی تعبیر عام طور سے تحریر کنندہ کے خلاف ہی کی جائے گی۔ یہ قاعدہ اس اصول پر مبنی ہے کہ ہر شخص خود اپنی تحریر کے ابہامات کا ذمہ دار ہے اور اسے حق نہیں کہ کسی کو اس کے ساتھ معاہدہ کرنے کی ترغیب دے اور ایسے الفاظ استعمال کرے جن سے فریق ثانی تو ایک مطلب سمجھتا ہو درآں حالیکہ خود یہ شخص یہ توقع کرتا ہو کہ عدالت اس کی کچھ اور تعبیر کرے گی جس سے اسے زیادہ فائدہ ہوگا[2]۔

فصل دوم۔ قانون اور نصفت کے احکام

مدت اور سزاؤں کے متعلق



مدت | ایک معاہدہ میں وہ مدت مقرر کردی گئی تھی جس میں معاہدے کے

---

[1] Haigh v. Brooks 10 W. & E. 309.

[2] Fowkes v. Manchester, Assurance, Association, 3 B. S. at p. 929.

ایک فریق کو اپنی ذمہ داری کی تکمیل کرنی تھی۔ عدالت قانون غیر موضوعہ نے قرار دیا کہ یہ "معاہدہ کا بنیادی عنصر" ہے۔ اگر مدت مقررہ میں کام انجام نہ پائے تو فریق ثانی کو اختیار ہوگا کہ معاہدہ کو شکستہ اور ختم شدہ تصور کرے۔

نصفت نے مدت کے متعلق شرط کو اتنی اہمیت نہیں دی ہے بلکہ اس کا سوال یہ ہوتا ہے کہ فریقین نے جب مدت کا تعین کیا اس وقت ان کا منشا کسی معقول مدت میں تعمیل کا تھا یا اس سے بھی کچھ زیادہ۔ اگر پتہ چلے کہ معقول مدت ہی مراد تھی تو اس صورت میں معاہدہ کو شکستہ نہیں قرار دیا گیا جب اس فریق نے جو معینہ مدت میں کام انجام دینے کا پابند تھا، اسے ایک معقول مدت میں انجام دیدیا ہو۔

(Judicature Act) نے یہ قرار دیا ہے کہ مدت کے متعلق جو قرارداد ہوئی ہو اس کی "جملہ عدالتوں میں وہی تعبیر کی جائے گی جو اب تک نصفت میں ہوتی رہی ہے۔" (ف ۲۵ ضمن ۷)

معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون سازی سے صرف وہ معاہدات متاثر ہوئے ہیں جو (Judicatur Act) کے نفاذ سے قبل عدالت چانسری میں آتے تھے۔ اور یہ قرار دیا گیا[1] کہ اس کا اطلاق تجارتی معاہدات پر بھی کرنا غیر معقول ہوگا۔ اس طرح کے معاہدات کے متعلق بجز اس کے کہ کوئی اور قرارداد ہوگئی ہو، عام قاعدہ یہ ہے کہ مدت سے متعلق قراردادیں (بجز وقت ادائی کے) اہم عنصر سمجھی جائیں گی

سزائیں

جب کسی معاہدے میں یہ شرط ہو کہ عدم تکمیل پر ایک معینہ رقم ادا کی جائے گی تو یہ ایک تعبیری مسئلہ ہوگا کہ آیا اس رقم کو "سزا" قرار دیں یا ہرجانۂ معینہ۔ یہ امتیاز اس صورت میں نمایاں ہوجاتا ہے جو ذیل میں درج ہے:-

جیسا کہ آئندہ دیکھا جائے گا نقض معاہدہ کے ہرجانے اس نقصان کی تلافی کے لیے دئے جاتے ہیں جو فریق متضرر کو پہنچا ہو۔ یہ نہیں کہ معاہدہ توڑنے والے

---

[1] Reuter v. Sala, 4 C.P.D. 249. Sale of Goods Act, S. 10. ملاحظہ

فریق کو کوئی سزا دیجائے۔ اس کے برخلاف نقض معاہدہ سے پہنچنے والے ہرجے غیر یقینی ہوں تو بعض وقت اس میں سہولت ہوتی ہے کہ فریقین ان ہرجوں کو معین کر دیں یعنی خود معاہدے کے اندر کسی مقررہ رقم کی تخصیص کر کے اپنی حد تک ہرجوں کو یقینی بنا دیں۔ اگر مقرر کردہ رقم متوقعہ ہرجہ کی "دیانت دارانہ پیش قیاسی"[1] ہو تو نقض معاہدہ کی صورت میں وہ دلائی جائیگی خواہ نقض معاہدہ سے جو نقصان ہوا وہ فریقین کی توقع سے زیادہ رہا ہو یا کم۔ اس کے برخلاف اگر مقررہ رقم متوقع نقصان کے مناسب اندازے پر مبنی نہ ہو بلکہ محض ڈرانے کے لیے ہو تو وہ نہیں دلائی جائے گی اور جتنا ہرجہ فی الواقع ہوا ہے اس کا عادتی طور پر تعین کیا جائیگا۔ لفظ "سزا" اور "ہرجانۂ معینہ" کی تعبیر کرتے وقت کوئی حاکم عدالت فریقین کے تحریر کے الفاظ کا پابند نہ ہوگا۔ اور چاہے دستاویز میں "ہرجانۂ معینہ" ہی لکھا ہوا کیوں نہ ہو، اگر عدالت کی رائے میں وہ سزا معلوم ہوتا ہو تو عدالت حسبہٗ عمل کرے گی۔

اس قاعدے کی ایک اچھی مثال معاہدات کرائۂ جہاز میں ملتی ہے جن میں عموماً یہ فقرہ ہوتا ہے کہ "اقرار ہذا کی عدم تکمیل کی سزا، جو مصارف حمل و نقل کا اندازہ"۔ ایسی صورتوں میں صرف اتنی ہی رقم دلائی جائے گی جتنا واقعی ہرجہ ہوا ہے مصارف حمل و نقل چاہے کچھ ہی ہوں[2]۔ اسی بنا پر اس فقرے کو (Brutum fulmen) کہا جاتا رہا ہے۔ ایک مقدمے میں ایک فقرہ یوں لکھا گیا تھا "اقرار ہذا کی عدم تکمیل کی سزا، ثابت شدہ ہرجہ، اندازہ کردہ مصارف حمل و نقل سے زیادہ نہ ہو"۔ قرار پایا کہ یہ فقرہ سزا کی غرض سے تھا اور جتنا نقصان واقعی پہنچا ہے دلایا جائیگا خواہ وہ اندازہ کردہ مصارف حمل و نقل سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے[3]۔

وثیقہ (بانڈ) صورت میں تو ایک وعدہ ہوتا ہے جو عموماً اس وثیقے میں درج یا بیان شدہ معاہدہ یا اقرار کی عدم تکمیل کی صورت میں بطور سزا ایک رقم ادا کرنے کے متعلق

---

[1] Dunlop v. New Garage Co. [1915] A. C. 79.

[2] Godard v, Gray, L. R. 6 Q. B. 139, 148.

[3] Watts v. Mitsui, [1917] A. C. 227.

ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اس بات کے وعدے کی صورت اختیار کرلے کہ وثیقے میں بیان کردہ فعل یا افعال کے باعث پیدا ہونے والے ہرجوں کی تلافی کے لئے کوئی رقم ادا کی جائے گی[۱]۔ اس قسم کے شرائط پر مشتمل وثیقوں یا معاہدوں میں یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ[۲] عدالت کو ہر معاہدے کے جملہ حالات پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ کہ فریقین کا عمل کیا رہا اور نیز کیا الفاظ برتے گئے۔ اور ان کی بنا پر طے کرنا چاہیئے کہ فریقین کی نیت کیا تھی"۔ لیکن[۳] قواعد ذیل کا بیان کیا جانا ضروری ہوگا۔

(۱) اگر کوئی معاہدہ کسی ایسے امر کے متعلق ہو جس کی مالیت غیر متعین ہو اور اس کی کسی ایک یا زائد شرطوں کی خلاف ورزی پر کوئی معین رقم ادا طلب قرار دی گئی ہو تو یہ رقم "ہرجانۂ معینہ" کے طور پر دلائی جاسکے گی[۴]۔ لیکن معاملے کے جملہ حالات کے لحاظ سے ایسی مقررہ رقم غیر معقول یا حد سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ ورنہ وہ سزا بن جائے گی۔

(۲) اگر کوئی معاہدہ کسی ایسے امر کے متعلق ہو جس کی مالیت متعین ہو اور اس کی خلاف ورزی کی صورت میں جو رقم ادا طلب قرار دی گئی ہو وہ اس مالیت سے زیادہ ہو تو وہ سزا سمجھی جائے گی ہرجانہ معینہ نہیں[۵]۔

(۳) اگر کسی معاہدے میں متعدد شرائط[۶] ہوں جن میں سے چند کی مالیت متعین ہو اور چند کی متعین نہ ہو یا یہ کہ چند کی مالیت بڑی ہو اور چند کی بہت ہی حقیر اور ان شرائط میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی پر کوئی مقررہ رقم ادا طلب ہو تو قیاس یہ ہے کہ[۷]

[۱] Strickland v. Williams, [1899] 1 Q. B. 382.

[۲] Pye v. British Automobile Syndicate, [1906] 1 K. B. 425.

[۳] Webster v. Bosanquet [1912] A.C, 394.

[۴] Dunlop v. New Garage Co. [1915] A.C. 79:

[۵] Astley v. Weldon, 2 B. & P. 346.

[۶] Kemble v, Parren, 6 Bing, 147.

[۷] Dunlop v. New Garage, Co. [1915] 79, 87.

یہ سزا کی صورت ہے۔

قاعدہ ۱ کی مثال معاہدات تعمیر میں ملتی ہے جن میں دیری پر ہفتہ وار یا روزانہ ایک مقررہ رقم دینے کی شرط ہوا کرتی ہے یا کسی قحبہ خانہ کے کرایہ دار کی صورت میں مالک مکان کو اس صورت میں ایک معینہ رقم دینی ہو جب اسے قانون قحبہ خانہ جات کی خلاف ورزی کے جرم میں سزا دی جائے[1]۔

قاعدہ ۲ کی مثال: یہ وعدہ کیا جائے کہ کسی معینہ تاریخ پر ایک خاص رقم ادا نہ کی جائے تو اس سے زیادہ رقم ادا کی جائے گی۔ یہ قاعدہ سخت ہے کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی متوقعہ ادائی کی عدم وصولی پر کسی شخص سے سخت نقصان پہنچے تاہم اسے وہی چھوٹی رقم دلائی جا سکے گی۔

اس کے برخلاف یہ شرط کوئی سزا نہیں سمجھی جائے گی کہ اگر بہ اقساط ادا طلب قرض کی صورت میں کسی ایک قسط کے بھی ادا نہ کئے جانے کی صورت میں جملہ باقی رقم فوراً ادا طلب ہو جائے گی[2] یا یہ شرط کہ زرِ ثمن کا بیعانہ ضبط کر لیا جائے گا[3] اگر ایک یا زائد اقرارات کی خلاف ورزی ہو جن میں سے چند اہم اور چند حقیر ہوں۔

قاعدہ ۳ کی مثال (Kemble v. Farren) میں ملتی ہے[4]۔ فیارن نے اقرار کیا تھا کہ وہ مسلسل چار میقاتوں میں کاونٹ گارڈن تھیٹر میں اداکاری کے فرائض انجام دے گا اور تھیٹر کے جملہ قواعد کی پابندی کرے گا۔ کیمبل نے وعدہ کیا کہ اسے اس زمانے میں جب کہ تھیٹر کھلی رہے، ہر رات تین پونڈ چھ شلنگ آٹھ پنس کے حساب سے تنخواہ دے گا نیز ہر میقات میں ایک رات کی پوری آمدنی اسے دی جائے گی۔ اور یہ قرار پایا کہ فریقین میں سے جو بھی ان شرائط میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کرے تو وہ فریق ثانی کو ایک ہزار پونڈ دے گا۔ فریقین نے

[1] Ward v. Monaghan, 11 T.L R. 529.

[2] Protector Loan Co. v. Grice, 5 Q.B.D. 592.

[3] Wallis v. Smith, 21 ch. D. at p. 257.

[4] 6 Bing. 141.

صراحت سے یہ بھی بیان کیا تھا کہ یہ رقم "ہرجانہ" معینہ ہوگی' سزا یا سزا یا نہ رقم یا سزا کی نوعیت کی نہ ہوگی"۔ فیارن نے معاہدہ توڑ دیا۔ جوری نے (۷۵۰) پونڈ ہرجہ مقرر کیا اور عدالت نے پورے ہزار پونڈ دلانے سے یہ کہتے ہوئے انکار کیا کہ :-

"اگر ایک طرف مدعی تین پونڈ چھے شلنگ آٹھ پنس
روزانہ کی تنخواہ میں سے کسی ایک دن کی رقم ادا نہ کرے
یا دوسری طرف مدعیٰ علیہ تھیٹر کے عام قواعد میں سے
کسی ایک کی بھی پابندی سے (چاہے وہ کتنا ہی
معمولی یا غیر اہم قاعدہ کیوں نہ ہو) انکار کرے
تو یہ بحث کی جاتی ہے کہ بہر صورت مذکورہ شرط کے تحت
ایک ہزار پونڈ کا مقررہ ہرجانہ ادا طلب ہو جائے گا۔
لیکن کسی حقیر رقم کی عدم ادائی ایک بہت بڑی رقم کا
فوراً ادا طلب ہو جانا اور اس بڑی رقم کو سزانہ قرار
دیا جا سکنا' باہم متضاد باتیں معلوم ہوتی ہیں"۔

لیکن یاد رہے کہ یہ قاعدے فریقین کی نیت کے متعلق محض قیاسات ہیں اور بہ حیثیت مجموعی پورے معاہدے کی روشنی میں اگر دوسری نیت کے ہونے کا ثبوت دیا جائے تو ان قیاسات کی تردید بھی ہو سکتی ہے۔



حصۂ پنجم

اختتام معاہدہ

ان عناصر کا ذکر ہو چکا جن سے معاہدہ منعقد ہوتا ہے، جن سے بعد انعقاد معاہدہ کا عمل ہوتا ہے اور جن سے بوقت نزاع تعبیر اور ترجمانی کی جاتی ہے، اب اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ کس کس طرح معاہداتی پابندیوں سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔ اور فریقین ان حقوق اور ذمہ داریوں سے جو معاہدے کے تحت ان کو حاصل ہوئی ہوں آزادی حاصل کرتے ہیں۔ اس حصۂ موضوع سے بحث کرتے ہوئے نہ صرف اس امر پر غور کرنا مناسب ہوگا کہ کس طرح اصل معاہدے کا اختتام ہوتا ہے بلکہ یہ بھی کہ اگر وہ خلاف ورزی کے باعث ختم ہوا ہے تو کس طرح اس خلاف ورزی سے پیدا ہونے والے حق نالش کو محو کیا جا سکتا ہے۔

معاہدے کے اختتام کے طریقے یہ ہیں:-

۱۔ اسی طریقے سے اختتام ہو جس سے انعقاد ہوا ہو یعنی باہمی معاملے کے ذریعے سے۔

۲۔ اس کی تعمیل کی جائے اور فریقین میں سے ہر ایک نے معاہدے کے ذریعے سے جو فرائض اپنے ذمے لیے ان کی انجام دہی عمل میں آئے اور حقوق ادا کیے جائیں۔

۳۔ اس کو توڑا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں فریقین میں باہم ایک نیا وجوب

پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک فریق کو دوسرے کے خلاف حق نالش حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ بعض حالات کے تحت (اس کی تعمیل) محال ہو جائے۔ ایسی صورت میں فریقین اپنے متعلقہ وجوبات سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اس کا آیندہ بھی تذکرہ ہوگا کہ یہ حقیقت میں نمبر (۱) ہی کی ایک قسم ہے یعنی اختتام بذریعۂ معاملۂ باہمی۔ مگر یہ کچھ ایسی خصوصیت رکھتا ہے کہ اس کا مستقل عنوان کے تحت تذکرہ کرنا سہولت کا باعث ہوگا۔

۵۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُسے بعض خاص حالات کے تحت (جن کا آیندہ ذکر ہوگا) عمل قانونی کے ذریعے ختم کیا جائے۔



باب دوازدہم

اختتام معاہدہ بذریعہ معاملہ باہمی

معاہدہ، فریقین کی معاملت پر مبنی ہوتا ہے۔ چونکہ ان پر پابندی انھیں کا معاملہ عائد کرتا ہے، اس لیے اس سے آزادی بھی ان کے سمجھوتے کے ذریعے سے ہو سکے گی۔ اس قسم کا اختتام صرف تین طرح پر ہو سکتا ہے۔

(۱) دست برداری

(۲) معاہدہ کی جگہ دوسرا معاہدہ۔

(۳) شرطِ مابعد۔

فصل اول دست برداری (Waiver) یا تنسیخ (Reseission)

معاہدے کا اختتام اس طرح ہو سکتا ہے کہ فریقین اس کے آیندہ پابندی عائد نہ کرنے کا معاملہ کریں۔ اسے دست برداری یا تنسیخ معاہدہ کہتے ہیں۔

اس قسم کا معاملہ، باہمی عہد کے ذریعے سے طے ہوتا ہے۔ اور ہر فریق کے عہد کا بدل یہ ہوتا ہے کہ فریق دیگر اپنے حقوق تحت معاہدۂ کو ترک کر دیتا ہے۔ یہ قاعدہ اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ "کسی سادہ معاہدے کی اگر خلاف ورزی نہ ہوئی ہو تو بغیر دستاویز

اور بغیر بدل کے اس سے دست برداری دی جاسکتی ہے یا اُسے ختم کیا جاسکتا ہے یہ مگر اس سے فقط یہ سمجھنا چاہئے کہ جس صورت میں معاملہ تکمیل شدنی ہو تو معاملہ تنسیخ کے لیے سوائے اس کے کسی مزید بدل کی ضرورت نہیں کہ ہر فریق کو دوسرا فریق اس کی ذمہ داریوں سے بری کردے۔

یہ کہنا غیر مستند معلوم ہوتا ہے کہ اگر معاہدے کو ایک فریق نے نافذ کیا ہو تو وہ خلاف ورزی سے قبل بلا بدل ختم کر دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً جب زید نے وہ تمام امور انجام دیدیے ہوں جن کا وہ پابند تھا اور ابھی بکر کی انجام وہی کا وقت نہیں آیا ہے تو زید کا محض اپنے مطالبے سے دست بردار ہونا بکر کو بری کردے۔

قانون انگلستان کی رو سے کسی معاہدے کی تعمیل کرانے کا حق صرف اسی طرح ترک کیا جاسکتا ہے کہ دستاویز مہری (تحریر) کے ذریعے سے بری الذمہ قرار دیا جائے یا بدل ادا کیا جائے۔ قدیم نظام پلیڈنگ کے تحت[1] دست برداری کی عذرداری (plea) سے فریقین میں دستبرداری معاہدے کا ایک نیا معاملہ پیدا ہونا سمجھا جاتا تھا۔ اس میں باہمی عہد ہوتے تھے۔ ظاہر ہے اس کا بدل یہ ہوتا ہے کہ ہر معاہد اپنے حقوق سے دست بردار ہو جاتا تھا۔ دست برداری کے ذریعے سے اختتام پر پھر یا تو مطالبات سے باہم دست برداری کی یا ایک نئے بدل کی ضرورت ہوتی۔

"کسی تکمیل[2] شدنی معاہدے کے فریقین مجاز ہیں کہ باہمی معاملے کے ذریعے سے بلا کسی بدل کے اس معاہدے کے وجوب کا اختتام کردیں۔ مگر کوئی تکمیل شدہ معاہدہ اختتام نہیں پاسکتا جب تک کہ مہری دستاویز کے ذریعے سے ابرائی کارروائی نہ ہو۔ یا وجوب کی تعمیل نہ کی جائے۔ مثلاً بذریعہ ادائی جب کہ وجوب کی تعمیل رقم کی

---

[1] (Bullen and Leake, Prec. of Pleadings) (Tit. Waiver: Rescission.

[2] (6 Exch 851, per Parke, B) Dawler بنام Foster

ادائی کے ذریعے سے ہوتی ہو۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ
پرامیسری نوٹ اور بل آف اکسچینج کی حیثیت سادہ معاہدے
کے مقابل کچھ اور ہی ہے۔"

بل آف اکسچینج اور پرامیسری نوٹ کی خصوصیت

آخری فقرے میں ہمارے اوپر بیان کردہ اصول کا ایک استثنا ہے کیونکہ یہ قانون تجارت (Law Merchant) کا ایک قاعدہ تھا جسے قانون غیر موضوعہ نے اختیار کر لیا کہ کسی بل آف اکسچینج یا پرامیسری نوٹ کا قابض اپنے حقوق سے دست بردار ہو سکتا یا ان کو ختم کر سکتا ہے۔

بلس آف ایکسچینج ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۲ نے قانون تجارت کے اس قاعدے کو اس گنجائش کے تحت قانونی مرتبہ دیدیا ہے کہ یا تو دست برداری تحریری ہو یا بل (ہنڈوی) قبول کنندہ کے حوالے کر دیا جائے۔

فصل دوم

معاہدے کی جگہ دوسرا معاہدہ

کسی معاہدے کا اختتام اس کے شرائط میں اس طرح تبدیلی سے ہو سکتا ہے کہ قدیم معاہدے کی جگہ نیا معاہدہ لے لے، قدیم معاہدے سے صراحتاً جدید معاہدے میں دست برداری دی جا سکتی ہے یا نئے شرائط یا نئے فریق پیدا کرنے سے دست بردار ہونا معناً سمجھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اختتام کا یہ طریقہ (قدیم معاہدے کی) ایک طرح کی تنسیخ ہے جس میں ایک جدید معاہدہ قائم کر دیا جاتا ہے:-

"اگر کوئی معاہدہ تحریر میں لایا گیا ہو تو قانون غیر موضوعہ
کے عام قاعدوں کے تحت اس بات کی اجازت

نہ دی جائے گی کہ فریقین میں دستاویز کے تحریر
ہونے سے پہلے یا اس کی تیاری کے لیے دوران
میں جو کچھ گزرا اس کے متعلق زبانی شہادت اس
غرض سے داخل کی جائے کہ تحریری معاہدے
میں کسی چیز کا اضافہ کیا جائے یا اس سے کوئی شے
خارج کی جائے یا کسی اور طور پر اس میں تبدیلی
کی جائے یا اسے مشروط کیا جائے' لیکن معاملے
کو تحریر میں لائے جانے کے بعد فریقین مجاز ہیں
کہ اس کی خلاف ورزی کے قبل کسی وقت بھی کسی
نئے معاہدے کے ذریعے سے جو تحریر میں نہ بھی آیا
ہو' سابقہ معاملات سے پوری طرح دست برداری
یا ان کو کالعدم (Dissolve) یا منسوخ کریں یا
کسی اور طور پر اس میں اضافہ یا اس سے اخراج
یا اس کی تبدیلی کریں یا شرائط میں قیود لگائیں'
اور اس طرح ایک نیا معاہدہ وجود میں لائیں۔
اس کا ثبوت کچھ تو تحریری معاملے کے ذریعے سے
ہوگا اور کچھ مابعد زبانی شرائط سے جن کا تحریری
معاملے کے باقی ماندہ حصے میں پیوند لگایا جاتا ہے[1]۔

نئے شرائط (Merris) بنام (Baron) میں ۱[2] ایک معاہدہ بیع پارچہ پر نزاع پیدا ہوئی مقدمہ رجوع ہوگیا تھا مقدمے کی تجویز (Trial) شروع ہونے کے قبل فریقین نے ایک زبانی تصفیہ کیا جس کے اہم شرائط یہ تھے کہ مقدمہ اور دعویٰ عکسی (counterclaim)

---

[1] Goss بنام Lord Nugent (5 B. & Ad) از لارڈ (Denman) چیف جسٹس صفحہ ۶۴-

[2] ۱۹۱۸ء [A. C. I.]

واپس لے لیے جائیں۔ مشتری کو اس رقم کی ادائی (credit) کی مدت میں توسیع دی جائے جو سابقہ معاہدے کے تحت واجب الوصول تھی اور اس اسباب کے بقایا کے متعلق (جس کے متعلق معاہدہ ہوا مگر حوالگی نہیں ہوئی) لازمی معاہدہ بیع کے عوض مشتری کو اختیار دیا جائے کہ اگر وہ چاہے تو اسے خریدے۔ دارالامرا نے قرار دیا کہ ان حالات میں یہ قرار دینا ناگزیر ہے کہ فریقین نے سابقہ معاہدے کو منسوخ کرنے اور اس کی جگہ ایک دوسرا معاہدہ قایم کرنے کا معاملہ کر لیا تھا۔

نئے فریق اسی طرح فریقین میں جدید اشخاص کا اضافہ معنیً کسی معاہدۂ موجودہ کو منسوخ کر کے اس کی جگہ نیا معاہدہ قایم کر سکتا ہے۔

چنانچہ اگر زید نے بکر اور محمود سے معاہدہ کیا اور بکر و محمود دونوں نے باہم معاملہ کیا کہ زید کے معاہدے سے محمود علیحدگی اختیار کرے گا اور ذمہ دار نہ رہے گا زید (۱) یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ محمود کی ذمہ داری باقی رہے یا (۲) وہ معاہدے کو شکستہ اور ختم شدہ قرار دے سکتا ہے یا (۳) بکر سے معاملت باقی رکھتے ہوئے محمود کی علیحدگی سے آگاہ ہونے کے بعد اس بات کے لیے نیا معاہدہ کر سکتا ہے کہ فقط بکر ہی ذمہ دار ہو۔ ایسی صورت میں وہ محمود سے اصلی معاہدے کی بنا پر مواخذہ نہیں کر سکتا۔

"اگر ایک شریک کسی فرم سے علیحدہ ہو اور دوسرا اس کی جگہ آئے تو سابقہ فرم کے دیون تینوں فریقوں ـــ وائن، سابقہ فرم اور جدید فرم ـــ کی رضامندی سے جدید فرم پر منتقل کیے جا سکتے ہیں[1] اور یہ رضامندی خواہ الفاظ یا تحریر میں ظاہر نہ کی گئی ہو، معاملات و عمل سے مستنبط کی جا سکتی ہے[2]۔"

طریقۂ اختتام بذریعہ معاملہ کسی موجودہ معاہدہ کا فسخ ظاہر کرنے کے لیے جس ضابطے کی ضرورت ہے اس کے متعلق یہ عام قاعدہ تھا کہ معاہدہ

---

[1] Per Parke, B., Hart v. Alexander, 2 M & W., 484

[2] شراکت (partnership) کی صورت میں یہ قاعدے بعد میں پارٹنرشپ ایکٹ بابتہ ۱۸۹۰ء دفعہ ۱۷ میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

اسی طریقے سے فسخ کیا جائے جس طرح وہ معرض وجود میں آیا تھا۔ قانون غیر موضوعہ کی رو سے معاہدہ مہری کا اختتام صرف مہری معاملے کے ذریعے سے ہو سکتا تھا۔ زبانی معاہدہ زبانی طور پر ختم کیا جا سکتا تھا۔

اگرچہ قانون غیر موضوعہ کے تحت تحریری دستاویز کے فریقین اپنے وجوبات کا اختتام تحریری دستایز ہی کے ذریعے سے کر سکتے تھے مگر وہ مجاز تھے کہ زبانی معاہدے کے ذریعے سے ایسے وجوبات پیدا کریں جو اصل دستاویز سے جدا اور مختلف ہوں۔ (مثلاً) حق نالش عطا کریں جس کے متعلق دستاویز میں کوئی جواب دہی نہ ہو یا تعمیل کے ذریعے سے ایسی نصفتی جوابدہی فراہم کریں جو نالش بربنائے دستاویز کے متعلق ہو۔ جوڈی کیچر ایکٹس کے بعد سے قاعدۂ نصفت جاری ہو گیا ہے اور تعمیل شدہ زبانی معاہدے کے ذریعے سے دستاویز کا اختتام ہو سکتا ہے[1]۔

زبانی یا سادہ معاہدے کو خواہ وہ تحریری ہو یا نہ ہو تحریر یا زبانی الفاظ کے ذریعے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ فریقین کی معاملت کی شہادت اس تحریر کے ذریعے سے ملتی ہے جس میں معاملہ قلمبند کیا گیا ہو۔ شرائط معاملہ تحریر ہو چکنے کے بعد زبانی (غیر مکتوبہ) الفاظ کے ذریعے سے نہیں بدلے جا سکتے۔ مگر معاملہ بحیثیت مجموعی فریقین کے ظاہر کردہ ارادے پر مشتمل ہوتا ہے اس تحریر پر نہیں جو اس کے اظہار کا ذریعہ ہو۔ اور اس معاملے کا اختتام اس بنا پر کہ ہر "eo ligamine quo ligatum est" اس طریقے سے ہو سکتا ہے کہ اس کو ختم کرنے کے ارادے کا صحیح طور پر اظہار کیا جائے۔

جس معاملے کے متعلق قانون کا حکم ہے کہ تحریری ہونا چاہیئے اس کا اختتام بھی مابعد زبانی معاملے کے ذریعے سے ہو سکتا ہے کیونکہ دفعہ ۴ قانون فریب (Statute of Frauds) اور دفعہ ۴ قانون بیع اشیا (Sale of Goods Act) کی رو سے چند معاہدات ایسے ہیں جن کے متعلق صرف یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ تحریری نہ ہوں تو ان کا نالش کے ذریعے نفاذ نہیں کرایا جا سکتا۔ مگر ان دونوں قانونوں میں کوئی چیز اس بات کو ضروری نہیں قرار دیتی کہ مذکورہ معاہدات کا

[1] Steeds بنام Steeds (22 Q. B. D. 537.)

اختتام بھی تحریری طور سے ہی ہو (Morris) بنام (Baron) میں[1] بعد میں کیا ہوا معاہدہ جو پہلے کی جگہ لے رہا تھا، وہ خود اس بنا پر ناقابل نفاذ تھا کہ وہ دفعۂ سیل آف گڈس ایکٹ کے شرائط پر پورا نہیں اترتا تھا۔ مگر پھر بھی اس نے سابقہ معاہدے کو ختم کر دیا اور مشتری نے گویکے بعد دیگرے دعویٰ کیا کہ اسے اصلی ورنہ قایم مقام معاہدے کی رو سے اسباب حوالے کیا جائے مگر وہ دونوں طریقوں سے ناکام رہا۔

نیت اختتام واضح ہونی چاہئے

مگر پہلے معاہدے کو ختم کرنے کا ارادہ واضح ہونا چاہئے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فریقین نے جو دوسری قرار دادیں کی ہیں ان کا مقصد فقط یہ ہو کہ اصلی معاہدے کے شرائط میں ترمیم کریں نہ کہ اس کی تنسیخ کر کے اس کی جگہ ایک بالکل نیا معاہدہ قایم کریں[2]۔ ایسی صورت میں اصلی معاہدہ مرمّمہ حالت میں پوری طرح موثر اور نافذ رہتا ہے۔

محض تبدیل شرائط کافی نہیں

زید نے بکر کے لیے ایک عمارتی تعمیر کا کام انجام دینا منظور کیا۔ اسے ایک خاص تاریخ تک تکمیل پا جانا لازمی تھا ورنہ تعویق کا رقمی معاوضہ دینا ہوتا تھا[3]۔ دوران کار میں فریقین میں کچھ مزید کام کے متعلق معاملہ طے ہوا جس کے باعث یہ ناممکن تھا کہ جملہ کام مقرر شدہ وقت میں انجام پا سکے۔ (Byles, J.) نے بتایا کہ اصلی معاہدہ ایسا نہ تھا کہ اس کا تحریری ہونا ضروری ہوتا۔ اسی لیے اس کی زبانی ترمیم ہو سکتی تھی۔ اگرچہ معاملۂ ثانی سے پوری طرح تنسیخ عمل میں نہیں آئی مگر اس نے اس حد تک تبدیلی کر دی جس حد تک تعویق پر رقمی معاوضہ دینا طے ہوا تھا۔

لیکن اگر ایسی ترمیم زبانی معاملے کے ذریعے سے ہوئی ہو اور معاہدے کے لیے

---

[1] (1918) A. C. 1.

[2] (British & Benningtons Ltd., v N. W. Cachar Tea Co. Ltd., (1923) A. C. 48.

[3] (Thornhill v Neals, 8 C. B., N. S. 331)

قانوناً تحریری ہونا ضروری ہو تو ترمیم بے اثر ہوگی۔ چنانچہ (Goss) بنام لارڈ (Nugent) میں یہی ہوا[1]

ایک تحریری معاملے کے ذریعے سے مدعی نے اس بات کا معاہدہ کیا تھا کہ مدعیٰ علیہ کو اراضی کے متعدد قطعے فروخت کرے گا۔ اور ان کی پوری حقیت عطا کرے گا۔ بعد میں یہ دریافت ہوا کہ ان قطعات میں سے ایک پر پوری حقیت نہیں حاصل ہو سکتی۔ اور مدعیٰ علیہ نے زبانی معاملے کے ذریعے سے اُس قطعے کی حد تک حقیت سے دست برداری منظور کر لی تھی۔ مدعیٰ علیہ نے بعد میں ناقص حقیت کی بنیاد پر زرِ ثمن ادا کرنے سے انکار کیا اور یہ قرار دیا گیا کہ معاہدۂ مرمہ کی جبری تعمیل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ پوری طرح تحریری معاہدہ نہ تھا۔ یہ امر صرف ہر مقدمے کے واقعات کی بنا پر طے ہو سکتا ہے کہ آیا شرائط صرف تبدیل کیے گئے ہیں یا منسوخ ہوئے ہیں اور اس کا تعین اکثر آسان نہیں ہوتا۔ لیکن لارڈ (Dunedin) نے یہ معیار تجویز کیا ہے:۔

> پہلی صورت (تبدیلی) میں معاملۂ مابعد کسی ایسے تکمیل شدنی دفعات پر مشتمل نہیں ہوتا جس سے فقط اسی کی بنا پر سابقہ معاملے کے بغیر مقدمہ دائر کیا جا سکے۔ دوسری صورت (تنسیخ) میں صرف دوسرے معاملے کی بنا پر مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔ اور پہلا معاہدہ اس بنا پر بیکار ہو جاتا ہے کہ یا تو اس غرض کے لیے صریح الفاظ موجود ہوتے ہیں یا اس لیے کہ دوسرا معاہدہ بھی اسی امر سے متعلق ہوتا ہے جس سے پہلا البتہ ایک دوسرے طریقے پر اور یہ ناممکن ہوتا ہے کہ دونوں کی تعمیل ہو سکے[2]

---

[1] 5 B. & A. 58.

[2] (Morris v. Baron, (1918) A. C. 1, 26.

صرف دوسرے کی بنا پر مقدمہ دائر کر سکنے کا منشا
یہ نہیں کہ پہلے کا حوالہ بھی نہ دیا جا سکے (یہ ایسا ہے
جیسا قیمت کو کسی فہرست یا قیمت نامے کے ذریعے
سے مقرر کیا جائے۔) مگر معاہداتی قوت معاہدۂ ثانی
میں بطور خود پائی جاتی ہے۔

محض التوائے تعمیل بھی کافی نہیں

پہلے معاہدے کو ختم کرنے کے ارادے کے واضح اظہار کی مثال نقض اور قسم کے مقدمات سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ محض التوائے تعمیل سے جو کسی فریق کی سہولت کی غرض سے ہو تو معاہدہ ختم نہیں ہوتا۔

یہ سوال اکثر ان معاہدات کے سلسلے میں پیدا ہوا ہے جو فروخت اور حوالگی اشیا کے متعلق ہوتے ہیں اور جن میں حوالگی کی میعاد میں ایک خاص مدت پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ مشتری، حوالگی کی التوا کی درخواست کرتا ہے۔ پھر اسباب کی قبولیت سے قطعاً انکار کرتا ہے۔ اور پھر ادعا کرتا ہے کہ معاہدہ، وقت تعمیل کی تبدیلی کے باعث ختم ہو گیا، اور اس طرح ایک نیا معاہدہ پیدا ہوا اور یہ کہ نیا معاہدہ اسی بنا پر ناقابلِ نفاذ ہے کہ اس میں ضابطے کے متعلق قانونی ضروریات کی تکمیل نہیں ہوئی ہے۔

مگر عدالتوں نے یہ امر ہمیشہ تسلیم کیا ہے کہ[1] "ایک معاملے کی جگہ دوسرے معاملے کے آنے اور فریق ثانی کی درخواست پر حوالگی سے اپنی مرضی سے اجتناب کرنے میں فرق ہے" اور عدالت نے آخرالذکر صورت کو اس سے زیادہ نہیں خیال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے معاہدے کے متعلق تعمیل کے التوا کی درخواست کرتا ہے تو خطرے کی ذمہ داری اس کے سر آتی ہے[2] کیونکہ اسباب کا نرخ بازار جو اس نے سابقہ تاریخ پر قبول کیا تھا، اگر تاریخ مابعد پر بدل جائے تو مقدار نقصان اس سے جمع کرائی جا سکے گی، خواہ اس وقت جب تعمیل کو وقوع میں آنا تھا مگر عدم تعمیل سے

[1] Hickman v. Haynes, L. R. 10 C. P 606)

[2] (Levey & Co. v. Goldberg, (1922) 1 K. B. 688)

معاہدہ ٹوٹ گیا یا اس وقت جب بایع بالآخر بیزار ہو جائے اور تعمیل سے پوری طرح انکار کر دے[1]۔

فصل سوم

طریقۂ اختتام کا خود معاہدے میں ذکر ہونا



ہو سکتا ہے کہ کسی معاہدے میں خود اس کے اختتام کے عناصر شامل ہوں۔ خواہ بطور صریح تذکرے کے خواہ معنوی) تاکہ ان کے ذریعے سے خاص خاص حالات میں اس معاہدے کو ختم کیا جا سکے یہ حالات یہ ہو سکتے ہیں شرائط ماقبل کی عدم تکمیل، شرط مابعد کا وقوع؛ اس اختیار کا استعمال جو کسی فریق کو تحت شرائط معاہدہ اختتام معاہدے کے متعلق حاصل ہو۔

عدم تعمیل شرط پر اختیاری اختتام

ان تین صورتوں میں سے پہلی اس بات سے بہت مشابہ ہے کہ معاہدہ شکنی کے باعث اختتام ہو۔ اس کا تذکرہ بعد میں آئے گا مگر اس عدم تعمیل میں جس کے متعلق پہلے سے فریقین پیش بینی کر کے پہلے ہی سے متحد ہوتے ہیں کہ اس کے وقوع پر معاہدہ کسی فریق کی مرضی پر ختم ہو سکے اور اس معاہدہ شکنی یا عدم تعمیل میں جس کا پہلے سے ارادہ نہ تھا فریقین نے اس کا تذکرہ کیا تھا، فرق ہے۔

چنانچہ ہیڈ نے (Tattersall)[2] سے ایک گھوڑا خریدا۔ معاہدہ بیع میں علاوہ اور شرائط کے یہ دو شرطیں تھیں: کہ گھوڑا (Biscester hounds) کے ساتھ

---

[1] (Ogle v Earl Vane, L. R 2 Q B. 275, & 3 Q. B. 272

[2] (Heads v Tallersall, L R. 7 Ex 7.)

شکار میں رہ چکا ہے اور یہ کہ اگر وہ مطابق تذکرہ نہ ہو تو مشتری اسے ایک معینہ تاریخ کی شام تک واپس کر سکے گا۔ گھوڑا مطابق تذکرہ نہ نکلا۔ اور وہ بائسٹر ہاؤنڈز کے ساتھ شکار میں شریک نہ ہوا تھا۔ وہ تاریخ معینہ پر واپس کر دیا گیا مگر اس اثنا میں اس کے چوٹ آگئی تھی مگر اس میں ہیڈ کا کوئی قصور نہ تھا (Tatterss) کو ہیڈ کے گھوڑے کو واپس کرنے کے حق سے اختلاف تھا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔

(Cleasley, B.) نے کہا کہ معاہدے کا اثر یہ تھا کہ ملکیت جائداد مشتری کو اس شرط کے تحت حاصل ہو جائے کہ ایک خاص واقعے کی صورت میں معاہدے کی تنسیخ ہو سکے گی اور گھوڑے کی ملکیت مکرر بائع کو حاصل ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورت میں جو شخص بالآخر شئے کی حقیت حاصل کرتا ہے اسی کو وہ نقصان برداشت کرنا چاہیئے جو کسی ایسے حادثے سے جس میں کسی کا قصور نہیں، قیمت میں آئے۔ یہاں مدعا علیہ ہی وہ شخص ہے جسے شے دوبارہ ملتی ہے اور اسی کو نقصان برداشت کرنا چاہیئے۔"

واقعۂ خصوصی کا پیش آنا

دوسری صورت میں فریقین یہ قرار دیتے ہیں کہ کسی شرط کی تکمیل یا کسی امر کے وقوع سے کسی ایک یا دونوں فریقوں پر اس معاہدے کے تحت مزید ذمہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔

شرط تمسک

ایسے انتظام کو "شرط مابعد" کہا جاتا ہے۔ اس کی اچھی مثال ایک تمسک ہے جو ایک عہد ہے جو شرط مندرجۂ تمسک کے تحت یا اس کی بنا پر باطل ہو جاتا ہے۔

چارٹر پارٹی کی مستثنٰی ذمہ داریہائے خطرہ

چند حدود کے اندر اس کی مثال چارٹر پارٹی کی "محدود ذمہ داری" (Excepted risks) سے بھی ملتی ہے مالک جہاز اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ شرائط مندرجۂ معاہدہ پر سفر کرے جو یہ ہیں[1]۔ "خدا کا کرنا" بادشاہ کے دشمنوں کا کام،

[1] دیکھو ضمیمہ الف

حکمرانوں اور بادشاہوں کی پابندیاں آتشزدگی اور تمام اور جملہ خطرات وحوادث بحر و دریا وسفر خواہ کسی نوعیت یا قسم کے ہوں مذکورہ سفر کے دوران میں ہمیشہ ذمہ داری سے مستثنیٰ ہوں گے۔" اگر دوران تعمیل معاہدہ میں جہاز کسی خطرۂ بحری سے ڈوب جائے اور مالک جہاز معاہداتی وجوبات پورا نہ کر سکے تو اس پر نقض معاہدہ کے ارتکاب کا الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ وہ استثنائے مندرجۂ معاہدہ کی بنا پر محفوظ ہے۔ صورت بالا میں معاہدہ ظاہر ہے کہ ختم ہو جائے گا، اور فریقین بری ہو جائیں گے۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خطرہ مستثنیٰ صرف جزء تعمیل کو متاثر یا ملتوی کرے یا اس میں رکاوٹ ڈالے مثلاً جہاز کو موسم کی خرابی کی وجہ سے نقصان پہنچے اور وہ مرمت کے لیے روک رکھا جائے۔ مالک جہاز پر تعویق کی بنا پر ہرجے کا دعویٰ دائر نہیں کیا جا سکتا۔ مگر معاہدہ ختم نہیں ہو گا (بجز اس کے کہ تعویق اتنی زیادہ ہو کہ ہم کا پورا مقصد فوت ہو جاتا ہو[1]) اور مالک جہاز اس کی تعمیل، مرمت کی تکمیل پر جلد سے جلد دوبارہ شروع کر دے۔ اسی بنا پر کسی مستثنیٰ خطرے کے پیش آنے سے پورا معاہدہ ختم ہو جانا لازمی نہیں گو ایسا ہو سکتا ہے۔

برندہ کی ذمہ داری کا محدود ہونا اختتام کی معنوی شرط کی مثال کے طور پر خاص صورتوں میں ہم اس معاہدے کا ذکر کر سکتے ہیں جو ایک برندۂ عام (Common carrier) نے کیا ہو۔ ایسے برندے پر قانون غیر موضوعہ کی ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو نوعیت کاروبار کی بنا پر ہوتی ہے۔ اور وہ ضمانت یا یقین دلاتا ہے کہ اسے جو اسباب سپرد کیا گیا ہے وہ صحیح سلامت حوالے کریگا۔ اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ وہ اس بات کا عہد کرتا ہے کہ اسباب کو منزل مقصود تک صحیح سلامت پہنچائے گا ورنہ اس کے تلف یا متضرر ہونے پر اس کے مالک کو ہرجہ دیگا۔ چاہے اس میں اس کا قصور ہو یا نہ ہو مگر یہ عہد اس صورت میں لغو ہو سکتا ہے جب کوئی مستثنیٰ خطرہ وقوع میں آئے۔ یہ "خدا کا کرنا"، "بادشاہ کے دشمن" اور نیز وہ نقصانات جو لیجائی جانے والی شئے کی ذات سے

[1] باب (۱۵) ۵ میں اس کا ذکر آئے گا۔

خود پیدا ہوتے ہوں۔ یہ شرائط ہر اس معاہدے میں معناً لئے جاتے ہیں جو برندۂ عام سے کیا جائے۔ اور ان خطروں۔ کے پیش آنے پر نقصان کی ذمہ داری سے برندہ بری ہو جاتا ہے[1]۔

"خدا کا کرنا" کے معنے

"خدا کا کرنا" ایک محاورہ ہے جس کی توضیح ضروری ہے (Nugent) بنام (Smith)[2] میں مدعا علیہ نے جو ایک بحری برندۂ عام تھا' مدعی سے ایک گھوڑی وصول کی تاکہ اسے لندن سے ابرڈین پہنچایا جائے۔ اثنائے سفر میں جہاز خراب موسم سے دوچار ہوا۔ گھوڑی نے ڈر کر سخت کشمکش کی جس سے اسے ایسا ضرر پہنچا کہ وہ مر گئی مدعا علیہ کے خلاف کوئی غفلت ثابت نہ کی جا سکی۔

یہ استدلال پیش کیا گیا کہ موسم گو خراب تھا مگر نہ اتنا سخت یا غیر معمولی کہ "خدا کا کرنا" قرار دیا جائے۔ اور یہ کہ گھوڑی کا کشمکش کرنا اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ اس کو اپنے ذاتی عیب کی وجہ سے چوٹ آئی، مگر عدالت مرافعہ نے (عدالت کامن پلیز کے فیصلے کو بدلتے ہوئے) قرار دیا کہ مدعا علیہ ذمہ دار نہیں۔

"لارڈ جسٹس جیمس نے کہا "خدا کا کرنا" اصل میں مختصر طور سے صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک برندۂ عام اس حادثے کے لیے ذمہ دار نہیں جس کے متعلق وہ ثابت کر سکے کہ وہ راست اور صرف فطری اسباب کی بنا پر انسانی مداخلت کے بغیر ہوا۔ اور یہ کہ کتنی ہی ممکنہ اور معقول پیش بینی اور مشقت اور احتیاط برتی جاتی نتیجہ بدستور رہتا۔ اس مقدمے میں مدعا علیہ نے یہ ثابت کیا ہے[3]"

لارڈ جسٹس Mellish نے کہا[4] کوئی برندہ

---

[1] Lister بنام لنکا شائر اینڈ یارک شائر ریلوے کمپنی ۱۹۰۳ء 1 K. B. 878

[2] 1 C. P. D. 423.

[3] صفحہ ۴۴۴۔

[4] صفحہ ۴۴۱۔

افعال قدرت یا خود شے بردہ کی اپنی خامیوں کے
خلاف ذمہ داری نہیں لیتا۔ مگر جواب دہی کے لیے
اسے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ خواہ ہر سبب کو الگ لیا جائے
یا دونوں کو مجموعی طور پر وہی نقصان کا راست سبب تھا
اور نیز یہ کہ وہ ایسا سبب تھا جس کو روکا نہ جا سکتا تھا!

اس بنا پر برندۂ عام اس صورت میں بری ہو جاتا ہے جب کوئی خطرہ مستثنیٰ وقوع میں آجائے بشرطیکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ نقصان کسی معقول احتیاط کے باوجود بھی ان حالات میں روکا نہ جا سکتا۔

ذمہ داری سے مستثنیٰ ہونے کی یہ صورت برندۂ عام کے معاہدے میں ایک معلوم و مضمر شرط ہوتی ہے۔ اسے ایک معنوی شرط قرار دیا جا سکتا ہے مگر شاید یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ یہ ایک ایسی شرط ہے کہ جس کو قانون نے برندۂ عام کے معاہدے میں منسلک کر دیا ہے۔ البتہ کسی معاہدے میں شرط کا معنوی طور پر ہونا یا تو اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ تحریری معاہدہ اس کے بغیر بے معنی ہو۔ یا اس بنا پر کہ اس کے بغیر فریقین کے ارادے کو پوری طرح جامۂ عمل پہنانا ناممکن ہو۔ یہ امر آیندہ بتایا جائے گا کہ جن معاملات کو اس بنا پر ختم قرار دیا جاتا ہے کہ ایک مابعد عدم امکان پیدا ہوا جس کے خلاف معاہدے میں کوئی صراحت نہ تھی ان میں حقیقت میں یہ شرط مان لی جاتی ہے کہ چند حالات میں معاہدے کو ختم خیال کیا جائے گا۔ اس موضوع پر تفصیل کے "عدم امکان" کے عنوان کے تحت بحث کی جائے گی۔

اختیاری اختتام بذریعہ اطلاع دہی

تیسری صورت، کسی نافذ معاہدے میں اس کی گنجایش رکھی جا سکتی ہے کہ چند شرائط کے تحت کوئی فریق اسے ختم کر سکے گا۔ خانگی ملازمت کے معمولی معاہدات میں ہمیشہ یہ شرط فرض کر لی جاتی ہے[1] کہ ملازم ایک ماہ قبل اطلاع دے کر معاہدہ ختم کر سکتا ہے

[1] Nowlam v Ablett, 2 C. M. & R. 54

اور آقا ایک ماہ قبل اطلاع یا ایک ماہ کی تنخواہ دے کر۔ آقا و ملازم کے دیگر معاہدات میں بھی اسی قسم کے شرائط داخل کیے جا سکتے ہیں[1]۔ خواہ صراحۃً یا یہ کہ اس کاروبار ہی میں اس کا رواج ہو۔ بلکہ اس وقت بھی جب کہ کوئی تحریری معاہدہ بادی النظر میں غیر معین اور غیر محدود مدت کے لئے ہو یہ شرط نوعیت معاہدہ کی بنا پر بعض وقت معنًا داخل معاہدہ سمجھی جائے گی[2]۔



[1] (Parker v. Ibbetson, 4 C. B , N. S. 347.)

[2] Crediton Gas Co. v. Crediton U. D. C , [1928] 1 Ch

باب سیزدہم

اختتام معاہدہ بذریعۂ تعمیل

اقسام تعمیل

ہمیں اس تعمیل میں جو فریقین معاہدہ میں سے ایک کو ان ذمہ داریوں سے بری کرتی ہے اور اس تعمیل میں جو وجوب کو کلاً ختم کرتی ہے، فرق اور امتیاز کرنا چاہیے۔

بدل تکمیل شدہ کے عوض عہد

جب کسی تکمیل شدہ بدل کے عوض کوئی عہد کیا جائے تو عہد کنندہ کا اپنے عہد کی تکمیل کرنا معاہدے کو ختم کر دیتا ہے کیونکہ فریقین نے اپنے جملہ معاہداتی فرائض پوری طرح انجام دیدیے ہیں۔

عہد کے عوض عہد

جب کسی عہد کے عوض کوئی عہد کیا جائے تو ایک فریق کی تعمیل سے صرف تعمیل کنندہ بری ہوتا ہے۔ اختتام وجوبات (solutio obligationis) کے لیے ضروری ہے کہ ہر ایک نے اپنا فریضہ انجام دیدیا ہو۔ چنانچہ اگر ایک اپنا فرض انجام دے لے اور دوسرا نہیں تو معاہدہ پھر بھی باقی رہتا ہے اور طریقہ ہائے متذکرہ میں سے کسی کے ذریعے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی فریق اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس نے اپنے فرائض کی تکمیل کر دی ہے۔ اور فریق متعلقہ کے بری ہونے یا نہ ہونے کا سوال پیدا ہو تو پہلے تو معاہدے کی تعبیر

متعین کرنی ہوگی تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ تعمیل سے فریقین کی کیا مراد تھی۔ اور پھر واقعات کو دیکھا جائیگا تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ آیا یہ امر سرانجام دادہ امر معہودہ کے مطابق ہے۔ مگر دو اقسام تعمیل پر مختصراً غور کرنا ضروری ہے: ادائی اور ٹنڈر (Tender)

فصل اول

ادائی

تعمیل کی ایک قسم ادائی ہے

فریقین میں جو اصل معاہدہ ہوا ہے اس کے یا اس معاہدے کی جگہ لینے والے معاملے کے اختتام کا ایک ذریعہ ادائی بھی ہوسکتی ہے۔

اصلی معاہدہ

زید و بکر کے معاہدے میں بکر پر یہ ذمہ داری تھی کہ ایک خاص طریقے سے یا ایک خاص وقت کچھ رقم ادا کرے۔ ایسی ادائی سے بکر تعمیل معاملہ کے باعث بری الذمہ ہوجاتا ہے۔

قایم مقام معاملہ

یا اگر بکر کو معاہدے کے تحت متعدد افعال کرنے ہوں اور وہ ان کی بجائے کچھ رقم ادا کرنی چاہتا ہے یا کچھ رقم ادا کرنی تو تھی لیکن وہ اسے اس طریقے سے ادا کرنی چاہتا ہے جو شرائط معاہدہ کے مغائر ہے، تو ایسی صورت میں اسے زید سے اس بات کا معاملہ کرنا چاہئے کہ وہ بجائے اس ادائی کے جس کا اصل معاہدے کے تحت وہ مستحق ہے اس مجوزہ ادائی کو قبول کرلے۔ جدید معاہدہ قدیم معاہدے کو ختم کردیتا ہے اور جدید معاہدے کے تحت بکر کا فریضہ رقم کی ادائی سے تعمیل پاتا ہے اور اس طرح وہ بری الذمہ ہوجاتا ہے۔

نقض معاہدہ کے اثرات

پھر اگر فریقین میں سے ایک اپنے حصۂ معاہدہ کی تعمیل میں قصور کرے اور اس سے فریق ثانی کو حق نالش پیدا ہو تو اس طرح پیدا شدہ وجوب باہمی اتفاق اور تلافی (accord and satisfaction) کے ذریعے سے ختم ہوسکتا ہے۔ یہ ایک معاملہ ہوتا ہے جس کا

بدل عموماً گو لازماً نہیں ، ایک رقمی ادائی ہوتی ہے جو اس فریق کی جانب سے ہوتی ہے جس کے خلاف حق پیدا ہوا تھا اور جسے فریق ثانی اپنے حق کے عوض قبول کرکے اسے بری الذمہ کرتا ہے[1]۔

ادائی تعمیل ہے

چنانچہ ادائی کے ذریعے سے جن معاہدات کی تعمیل ممکن ہے وہ یہ ہیں :۔

۱۔ کوئی اصلی معاہدہ

۲۔ کوئی قائم مقام معاہدہ

۳۔ وہ معاہدہ جس میں ادائی کو دست برداری حق نالش کا بدل مقرر کیا گیا ہو۔

دستاویز قابل بیع و شری کے ذریعے ادائی

دستاویز قابل بیع و شری اس رقم کی ادائی میں دی جاسکتی ہے جو واجب الادا ہو خواہ تعمیل معاہدہ کے طور پر، یا نقص معاہدہ کی تلافی میں۔ کسی رقم مشخصہ (liquidated) یا غیر مشخصہ کے (unliquidated) مطالبے کی ادائی میں ایسی دستاویز کا دینا دراصل قدیم معاملے کی جگہ نئے کو قایم کرنا ہے۔ مگر اس سے فریقین کے تعلقات پر دو اموریں سے کوئی نہ کوئی اثر انداز ہوتا ہے یعنی دستاویز کا عطا کرنے والا اپنے سابقہ وجوب سے یا تو مطلقاً یا مشروط طور پر بری الذمہ ہوجائے گا۔

برأت مطلق

زید بل یا نوٹ لیتا ہے اور اس کے بدل میں صراحتہً یا معناً عہد کرتا ہے کہ وہ بکر کو اس کی موجودہ ذمہ داریوں سے پوری طرح بری الذمہ کردے گا۔ ایسی صورت میں وہ اپنے ان حقوق پر اعتماد کرتا ہے جو اسے بذریعہ دستاویز حاصل ہوتے ہیں، اگر اس کی پابندی نہ کی جائے [یعنی دستاویز پر رقم ادا نہ ہو] تو اس کی بنا پر دعویٰ دائر کرنا چاہئے۔ اصل بنائے نالش کی طرف عود نہیں کیا جاسکتا[2] مگر دستاویز قابل بیع و شری کو بہ عوض ادائی رقم قبول کیا جائے

[1] باب ۵ فصل ۲ الف میں تفصیل آئے گی۔

[2] Sard v. Rhodes. 1 M. & W. 153.

تو اس سلسلے میں مفروضہ یہ ہوتا ہے کہ فریقین اس سے صرف مشروطی ابراء چاہتے ہیں۔[1] ان کی حیثیت اس وقت یہ ہوتی ہے زید کو بکر کے خلاف چند حقوق حاصل ہیں۔

برات مشروط زید فوری ادائی یا فوری استعمال حقِ نالش کے عوض ایک دستاویز قابل بیع وشریٰ لے لیتا ہے اس حد تک بکر نے زید کے مطالبے کی تکمیل کر دی۔ لیکن اگر وقت مقررہ پر بل کی ادائی نہ ہو تو زید کے عہد کا بدل بالکل بے کار ہو جاتا ہے اور اس کے اصلی حقوق اسے دوبارہ حاصل ہو جاتے ہیں۔[2] معاملہ "شرط مابعد کی بنا پر قابل الغاء" ہے۔ بکر کی جانب سے ادائی جو زید کے عہد کے بدل میں ہوئی تھی قطعی نہیں تھی بلکہ ہو سکتا ہے کہ محض عدم ادائی ہی ثابت ہو۔

اسی لیے تعمیل اس طرح ہو سکتی ہے کہ اصلی یا قایم مقام معاہدے کی تعمیل یا تو بذریعہ حوالگی رقم ہو یا دستاویز قابل بیع وشریٰ حوالے ہو جس میں حقِ وصولی رقم عطا کیا گیا ہو۔ اس آخری صورت میں ادائی یاب (payee) نے ہو سکتا ہے کہ دستاویز لے کر اپنے حق سے مطلقاً بری کر دیا ہو، یا اس شرط کے تحت (جو شہادت مخالف کی غیر موجودگی میں فرض کر لی جائے گی) کہ اگر[3] ادائی دستاویز کی تاریخ معینہ پر عمل میں نہ آئے تو فریقین اپنے اصلی حقوق کی جانب عود کریں گے۔ خواہ یہ حقوق جہاں تک کہ ادائی یاب (payee) کا تعلق ہے حقوقِ تعمیل معاہدہ ہوں یا حقوق تلافی بصورت نقضِ معاہدہ ہوں۔[4]

فصل دوم

ٹنڈر (اقدام تعمیل)

ٹنڈر کے اقسام ٹنڈر سے مراد تعمیل کا اقدام ہے اس کا اطلاق اقدام تعمیل کی

---

[1] Re Romer & Haslam, [1893] 2 Q. B. per Lord Esher, M. R., at p. 296.

[2] Sayer v. Wagstaff, 5 Beav 423

[3] Robinson v. Read. 9 B. & C. at p. 455.

[4] Sayerv Wagstaff, 5 Beav. 423.

دو قسموں پر ہوتا ہے جن کے نتایج الگ الگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کا اطلاق کسی کام کے کرنے کے متعلق عہد یا کسی چیز کی ادائی کے متعلق عہد کی تعمیل پر ہوتا ہے۔ بہر صورت تعمیل اس فریق کے فعل سے بیکار ہو جاتی ہے جس کے فائدے کے لیے اسے عمل میں آنا تھا۔

اشیاء کا ٹنڈر بیع اشیاء کے معاہدے میں اگر بایع حوالگی کے متعلق جملہ ضروریات معاہدہ کی تکمیل کر دے اور پھر بھی مشتری اشیا کے قبول کرنے سے انکار کرے تو بایع اس اقدام تعمیل کے ذریعے سے بری الذمہ ہو جاتا ہے[1] اور نقض معاہدہ کے متعلق کامیاب دعویٰ دائر کر سکتا یا کامیاب جواب دہی کر سکتا ہے[2]

پیشکش ادائی لیکن جب مطلوبہ تعمیل کسی مقدار رقم کی ادائی پر مشتمل ہو تو مدیون کی جانب سے پیشکش اگرچہ دائن کی نالش کی اچھی جوابدہی بن سکتی ہے لیکن یہ دین سے ابراء کا باعث نہیں بنتی۔

مدیون پابند ہے کہ "اولاً دائن کا پتہ چلائے اور وقت معینہ پر اسے دین ادا کرے"[3] اگر دائن پیشکش کے وقت ادائی کو قبول نہ کرے تو پھر بھی مدیون کو ہمیشہ اس بات پر تیار اور آمادہ رہنا چاہئے کہ دین ادا کرے۔ ایسی صورت میں اگر اس پر نالش دائر کی جائے تو وہ یہ استدلال کر سکتا ہے کہ اس نے ادائی کا پیشکش کیا تھا۔ مگر اسے ساتھ ہی رقم کو عدالت میں داخل کرنا چاہئے[4]

اگر وہ اپنا بیان ثابت کر سکے تو مدعی کو سوائے اس رقم کے اور کچھ نہیں ملے گا جو اولاً پیش کی گئی تھی اور مدعا علیہ کو اخراجات جوابدہی دلائے جائیں گے۔ اور اسی حالت میں قرار دیا جائے گا جس میں کہ وہ پیشکش ادائی کے وقت تھا۔ پیشکش کو مذکورہ حد تک درست تعمیل ہونے کے لئے وہ تمام خصوصی شرائط

---

[1] Startup v. Macdonald, 6 M. & B. 593.

[2] 56 & 57 Vict. c. 71, S. 37.

[3] Walton v. Mascall, 13 M. & W. 458.

[4] Dixon v. Clarke, 5 C. B. 377.

تحت معاہدہ ذمہ لیا تھا۔ معاہدہ شکنی کلاً بھی ہو سکتی ہے جزاً بھی اگر جزاً نقض عہد ہوا ہو تو ہو سکتا ہے کہ اتنا اہم ہو کہ اس سے ابراء عمل میں آجائے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ اتنا اہم نہ ہو۔ یا اگر وہ ایسا اہم ہو تو متضرر فریق ہو سکتا ہے کہ اسے نقض نہ خیال کرنا پسند کرے اور معاہدے کو انجام دیتا رہے اور اپنے لیے لاحق شدہ نقصانات کے ہرجے کی نالش کا حق محفوظ رکھے۔ یہ معلوم کرنا اکثر مشکل ہوتا ہے کہ آیا کسی شرط معاہدہ کے نقض سے فریق متضرر بری الذمہ ہو گیا یا نہیں۔

بری الذمہ ہونے سے نہ صرف یہ مراد ہے کہ فریق ثانی کی عدم تعمیل شرائط کے باعث بربنائے معاہدۂ نالش دائر کرنے کا حق حاصل ہو۔ اس حال میں کہ معاہدہ بھی برقرار رہے) بلکہ یہ سمجھنے کا حق بھی کہ وہ تحت معاہدہ کسی مزید تعمیل کی پابندی سے چھٹکارا پا گیا یعنی یہ خیال کرنے کا حق کہ تحت معاہدہ جو رشتہ ہائے قانونی پیدا ہوئے تھے وہ پوری طرح ختم ہو گئے۔

اسی لیے یہ دریافت کرنا ہے کہ کن حالات میں یہ حقوق اور ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہیں؟ اس نقض کی ماہیت کیا ہے جو ابراء کی حد کو پہنچتا ہے؟

فصل دوم

طریقہ ہائے ابراء بذریعۂ نقض

یہ حقوق کس طرح پیدا ہوتے ہیں

نقض کے ذریعے معاہدات مندرجہ ذیل تین طریقوں میں سے کسی ایک طرح پوری طور پر ختم ہو جاتے ہیں: ایک فریق معاہدہ (۱) اپنی معاہداتی ذمہ داریوں سے انکار کرے، (۲) اپنے ذاتی فعل سے ان کی تکمیل کو ناممکن بنا دے، (۳) پوری طرح یا بڑی حد تک اپنے عہد کی

تعمیل سے قاصر رہے۔ معاہدہ اس لئے ختم ہو جاتا ہے کہ ان تینوں صورتوں میں سے ہر ایک میں اس۔نے اپنے معاہداتی وجوبات سے انکار کر دیا ہے۔ پہلی صورت میں اس نے ان سے صراحۃً انکار کیا ہے، دوسرے میں طرز عمل کے ذریعے اور تیسرے میں پوری طرح یا بڑی حد تک ان کی تعمیل سے قاصر رہ کر انکار کیا ہے۔ اگر اس کا یہ قصور عمداً اور بالارادہ نہ بھی ہو تو بھی اس پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

نقض کی ان تین صورتوں میں سے پہلی نہ صرف دوران تعمیل میں واقع ہو سکتی ہے بلکہ اس وقت بھی جب کہ معاہدہ ابھی پورے کا پورا تکمیل شدنی ہو یعنی قبل اس کے کہ کسی فریق کو اس بات کا حق پیدا ہو کہ فریق ثانی سے اس کے کیے ہوے عہد کے ایفا کا مطالبہ کرے۔ آخری صورت البتہ صرف تعمیل معاہدہ کے وقت یا اس کے دوران میں پیدا ہو سکتی ہے۔

(۱) ابراء بذریعہ انکار

انکار قبل وقت مقررہ برائے تعمیل

یہ یا تو اس وقت واقع ہو سکتی ہے جب کہ تعمیل کا وقت آ گیا ہو یا خود دوران تعمیل میں۔

(الف) جو معاہدہ ابھی پوری طرح تکمیل شدنی ہو اس کے فریقین کو نہ صرف وقت پر تعمیل کا بلکہ اس سے کچھ زیادہ کا حق ہے۔ چنانچہ انھیں حق ہے کہ معاہداتی رشتہ اس وقت تک قایم رہے نیز اس بات کا بھی حق ہے کہ وقت پر اس معاہدے کی تعمیل ہو۔

تعمیل کا وقت آنے سے پہلے کوئی ایک فریق معاہدے کی تنسیخ کر دے تو اس سے خود بخود معاہدہ ختم نہیں ہو جاتا[۱] کیونکہ انقطاع (rescission) کے لیے دو فریق ہونے ضروری ہیں لیکن اس سے دوسرا اگر چاہے تو بری الذمہ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی اس کو حق پیدا ہو جاتا ہے۔

[۱] Michael v. Hart, [1902] 1 K. B. per Collins, M. R., at p. 490.

کہ نقص کی بنا پر نالش دائر کرے۔ معاہدہ وقتِ انعقاد سے ہی معاہدہ ہوتا ہے نہ کہ صرف اس وقت سے جب کہ تعمیل کرنی ہو۔

(Hochster) بنام (Delatour)[1] اس موضوع پر خاص نظیر ہے۔ اس میں زید نے بکر کو ۱۲ اپریل کو ملازم رکھا تھا تاکہ وہ زید کی پیام رسانی کیا کرے اور اس کے سفر میں ہمراہ رہے۔ ملازمت یکم جون ۱۸۵۲ء سے شروع ہونی تھی۔ ۱۱ مئی کو زید نے بکر کو تحریری اطلاع دی کہ اسے اب اس کے خدمات کی ضرورت نہیں ہے۔ بکر نے فوراً مقدمہ دائر کیا اگرچہ تعمیل کا وقت نہیں آیا تھا عدالت نے قرار دیا کہ بکر کو اس کا حق ہے۔

اختتام اگرچہ تعمیل مشروط ہو

اس قاعدے کا مفہوم بہت واضح طور سے چیف جسٹس (Cockburn) نے ایک مقدمے[2] میں جو (Hochster) بنام (Delatour) سے بھی آگے بڑھتا ہے، بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس میں تعمیل کا ایک وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے آنے سے پہلے مدعیٰ علیہ نے معاہدے سے انکار کر دیا۔ مگر فراسٹ بنام نائٹ کے اس مقدمے میں تعمیل ایک ایسی شرط پر مبنی تھی جو ممکن ہے فریقین کی زندگی میں واقع ہی نہ ہوئی۔

چنانچہ زید نے ہندہ سے عہد کیا کہ اپنے باپ کی وفات پر اس سے نکاح کرے گا۔ مگر اس نے اپنے باپ کی زندگی ہی میں اس معاہدے سے انکار کر دیا۔ ہندہ کو اس بات کا مستحق قرار دیا گیا کہ اصول متذکرۂ صدر کی بنا پر نالش دائر کرے۔ چیف جسٹس کاک برن نے کہا "معاہد لہا کو اس بات کا اصولاً حق حاصل ہے کہ معاملے کی تعمیل کرائے۔ یہ حق اس وقت مکمل ہو جاتا ہے جب تعمیل کا وقت آ جائے۔ اس وقت کے آنے تک اسے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ معاہدۂ باقی اور موثر رہے۔ اس معاہدے کے اثر کا محفوظ اور بحال رہنا معاہد لہا کے مفاد کے لئے ضروری ہو سکتا ہے"[3]

[1] 2 E. & B. 678

[2] Frost v, Knight, L. R. 7 Ex. 114.

[3] L. R. 7 Ex. at P. 114.

اس قاعدے پر دو تحدیدات عائد ہیں :-

انکار پوری تعمیل سے ہو

پہلے یہ کہ انکار اس پوری تعمیل سے متعلق ہو جو معاہدے کے کے باعث معاہد پر واجب ہے۔ یہ ممکن ہے کہ معاہد اپنے اس ارادے کا اعلان کرے کہ وہ معاہدے کے اتنے جز یا اتنے اہم حصّے کو توڑنا چاہتا ہے کہ جس سے معاہد لہٗ یہ قرار دے سکے کہ اس کا یہ فعل فی الحقیقت پوری تعمیل سے انکار کے مرادف ہے۔ لیکن کسی مقدمے میں جزئی انکار کو متوقع نقص قرار دے کر فوری حق ارجاع نالش عطا نہیں کیا گیا ہے۔[۱][۲]

اور اختتام سمجھا جائے

دوسرے یہ کہ اگر معاہد لہٗ انکار (renunciation) کو قبول کرنا نہ چاہے اور اس بات پر اصرار کرے (جس کا اسے حق ہے) کہ عہد کی تعمیل ہو تو معاہدہ برقرار رہتا ہے اس سے فریقین کو استفادے کا حق حاصل رہتا ہے، اور خطرے کا جو کھم بھی دونوں کو لگا رہتا ہے۔ اور اگر کوئی مابعد امر اسے دوسرے اسباب سے ختم کرے تو معاہد جس کے انکار کو قبول نہ کیا گیا تھا بہر حال اس اختتام سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

چنانچہ (Avery) بنام (Bowden)[۳] میں زید نے بکر سے چارٹر پارٹی کے ذریعے سے معاملہ کیا کہ اس کا جہاز اڈیسا روانہ ہو اور وہاں بکر کے کارندے سے اسباب حاصل کر کے اسے مقررہ دنوں میں بار کرلے۔ جہاز اڈیسا پہنچ گیا اور اس کے مالک نے اسباب کا مطالبہ کیا مگر بکر کے کارندے نے اسباب مہیا کرنے سے انکار کیا۔ اگرچہ وہ مدت جس میں زید کو اسباب بار کرانے کا حق تھا ختم نہیں ہوئی مگر یہ ممکن تھا کہ اس کا کارندہ یعنی مالک جہاز اس انکار کو معاہدے کا رد کرنا قرار دیتا اور روانہ ہو جاتا۔ اس وقت زید کو حق ہوتا کہ فوراً بربنائے معاہدہ ارجاع نالش کرتا۔ مگر مالک جہاز نے اسباب کا مطالبہ جاری رکھا اور قبل اس کے کہ

---

۱ Mersey Steel and Ironco. V, Naytor.9 App. Co. P. 442

۲ Rhymnney Railway Co v, Brecon Railway Co., (1900) 69 L. J.

۳ 5 E. & B. 714.

دن گزر جاتے۔ اور اس طرح عدم تعمیل کے باعث نقض وقوع میں آتا۔ برطانیہ اور روس میں جنگ چھڑ گئی۔ اور تعمیل معاہدہ قانوناً ناممکن ہوگئی۔ بعد میں زید نے چارٹر پارٹی کے نقض کی بنا پر دعویٰ دائر کیا مگر یہ قرار دیا گیا کہ چونکہ جنگ چھڑنے سے پہلے تعمیل میں کوئی واقعی قصور نہیں ہوا (کیونکہ ایام مقررہ ختم نہیں ہوئے تھے) اور چونکہ کارندے نے انکار کو قبول نہیں کیا تھا اس لیے بکر اس بات کا مستحق ہے کہ اعلانِ جنگ سے معاہدے کے ختم ہو جانے سے فائدہ اٹھائے۔

(ب) انکار دورانِ تعمیل میں

اگر دورانِ تعمیل میں فریقین میں سے کوئی ایک قولاً یا فعلاً اپنے حصے کی تعمیل کو جاری رکھنے سے قطعاً انکار کر دے تو فوراً فریق ثانی مزید تعمیل سے بری ہو جاتا ہے اور اس کو حقِ نالش پیدا ہو جاتا ہے۔

(Cort. Railway Company) بنام (The Ambergate) میں[1] کارٹ نے مدعا علیہ کمپنی سے معاہدہ کیا کہ تین ہزار نو سو ٹن وزنی ریلوے کرسیاں ایک خاص نرخ پر کمپنی مذکور کو فراہم کرے گا اور یہ معینہ مقداروں میں مقررہ تاریخوں پر حوالے کی جائیں گی۔ (۱۰۸۰) ٹن کی حوالگی عمل میں آنے کے بعد کمپنی نے کہا کہ کارٹ مزید فراہمی بند کر دے۔ کیونکہ اب ضرورت نہیں رہی۔ اس نے ایک دعویٰ بر بنائے معاہدہ رجوع کیا اور ثابت کیا کہ وہ اپنا حصہ انجام دینے کو تیار اور آمادہ تھا اور یہ کہ اسے کمپنی نے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ اس کے حق میں ایک فیصلہ صادر ہوا۔ پھر کمپنی نے اس بنا پر تجویز جدید کی خواہش ظاہر کی کہ کارٹ کو محض تیاری اور آمادگی ہی نہیں بلکہ واقعی حوالگی بھی ثابت کرنی چاہیے تھی مگر اس پر عدالت نے قرار دیا کہ جب ایک فریق نے معاہدے کی تکمیل سے انکار کر دیا تو پھر دوسرے فریق کو محض یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ وہ اس کی تعمیل پر آمادہ تھا۔

جب کوئی تکمیل شدنی معاہدہ اس غرض سے ہو کہ
اسباب تیار کر کے وقتاً فوقتاً فراہم کیا جائے گا

[1] 17 Q. B. 127.

اور اس کی قیمت حوالگی کے بعد ادا ہوگی۔ اور مشتری معاہداتی اسباب کا ایک جز قبول کرتا اور قیمت ادا کرتا ہے مگر اس کے بعد بائع کو اطلاع دیتا ہے کہ اسباب کی مزید تیاری عمل میں نہ آئے کیونکہ اسے اس کی ضرورت نہیں اور وہ اس کو نہ تو قبول کریگا اور نہ کوئی قیمت ادا کرے گا۔ اور بائع معاہدے کی تکمیل کا خواہاں اور تعمیل پر قادر ہے تو ایسی صورت میں وہ مجاز ہے کہ بقیہ اسباب تیار اور پیش کیے بغیر مشتری کے خلاف نقض معاہدہ کی نالش دائر کرے۔" (صفحہ ۱۴۰)

اسی طرح (Ceneral Bill-posting Co.) بنام (Atkinson) میں[1] مدعی علیہ نے معاہدہ کیا کہ کمپنی کی ملازمت کریگا اور اختتام ملازمت کے بعد ایک خاص مدت تک اس سے کاروباری مقابلہ نہ کرے گا۔ دارالامرا نے قرار دیا کہ اگر کمپنی اسے غلط طور سے بلا اطلاع سابق خدمت سے برطرف کر کے معاہدہ منسوخ کردے تو معاہدہ پر مقابلہ نہ کرنے کی پابندی باقی نہیں رہتی۔

(۲) اختتام اس وجہ سے کہ ایک فریق معاہدہ کے فعل سے تعمیل ناممکن ہوگئی ہے

یہاں بھی عدم امکان یا تو تعمیل کا وقت آنے سے پہلے پیدا کیا گیا ہو یا دوران تعمیل میں۔

[1] [1909]A. C. 118.

(۱) عدم امکان قبل وقتِ تعمیل پیدا کیا جائے

اگر زید تعمیل کا وقت آنے سے پہلے یہ بات ناممکن کردیتاہے کہ وہ اپنے عہد کی تعمیل کر سکے تو اس کا اثر وہی ہوگا جو معاہدے کی تعمیل سے انکار کرنے سے ہوتا ہے۔

چنانچہ زید نے عہد کیا کہ وہ تاریخ عہد سے سات سال کے اندر بکر کو اپنے جملہ حقوق پٹہ منتقل کردے گا۔ سات سال کے ختم سے پہلے زید نے اپنا پورا حق ایک اور شخص کی جانب منتقل کر دیا۔ قرار دیا گیا[1] کہ بکر کو مقدمہ رجوع کرنے کے لئے سات سال کے ختم ہونے تک انتظار کی ضرورت نہیں۔

مدعی علیہ سے مدعی کو یہ کہنے کا حق ہے کہ تم نے خود اپنے کو ایسی حالت میں پہنچایا ہے کہ تم اپنے عہد کا ایفا نہیں کرسکتے۔ تم نے عہد کیا تھا کہ سات سال کے عرصے میں تم اس بات کے لئے تیار رہو گے کہ اس عرصے میں کسی وقت بھی میں تمھیں رقم پیش کروں اور منتقلی کی درخواست کروں۔ اور امید رکھوں کہ تم اس کے لئے تیار رہو گے۔ لیکن اب اگر میں تمھیں رقم پیش کروں تو تم تیار نہیں ہو گے۔ یہ ایک نقض معاہدہ ہے۔

زید بکر کو ایک جہاز کے متعلق چارٹر دیتا ہے[2]۔ جہاز فی الوقت حکومت کے قبضے میں تھا۔ جوں ہی وہ فارغ ہو اسے بکر کے تصرف میں دیدیا جائے گا۔ اس کی فراغت سے پہلے زید نے اسے ایک اور شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ قرار دیا گیا کہ چونکہ اس نے بکر سے تعمیل معاہدہ کو اپنے اختیار سے باہر کردیا ہے اس لیے معاہدہ ختم ہو گیا اور بکر فوراً ہرجے کا دعویٰ رجوع کر سکتا ہے۔ یہ استدلال کیا گیا تھا کہ زید کا وقت مقررہ کے اندر جہاز کو واپس لانا اور بکر کے حوالے کرنا ممکن تھا۔

---

[1] Lovelock v. Franklyn, 8 Q. B. 371.

[2] Omniumd Entriprises V. Sutherland [1919] I. K. B. 618.

مگر قرار دیا گیا کہ یہ امکان اتنا بعید ہے کہ اس کا لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔[1]

(ب) عدم امکان دوران تعمیل میں پیدا کیا جائے

قانونی قاعدہ ان صورتوں میں بھی وہی ہے جب ایک فریق نے دورانِ تعمیل میں خود اپنے فعل سے تکمیل تعمیل کو ناممکن بنا دیا ہو۔

چنانچہ جاپانی حکومت کے مملوکہ ایک جنگی جہاز پر ایک انگریز کو اس لئے نوکر رکھا گیا کہ ٹین سے یوکوہاما تک سفر میں وہ فائرمین کا کام انجام دے۔ دوران سفر میں حکومت جاپان نے چین کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا۔ اور انگریز کو اطلاع دی گئی کہ اگر وہ تعمیل معاہدہ کرے گا تو اسے اجنبیوں کی فوج میں بھرتی ہونے کے قانون کے تحت سزا ہو سکے گی۔ قرار دیا گیا کہ وہ جہاز چھوڑ کر جا سکتا ہے اور مقررہ تنخواہ کے لئے دعویٰ کر سکتا ہے۔ کیونکہ جاپانی حکومت کے فعل نے اس بات کو قانوناً ناممکن بنا دیا ہے کہ وہ معاہدے کی تعمیل کرے۔[2]

(Ogdens Ltd.) بنام (Nelson) کا بعد کا مقدمہ[3] اس تجویز کے لئے مزید سند ہے کہ اگر کسی صورت میں کسی خاص کام کو خاص وقت تک کرنے کی صراحت ہو اور معاہد نے تکمیل تعمیل عہد کو اپنے اختیار سے باہر کر دیا ہو تو اس پر فوراً ہرجے کے لئے دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے۔

(۳) اختتام بوجہ قصور تعمیل

نقص سے اختتام ہو سکتا ہے۔

جب ایک فریق معاہدہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنا کام

---

[1] یہ یاد رہے کہ اس مقدمے میں مشتری کو بوقت بیع چارٹر پارٹی کی کوئی اطلاع نہیں تھی اگر اطلاع ہوتی تو بظاہر مدعی چارٹر پارٹی کو مشتری کے خلاف باصول مقدمہ Strathcona (باب ۳ فصل ۲ ماسبق) نافذ کر سکتا۔ A. C. 108 [1926]

[2] O'Neal v. Armstrong [1895] 2 Q. B. 418.

[3] [1905] A,C. 109.

انجام نہ دے گا یا کوئی ایسا فعل کرتا ہے جس میں اس کام کا انجام دیا جانا ناممکن ہو جائے تو اس طرح وہ فریق ثانی کو معاہدے اور اس کے وجوبات سے بری کر دیتا ہے۔ فریقین میں سے ایک کو اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی کہ تعمیل کا اقدام اس وقت بھی کرے جب فریق ثانی نے فعلاً یا قولاً یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ اسے قبول نہ کرے گا یا نہیں کر سکتا یا وہ کام نہیں کرے گا یا نہیں کر سکتا جس کے معاوضے میں تعمیل کا عہد ہوا تھا۔

یا نقص سے صرف حق نالش پیدا ہو سکتا ہے

مگر فریقین میں سے ایک اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ گو اس نے معاہدہ کلاً یا جزءً توڑ دیا ہے مگر اس طرح اس نے اسے ختم نہیں کیا ہے نہ فریق ثانی ہی کو اس کی ذمہ داریوں سے بری کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ آیا فریق متضرر کا عہد اس شرط پر کیا گیا تھا کہ فریق ثانی وہ اس چیز کی تعمیل کرے جس میں قصور ہوا ہے۔ اگر ایسا ہو تو وہ عہد سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ تھا تو اسے اپنے عہد کی تعمیل کرنی چاہئے اور فریق ثانی کے قصور سے پیدا شدہ ہرجے کے خلاف نالش رجوع کرے۔

مستقل اور مشروط عہود

مستقل عہود میں اور ان عہود میں جو ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں، یہی فرق ہے۔ باہم محتاج عہود سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے اتنے قریبی طور سے وابستہ ہوتے ہیں کہ ایک کی تعمیل دوسرے کی تعمیل پر موقوف ہوتی ہے۔

ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قصور تعمیل سے اختتام معاہدہ کی صورت میں تین قسم کے سوالات پیدا ہوتے ہیں:۔

ہم وقوع (concurrent) شرائط

(ا) اگر زید اور بکر میں معاملہ ہو کہ ان کے متعلقہ عہود کی تعمیل ایک ہی وقت مل کر ہو، یا کم از کم ہر ایک اس بات پر تیار اور آمادہ ہو کہ اپنے عہد کی تعمیل اسی وقت کرے گا جب کہ دوسرا تو ایسی صورت میں ہر ایک عہد کی تعمیل، مستعدی اور آمادگی کی اس ہم وقوعی (concurrenee) پر موقوف ہوگی یعنی شرائط ہم وقوع ہیں چنانچہ

ایک بیع اشیاء میں جب کہ ادائی کا کوئی وقت مقرر نہ ہو، مشتری کو ادائی اور بائع کو حوالگی ایک ہی وقت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ عہود ایک دوسرے پر موقوف ہیں اور ایک دوسرے کی شرط۔ چنانچہ اگر زید حوالگی میں ناکام رہے تو بکر نہ صرف ہرجے کی نالش کر سکتا ہے بلکہ ادائی سے انکار بھی کر سکتا ہے۔

اختتام بوجہ معنوی قصور بدل

(ب) ہوسکتا ہے کہ کسی معاہدے میں قابل انقسام عہد ہو یعنی اس بات کا عہد ہو کہ متعدد کام یکے بعد دیگرے کیے جائیں گے، یہ اس طرح نہ صرف پوری طرح تعمیل پا سکتا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ کم یا زیادہ حسنِ تعمیل پائے۔ اگر بکر کسی جز کی تعمیل سے قاصر رہے تو زید کو حق نالش حاصل ہوگا مگر یہ ضروری نہیں کہ زید بھی لازماً اپنے وجوبات تحت معاہدہ کی تعمیل سے بری الذمہ ہو جائے۔ اسی لئے ہم کو یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ بکر کا کتنی حد تک قاصر رہنا زید کو یہ کہنے کا حق دے گا کہ جس بدل کے عوض اس نے عہد کیا تھا وہ فی الحقیقت پوری طرح ناکام رہا ہے اور وہ نہ تو چاہتا ہے اور نہ پابند ہے کہ اس چیز کی تعمیل کرے جس کا اس نے ذمہ لیا تھا۔

شرط اور ضمانت[۱]

(ج) یہ ہوسکتا ہے کہ کسی معاہدے میں ایک سے زاید مختلف اہمیتوں کے شرائط پائے جائیں اور ایسی صورت میں یہ دریافت کرنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا ایسی کوئی شرط ہے جسے فریقین بنیادی اور اصلی قرار دیتے ہیں اور اگر ہے تو کونسی۔ دوسرے الفاظ میں ہمیں بہ طور ایک تعبیری امر کے دریافت کرنا ہوتا ہے کہ جس امر کی خلاف ورزی ہوئی ہے وہ آیا شرط تھی یا محض ضمانت۔

---

[۱] اگر زید کا عہد اس شرط پر موقوف ہے کہ پہلے بکر اپنے ذمے کا کام انجام دے تو بکر کا عہد اکثر "شرط ماقبل" کہلاتا ہے۔ لیکن طالب علم کو التباس سے بچانے کے لئے ہم اسے صرف "شرط" کہیں گے۔ یعنی معاہدے کا ایک اصلی امر (term) کہ جس کے نقض سے معاہدہ ختم ہو جاتا ہے؛ اس کے برخلاف وارنٹی (ضمانت) ہے کہ جس کے نقض سے صرف حق نالش پیدا ہوتا ہے (باب ۱۲ فصل ۳ ماسبق)۔ کیونکہ شرط ماقبل کی ایک اور قسم ہے مثلاً زید بکر سے عہد کرتا ہے کہ وہ کسی ایسے

ان تینوں پر مزید تفصیل پیش کی جاسکتی ہے۔

(۱) مستقل اور مشروط عہود

یہاں مقابلہ ایک دوسرے سے بالکل بے نیاز اور مستقل عہود اور اُن عہود کا ہے جو "ہم وقوع شرائط" (concurrent conditions) کی قسم کے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کی تعمیل بوقت واحد دوسرے کی تعمیل پر موقوف ہوتی ہے۔

عہد مستقل یا عہد مطلق سے مراد یہ ہے کہ زید بکر سے اس کے زید سے کئے ہوئے ایک عہد کے عوض میں عہد کرتا ہے۔ اور اس طرح پر کہ اگر ایک عہد کی تعمیل میں پوری طرح قصور بھی ہوجائے تو معاہد بری الذمہ نہیں ہوتا۔ اسے اپنے عہد کی تعمیل یا تعمیل کے لئے آمادگی کا اظہار کرنا چاہئے۔ اور اس ہرجے کی نالش کرنی چاہئے جو اس سے کیے ہوئے عہد کے نقص سے لاحق ہوا ہو۔

چنانچہ تفریق زوجین کی ایک دستاویز میں اگر علاوہ اور امور کے اس بات کا قرار تھا کہ شوہر ایک مقدار رقم سالانہ ایک امین کو زوجہ کے لئے ادا کرے۔ اور یہ کہ زوجہ شوہر کو پریشان نہ کرے۔ عدالت مرافعہ نے یہ قرار دیا[1] کہ اگر زوجہ "پریشان نہ کرنے کے عہد" کو توڑ دے تو وہ اس نالش کی جوابدہی نہیں بن سکتا جو زوجہ نے سالانہ رقم کی عدم ادائی کے باعث دائر کی ہو۔ دونوں اقرار مطلق اور مستقل تھے۔ اگر یہ ارادہ ہوتا کہ شوہر صرف اسی وقت تک ادائی کرتا رہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) واقعے کے پیش آنے پر جو ممکن ہے فریقین کے اختیار سے باہر ہو، کوئی کام کریگا یا کوئی ادائی عمل میں لائیگا۔ جب تک وہ واقعہ پیش نہ آئے معاہدہ معلق (Suspended) رہتا ہے۔ اس شرط ماقبل کے برخلاف ایک "شرط مابعد" ہے چنانچہ اگر دو فریق اس بات پر معاملہ کریں کہ ایک معاملے کے وقوع میں آجانے پر ایک فریق کا عہد قابل تنسیخ (defeasible) ہے یا اسے کالعدم کیا جاسکتا ہے اور جب تک وہ واقعہ پیش نہ آئے عہد قابل پابندی رہے گا۔

[1] Fearon v, Earl of Aylesford, 14 Q' B, D. 792 ط

جب تک کہ بیوی اسے پریشان نہ کرے تو [دستاویز میں] ایسا ہی لکھا جا سکتا۔

جدید فیصلوں کا رجحان

جدید فیصلوں کا میلان اس جانب ہے کہ عہود کی تعبیر کرکے انھیں ایک دوسرے سے بے تعلق اور مستقل نہ قرار دیا جائے۔ اگر ایک عہد کی تعمیل کا وقت قطعی طور سے مقرر ہوا اور دوسرے شخص کی تعمیل کی کوئی تاریخ نہ دی گئی ہو۔ اگر زید اور بکر میں اس بات کا معاملہ ہو کہ زید بکر کی جائداد خریدے گا اور اس کی قیمت ایک خاص دن ادا کی جائے گی اور بکر کی جانب سے انتقال جائداد کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے تو ایسی صورت میں بکر یوم معینہ پر ادائی میں قصور ہو تو نالش کرسکتا ہے[1] اور یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس نے اراضی کا انتقال یا پیشکش انتقال کیا تھا۔ مگر عموماً یہ کہنا درست ہوگا کہ اگر کوئی واضح بیان خلاف میں نہ ہو تو ان عہود کو جن میں سے ہر ایک دوسرے کا مکمل بدل ہوں، ہم وقوع شرائط قرار دیا جائے گا[2] جو مطلق یا مستقل عہود کے بالکل برعکس ہیں۔

ہم وقوع شرائط

بیع اشیاء کے معاہدے میں قانون غیر موضوعہ کا قاعدہ جو اب سیل آف گڈس ایکٹ[3] میں شامل کر دیا گیا ہے، یہ تھا کہ جب تک اس کے خلاف معاملہ نہ ہوا ہو حوالگی اشیاء اور ادائی ثمن ہم وقوع شرائط ہوں۔

چنانچہ (Morton) نے (Lamb)[4] سے غلے کی ایک مقدار ایک معینہ قیمت پر خریدنے کا معاملہ کیا۔ غلہ ایک مہینے میں حوالے کیا جانا تھا۔ وہ حوالے نہیں کیا گیا اور مارٹن نے یہ کہتے ہوئے ہرجے کی نالش دائر کی کہ وہ غلے کو وصول کرنے کے لیے ہر وقت تیار اور آمادہ تھا۔ مگر عدالت نے یہ قرار دیا کہ یہ امر بنائے نالش پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اسے یہ کہنا چاہئے تھا کہ وہ

---

[1] Mattock v. Kinglake, 10 A, & E 50.

[2] Kidner v. Stimpson, 35 T L. R 63.

[3] 56 & 57 Vict c. 71. S 28.

[4] Morton v Lamb, 7 T. R 125

ہر وقت غلے کا زرِ ثمن ادا کرنے کے لئے تیار اور آمادہ تھا۔ استدلال میں جو کچھ امور بیان کئے گئے ہیں ان کی بنا پر مدعیٰ علیہ کو اس بنا پر بری کیا جا سکتا ہے کہ مدعی ادائی کے لئے تیار نہ تھا۔

چنانچہ جسٹس (Bayley) نے (Bloxham) بنام (Sanders)[1] میں کہا ہے:۔

"جب اشیاء بیع کی گئی ہوں لیکن وقت حوالگی یا وقت ادائی کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو اور بائع کو جو کچھ کرنا ہے وہ مکمل ہو تو جائداد کی حقیت مشتری ہی کو حاصل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اشیاء کو کوئی خطرہ پیش آئے تو اس کی ذمہ داری مشتری ہی پر ہوتی ہے اور بائع پر یہ ذمہ داری ہے کہ جب کبھی رقم کی ادائی کے ساتھ ان کا مطالبہ کیا جائے تو حوالے کرے۔ مگر مشتری کو اشیاء کے قبضے کا کوئی حق پیدا نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ ثمن ادا نہ کرے"[2]

(ب) قابلِ انقسام عہود: تعمیل میں کتنا قصور معاہدے کو ختم کرتا ہے؟

قابلِ انقسام عہود

اب ان مقدمات کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں ایک فریق معاہدہ

[1] 4 B. & C 941.

[2] 4 B. & C. 948.

ادعا کرتا ہے کہ وہ اپنے حصۂ معاہدہ کی تعمیل سے بری الذمہ ہو گیا ہے کیونکہ فریق دیگر اپنے حصے کی تعمیل میں یا تو پوری طرح یا اس حد تک قاصر رہا ہے کہ اغراض معاہدہ فوت ہو جاتے ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ اگر زید اس فعل سے پوری طرح قاصر رہے جو بکر کے عہد کا کامل بدل تھا اور بکر کی تعمیل واجب ہونے سے پہلے اس کو سرانجام پانا تھا تو ایسی صورت میں بکر بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ زید نے کچھ کام کیا ہو، گو کام کی تکمیل نہ کی ہو، یا کسی معاہدے کی تعمیل ایک خاصے وقت پر پھیلی ہوئی ہو اور اس اثنا میں دونوں کو بعض امور انجام دینے ہوں، مثلاً حوالگی اشیاء ادائی زرثمن بذریعہ اقساط۔ یہاں ہم حد اور درجے سے بحث کریں گے۔ کیا کسی فریق نے اتنی کوتاہی کی ہے کہ اس کے باعث وہ بدل جس کے معاوضے میں فریق ثانی نے عہد کیا تھا، ناکام ہو گیا؟

حوالگی اور ادائی باقساط

قابل انقسام عہود کی بہترین مثالیں ان معاہدات میں ملتی ہیں جو اشیاء کے وصول کرنے اور بہ اقساط ادائی کرنے کے متعلق ہوں۔ اگر یہ متعدد ہوں اور ایک طویل عرصے پر پھیلے ہوئے ہوں تو محض حوالگی یا ادائی میں قصور سے یہ ضروری نہیں کہ معاہدہ ختم ہو جائے گو بہر صورت حق نالش ہر چہ ضرر رسیدہ ہوگا۔

قبولیت میں کوتاہی

(Simpson) بنام (Crippin) [1] میں یہ معاملہ ہوا تھا کہ چھ ہزار سے آٹھ ہزار ٹن تک کوئلہ بارہ ماہوار قسطوں میں حوالے کیا جائے جس کی وصولی کے لئے مشتری واگن بھیجے گا۔ مشتری نے صرف (۱۵۸) ٹن کے لئے پہلے ماہ ڈبے بھیجے۔ بائع کو اس بات کا مستحق نہیں قرار دیا گیا کہ معاہدہ منسوخ کر دے۔

ادائی میں کوتاہی

(Freeth) بنام (Burr) [2] میں لوہے کی متعدد اقساط کی حوالگی میں سے ایک کا ثمن ادا کرنے میں اس بنا پر

---

[1] L R. 8 Q B. 14.

[2] L R 9 c P 208

قصور ہوا کہ غلطی سے مشتری نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسے اس بات کا حق ہے کہ قسط اسباب کی ایک سابقہ عدم حوالگی کے ہرجے میں ادائی کو بطور ایک مجرائی (Sett-off) کے روک لے۔ (Mersey steel and Iron Co.) بنام (Naylor) میں[1] بھی ایک قسط کے زرثمن کی ادائی میں اس خیال سے کوتاہی ہوئی تھی کہ مرافع شراکت (appellant company) برخاست ہوگئی ہے اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے جسے تاریخ معینہ پر رقم ادا کرنا درست ہو۔ ان دونوں مقدموں میں سے کسی میں بھی بائع کو اس بات کا مستحق نہیں ٹھہرایا گیا کہ بوجہ قصور معاہدے کو کالعدم قرار دے۔

حوالگی میں قصور

اس کے برخلاف ایک مقدمے[2] میں لوہے کی ایک مقدار چار قسطوں میں حوالے کرنی تھی۔ ہر قسط تقریباً ڈیڑھ سوٹن پر مشتمل تھی۔ پہلے ماہ میں اکیس ٹن سے زیادہ حوالگی نہ کرسکنے پر قرار دیا گیا کہ مشتری بری الذمہ ہوگیا۔

اسی طرح اور ایک مقدمے[3] میں دو ہزار ٹن لوہا تین ماہوار قسطوں میں حوالے کرنا تھا۔ پہلے ماہ میں مشتری نے مال بالکل قبول نہ کیا اس پر بائع کو بری الذمہ قرار دیا گیا۔

ناتکمل تعمیل

درجے کا سوال دوسری صورتوں میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک چارٹر پارٹی میں[4] اس بات کا عہد تھا کہ ایک پورا جہاز اسباب سے لادا جائے گا۔ معاہدہ محض اس بنا پر کالعدم نہ ہوگا کہ لادا ہوا اسباب جہاز کو نہیں بھرتا۔

اسی طرح ایک چارٹر پارٹی میں[5] یہ امر مذکور تھا کہ ایک جہاز ایک خاص

---

[1] 9 App Ca 434

[2] Hoare v Rennie, 5 H, & N. 19

[3] Honck v. Muller, 7 Q, B. D. 92.

[4] Ritchie v Atkinson, 10 East, 308

[5] Freem v. Taylor, 8 Bing, 124.

مقام پر ایک خاص دن حاضر ہو۔ یا اس بات کی تمام ممکنہ کوششیں کرے کہ جلد سے جلد آئے۔ اس میں یہ ممکن ہے کہ تعمیل میں قصور کم یا زیادہ درجے کا ہو۔ اور بہ لحاظ حالات ایسا قصور چاہئے کہ ختم کرے یا نہ کرے۔

حل طلب سوالات

ان تمام مقدمات میں جس سوال کا جواب دینا ہے وہ واقعاتی ہے۔ اس کا جواب ہر مقدمے میں شرائط معاہدہ اور حالات پر موقوف ہوگا۔ سوال ان دو میں سے ایک طور پر ہو سکتا ہے۔ کیا تعمیل میں قصور کوتاہی کرنے والے کی جانب سے منسوخی کی حد کو پہنچتا ہے؟ کیا وہ قصور معاہدے میں اتنا اصولی امر ہے کہ اس سے فریق ثانی یہ کہنے کا مستحق ہو کہ "اس معاہدے سے مجھے جس چیز کی حاجت تھی وہ سب جاتا رہا۔ مزید تعمیل سے سابقہ کوتاہی کی تلافی نہیں ہو سکتی"؟

سوال کا جواب فریقین خود مہیا کر سکیں گے۔[1] کوتاہی کرنے والا فریق اس طرح فعل انجام دے سکتا ہے کہ اس سے اس بات میں کوئی شبہ باقی نہ رہے کہ وہ معاہدے کی پوری تعمیل نہیں کرے گا یا نہیں کر سکتا۔[2]

یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فریقین صراحت کے ساتھ یہ معاملہ کریں کہ اگرچہ فریقین کے اقرارات اپنی اپنی جگہ قابل انقسام ہیں مگر ایک جانب اس وقت تک کوئی ادائی نہیں کرے گا جب تک جانب ثانی سے کامل تعمیل وقوع پذیر نہ ہو جائے[3] ایسی صورت میں عدالتیں تعبیر کی زحمت سے بچ جاتی ہیں۔

لیکن اگر فریقین نے جواب مہیا نہ کیا ہو تو ہم واقعاتی سوال کی طرف عود کریں گے کہ آیا نقص معاہدہ اتنا اہم ہے کہ وہ پورے معاہدے کو متاثر کرتا ہو؟ یا کم از کم وہ ایسا ہے کہ اس سے الغائے معاہدہ کا ارادہ مستنبط ہو سکے؟ یہ قاعدہ نہایت وضاحت سے جسٹس (Bigham) نے مقدمۂ (Millar's Karri Co.)

---

[1] Withers v. Reynolds, 2 B & A 882

[2] Bloomer v. Bernstein, L R. 9 C. P 588

[3] Cutter V Powell. 6 T R. 820

بنام (Weddel) [1] میں بیان کیا ہے۔ اس مقدمے میں باقساط حوالگی کا معاہدہ ہوا تھا:۔

"اگر نقص اس قسم کا ہے یا ان حالات میں وقوع پذیر ہوتا ہے کہ اس سے معقول طور سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسی قسم کے نقص کے ارتکابات مابعد حوالگیوں کے سلسلے میں بھی ہوں گے، تو پورے معاہدے سے فوراً انکار سمجھا جا سکتا اور وہ منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ اگر مثلاً مشتری ایک حوالگی کی قیمت کے ادا کرنے سے ایسے حالات میں قاصر رہتا ہے، جن سے یہ مستنبط ہوتا ہو کہ وہ آئندہ حوالگیوں پر ادائیوں کے قابل نہیں ہوگا۔ یا اگر بائع ایسے اشیا حوالے کرتا ہے جو ضروریاتِ معاہدہ سے مختلف ہیں اور یہ ایسے حالات میں ہوتا ہے جن سے یہ استنباط کیا جا سکے کہ وہ آئندہ اس کے سوا کسی اور قسم کا اسباب حوالے نہیں کریگا یا نہیں کر سکتا تو ان صورتوں میں فریق ثانی پر اس بات کا کوئی وجوب نہیں ہے کہ آئندہ واقعات کا انتظار کرے بلکہ وہ فوراً معاہدے کو منسوخ اور اپنے آپ کو مشکلات سے رہائی دلا سکتا ہے۔"

اگر ایک فریق کا نقص ایسا ہے کہ اس سے فریق ثانی کو حق پیدا ہوتا ہے کہ معاہدے کو ختم شدہ سمجھے خواہ فریق ثانی کا ایسا کرنا ناکافی بنیادوں پر معلوم ہو [2]۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے ملازم کو کسی ایسی وجہ سے برطرف کرے جو ناکافی ہو اور

[1] 100 L. T. 128.

[2] Ridgway v Hungerford Market Co., 3 Ad. & E. 171.

بعد میں معلوم ہوا کہ ملازم نے چوری یا بدمستی کی تھی تو وہ اس پر اس صورت میں تکیہ کر سکتا ہے جب ملازم اس پر ناجائز برطرفی کی بنا پر مقدمہ دائر کرے[1]۔

(ج) شرائط اور ضمانتیں (وارنٹی)

ان عہود کا ذکر ہو چکا جن کی کم یا زیادہ تعمیل ہو سکتی ہو۔ اگر قصور ایک جانب سے ہو تو اس بات کا تعین عدالت کو کرنا چاہئے کہ آیا اس قصور سے قصور کنندہ کی جانب سے معاہدہ سے انکار کرنا قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں، یا یہ کہ وہ قصور اغراض معاہدہ کو اتنا صدمہ پہنچاتا ہے کہ فریق متضرر اپنی ذمہ داریوں سے بری ہو جاتا ہے۔

مگر معاہدات میں اکثر دونوں جانب سے مختلف بیانات اور عہود پائے جاتے ہیں جو نوعیت اور اہمیت میں باہم مختلف ہوتے ہیں۔ فریقین ان میں سے بعض کو اصلی قرار دے سکتے ہیں اور بعض کو اصل غرض معاہدہ کے تحت ذیلی یا ضمنی (Collateral)۔ اگر ان میں سے کسی ایک کا نقض ہو تو عدالت کو چاہئیے کہ انداز معاہدہ یا فریقین کے صراحت کردہ ارادے سے یہ دریافت کرے کہ آیا شرط نقض شدہ اصلی تھی یا نہیں۔ یہ معلوم کرنا ہمیشہ عدالت کا کام ہے۔ اسے واقعاتی سوال کے طور پر جیوری کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔

اگر فریقین اسے اصلی امر قرار دیں تو اسے شرط کہا جائے گا۔ اس میں قصور معاہدے کو ختم کر دے گا۔ اگر وہ اسے اصلی نہ قرار دیں تو وہ وارنٹی (ضمانت) ہو گا۔ اس میں قصور سے صرف اس ہرجے کے دعوے کا حق پیدا ہوتا ہے جو خاص اس امر میں قصور کے باعث برداشت کرنا پڑا ہے۔

---

[1] British & Bennington's v. N. W. Cachar Tea Co. [1928] A. C. per Lord Sumner, at p. 70.

وارنٹی اور شرط ہر دو معاہدے کے حصے اور صرف حصے ہوتے ہیں اور متعدد امور پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ضروری بیان

یہ امر ذہن میں رکھا جائے کہ شرط بعض وقت اس بات کا عہد ہوتی ہے کہ فلاں شے موجود ہے اور بعض وقت اس عہد کی صورت میں کہ فلاں شے ہوگی۔ اول الذکر کی عمدہ مثال (Behn) بنام (Burness) میں[1] ملتی ہے۔ اس میں معاہدہ چارٹر پارٹی میں ایک جہاز کے متعلق بیان کیا گیا تھا "اب بندرگاہ آمسٹرڈم میں ہے" مگر اس واقعے نے کہ معاہدے کی اس تاریخ پر جہاز وہاں نہ تھا، چارٹر پارٹی کو ختم کر دیا۔

ضروری عہد

شرط کی دوسری قسم مقدمہ (Glaholm) بنام (Hays) میں[2] ملتی ہے۔ ایک جہاز کو چارٹر پارٹی کی رو سے انگلینڈ سے ٹری استے (Trieste) جانا اور وہاں اسباب بار کرنا تھا۔ چارٹر پارٹی میں یہ فقرہ تھا کہ: "جہاز انگلینڈ سے آیندہ فروری کی چوتھی کو یا اس سے قبل روانہ ہوگا"۔ جہاز ۱۸۔ فروری کے چند دن بعد تک روانہ نہ ہوسکا۔ اس کی ٹری استے آمد پر چارٹرڈ دار نے اسباب بار کرنے سے انکار کیا اور معاہدے کو لغو قرار دیا۔ فیصلۂ عدالت یوں صادر ہوا۔

"آیا کسی چارٹر پارٹی کا کوئی خاص فقرہ ایک ایسی شرط قرار دیا جائے گا کہ اس کی ایک فریق کی جانب سے عدم تعمیل پر فریق ثانی کو اختیار رہے کہ معاہدے کو ترک کر دے اور اسے ختم شدہ خیال کرے؛ یا وہ محض معاملہ قرار دیا جائے گا کہ جس کے نقض کی تلافی نالش ہرجہ کے ذریعے سے ہوسکتی ہے؟ اس کا جواب فریقین کے ارادے پر

[1] 3 B & S. 751

[2] 2 M. & G. 257.

موقوف ہے جو ہر مقدمے میں اس کے شرائط
اور مندرجات سے اور نیز اس موضوع معاہدہ
سے معلوم ہو سکتا ہے جس کے متعلق وہ معاہدہ
ہوا ہے ... تمام امور پر نظر کرنے کے بعد ہم
سمجھتے ہیں کہ اس معاہدے کے فریقین کا ارادہ
کافی طور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کی روانگی
زیادہ سے زیادہ ۴ ۔ فروری کو ہو ۔ اس کے
نفاذ کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اس زیر بحث فقرے کو
شرط ماقبل قرار دیا جائے ۔"

شرط اور وارنٹی کا فرق

بمقابلہ شرط، وارنٹی کی نوعیت مقدمہ (Bettini) بنام (Gye) سے[۱] واضح ہوتی ہے ۔ بیٹنی نے (Gye) سے جو لندن کے اطالوی اوپیرا کا ناظم تھا، معاہدہ کیا کہ صرف اسی کے خدمات بطور گویّے کے (Operas) اور ناچوں کو ایک خاصے عرصے تک متعدد شرائط کے تحت حاصل کی جائیں گی ۔ ان شرطوں میں سے ایک یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنی ملازمت کے شروع ہونے سے کم از کم چھے دن پہلے لندن آجائیگا تاکہ پیش مشقیوں (rehearsals) میں شریک ہو سکے ۔ وہ تاریخ ملازمت سے صرف دو دن پہلے آیا اور اسی لئے (Gye) نے معاہدہ منسوخ کر دیا ۔

جسٹس بلاک برن نے فیصلۂ عدالت سناتے ہوئے بتایا کہ ایسے شرائط کے صحیح معنی دریافت کرنے کا کیا طریق کار ہو ۔

چنانچہ اس کی رائے میں پہلے یہ سوال ہوگا کہ آیا معاہدے سے فریقین کے ارادے کی کوئی اطلاع ملتی ہے ؟

"یہ ہو سکتا ہے کہ فریقین کسی معاملے کو جو بظاہر بہت
معمولی اہمیت کا ہو، نہایت ضروری خیال کریں ۔

---

[۱] 1 Q B. D. 183.

اگر وہ اپنے اس ارادے کی کافی صراحت کریں کہ
اس معاملے کی لفظ بہ لفظ تعمیل شرط ماقبل ہوگی
تو ایسا ہی ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی امر کی تعمیل
جو بظاہر نہایت ضروری معلوم ہوتا ہو، اور بادی النظر
میں شرط ماقبل ہو اسے وہ ضروری نہ خیال کریں اور
اس کی ہرجے کے ذریعے سے تلافی ہوسکتی ہو۔ اگر
وہ اس کے متعلق ارادے کی کافی صراحت کریں
تو وہ شرط ماقبل نہ رہے گا۔

جج موصوف کو معاہدۂ زیر بحث فریقین کے ارادے کی ایسی کوئی صراحت نہ ملی۔ اسی بنا پر نزاعی شرط کے الفاظ کی تعبیر عدالت کے سپرد کی گئی۔ عدالت نے بتایا کہ اگر ملازمت صرف اوپیرا میں گانے کے متعلق ہوتی یا صرف چند مرتبہ گانے کے متعلق تو پیش مشقیوں (ریہرسل) میں شرکت کا ضروری ہونا معقول ہوسکتا۔ مگر اس خاص معاہدے کے جملہ حالات کو دیکھنے پر عدالت نے قرار دیا کہ وہ شرط نہیں ہے۔ اس کا نقض اسی بنا پر اختتام کا عمل نہیں کرتا اور اس کی تلافی ہرجوں کے ذریعے سے ہوسکتی ہے۔

اس مقدمہ کا مقابلہ (Poussard) بنام (Spiers & Pond)[ا] سے کیا جا سکتا ہے۔ اس میں بھی موضوع معاہدہ اسی قسم کا تھا جو بیٹنی بنام گئی میں۔ مگر اس میں پیش مشقیوں میں شرکت سے قاصر رہنا اور ایک نئی چیز کو پہلی بار گانا نقض شرط قرار دیا گیا۔

وارنٹی سے مراد کم و بیش ایک ایسا غیر مشروط عہد ہے جو کسی معاہدے کے خاص خاص امور کی تعمیل میں قصور کرنے کے خلاف ابرا کے لئے ہوتا ہے۔ اس اصطلاح کی توضیح ریلوے کمپنی اور اس کے مسافروں کے معاہدے سے ہوتی ہے۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ ریلوے کمپنی جو ایک بردۂ عام ہے مسافر کے اسباب کی

ا 1 Q. P. D. 410.

حفاظت کی وارنٹی دیتی ہے البتہ اپنے وقت نامے کے مطابق مسافر کے ٹھیک وقت پر منزل مقصود کو پہنچنے کی وارنٹی نہیں دیتی۔ لفظ "وارنٹی" کے صحیح معنوں کے لحاظ سے جو "شرط" سے ممتاز ہے، کمپنی حفاظت سامان کی بھی اتنی ہی وارنٹی دیتی ہے جتنی بروقت پہنچانے کی۔ ہر صورت[1] میں وہ ایک عہد کرتی ہے جو پورے معاہدے کے ضمن میں ہوتا ہے لیکن اسباب کی صورت میں اس کے عہد پر صرف یہ قید ہوتی ہے کہ بندۂ عام کے معاہدے میں جو مستثنیٰ خطرے ہوتے ہیں وہ اس سے بھی متعلق ہوں گے۔

وقت[2] نامے کی صورت میں عہد کے معنے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کہ وقت کی پابندی ہونے کے لئے معقول اور مسلسل کوشش کی جائے گی۔ آیا کوئی عہد "وارنٹی" ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب اس کم یا زیادہ مسلسل کوشش پر موقوف نہیں ہے جو اس کی تعمیل کے لئے طلب کی جاتی ہے یا اس کا ذمہ لیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ اس طریقے پر موقوف ہے جس سے اس کے نقض کی صورت میں فریق ثانی کی ذمہ داریاں متاثر ہوتی ہیں۔

یہ خیال کرنا صحیح ہے کہ لفظ وارنٹی مختلف اور کثیر معنوں میں استعمال کیا گیا ہے[3]۔ اور یہ کہ انشورنس لا (قانون بیمہ) میں "وارنٹی" اور "شرط" میں اکثر تمیز نہیں کی جاتی ہے۔ اسی طرح (Marine Insurance Act) بابت ۱۹۰۶ء میں اس اصطلاح کا استعمال ہوا ہے[4]۔ مگر میں یہ عرض کروں گا کہ اس لفظ کے ابتدائی معنی وہی ہیں جو اوپر دیے گئے۔ وارنٹی[5] کسی چیز کا صریح یا معنوی بیان ہے جس میں اس چیز کے متعلق فریق ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ معاہدے میں

---

[1] Richards V. L. B & S. C. Railway Co. 7 C. B. 839

[2] Le Blanche v. L. & N W Railway Co., 1 C. P D 286.

[3] لفظ "وارنٹی" کے معنوں کے متعلق اس باب کے آخر میں نوٹ ملاحظہ ہو۔

[4] دفعات ۳۳ تا ۴۱۔

[5] Lord Abinger, C B, in Chanter v Hopkins, 4 M. & W. 404.

شامل ہو گی۔ اور گو وہ معاہدے کا جز ہو گی لیکن اس کے مقصود صریح کے ضمن میں۔ اگر وہ تعریف لیں جو ایک جدید تر مقدمے[1] میں دی گئی ہے تو "اس لفظ کے صحیح معنے قانون انگلستان میں ایک ایسے معاملے کے ہیں جو موضوع معاہدہ سے متعلق ہوتا ہے۔ اور وہ معاہدے کا جز ضروری تو نہیں ہوتا۔ (نہ تو طبعاً نہ بذریعۂ معاملہ) بلکہ وہ ایسے معاہدے کی غرض اصلی کے ضمن میں ہوتا ہے"۔

نقض شرط سے اس کا وارنٹی میں تبدیل ہونا

لفظ وارنٹی کے استعمال میں التباس کا اندیشہ جس سبب سے ہوتا ہے وہ یہ قاعدہ ہے کہ تعمیل معاہدہ کے دوران میں شرط اپنی نوعیت گویا بدل سکتی ہے۔ جو شرط، نقض کی صورت میں معاہدلہٗ کے فوراً چاہنے پر معاہدے کو ختم کر سکتی تھی وہ شرط، شرط نہیں رہتی اگر معاہدلہٗ معاہدے کو باقی رکھے اور اس کے تحت کوئی فائدہ اٹھائے۔ اسے ضمانت بربنائے امر واقع شدہ (Warranty ex Post facto) کہتے ہیں۔

شرط کی ایسی صورت حال کی مقدمہ (Pust) بنام (Dowie)[2] سے اچھی طرح توضیح ہو جاتی ہے۔ ایک جہاز کو چارٹر پارٹی دیا گیا کہ سڈنی کا سفر کرے۔ چارٹر دار (charterer) نے عہد کیا کہ (۱۵۵۰) پونڈ یکمشت استعمال جہاز کی بابت دیگا بشرطیکہ وہ ہزار ٹن سے کم وزن اور ناپ کا بار نہ لے اسے جہاز کے حسب معاملہ استعمال کا حق تھا مگر جہاز اتنا بار نہیں اٹھا سکتا ہے جو معاہدے میں بطور شرط مندرج تھا۔ اس نے معاملہ شدہ رقم کی ادائی سے انکار کیا اور استدلال یہ کیا کہ اس شرط کا نقض عمل میں آیا ہے۔ معاہدے میں وزن اور جسامت بار کے متعلق جو الفاظ تھے ان کے متعلق قرار دیا گیا کہ وہ شروع ہی سے ایک شرط تھے۔ جسٹس بلاک برن نے کہا۔

جب معاملہ تکمیل طلب حالت ہی میں تھا اگر

---

[1] Lord Haldane in Dawsons v. Bonnin, [1922] 2 A. C. 413, 422.

[2] Graves v Legg, 9 Ex, 717.

[3] 32 L. J, Q. B, 179,

اس وقت چارٹر دار (Charterer) کوئی اسباب
جہاز پر بار کرنے سے اس بنا پر انکار کرتا کہ جہاز میں
وہ گنجائش نہیں ہے جس کا معاہدہ ہوا تھا، تو میں
یہ نہیں کہتا کہ وہ معاہدے کو پوری طرح مسترد
کرنے میں حق بجانب نہ ہوتا اور اس صورت میں
شرط پوری طرح شرط ماقبل ہوتی۔

اس کے بعد اس نے کہا:-

کیا یہ ایک ایسا مقدمہ نہیں ہے جس میں بدل کا بڑا
حصہ وصول ہوگیا ہے؟ اور یہ کہنا کہ صرف
ایک ٹن میں ناکام ہونا (جو استدلال کے لئے
کافی ہے) مدعی علیہ کو اس بات سے روکنا
ہے کہ اس کو کچھ بھی ادا کرنے پر مجبور کیا جائے
تو ایسا فیصلہ اس استثنا کے معارض ہوگا جو مقدمہ
(Behn) بنام (Burness) میں پیدا کیا گیا۔

بیع اشیا ۱۸۹۳ء کا سیل آف گڈس ایکٹ اس قانون کو مدون کرتا ہے جو بیع اشیا کے معاہدے سے متعلق ہے۔ اس میں شرط اور موا ثقی کی نوعیت اور امتیاز کی اہمیت کی مفید وضاحت ملتی ہے۔ اس کے احکام کا چونکہ ہمیشہ اطلاق ہوتا رہتا ہے اس لئے یہاں ان کا کسی قدر تفصیلی ذکر مناسب ہے اگرچہ یہ کتاب صرف معاہدے کے عام اصول سے متعلق ہے نہ کہ خاص معاہدات کے قانون سے۔

دفعہ ۱ ضمن (۱) معاملے میں تھوڑی سی پیچیدگی اس بنا پر پیدا ہوتی ہے کہ "معاہدہ بیع اشیا" کی اصطلاح میں ایک سے زائد معنوں کا امکان ہے کیونکہ اس کی تعریف یہ کی گئی ہے: "ایک معاہدہ جس کے ذریعے سے بائع ملکیت اسباب مشتری کے ہاتھ بہ عوض بدلِ رقمی جسے زرِ ثمن کہتے ہیں منتقل کرتا یا کرنے کا معاملہ کرتا ہے۔ خط نسخ میں لکھے ہوئے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ معاہدۂ بیع سے ہو سکتا ہے کہ ملکیتِ اسباب مشتری کی طرف منتقل ہو یا نہ ہو۔ اگر نقضِ معاہدہ بائع کی جانب سے ہوا ہو تو

مشتری کے چارہ کار کی حد اور وسعت بعض وقت اس بات پر موقوف ہوگی کہ آیا ملکیت اس کی طرف منتقل ہوئی ہے یا نہیں۔ جب ملکیت منتقل ہوگئی ہو تو معاہدہ کو "بیع" کہیں گے۔ جب منتقل نہیں ہوئی ہے تو اسے "اقرار بیع" (agreement to sell) کہیں گے۔

دفعہ ۱ ضمن (۳) مزید برآں چونکہ ملکیت کا مشتری کی جانب منتقل ہونا حوالگی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور بغیر بھی اس لئے "بیع" میں معاملہ اور بیع (Baragain and sale) ہر دو شامل ہوتے ہیں یعنی وہ معاہدہ بھی جس میں ملکیت بغیر حوالگی کے منتقل ہوتی ہے اور وہ بھی جس میں بیع مع حوالگی ہو۔

الفاظ "شرط" اور "وارنٹی" اس قانون میں ان مفہوموں میں استعمال ہوئے ہیں جن کا ذکر چند صفحوں قبل "ج" کے تحت ہوا یعنی شرط ایک اقرار (stipulation) ہے جس کا نقض اس بات کا حق پیدا کرتا ہے کہ معاہدے کو مسترد سمجھا جائے۔ اور وارنٹی وہ اقرار ہے جس کے نقض سے حق مطالبۂ ہرجہ تو پیدا ہوتا ہے مگر اسباب کو رد کرنے اور معاہدے کو مسترد سمجھنے کا حق نہیں پیدا ہوتا[1]۔ رہا یہ امر کہ آیا کوئی اقرار پہلی قسم کا ہے یا دوسری قسم کا اس کا دارو مدار ہر مقدمے میں تعبیر معاہدہ پر ہوتا ہے مگر یہ قرار دیا گیا ہے[2] کہ وقت ادائی کے متعلق جو اقرارات ہوں، جب تک کہ کوئی دوسرا ارادہ ظاہر نہ ہو وہ معاہدے کے اصل اور ضروری اجزا نہیں سمجھے جائیں گے[3]۔ دیگر اقرارات جو وقت کے متعلق ہوں وہ عموماً "شرائط" ہوں گے۔ تجارتی معاملتوں میں تو بہرحال وہ شرائط ہی ہوں گے۔

ابھی ابھی یہ بتایا گیا ہے[4] کہ دوران تعمیل معاہدہ میں شرط کے لئے اپنی نوعیت کا بدلنا ممکن ہے اور یہ کہ اس کے نقض سے جس فریق کو ضرر پہنچا ہو وہ بعض وقت اپنے اس حق سے محروم ہو جاتا ہے کہ معاہدے کو مسترد سمجھے اور وہ اس کی تلافی کے لئے

---

[1]۔ دفعہ ۲ ضمن (۱) ب نیز دفعہ ۶۲۔ Richard v. L. B & S. C. Railway Co.,

[2]۔ دفعہ ۱۰۔ 7 C. B. 830.

[3]۔ Chalmers کی کتاب سیل آف گڈس ایکٹ دسواں ایڈیشن صفحہ (۴۳)۔

[4]۔ دو چار صفحے قبل۔

ہرجوں پر قناعت کرنے پر مجبور رہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، وہ نقضِ شرط کو محض نقضِ وارنٹی قرار دے سکتا ہے۔

وارنٹی بر بنائے امر واقع شدہ

دفعہ ۱۱ میں تین صورتیں بیان کی گئی ہیں جن میں یہ چیز معاہدۂ بیع اشیا میں پیش آسکتی ہے۔

ع۲ (۱) الف

(۱) "جب کوئی معاہدۂ بیع ایسی شرط کے تحت ہو جس کا پورا کرنا بائع کے ذمے ہو تو مشتری شرط سے دستبردار ہو سکتا ہے یا یہ پسند کر سکتا ہے کہ اس کا نقض، نقضِ وارنٹی ہو، یہ نہ ہو کہ اس کی بنا پر معاہدے کو مسترد سمجھا جائے"[1]

دفعہ ۱۱ ضمن (۱) ج

(۲) "جب کوئی معاہدۂ بیع ناقابلِ تقسیم (severable) ہو اور مشتری اشیاء یا ان کے کسی جز کو قبول کرے"

(۳) "یا جب معاہدہ مشخص (specific) اشیاء کے متعلق ہو جن کی ملکیت مشتری کی جانب منتقل ہو گئی ہو، تو ایسی شرط کا نقض جس کا پورا کرنا بائع کے ذمے ہو، صرف نقضِ وارنٹی سمجھی جائے گی، نہ یہ کہ اس بات کی بنا پر اشیاء کو رد کر دیا جائے اور معاہدے کو مسترد سمجھا جائے، بجز اس کے کہ معاہدے کے کسی لفظ صریح یا معنوی سے ایسا ثابت ہو۔"

تعمیلِ معاہدہ میں قبولیت

قسم دوم کے مقدموں کے متعلق دو نکات کی توضیح ضروری ہے

(الف) "قبولیت" کے یہاں وہ معنی بالکل نہیں جو دفعہ ۱۷ میں ہیں[2]۔ جس "قبولیت" سے اشیاء کو رد کرنے کا حق زائل ہو جاتا ہے وہ اس وقت وقوع میں آتی ہے جب مشتری "بائع کو اطلاع دیتا ہے کہ اس نے ان کو قبول کر لیا ہے[3] یا اگر اشیاء کی حوالگی عمل میں آچکی ہو تو وہ ان کے متعلق کوئی ایسا کام کرتا ہے جو بائع کی ملکیت کے منافی ہے۔ یا جب معقول وقت گزر جائے اور وہ بائع کو اشیاء کے رد کر دینے کی اطلاع نہ دے اور ان کو اپنے ہی پاس رکھ لے۔"

(ب) یہ واضح رہے کہ "قبولیت" سے یہ اثر پیدا ہونا لازمی نہیں،

---

[1] دفعہ (۱۱) ضمن (۱) الف۔

[2] دیکھو باب ۲ فصل ۲ سیل آف گڈس ایکٹ کی دفعہ ۴۔

[3] دفعہ (۳۵)۔

اگر معاہدہ قابلِ تقسیم ہو۔ یعنی جب حوالگی اشیاء بہ اقساط ہونی ہو، ایسی صورت میں قانون یہ حکم دیتا ہے کہ "اگر بائع ایک یا زائد اقساط کے متعلق ناقص حوالگیاں عمل میں لائے، یا مشتری غفلت کرتا یا کسی ایک یا زائد حوالگیوں کو لینے یا ان کی قیمت ادا کرنے سے انکار کرتا ہے تو یہ سوال ہر مقدمے میں الفاظِ معاہدہ اور حالاتِ مقدمہ پر موقوف ہوگا کہ آیا نقض معاہدہ پورے معاہدے کو مسترد کرتا ہے یا وہ ایک قابل انفصال نقض ہے جس سے مطالبۂ تلافی کا حق پیدا ہوتا ہے مگر پورے معاہدے کو مسترد سمجھنے کا حق نہیں پیدا ہوتا"۔[1] جو مقدمات اس نکتے کی توضیح کرتے ہیں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ (دیکھو باب ہذا ع۳ (ب))۔

ملکیت اشیاء کا منتقل ہونا

وہ تیسری صورت جس میں نقضِ شرط سے اشیاء کو مسترد کرنے کا حق زایل ہو جاتا ہے، ایسی ہے جس کے متعلق ان حالات پر تھوڑا سا غور کرنا ضروری ہے جن میں اشیائے مبیعہ کی ملکیت بائع سے مشتری کی جانب منتقل ہو جاتی ہے:۔

دفعہ ۱۶

اس مقدمے کی نوعیت کے لحاظ سے "جب کہ اشیائے غیر متعینہ (unascertained) کی بیع کا معاہدہ ہو، کوئی ملکیت اشیاء مشتری کی جانب منتقل نہیں ہوتی بجز اس کے اور تا وقتیکہ اشیاء متعین نہ ہو جائیں"۔

دفعہ ۱۷

لیکن جب اشیاء مشخص (specific) یا متعین ہوں تو عام قاعدہ یہ ہے کہ ان کی ملکیت اس وقت منتقل ہوتی ہے جب فریقین اس کے انتقال کا ارادہ کریں۔ ان کا ارادہ الفاظِ معاہدہ، طرزِ عمل فریقین اور حالات مقدمہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ البتہ قانون اس عام قاعدے کے ابہام کو اس طرح مقید کرتا ہے کہ چند قاعدے بتاتا ہے جن سے اس وقت فریقین کا ارادہ معلوم کیا جا سکتا ہے جب کہ معاہدے سے کوئی اور مختلف ارادہ نہ ظاہر ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان قاعدوں کو پورا پورا درج کیا جائے۔

دفعہ ۱۸ | قاعدہ ۱۔ جب مشخص اور قابل حوالگی

[1] دفعہ (۳۱) ضمن (۲)۔

اشیاء کی بیع کا غیر مشروط معاہدہ ہو تو ملکیتِ اشیاء مشتری کی جانب اُس وقت منتقل ہوتی ہے جب معاہدہ منعقد ہو۔ یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ وقتِ ادائی یا وقتِ حوالگی یا دونوں ملتوی کر دیے جائیں۔

قاعدہ ۲۔ جب مشخص اشیاء کی بیع کا معاہدہ ہو اور بائع پر اشیاء کے متعلق کچھ کرنے کی پابندی ہو تاکہ وہ قابل حوالگی بنیں تو ملکیت منتقل نہیں ہوتی جب تک وہ کام نہ کیا جائے، اور مشتری کو اس کی اطلاع نہ دی جائے۔

قاعدہ ۳۔ جب مشخص اور قابل حوالگی اشیاء کی بیع کا معاہدہ ہو مگر تعینِ ثمن کی غرض سے بائع پر یہ پابندی ہو کہ اشیاء کے متعلق وزن، ناپ، آزمائش یا کوئی اور فعل یا امر کرے تو ملکیت منتقل نہیں ہوتی جب تک ایسا فعل یا امر نہ کیا جائے اور مشتری کو اس کی اطلاع نہ دی جائے۔

قاعدہ ۴۔ جب اشیاء مشتری کے حوالے کیے جائیں، اور یہ حوالگی پسند نا پسند یا "خرید و یا واپس کرو" یا ایسے ہی شرائط کے ساتھ ہو تو ان کی ملکیت مشتری کی جانب اس وقت منتقل ہوتی ہے:—

(الف) جب وہ اپنی پسند یا قبولیت کا بائع سے اشارہ کرتا ہے یا کوئی اور فعل معاملے کو منظور کرنے کا کرتا ہے۔

(ب) اگر وہ اپنی پسند یا قبولیت کا

بائع سے اشارہ نہیں کرتا مگر مسترد کرنے کی اطلاع دیے بغیر اشیاء کو رکھ لیتا ہے تو ایسی صورت میں اگر وایسی اشیاء کی مدت مقرر ہو تو اس مدت کے اختتام پر، ورنہ معقول مدت کے گزرنے پر معقول مدت کسے کہیں گے یہ ایک واقعاتی سوال ہے۔

قاعدہ ۵۔ جب اشیائے غیر متعینہ کی یا اشیائے مستقبلہ (future) کی بذریعۂ بیان شکل وصورت واوصاف (description) بیع ہو اور اس شکل وصورت کے قابل حوالگی اشیاء غیر مشروط طور سے معاہدے سے یا تو بائع برضامندی مشتری مخصوص کردے یا خود مشتری بائع کی رضامندی سے، تو اس عمل کے ساتھ ہی ان اشیاء کی ملکیت مشتری کی جانب منتقل ہو جاتی ہے۔ ایسی رضامندی صریح ہو سکتی ہے یا معنوی اور تخصیص سے پہلے بھی ظاہر کی جا سکتی ہے، بعد بھی۔

(۲) جب بہ اجرائی معاہدہ، بائع اشیاء مشتری یا برندے یا کسی دوسرے نحو بلدار (bailee) کے حوالے کرے (خواہ اس تحویلدار کو مشتری کی جانب سے نامزد کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو) تا کہ وہ اشیاء مشتری کے پاس لیجائے اور قطعی حوالگی کا حق (disposal) محفوظ نہ رکھے تو خیال کیا جائے گا کہ بائع نے غیر مشروط طور سے اشیاء کو معاہدے سے مخصوص کیا ہے"۔

معنوی شرائط	معاہدۂ بیع اشیاء کے فریقین بے شبہ معاہدے میں ایسے الفاظ

داخل کر سکتے ہیں (خواہ وہ شرائط ہوں یا وارنٹیاں) جن پر وہ متفق ہوئے ہیں۔ مگر معاہدہ ایک ایسا واقعۂ روزمرّہ ہے اور عموماً ان قانونی نتائج کا جو فریقین پیدا کرنے کے خواہاں ہیں اتنا کم لحاظ رکھ کر منعقد ہوتا ہے کہ اگر ان کے حقوق و وجوہات کا تعین و تحدید محض ان کے بوقتِ انعقاد معاہدہ کہے یا کئے ہوئے امر سے کیا جائے تو ان کے معقول توقعات اکثر بر نہ آئیں۔ اسی لئے کسی معاہدۂ بیع میں قانون موضوعہ نے بعض شرائط اور وارنٹیوں کو معنوی طور سے ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

دفعہ ۱۳ — جب معاہدہ صورت شکل کے بیان سے ہو تو یہ شرط معنوی طور پر ہوتی ہے کہ اشیا بیان کردہ صورت شکل اور اوصاف کے مطابق ہوں گے۔

دفعہ ۱۵ (۲) — جب معاہدہ نمونے (sample) کے ذریعے سے ہو تو یہ شرائط معنوی طور پر ہوتے ہیں کہ (الف) فرمائش پر جو سامان مہیا کیا جائے وہ سب نمونے سے کیفیت میں مماثل ہوگا (ب) اور مشتری کو معقول حد تک موقع ملے گا کہ تمام سامان کا نمونے سے مقابلہ کرے (ج) اور اشیاء ہر ایسے نقص سے پاک ہوں گی جن سے وہ ناقابل تجارت ہو جائیں اور یہ نقص معقول آزمائش اور تلاش پر نمونے سے ظاہر نہ ہو۔

دفعہ ۱۳ — اگر فروخت نمونے اور بیانِ صورت و شکل دونوں کے ذریعے سے ہو تو یہ بات کافی نہیں ہے کہ اشیائے فرمائشی صرف نمونے سے مشابہ ہوں اور بیان کردہ صورت شکل سے مشابہ نہ ہوں۔

بیع بذریعۂ بیانِ صورت و شکل کی مثال مقدمہ (Varley بنام (Whipp) سے[1] وارلے نے ایک کھیت کاٹنے کی مشین کی بیع کا اور وھپ نے اس کی خرید کا معاملہ کیا۔ وھپ نے اسے نہیں دیکھا تھا مگر وارلے نے بیان کیا کہ وہ سال گزشتہ بالکل نئی تھی اور صرف پچاس یا ساٹھ ایکڑ کے کھیت کاٹنے کے کام میں لائی گئی ہے۔ مشین حوالے کی گئی اور معلوم ہوا کہ پرانی ہے وھپ نے

---

[1] [1900] 1 Q. B. 513

اسے واپس کر دیا اور وارآرے نے زرِثمن کے لئے نالش دائر کی۔ عدالت نے قرار دیا کہ یہ بیع بذریعۂ بیانِ اوصاف ہے اور اسی لئے اس میں یہ شرط معنوی طور پر تھی کہ مشین اس بیان کے مطابق ہو جو وارآرے نے دیا تھا۔ حکّام عدالت نے بتایا کہ اگرچہ اس لفظ کا نہایت عام اور معمولاً استعمال غیر مخصصہ اشیاء پر ہوتا ہے مگر وہ اُن تمام مقدمات پر جن میں مشتری نے اشیاء نہ دیکھی ہوں اور صرف بیانِ صورت و شکل پر اعتماد کیا ہو" حاوی ہے۔

عدالت کو مزید اس مسئلے سے بحث کرنی تھی کہ آیا وھپ کو اس بات کا حق تھا کہ مشین کو شکستہ حالت میں ہونے کے باعث واپس کر دے۔ دفعہ ۱۱ ضمن (۱) (ج) کے لحاظ سے اس کو اس کا حق نہ ہوگا اگر اس نے اسے "قبول" کر لیا ہو، یا معاہدہ اشیائے معینہ کے متعلق ہو اور مشین کی ملکیت اس کی جانب منتقل ہو گئی ہو۔ ان امکانوں میں سے پہلی صورت کے متعلق، واقعات میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو قبولیت سمجھی جائے۔ دوسرے کے متعلق، دفعہ ۱۸ کے قاعدہ ہائے ۱ و ۲ و ۳ میں انتقالِ جائداد بصورتِ اشیائے مشخصہ کا ذکر ہے۔ مگر وہ واحد قاعدہ جس کے تحت یہ سوال آئے وہ ۱ ہونا خیال کیا جا سکتا ہے۔ اور عدالت نے قرار دیا کہ وہ اس کے تحت نہیں آتا کیونکہ معاہدہ "غیر مشروط" نہ تھا۔ اسی لئے قانون نے وقتِ انتقالِ ملکیت کے متعلق فریقین کے ارادے کو معلوم کرنے کے لئے جو قاعدے بنائے ہیں وہ اس مقدمے پر منطبق نہیں ہوتے۔ اور دفعہ ۱۷ کے تحت جہاں تک ممکن ہو سکا ارادہ خود عدالت کو دریافت کرنا پڑا۔ حکّام عدالت نے خیال کیا کہ اس مقدمے کے حالات میں ملکیت کے متعلق یہ ارادہ تھا کہ وہ صرف قبولیت پر منتقل ہو سکے گی۔ مگر چونکہ کوئی قبولیت عمل میں نہ آئی اس لئے وھپ کو حق تھا کہ مشین واپس کر دے۔

مقدمہ (Wallis) بنام (Pratt)[1] میں نمونے اور بیان اوصاف دونوں کے ذریعے سے بیع عمل میں آئی تھی۔ بیجوں (seeds) کا ایک نمونہ یہ بیان کر کے پیش کیا گیا کہ وہ "معمولی انگریزی (Sainfoin)" ہیں مگر وہ درحقیقت "(giant sainfoin)" سے تھے

[1] [1911] A. C. 894.

آخر الذکر کو اول الذکر کی صورت شکل سے ممتاز نہیں کیا جا سکتا مگر وہ اول الذکر سے کم درجے کے ہوتے ہیں۔ بائع نے (giant sainfoin) کے بیج حوالے کئے اور مشتری نے یہ خیال کرکے کہ وہ انگریزی (sainfoin) ہیں ان کو قبول کر لیا پھر اس نے انھیں دیگر فریقوں کے ہاتھ بیچ کر دیا جنھیں اسے غلطی کا ہرجہ دینا پڑا۔ مگر غلطی اسی وقت دریافت ہوئی جب بیج اُگ آئے۔ اس طرح دفعہ ۱۳ میں جو معنوی شرط ہے اس کی صاف خلاف ورزی ہوئی۔ اور مشتریوں کو حق ہوتا کہ اگر غلطی وقت پر معلوم ہو جاتی تو بیج واپس کر سکتے۔ مگر انھوں نے اشیاء کو قبول کر لیا اسی لئے دفعہ ۱۱ ضمن (۱) (ج) کے لحاظ سے وہ نقص شرط کو صرف نقص وارنٹی قرار دے سکتے تھے۔ اور معاہدے میں اس کا صریح تذکرہ تھا کہ "بائع بیج کے اُگنے، مشابہ ہونے یا کسی دیگر امر کی بھی کوئی صریح یا معنوی ضمانت نہیں دیتا۔ دارالامراء نے قرار دیا کہ اگرچہ مشتری نقض شدہ شرط کو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ وارنٹی تھی مگر اس طرح وہ شرط، وارنٹی نہیں ہو جاتی کہ اس دفعہ سے خارج ہو جائے۔ اسی لئے مشتریوں کو حق ہے کہ نقض شرط کا ہرجہ دلا پائیں نیز وہ رقم جو انھوں نے فریقین بیع ثانی کو بیجوں کے متعلق ادا کی تھی۔

دیگر معاہدات کی طرح معاہدۂ بیع کا عام قاعدہ بھی خریدار ہوشیار باش (caveat emptor) ہے۔ اسی لئے عام طور پر اشیائے مبیعہ کی کیفیت یا کسی خاص مقصد کے لئے موزوں ہونے کے متعلق کوئی معنوی شرط یا وارنٹی نہیں ہوتی۔ مگر قانون میں اس اصول کے چند قیود ہیں جن میں سے ایک دفعہ ۱۵ (۲) (ج) میں آ چکی ہے۔ دیگر یہ ہیں:-

دفعہ ۱۴ (۱) جب مشتری صراحتاً یا معناً بائع کو وہ مقصد معلوم کراتا ہے جس کے لئے اشیاء مطلوب ہیں تاکہ یہ ظاہر کرے کہ وہ (مشتری) بائع کی مہارت یا پسند پر تکیہ کرتا ہے اور اشیاء اس قسم اور اوصاف کے ہیں جن کو بائع اپنے کاروبار کے سلسلے میں مہیا کرتا ہے (خواہ وہ ان کو خود تیار کرتا ہو یا نہ کرتا ہو) تو ایسی صورت میں یہ معنوی شرط ہوگی کہ اشیاء معقول طور پر اس مقصد کے لئے موزوں ہوں۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ

جب کسی خاص چیز کی بیع کا (جو اپنے پیٹنٹ یا دیگر
تجارتی نام سے فروخت ہوتی ہو) معاہدہ ہو تو
ایسی کوئی معنوی شرط نہ ہوگی کہ وہ کسی خاص مقصد
کے لئے موزوں ہو۔

مقدمہ (Chaproniere) بنام (Mason)[1] میں اس دفعہ کے معنے واضح کئے گئے ہیں مدعی نے مدعی علیہ کی دوکان سے ایک (bath bun) (روٹی) خریدی۔ جب اس نے اسے دانتوں سے توڑا تو اس کا ایک دانت پتھر پر لگ کر ٹوٹ گیا۔ یہ واضح ہے کہ نان فروش سے جو شخص بن خریدتا ہے وہ معنوی طور پر یہ واضح کرتا ہے کہ وہ اُسے کھانے کے خاص مقصد کے لئے مطلوب ہے۔ اور یہ کہ وہ ایسی صورت میں مشتری نانبائی کی مہارت یا قوت فیصلہ پر تکیہ کرتا ہے، اور یہ کہ نانبائی اپنے کاروبار کے سلسلے میں جو بن مہیا کرتا ہے وہ اچھے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اس مقدمے میں یہ معنوی شرط تھی کہ بن کھانے کے لئے معقول طور پر موزوں ہو۔ عدالت مرافعہ نے تجویز مکرر کا حکم دیتے ہوئے فیصلہ تو نہ کیا البتہ خیال ظاہر کیا کہ بائع بن میں پتھر کا پایا جانا اس بات کی قوی شہادت ہے کہ بن کھانے کے لئے معقول طور پر موزوں نہیں ہے۔

دفعہ ۱۴ ضمن (۲-۳-۴) (۲) جب اشیاء
بذریعۂ بیانِ اوصاف ایک ایسے بائع سے خریدے
جائیں جو اس صورت و شکل کے اشیاء کا کاروبار
کرتا ہو (خواہ وہ خود اُن کو تیار کرتا ہو یا نہ کرتا ہو) تو یہ معنوی
شرط ہوگی کہ اشیاء قابلِ تجارت کیفیت رکھتے ہوں۔
مگر یہ ملحوظ رہے کہ اگر مشتری نے اشیاء کی جانچ
کرلی تو اُن نقائص کے متعلق معنوی شرط باقی نہ رہے گی
جو ایسی جانچ پر واضح ہو جاتے ہیں۔
(۳) کسی خاص مقصد کے لئے موزونیت

[1] 21 T. L. R. 633.

یا کیفیت کے متعلق معنوی وارنٹی یا شرط بلحاظ رواج کاروبار
ملحق ہو سکے گی۔

(۴) کسی صریح وارنٹی یا شرط سے اس وارنٹی یا
شرط کی نفی نہیں ہو جاتی جسے قانونِ ہذا نے معنوی طور سے
ہونا تسلیم کیا ہے بجز اس کے کہ وہ اس کے معارض ہو۔

مقدمہ (Wren) بنام (Holt) میں[1] مدعیٰ علیہ نے "بیر شراب خانہ" کھولا تھا اور مدعی کو آگاہی تھی کہ اس میں صرف بکر کی بیر فراہم کی جاتی ہے۔ جو بیر مہیا کی گئی تھی اس میں سنکھیا (arsenic) شامل تھی اور اس کے پینے سے مدعی کی صحت کو نقصان پہنچا جیوری واقعے کی حد تک اس نتیجے پر پہنچی کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ کی مہارت یا فیصلے پر تکیہ نہیں کیا تھا اسی لئے یہ مقدمہ دفعہ ۱۴ (۱) کے تحت نہیں آتا۔ مگر یہ قرار دیا گیا کہ چونکہ مدعی نے بکر کی بیر طلب کی تھی اس لئے مقدمہ دفعہ ۱۴ (۲) کے تحت آتا ہے۔ بیر بذریعۂ بیان اوصاف ایک ایسے بائع سے خریدی گئی جو اس قسم کی بیر کا کاروبار کرتا تھا وہ قابل تجارت کیفیت کی نہ تھی اور یہ نقص جانچ سے معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر چونکہ مدعی نے بیر کو "قبول" کر لیا تھا اس لئے یہ ضروری ہے کہ وہ نقصِ شرط کو نقص وارنٹی سمجھے۔ چنانچہ اسے پچاس پونڈ ہرجہ دلایا گیا۔

وارنٹی کے مختلف معنوں کی توضیح پر ایک نوٹ

معاہدۂ بیع اشیاء کے اغراض کے لئے وارنٹی کے وہ معنے جو اس باب میں مستعمل ہوئے ہیں وہ سیل آف گڈس ایکٹ بابت ۱۸۹۳ء دفعہ ۶۲ میں اختیار کئے گئے ہیں۔ مگر یہ شاید بیان کرنا مفید ہو کہ رپورٹوں میں یہ لفظ کن معنوں میں برتا گیا ہے۔

(۱) اس کا استعمال شرط ما قبل کے مترادف کے طور پر ہوا ہے یعنے ایک بیان اوصاف شئے مطلوبہ جو معاہدے کے لئے

[1] ۱۹۰۳ء 1 K. B. 610

ضروری ہو۔ (Behn) بنام (Burness) (3 B & S. 751)

(۲) اس کا استعمال شرط ما قبل کے مترادف کے طور پر اس معنے میں ہوا ہے کہ وہ ایک عمل ہے جو معاہدے کے لئے ضروری ہے (Behn) بنام (Burness)

(۳) اُسے اس معنے میں برتا گیا ہے کہ وہ ایک شرط ہے جس کا نقض ہونے کے باوجود اسے قبول کر لیا گیا ہو۔ اس سے بنائے نالش تو پیدا ہوتی ہے مگر اختتام نہیں (مقدمۂ مذکور)۔

(۴) بیع اشیا کے سلسلے میں وہ اس معنے میں مستعمل ہوا ہے کہ وہ ایک مستقل ذیلی عہد ہے جو معاہدے کی غرض اصلی کے ضمن میں (collateral) ہوتا ہے اور جس کے نقض سے مطالبۂ ہرجہ کا حق تو پیدا ہوتا ہے مگر اشیا کو مسترد کرنے کا حق نہیں پیدا ہوتا (Chanter) بنام (Hopkins) (4 M. & W. 404) ہمارے خیال میں یہ لفظ کا صحیح استعمال ہے۔

(۵) بیع اشیا کے سلسلے میں وارنٹی کے معنے ایک صریح عہد کے ہیں کہ کوئی خاص چیز کسی خاص معیارِ کیفیت کے مطابق ہو گی۔ یہ عہد بیع کے مکمل ہونے تک شرط رہتا ہے اور تکمیل کے بعد وارنٹی ہو جاتا ہے (Street) بنام (Blay) (2 B. & A. 456) "گھوڑے کی بیع جس کے تندرست ہونے کی وارنٹی دی جاتی ہے"۔

(۶) معنوی وارنٹی ایک لفظ ہے جو اکثر اس معنے میں استعمال ہوتا ہے کہ فریقین معاہدے میں سے ایک کی صریح ذمہ داری کی معنوی طور سے تکرار سمجھی جائے (Jones) بنام Just (L, R. 3 Q. B. 197) چنانچہ ایک تکمیل شدہ معاہدۂ بیع میں قرار دیا گیا کہ اس بات کی معنوی وارنٹی پائی جاتی ہے کہ اشیا صورت و شکلِ بیان کردہ کے مطابق ہوں گے اور قابلِ تجارت ہوں گے۔ یہ اب ایک معنوی شرط ہے۔ سیل آف گڈس ایکٹ دفعات ۱۴ و ۱۳۔

بحری سفر کے قابل ہونے کی معنوی وارنٹی اسی نوعیت کی شرط ہے۔ یہ ایک ذمہ داری ہے جو بحری سفر کی ہر پالیسی میں معنوی طور پر ہوتی ہے کہ بیمہ کردہ جہاز معقول طور پر بوقت روانگی "مرمت، ضروریات، ملاحوں اور دیگر امور کی حد تک سفر کے ان خطرات معمولی کے لئے جن کے خلاف بیمہ کرایا گیا ہے" تیار ہو Dixon بنام Sadler (5 M. & W. 414) میرین انشورنس ایکٹ بابتہ ۱۹۰۶ء دفعہ ۳۹۔

حقیت کی معنوی وارنٹی ایک تکلیف دہ سوال رہا ہے۔ اور اس کے متعلق متعارض تقررات پائے جاتے ہیں (Eicbobz) بنام Bannistes (17 C B ,N.,S. 708) اور (Baguely) بنام Hawley (L. R. 2 C. P. 625) بیع اشیا کے معاہدے میں حقیت کی ذمہ داری اب ایک معنوی شرط ہے۔ دیکھو سیل آف گڈس ایکٹ ۱۸۹۳ء دفعہ ۱۲۔

اقتدار کی معنوی وارنٹی ایک ذمہ داری ہے جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ اسے ایسا شخص جسے کارندۂ مجاز ہونے کا دعویٰ ہے اس فریق کو دے سکتا ہے جس سے وہ معاہدہ کر رہا ہے کہ اسے اس بات کا اقتدار ہے اور اس کا اسے دعویٰ ہے۔ امکان کی معنوی وارنٹی کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری ہے کہ فلاں عہد کی تکمیل ناممکن نہیں۔ (Collen) بنام Wright (7 E. & B 301; 8 E & B. 647 اور cohfford بنام Watts (L. R. 5 C P. 577)

ملاحظہ ہو ضمیمہ فارم ت وج

یہ بھی ملحوظ رہے کہ خود بحری بیمے کی پالیسیوں میں (جن کو بطور قاعدۂ عام کے لفظ "وارنٹی" ان معنوں میں برتا جاتا ہے جو عام طور پر "شرط" کے ہیں) اس کے برخلاف نظیریں ملتی ہیں۔ چنانچہ "خاص اوسط سے بری ہونے کی وارنٹی دی جاتی ہے" کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں کہ اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ پالیسی کے تحت کسی جزئی نقصان کا (بخلاف کلی نقصان کے) دعویٰ نہ کیا جائے۔



باب پانزدہم

عدمِ امکانِ تعمیل

عدمِ امکانِ تعمیل، ہوسکتا ہے کہ معاہدے میں کھُلا نظر آتا ہو، یا موجود تو ہو مگر بوقتِ انعقادِ معاہدہ فریقین کو معلوم نہ ہو، یا معاہدہ ہوچکنے کے بعد پیدا ہو۔ اس آخری قسم سے ہی ہمیں بحث ہے۔

بدل کا غیر واقعی ہونا جب طبعی عدمِ امکان ظاہر ہو، یا قانونی عدم امکان عہد میں کھُلا نظر آتا ہو تو کوئی معاہدہ وقوع میں نہیں آتا کیونکہ ایسا عہد اس کے معاوضے میں کئے ہوئے عہد کا کوئی واقعی بدل نہیں ہوتا۔

غلطی جو عدمِ امکان اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ موضوعِ معاہدہ موجود ہی نہیں ہے تو اس سے معاہدہ کالعدم ہوجاتا ہے[1]۔ اسے باہمی "غلطی" پر مبنی سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ فریقین نے اس مفروضے پر معاہدہ کیا کہ کوئی موضوعِ معاہدہ موجود ہے مگر یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا۔

عدمِ امکانِ مابعد جو عدمِ امکان معاہدے کے ہوچکنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اسے عام طور پر عدمِ تعمیل کا عذر نہیں سمجھا جاتا۔ تاریخی حد تک اس میں شک نہیں کہ یہ ایک عام قاعدے کے طور پر کسی زمانے میں درست تھا[2]۔ اور نظریے کی

---

[1] Scott v. Coulson, (1903) 2 ch. 249, note 1.

[2] گرانٹ اسمتھ اینڈ کمپنی بنام Seattle, etc., Co. (1920 A. C. 162, 169)

حد تک کہہ سکتے ہیں کہ یہ اب بھی ایسا ہی ہے۔ تاہم موجودہ زمانے میں جو استثنا قائم کئے گئے ہیں (جن پر آیندہ بحث ہو گی) وہ اس میں کچھ اس طرح پیوست ہو گئے ہیں کہ وہ خود قاعدے سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔

"شرط مابعد" اور "مستثنی خطرات" کا ذکر ہو چکا ہے۔ اُس وقت جو بیان ہوا تھا وہ اس بیان ہونے والے قاعدے کی تشریح میں کام آسکتا ہے۔ اگر معاہد اپنے عہد کی تعمیل کو اس شرط سے مشروط کرتا ہے کہ معاہدہ اس وقت تک نافذ رہے گا جب تک کہ تعمیل کا امکان باقی رہے، تو خطرہ معاہد لہٗ اپنے سر لیتا ہے۔ اگر تعمیل ناممکن ہو جائے تو نقصان معاہد لہٗ کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اگر معاہد عہد غیر مشروط طور سے کرتا ہے تو ذمہ دار قرار دیے جانے کا خطرہ اسی کو برداشت کرنا ہوگا خواہ تعمیل ایسے حالات کی وجہ سے ناممکن ہو جائے جن پر اسے قابو نہ ہو۔

(Paradine) نے (Jane) پر[1] ایک کرایے کی بابت مقدمہ دائر کیا۔ جین نے استدلال کیا کہ "ایک جرمن شہزادہ جس کا نام روپرٹ تھا، جو غیر ملکی تھا اور بادشاہ اور مملکت کا دشمن تھا، اس نے سلطنت پر ایک معاند فوج کے ساتھ حملہ کیا اور اس فوج کے ساتھ مدعی علیہ کے مقبوضے پر داخل ہوا اور اسے وہاں سے خارج کر کے قبضے سے بے دخل کر دیا۔ . . . اسی لئے وہ منافع نہیں لے سکتا۔" غرض خلاصۂ استدلال یہ تھا کہ کرایہ اس لئے ادا طلب نہیں ہے کہ کرایہ دار (lessee) ان حالات کے باعث جو اس کے اختیار سے باہر تھے، ان منافع سے محروم کر دیا گیا تھا جن سے کرایہ حاصل ہونا تھا۔ مگر عدالت نے قرار دیا کہ یہ کوئی قابل قبول عذر نہیں۔

اور یہ فرق قبول کیا گیا کہ جب قانون کوئی
فریضہ یا مواخذہ (charge) پیدا کر دے
اور فریق متعلق اس کی تعمیل کے ناقابل ہو جائے
اور اس میں اس کا کوئی قصور نہ ہو اور کوئی چارۂ کار
نہ رکھتا ہو تو قانون اسے معذور رکھے گا۔

[1] Paradine v. Jane, Aleyn, 26.

چنانچہ تباہی (Waste) کی صورت میں اگر کوئی
گھر طوفان سے یا دشمنوں کے ہاتھوں تباہ ہو جائے تو
کرایہ دار (lessee) معذور سمجھا جائے گا . . . .
مگر جب فریق خود اپنے معاہدے سے اپنے پر کوئی
فریضہ یا مواخذہ عائد کرے تو اس کی تلافی
ممکن ہو تو اس پر اس کی پابندی عائد ہو گی خواہ
ناگزیر ضرورت ہی سے کوئی حادثہ کیوں نہ پیش
آیا ہو کیونکہ اس کے لئے وہ معاہدے میں شرط
کر سکتا تھا۔ اور اسی لئے اگر کرایہ دار
(lessee) اقرار کرتا ہے کہ گھر کی مرمت کرے گا تو
خواہ بجلی سے جل جائے یا دشمن اسے منہدم
کر دیں، اس پر اس کی بہر حال مرمت واجب ہے۔

اقتباس بالا کے آخر میں جس صورت کا امکان ظاہر کیا گیا ہے وہ فی الواقع گزشتہ جنگ میں پیش آئی[1]۔ ایک گھر کو دشمن کے ہوائی جہاز سے گرائے ہوئے بم کے باعث نقصان پہنچا اور قرار دیا گیا کہ پیارا ڈین بنام جین کے فیصلے کے لحاظ سے کرایہ دار (Lessee) پر مرمت واجب ہے۔

اس قاعدے کی نئی مثالوں کے سلسلے میں وہ عہد ہے جو کسی جہاز کا چارٹر دار (charterer) مالکِ جہاز سے کرتا ہے کہ جہاز کا بار ایک خاص تعداد ایام میں اتار لیا جائے گا ورنہ ہرجۂ تعویق (demurrage) ادا کرے گا۔ (دیکھو ضمیمۂ الف کا نوٹ کتاب کے آخر میں)۔

چنانچہ ایک جہاز پر لکڑیاں بار تھیں۔ معاملہ یہ ہوا تھا کہ افسر جہاز ان کے بنڈل بنائے گا اور چارٹر دار (چارٹرر) اس حالت میں ان کو اتار لے گا۔ طوفان کے

[1] Redmond v Dainton, (1920) 2 K. B. 256.
and see Matthey v. Curling, (1920) 2 A. C. 180.

باعث افسر جہاز اپنا کام انجام نہ دے سکا مگر اس کے قصور سے چارٹر دار کو اپنے اس عہدے براءت نہیں حاصل ہوگئی کہ معینہ وقت میں جہاز پر سے بار اتارنے[1]۔ اسی طرح[2] ایک بندرگاہی ہڑتال سے اگر مالک جہاز اور چارٹر دار کے مقرر کردہ مزدور متاثر ہوں تو بھی آخر الذکر بری الذمہ نہیں ہوتا۔ وہ" ایک قطعی معاہدہ کرتا ہے کہ جہاز پر سے بار ایک خاص مدت میں اتارے گا ایسی صورت میں تاجر کو ذمہ دارئی خطرہ برداشت کرنی پڑتی ہے[3]" فریقین اگر چاہیں تو معاہدے میں صراحت سے ایسے خطروں کے متعلق احکام درج کرسکتے ہیں اور فی الحقیقت وہ ایسا عموماً کرتے ہی ہیں جدید چارٹر پارٹیوں میں رجحان یہی ہے کہ مستثنیٰ خطروں کی فہرست کو ہمیشہ وسیع کرتے جائیں۔

البتہ ایک اور قسم کے مقدمات ہیں جن میں (بعض حالات میں) عدم امکان تعمیل سے معاہدہ ختم ہوجاتا ہے۔ اس کے متعلق قانون اس زمانے میں تیزی سے ترقی کرگیا ہے اور ابھی مزید اضافہ ممکن ہے۔ جن اصول پر وہ مبنی ہے' ان کو عرصے تک سمجھا نہ گیا۔ مگر اب ان کی توضیح ایک سلسلۂ فیصلہ جات سے ہو رہی ہے جو گذشتہ جنگ اور معاہداتی وجوبات پر اس کے اثر کے باعث پیدا ہوئے ہیں۔

لارڈ ایلن برانے (Ritchie بنام Atkinson)[4] سنہ ۱۸۰۸ء میں واضح کیا کہ پاراڈین بنام جین کا فیصلہ اس امر پر مبنی ہے کہ جس معاہدے کی صراحت خود فریقین کرسکتے تھے اس میں کوئی امر معنوی طور پر نہیں لیا جائے گا چنانچہ قانون یہی رہا تا آں کہ مقدمۂ (Taylor) بنام (Caldwell)[5] (سنہ ۱۸۶۳ء) پیش آیا۔ اس میں مدعیٰ علیہ نے یہ معاملہ

[1] Thus v Byers 1 Q B. D. 244.

[2] Budgett v Bınnington (1891) 1 Q. B. 85

[3] اس کا موازنہ اس مقدمے سے کرو جس پر چارٹر پارٹی بار اتارنے کا وقت معین نہیں کرتی Hulthen بنام Stewart سنہ ۱۹۰۳ء A C. 389 ایسی صورتوں میں معقول وقت دیا جاتا ہے اور بندرگاہی ہڑتال کا واقعہ یا کوئی اور موانع جو چارٹر دار کے قابو سے باہر ہوں وقت کو اتنی توسیع دلائیں گے جو معقول معلوم ہو۔

[4] (10 East. 530

[5] 3 B. &. S. 826

کیا تھا کہ مدعی کو ایک ناچ کے لئے ایک کمرۂ موسیقی استعمال کے لئے دے گا۔ تاریخ تعمیل سے پہلے کمرۂ موسیقی ایک آتش زدگی کے باعث تباہ ہوگیا۔ اور ٹیلر نے کالڈویل پر مقدمہ دائر کیا تاکہ کالڈویل سے نقض معاہدہ کی بنا پر (جس میں اس کا کوئی قصور نہ تھا) ہرجہ حاصل کرے کیونکہ اب تعمیل معاہدہ ناممکن تھی۔ قرار دیا گیا کہ ایسے معاہدے کے متعلق خیال کیا جانا چاہیئے کہ وہ اُس معنوی شرط کے تحت ہیں کہ فریقین معذور سمجھے جائیں گے اگر نقض سے پہلے تعمیل اس وجہ سے ناممکن ہو جائے کہ وہ شئے معاہدے کے کسی قصور کے بغیر تلف ہوگئی"۔

معنوی شرط کے نظریے کے مطابق ایک مابعد عدم امکان تعمیل کے ذریعے سے معاہدہ ختم ہوسکتا ہے۔ اگر اس نظریے کو قبول کرلیں تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ کس قسم کے حالات میں ایسی شرط کو معنوی طور سے لے سکتے ہیں یا لینا چاہیئے؟ آیا یہ نظریہ صرف ٹیلر بنام کالڈویل کی طرح کے مقدموں کی حد تک محدود تھا اس کا زیادہ عام اطلاق ہوسکتا ہے؟ لارڈ لوربرن (Loreburn) کا فیصلہ (Tamplin) بنام .Anglo-Mexican Co [1] میں اس نظریے اور ان وجوہات کی توضیح کرتا ہے جن پر وہ مبنی ہے:-

> عدالت کے لئے نہ صرف ممکن ہے بلکہ اسے چاہیئے بھی کہ
> معاہدے کی اور ان حالات کی جن میں وہ منعقد ہوا
> جانچ کرے مگر اس کو بدلنے کے لئے نہیں بلکہ اس کی
> توضیح و تشریح کے لئے، تاکہ یہ معلوم ہو کہ آیا اس
> معاہدے کی نوعیت ہی کے لحاظ سے فریقین نے
> اس بنیاد پر معاملہ کیا ہے یا نہیں کہ کوئی خاص
> شئے یا حالاتِ اشیا باقی و جاری رہیں گے؟ اگر
> انھوں نے ایسا کیا تھا تو اس غرض کے لئے
> ایک شرط کا معنوی طور پر ہونا تسلیم کیا جائے گا
> اگرچہ وہ معاہدے میں صراحتہً موجود نہ ہو...
> بعض وقت یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ تعمیل ناممکن ہوگئی ہے

[1] (1916) 2 A. C. 397, 403.

اور یہ کہ فریق متعلقہ نے اس بات کا عہد نہیں کیا
تھا کہ ناممکن کی تعمیل کرے بعض وقت یہ کہا جاتا ہے
کہ فریقین نے یہ توقع کی تھی کہ کوئی خاص
صورت حال ہو مگر وہ نہ ہو سکی۔ اکثر صورت میں یہ کہا جاتا ہے
کہ معاہدے میں ایک معنوی شرط تھی جس نے
فریقین کو اس کی تعمیل سے بری کرنے کا عمل کیا۔
اور میرے خیال میں سب صورتوں کی تہ میں
یہی اصول تھا جس پر عدالت کار بند ہوئی۔ میرے
خیال میں یہ صحیح اصول ہے کیونکہ کسی عدالت کو
از خود بری الذمہ کر دینے کا حق نہیں لیکن
وہ نوعیت معاہدہ اور اس کے محیط حالات سے
یہ استنباط کر سکتی ہے کہ وہ شرط جس کا صراحۃً
اظہار نہ کیا گیا تھا بنیاد معاہدہ تھی ... کیا
متبدلہ حالات ایسے تھے کہ اگر انھوں نے ان کا
خیال کیا ہوتا تو وہ ان سے ضرور فائدہ اٹھاتے،
یا ایسے تھے کہ ایک سنجیدہ آدمی کی طرح وہ کہتے کہ
"اگر فلاں واقعہ پیش آئے تو بے شک ہمارا سب معاملہ
ختم ہو جائے گا"؟ اور فی الحقیقت معاہدے کے
صحیح معنے کیا تھے؟

ان عام اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جن صورتوں میں عدالت نے ایک شرط کو معنوی طور پر فرض کیا اور عدم امکانِ تعمیل کی بنا پر معاہدے کو ختم کیا، وہ پانچ قسم کی ہیں:-

(۱) جب تعمیل تبدیل قانون کے باعث ناممکن ہو جائے

(Baily) بنام (De Crespigny) میں بیلی[1] ایک قطعۂ ارض کا (۸۹) سال کے لئے

[1] Baily v. De Crespigny, L. R. 4 Q. B. 180.

دکربسپینی کا کرایہ دار (lessee) تھا۔ دکریسپینی نے متصلہ اراضی قبضے میں باقی رکھی۔ اور اقرار کیا کہ ایک منہدمہ احاطے پر جو منتقل کردہ خطۂ اراضی کے محاذی تھا نہ تو وہ خود اور نہ اس کے محول الیہ (assigns) مدتِ معاہدہ میں کوئی عمارت تعمیر کریں گے سوائے آرائشی مکانوں کے ایک ریلوے کمپنی کو پارلیمان نے اختیار دیا کہ ان حصوں کو جبراً لے لے اور ان پر اسٹیشن تعمیر کرے۔ بیلی نے دکریسپینی پر بربنائے معاہدہ مقدمہ دائر کیا۔ قرار دیا گیا کہ جو عدمِ امکان قانون نے پیدا کیا وہ اسے اپنے معاہدے کو ملحوظ رکھنے سے معذور رکھتا ہے:۔

"پارلیمان نے اسے مجبور کیا ہے کہ اپنی زمین ریلوے کمپنی کو دے دے جسے وہ کسی اقرار معاملے کے ذریعے سے اس طور پر پابند نہیں کرسکتا جس طرح خود اپنے پسندکردہ محول علیہم (assignee) کو کرسکتا ہے۔ اس طرح پارلیمان نے ایک نئی قسم کی تحویل پیدا کی ہے جس کا بوقت انعقاد معاہدہ فریقین کے دل میں کوئی تصور نہ تھا۔ ایسے محول علیہ کے فعل کا مدعی علیہ کو جوابدہ قرار دینا اس بات کے مترادف ہے کہ فریقین کے لئے ایک بالکل نیا معاہدہ تیار کریں۔"

یہ معلوم ہوتا ہے کہ[1] یہی نتیجہ اس صورت میں بھی پیدا ہوگا جب کسی معاہدے کی غیر ملک میں تعمیل ہونی ہوا ور وہ اس وجہ سے ناممکن التعمیل ہوجائے کہ اس اجنبی ملک کے قانون نے اس کی تعمیل کو ناجائز قرار دیدیا ہے۔ چنانچہ:۔

"جب کسی معاہدے سے یہ مطلوب ہو کہ کوئی فعل ایک اجنبی ملک میں انجام دیا جائے تو نہایت خصوصی حالات کی غیر موجودگی میں یہ معنوی شرط فرض کی جائے گی کہ یہ شرط برابر باقی رہے کہ

---

[1] Ralli v Compania Naviera Sota y Aznar, (1920) 2 K.B. 287, 304.

جس فعل کا اجنبی ملک میں کیا جانا مطلوب ہے وہ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے ناجائز نہ ہو۔"

(۲) عدم امکان تعمیل اس خاص شے کے اتلاف کی بنا پر جو تعمیل معاہدہ کے لئے ضروری ہے

مقدمہ ٹیلر بنام کالڈویل[۱] کا ابھی ذکر ہوا۔ وہ اس عنوان کے تحت فیصلہ کن نظیر ہے۔

یہی اصول (Appleby) بنام (Myers)[۲] میں منطبق کیا گیا چنانچہ مدعیوں نے ذمہ لیا تھا کہ ایک خاص کل مدعی علیہ کی عمارت میں جوڑ دیں گے اور اس کی دو سال تک مرمت کرلیا کریں گے۔ کام کے جاری رہنے کے دوران میں عمارت آتش زدگی سے پوری طرح تباہ ہوگئی۔ قرار دیا گیا کہ اس بات کا ایپلبی نے کوئی قطعی عہد نہیں کیا تھا کہ اس کی عمارت ایپل بی کے لئے کارآمد حالت ہی میں رہے۔ یہ کہ آتش زدگی ایک بدقسمتی تھی جو فریقین کو متاثر کرے گی اور یہ کہ معاہدہ ختم ہوگیا۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ شے کی تباہی قطعی اور مکمل ہو۔ یہ کافی ہے کہ وہ موجودہ حالت میں اس مقصد کے لئے کارآمد یا قابل حصول نہ ہو جس کے لئے معاہدے میں ارادہ کیا گیا تھا (Nickoll) بنام (Ashton)[۳] میں مدعی علیہم نے ایک جہاز کا بار مدعیوں کے ہاتھ بیچ کیا۔ اس بار کو ایک معین جہاز میں لادنا تھا۔ مگر مدعی علیہم کے کسی قصور کے بغیر جہاز کو خشکی پر چڑھ جانے سے اتنا نقصان پہنچا کہ وہ مقررہ وقت کے اندر لادے جانے کے ناقابل ہوگیا اور عدالت نے قرار دیا کہ ان حالات میں معاہدے کے

---

[۱] 3 B. & S. 826.

[۲] L. R. 2 C. P. 651

[۳] [1901] 2 K.B. 126.

متعلق یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ختم ہو گیا۔

ایک اور مقدمے[1] میں حکومت نے قانون کے عطا کردہ اقتدارات کے تحت لیورپول کے اسباب خانے (warehouse) میں پڑے ہوئے گیہوں کے ایک پارسل کو جنگی ضروریات کے لئے (requisitioned) لے لیا۔ زید نے معاہدہ کیا تھا کہ یہ پارسل بکر کے ہاتھ بیع کرے گا۔ قرار دیا گیا کہ بائع اپنی حوالگی کے وجوب سے بری الذمہ ہو گیا۔

(۳) عدم امکان تعمیل بوجہ حالت خاص جس کے وجود یا استمرار پر معاہدہ مبنی تھا مگر جواب باقی نہیں رہی

اس قسم کے مقدمات پر ان معاہدات کے سلسلے میں بڑی بحث ہوئی جو ۱۹۰۲ء کی تاج پوشی کی رسموں کے سلسلے میں کئے گئے تھے مگر شاہ ایڈورڈ کی علالت کے باعث بیکار ہو گئے۔

مقدمۂ (Krell) بنام (Henry)[2] میں مدعیٰ علیہ نے اس بات کا معاملہ کیا کہ مدعی کا گھر ۲۶ ار اور ۲۷ رجون کو کرایہ پر لے۔ معاہدے میں جلوس تاجپوشی کا کوئی اشارہ نہ تھا مگر انھیں دنوں میں جلوس نکلنے والے اور اس گھر کے سامنے سے گزرنے والے تھے۔ جب جلوس ملتوی کئے گئے تو اس وقت تک کرایہ ادا طلب نہیں ہوا تھا اور عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ مدعی کو اس کے دلا پانے کا حق نہیں:۔

لارڈ جسٹس (Vaughan Williams) نے کہا:

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اصول ۔ ۔ ۔ انھیں مقدموں تک محدود نہیں ہے جن میں تعمیل کو ناممکن بنانے والا واقعہ "تباہی" یا شئے موضوعِ معاہدہ یا شرط یا دیگر

---

[1] Shipton & Harrison's Arbitration, (1915) 3 K. B. 679.

[2] (1903) 2 K.B. 740.

حالات کی جن کو صراحتہً شرط قرار دیا گیا ہو عدم موجودگی ہو۔
گو یہ ضروری نہیں کہ الفاظ معاہدہ ہی سے معلوم
کیا جائے بلکہ اگر ضرورت ہو تو ضروری استنباط سے جو
محیط حالات سے کیا گیا ہو اور جسے دونوں معاہداتی
فریقین جانتے ہوں اولاً میری رائے میں یہ معلوم
کرنا چاہیئے کہ معاہدے کی بنیاد کیا ہے اور اس وقت
یہ سوال کیا جائے کہ آیا اس بنیادی معاہدے کے
قیام کے لئے اس بات کے فرض کرنے کی ضرورت
ہے کہ کوئی خاص صورتِ حال موجود ہے"[1]

لیکن اگر کسی خاص صورتِ حال کا موجود ہونا محض اس بات کی وجہ تحریک (motive) یا ترغیب[2] (inducement) ہو کہ ایک فریق معاہدے میں شریک ہو۔ اور یہ نہ کہا جا سکے کہ اس حالت کا وجود ہی وہ بنیاد تھی جس پر معاہدہ کیا گیا تو ایسی صورت میں اس قاعدے کا کوئی اطلاق نہ ہوگا۔ تاجپوشی کے ریویو کو دیکھنے اور بیڑے کے اطراف جہاز میں بیٹھ کر سیر کرنے کے لئے جہاز کے چارٹر کے متعلق قرار دیا گیا کہ وہ اسی قسم کا معاہدہ ہے۔ دیکھو مقدمہ (Herne Bay SS. Co.) بنام (Hutton)[3]۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کا امتیاز پیدا کرنا اکثر بہت مشکل ہوتا ہے مزید براں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ مقدمہ کریل بنام ہنری کے پہلے فیصل ہوا ہے۔ یہ کہنا شاید موبمو مطابق واقعہ نہ ہو کہ کریل بنام ہنری میں معاہدہ شاہ ایڈورڈ کی علالت کے باعث ناممکن التعمیل ہو گیا۔ کیونکہ گھر پھر بھی ہنری کے اختیار میں رہا۔ شاید یہ ہو سکتا ہے کہ اس مقدمے کے متعلق یہ خیال کیا جائے کہ وہ ایک معنوی شرط مابعد کی وجہ سے ختم ہوا[4]۔ بجز اس کے کہ یہ کہا جائے کہ کریل کا معاہدہ ہی

[1] ۔ بر صفحہ (۷۴۹)۔
[2] ۔ بر صفحہ (۵۰۱)۔
[3] ۔ (1903) 2 K B 683.
[4] ۔ (1903) 2 K. B. 339.

ایک ایسا گھر مہیا کرنے کے لئے تھا جہاں سے ایامِ مقررہ میں جلوس دیکھا جا سکے۔

(۴) جب غیر متوقعہ حالات کے باعث وقت یا طریقۂ مقررۂ فریقین میں تعمیل ناممکن ہو جائے

اگر غیر متوقعہ حالات جن کے باعث تعمیل ناممکن ہوگئی، ایسے ہیں کہ فریقین نے بداہتہً اس بنیاد پر معاہدہ کیا ہو کہ ان حالات کے پیش آنے پر اساس و مقصد معاہدہ ختم ہو جائے تو ایسی صورت میں ان حالات کا پیش آنا معاہدے کو ختم کرنے کا عمل کرے گا۔ محض غیر متوقعہ تاخیر کافی نہیں[1]۔ رکاوٹ اتنی طویل ہو کہ "دوبارہ شروع کرنے پر سابقہ اور نئے کام یا خدمت میں یکسانی نہ رہ سکے"۔ اس کو بعض وقت یوں تعبیر کرتے ہیں کہ غیر متوقعہ حالات سے معاہدہ ختم ہو جاتا ہے، جب کہ وہ اسے "تجارتی حیثیت سے بے کار" کردیں[2]۔ مگر تجارتی معاہدوں اور دیگر معاہدوں کے قاعدے میں کوئی فرق نہیں ہے[3]۔ گو یہ کہنا عموماً زیادہ مشکل نہیں ہوتا ہے کہ کب تجارتی معاہدے کا مقصد فی الحقیقت بے کار ہو گیا۔ یہ قاعدہ تمام قسم کے معاہدوں کے لئے عام ہے۔

مندرجۂ ذیل تین مقدموں سے ان کی توضیح ہوتی ہے۔ البتہ دارالامرا نے (Bank Line) بنام (Capel) میں[4] جو فیصلہ کیا اس کی جانب خاص کر لارڈ (Sumner) کے فیصلے کی جانب اشارہ ان اصول پر بحث کرنے کے لئے ضروری ہے جو اس قاعدے اور اس کے مختلف مقدموں کے مختلف حالات پر منطبق

---

[1] Jackson v. Union Marine, L. R. 10 C. P 148.

[2] Metrop. Water Board v. Dick, Kerr, (1918) A. C. 118, 128

[3] Lord Loreburn in Tamplin v. Anglo-Mexican Co.,(1906) 2 A.C. 397 404

[4] (1909) A. C 435.

کرنے کے طریقوں کی اساس ہیں۔

(Geipel) نے ایک جہاز کو جو (Smith)[1] کا مملوکہ تھا چارٹر دیا کہ گودی پر جائے اور کوئلہ بار کر کے وہاں سے ہامبورگ جائے۔ فرانس اور جرمنی میں جنگ چھڑ گئی اور بندرگاہ ہامبورگ کا فرانسیسی بیڑے نے محاصرہ کر لیا۔ قرار دیا گیا کہ معاہدہ ختم ہو گیا۔

(Messrs. Dick, Kerr & Co.) نے میٹراپالیٹن واٹر بورڈ[2] سے معاہدہ کیا کہ چھ سال کے اندر ایک مخزن آب تیار کرے گی۔ دوران تعمیر میں وزیر اسباب جنگ نے قانونی عطا کردہ اقتدارات کے تحت کمپنی سے کہا کہ وہ کام روک دیں اور اپنی مشین لے جائیں۔ اس بات کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا کہ وزیر اسباب جنگ کا حکم کب تک موثر رہے گا اور دار الامرا نے قرار دیا کہ ممانعت کے ذریعے سے پیدا کی ہوئی رکاوٹ اس نوعیت اور مدت کی تھی کہ اگر اس کے بعد معاہدے کا کام دوبارہ شروع کیا جاتا تو فی الحقیقت وہ ایک نیا معاہدہ ہوتا اور یہ کہ اس لئے اصلی معاہدہ ختم ہو گیا۔

ایک مالک جہاز نے ایک ملاح[3] کو ان شرائط سے ملازم رکھا کہ وہ دو برس تک کام انجام دے گا۔ ابھی مدت باقی و جاری ہی تھی کہ جرمن افسروں نے جہاز کو ایک بلجیمی بندرگاہ میں گرفتار کر لیا۔ اور ملاحوں کو غیر محدود مدت کے لئے نظر بند کر دیا۔ قرار دیا گیا کہ معاہدہ ختم ہو گیا اور یہ کہ مالک جہاز پر اس بات کا کوئی وجوب نہیں کہ ملاح کی تنخواہ کی ادائی جاری رکھے۔

فریقین کی بنیاد معاہدہ ایک ہی مفروضہ ہو

ان تمام صورتوں میں یہ ہوا کہ "ایک ایسی شے میں خرابی واقع ہوئی جو فریقین کے دل اور ارادے میں بنیاد معاہدہ تھی"۔ چنانچہ ہامبورگ میں داخلے کی آزادی، مخزن آب کی تیاری میں آزادی جس میں حکومت کی ممانعانہ مداخلت کا نہ ہونا، دو سال تک بغیر مزاحمت یا رکاوٹ کے بحری سفر کا حق۔ یہ امور فریقین ان معاہدات میں

[1] Geipel v. Smith, L. R. 7 Q B. 404.

[2] Metrop. Water Board v, Dick, Kerr, (1918) A. C. 118.

[3] Horlock v. Beal, (1916) 1 A. C. 486.

جس میں وہ فرداً فرداً داخل ہوئے بطور بنیاد کے فرض کرتے رہے ہوں گے۔ مگر معاہدہ اکثر اس وجہ سے بھی ناممکن التعمیل بن سکتا ہے کہ کوئی ایسا غیر متوقعہ واقعہ پیش آئے جو ایک فریق کے ذہن میں مطلق نہ آیا ہو۔ چنانچہ اس طرح ایک بائع کے لئے وہ اسباب حاصل کرنا ناممکن ہو سکتا ہے جس کی بیع کا اس نے معاہدہ کیا کیونکہ (مثلاً) جنگ کے چھڑ جانے سے کوئی ذریعۂ فراہمی جس سے استفادے کا اس نے ارادہ کیا تھا منقطع ہو گیا۔[1] مگر مشتری کو بائع کے اس بارے میں ارادوں کا کوئی علم نہ ہو اور (اگر اس نے خیال بھی کیا تو) یہ فرض کر لیا ہو کہ اسباب بائع اپنے ذخیرے میں سے فروخت کرے گا مشتری کا ارادہ رکھنا کہ اسباب ایک ایسے ملک سے حاصل کرے، جس کی راہ جنگ کی وجہ سے منقطع ہو گئی ہو، یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ فریقین کے دلوں میں بنیاد معاہدہ میں نہ تھا اور بائع کو ایسی صورتوں میں اپنا معاملہ ایفا کرنا چاہیئے ورنہ ہرجہ ادا کرنا ہوگا۔

(۵) شخصی خدمات کا معاہدہ معاہد کی موت یا ناکارہ کرنے والی بیماری کے باعث ناممکن التعمیل ہو جائے۔

یہ بات ہر کسی کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ کس آسانی سے ایسی کوئی شرط شخصی خدمت کے معاہدے میں معنوی طور سے فرض کر لی جا سکتی ہے۔ اور غالباً اسی قسم کے مقدموں میں پہلا استثنا (جو اگرچہ عدالتوں نے جان بوجھ کر نہیں کیا) (Atkinson) بنام (Ritchie) کے عام قاعدے میں پیدا کیا گیا۔

(Stubbs) بنام (Holywell Ry. Co.)[2] میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ شخصی خدمت کا معاہدہ اس فریق کی موت پر ختم ہو گیا جسے خدمات انجام دینی تھیں (Martin, B.) نے کہا "آدمی کی زندگی اس معاہدے کی ایک معنوی شرط تھی"۔

[1] Blackburn Bobbin Co v. Allen (1918) 1 K.B. 540. 2 K.B. 407.

[2] L. R. 2. Exch. 311, 314.

(Robinson) بنام (Darrison) میں[1] ان ہرجوں کے لئے نالش دائر کی گئی تھی جو ایک مشہور پیانو فورٹ باز (Pianoforte player) کی معاہدہ شکنی کے باعث برداشت کرنے پڑے۔ اس نے ایک جلسے میں باجہ بجانے کا عہد کیا تھا مگر ایک خطرناک بیماری نے اسے اس سے روک دیا۔ فیصلہ اس بنا پر مدعیٰ علیہ کے حق میں صادر ہوا کہ مدعیٰ علیہ کی صحت کا اچھا رہنا ایک شرط تھی جو "معاملے سے ملحق تھی"۔

اس سلسلے میں ایک دو اور امور پر غور کرنا باقی ہے۔

معنوی شرط سے ختم ہونا اصل میں معاملے کے ذریعے ختم ہوتا ہے

پہلے، یہ محسوس ہوگا کہ مذکورۂ بالا جملہ مقدمات، سچ پوچھئے تو اختتام بذریعۂ معاملہ کی مثالیں ہیں کیونکہ اختتام معاہدے ہی کی ایک معنوی شرط کے باعث وقوع میں آتا ہے اور فرض کیا جاتا ہے کہ اس معنوی شرط کے متعلق فریقین کا ارادہ اور اتفاق تھا کہ وہ ان کے معاملے کا جز بنے۔

معنوی شرط بقیہ معاہدے سے ہم آہنگ ہو

دوسرے یہ یاد رہے کہ کوئی ایسی معنوی شرط نہیں لی جائے گی جو معاہدے کی کسی صریح شرط کے مغائر ہو۔ معنوی کے مقابلے میں صریح کو ترجیح ہے (Expressum facit cessare taritum) ۔ مگر یہ امر ہمیشہ تعبیری سوال رہے گا کہ آیا مجوزہ معنویت، صریح شرط کے مغائر تو نہیں۔ اگر موقتی چارٹر دار (time-charterer) چارٹر پارٹی کو اس بنا پر مختتمہ سمجھنا چاہے کہ ایک سرکاری ممانعت کے باعث جو کئی ماہ کے لئے جہاز پر عائد کی گئی، وہ جہاز سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اس صورت میں مالک جہاز کا تکیہ "مزاحمت حکمرانان" کے استثنا پر تھا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے صرف ان خدمات کا عہد کیا تھا جو ان مزاحمتوں کی موجودگی میں ممکن ہوں اور مطالبہ کیا کہ چارٹر دار برابر کرایہ ادا کرتا رہے۔ عدالت نے اس خیال کو نظر انداز کر دیا[2]: معاہدہ ایک مہم کے ارادے سے تھا جس کی تعمیل میں استثنا کا اطلاق ہونا تھا۔ مگر جب ایک

---

[1] L. R. 6 Exch. 269.

[2] Scottish Navigation Co. v. Soutter, (1917) 1 K. B, 222

وجہ قاہرہ کے باعث مبہم ناممکن ہوگئی، تو پورا معاہدہ بشمول استثنائے بیان کردہ اس معنوی شرط کے باعث ختم قرار دیا گیا کہ ایسی صورت میں اسے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

حقوق محصلہ متاثر نہ ہوں گے

تیسرے معاہدہ لمحۂ اختتام تک درست اور برقرار رہے گا اور جتنے حقوق اس وقت تک حاصل ہوئے وہ نافذ کرائے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ مقدمات تاج پوشی میں[1] سے ایک کھڑکی کا پیشگی کرایہ ادا ہونا تھا اور مدعی نے اس کے لئے علی الحساب سو پونڈ ادا کر دیے تھے۔ قرار دیا گیا کہ وہ صرف رقم ہی واپس نہیں پا سکتا بلکہ اسے بقیہ رقم بھی ادا کرنی چاہیئے[2]۔ اس امر کے متعلق جو قانون لارڈ (Dunedin) نے ایک جگہ بتایا ہے جس سے فیصلے کی صحت کسی قدر مشتبہ ہو جاتی ہے، اس پر دارالامرا نے اب تک غور نہیں کیا ہے۔

چوتھے معاہدے کو بیکار کرنے والے واقعے کے پیش آنے پر معاہدہ فوراً ختم ہو جاتا ہے اور اس کے تحت کوئی حقوق یا وجوبات نہیں پیدا ہوتے[3]۔ چنانچہ (ایسی صورتوں میں) اگر کسی شخص کو ایک ثالثی نامے کے ذریعے سے ثالث قرار دیا جائے تو بھی اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا کیونکہ جو معاہدہ ختم ہو چکا ہو وہ ایسا ہی ہے گویا کہ وہ وجود میں ہی نہیں آیا تھا۔ اس سے کوئی اختیار متعلق نہیں ہوتا۔"



[1] Bank Line v. Capel, (1919) A. C. 435

[2] Chandler v. Webster, (1904) 1 K. B. 493.

[3] Hirji Mulji v. Cheong Yue S. S. Co., (1926) A. C. 497.

باب شانزدہم



اختتام معاہدہ بوجہ عمل قانونی



چند کلیات قانون ہیں جو بعض خاص حالات میں معاہدے کو ختم کر دیتے ہیں۔ ان پر مختصراً غور کیا جاتا ہے۔

ادغام جب کسی چھوٹی کفالت کی جگہ بڑی کفالت قبول کی جائے تو جو کفالت قانون کی نظروں میں عمل کرنے کی کمتر قوت رکھتی ہے وہ خود بخود بڑی میں مدغم ہو کر غائب ہو جاتی ہے خواہ فریقین کا کچھ ہی ارادہ ہو۔

اس کی ایک مثال تو وہ فیصلہ ہے جو ادغام کے ذریعے سے حق نالش بربنائے نقض معاہدے کو ختم کر دیتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی سادہ معاہدے کے دو فریق مندرجات معاہدے کو ایک دستاویز میں جسے دونوں نافذ کریں، لکھیں تو معاہدہ سادہ اس پر ختم ہو جاتا ہے۔

اس کارروائی کے متعلق جو قاعدہ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:-

(الف) دونوں کفالتیں اپنے قانونی عمل میں باہم مختلف ہوں اور ان میں سے ایک کے لئے ضروری ہے کہ دوسری سے زیادہ موثر ہو[1] ایک دوسری اسی نوعیت کی

[1] Higgen's case, 6 Co, Rep. 45 b.

کفالت کا اگر اضافہ کیا جائے تو اس سے اس کے جواز پر اثر نہیں پڑتا بجز اس کے کہ مابعد معاملت کے ذریعے سے اختتام عمل میں آئے۔

(ب) دونوں کفالتوں میں ایک ہی شے دی گئی ہو[1]

(ج) فریقین وہی ہوں۔

کسی معاہدے کے تحت پیدا ہونے والے حقوق و وجوبات اس صورت میں غائب ہو جاتے ہیں جب وہ تحویل یا کسی اور طور پر اسی شخص کو حاصل ہو جائیں کیونکہ کوئی شخص اپنے آپ ہی سے معاہدہ نہیں کر سکتا۔[2] جب کچھ مدت فوری مالک "وارث" (immediate reversioner) کو حاصل ہو جائے تو وہ اس عود میں مدغم ہو جاتی ہے اور جتنے معاہدے اس سے متعلق تھے وہ سب غائب ہو جاتے ہیں، خواہ قاعدہ نصفت کے ذریعے سے (جو جوڈیکیچر ایکٹ کے بعد سے تمام عدالتوں میں منطبق ہوتا ہے) ارادۂ فریقین ادغام کے وقوع کو روکنے کا عمل کرے۔[3] اسی طرح بل آف ایکسچینج ختم ہو جاتی ہے، اگر قبول کنندہ ہی بالآخر اس کا مالک ہو جائے۔

تحریری دستاویز میں تبدیلی یا اس کا ضائع ہو جانا

قواعد تبدیلی

اگر کوئی دستاویز یا تحریری معاہدہ کچھ اضافہ کرنے یا مٹانے کے ذریعے سے تبدیل کر دیا جائے تو وہ تحت قواعد مندرجۂ ذیل ختم ہو جائے گا:۔

(الف) تبدیلی کوئی فریق معاہدہ کرے یا کوئی اجنبی اس وقت کرے جب کہ دستاویز فریق معاہدہ کے قبضے میں ہو اور اس کے فائدے کے لئے کیا جائے۔[4]

---

[1] Holems V. Bell, 3 M. & G. 213.

[2] Capital and Counties' bank V. Rhodes (1903) 1 ch. 631.

[3] Nash v. De Ferville, (1900) 2 Q B. 72.

[4] Pattinson v. Luckley, L. R. 10 Ex 330.

تبدیلی کسی حادثے یا غلطی سے ایسے حالات میں واقع ہو کہ ارادے کا خیال ثابت نہ ہو تو اس سے دستاویز کا لعدم نہ ہوگی[1]

(ب) تبدیلی فریق دیگر کی منظوری کے بغیر کی جائے ورنہ وہ نئی دستاویز کا سا عمل کرے گی۔

جز و اہم

(ج) تبدیلی (معلوم ہوتا ہے کہ) اہم حصے کے متعلق ہونا چاہیئے۔[2] جز و اہم کیا ہے؟ اس کا جواب لازماً نوعیت دستاویز پر موقوف ہوگا اور نوعیت دستاویز کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ ایسی تبدیلی سے متاثر ہو جائے جو راست معاہداتی حقوق کو مس نہیں کرتی۔ بنک آف انگلینڈ کے ہر نوٹ میں یہ عہد ہوتا ہے کہ اس کی رقم بنک ادا کرے گا۔ یہ عہد، نوٹ کے نمبر میں تبدیلی سے متاثر نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ بنک کا نوٹ سکۂ جاریہ کا ایک جز ہے اور نوٹ پر کے نمبر بنک اور پبلک کے لئے جعل اور چوری کی تفتیش میں اہم کام دیتے ہیں، اس لئے نمبر میں کسی تبدیلی کو اہم جز خیال کیا جائے گا اور نوٹ کو بے کار کر دے گا۔

اسی لئے معاہدے کو ختم کرنے والی تبدیلی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ معاہدے میں تبدیلی کرے بلکہ یہ کہ اس سے "دستاویز میں اہم طور پر تبدیلی" ہوئی ہو۔[3] بلس آف اکسچینج ایکٹ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۴ میں اس بات کا حکم ہے کہ "معمولی طور پر کوئی بل اس کے قابض کے مقابل کالعدم نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ اہم امور کی حد تک بدل دیا گیا ہو بشرطیکہ تبدیلی نظر نہ آتی ہو۔" اور قابض اس کی ادائی پر اصل معاہدے کے مطابق جبر کر سکتا ہے (دفعہ ۸۹) اس قانون کے جو احکام بلوں سے متعلق ہیں وہ "ضروری ترمیموں کے ساتھ" پرامیسری نوٹوں سے بھی[4]

---

[1] Wilkinson v. Johnson, 3 B, & C. 428.

[2] مقدمہ (Croockewit) بنام (Fletcher, 1 H. & N. 893, 912) میں معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ ایسے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جن سے یہ معنے لئے جا سکتے ہیں کہ کسی تبدیلی سے بھی اختتام عمل میں آ جائے گا۔ مگر یہ غیر معقول معلوم ہوتا ہے۔

[3] Suffell v. Bank of England, 9 Q. B. D 555.

[4] Leeds Bank v Walker, 11 Q. B. D 84,

متعلق ہوتے ہیں۔ ان خط کشیدہ الفاظ کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کو خارج از بحث کر دیتے ہیں اور اسی لئے (Suffell) کے مقدمے کے فیصلے کو متاثر نہیں کرتے۔

کھو جانا کسی تحریری دستاویز کے کھو جانے سے فریقین کے حقوق پر صرف اسی قدر اثر پڑتا ہے کہ اس کے ثبوت میں مشکل پیدا ہو سکتی ہے[۱]۔ مگر اس قاعدے کا ایک استثنا بلس آف اکسچینج اور پرامیسری نوٹوں کی صورت میں ملتا ہے[۲]۔ اگر مالک[۳] اسے کھو دے تو اس کے متعلق اپنے حقوق سے محروم ہو جاتا ہے بجز اس کے کہ وہ اس فریق کو جو اس کے تحت سب سے پہلے ذمہ دار گردانا جائے گا، ممکنہ مطالبات سے بری رکھنے کے لئے آمادہ ہو۔

دیوالیہ ہونا دیوالیہ ہونے سے قانوناً ان دیون اور ذمہ داریوں سے جو دیوالیہ پن کے تحت ثابت کی جا سکتی ہیں رہائی مل جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ عدالت سے ایک حکم براءت حاصل کرے۔ اس طریقۂ اختتام کی جانب صرف توجہ کو منعطف کرانا کافی ہے۔ دیوالیہ پن کی نوعیت واثرات یا احکام بیانک رپٹسی ایکٹ بابت ۱۹۱۴ء پر جو اس مسئلے کے سابقہ قوانین پر حاوی ہے، بحث کی ضرورت نہیں۔

جب کوئی شخص دیوالیہ ہو جائے تو اس کی جائداد ایک امین کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جو اس حد تک جس حد تک حقوق معاہداتی (*Ex contractu*) کا تعلق ہے (ہمیں کسی اور چیز سے بحث نہیں) حقوق دیوالیہ کا استعمال کر سکتا ہے اور وہ بعض ایسے امور بھی کر سکتا ہے، جو دیوالیہ خود نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ معاہدات کو باقی

---

[۱] جب دستاویزوں کا کھو جانا ثابت کر دیا جائے تو اس قرضے کی (جو قانون میعاد سماعت کے لحاظ سے خارج ہو جاتا ہے) تحریری رسید کے مندرجات کے متعلق زبانی شہادت دی جا سکتی ہے۔ (Haydow v. Williams, 7 Bing. 163). قانون فریب (اسٹاچوٹ آف فراڈس) کے تحت میمورنڈم کا معاملہ صاف نہیں ہے (Nichol v. Bestwick, 28 L. J. Ex. 4.)

[۲] Hansard v. Robinson, 7 B. & C. 90.

[۳] Conflans Qnarry Co. v. Parker, L. R. 3 C. P. 1.

رکھنے سے انکار کرسکتا ہے اگر وہ غیر مفید نظر آئیں۔

جب دیوالیہ حکم برات حاصل کرے تو وہ[1] اُن تمام دیون سے بری ہو جاتا ہے جو دیوالیہ پن کے تحت ثابت کئے جاسکتے ہیں خواہ وہ ثابت کئے گئے ہوں یا نہ کئے گئے ہوں اور خواہ وہ اُن دیوالیہ کی کارروائی سے بے خبر ہی کیوں نہ ہو (دفعہ ۲۸)۔ مگر دیوالیے کی برات بھی چند شرائط کی تابع ہے۔ (دفعہ ۲۶ ضمن ۲) عدالت یہ امر ضروری قرار دے سکتی ہے کہ وہ اس بات کو منظور کرے کہ فیصلہ اس کی تاریخ برات پر غیر ادا شدہ قرضوں کی بابت اُس کے خلاف مندرج کیا جائے؛ اور عدالت کے حکم سے ایسے فیصلے کا حکمنامۂ تعمیل جاری کیا جاسکے گا۔

کسی صورت میں بھی دیوالیہ اس ذمہ داری سے بری نہیں ہوتا ہے جو اس کے فریبانہ نقضِ امانت کے باعث پیدا ہوتی ہو۔ (دفعہ ۲۸ ضمن ۱)۔



[1] Heather v. Webb, 2 C. P. D. I.

حصہ ششم

نقض معاہدہ کے چارہ ہائے کار

باب ہفدہم

نقض معاہدہ کے چارہ ہائے کار

فصل اوّل

نقض کے چارہ ہائے کار کی نوعیت

نقض کا چارۂ کار

ہم ان قواعد کو دریافت کرنے کی کوشش کر چکے ہیں جو "اختتام معاہدہ بوجہ نقض" پر موثر ہیں۔ اب ان مختلف چارہ ہائے کار کو دیکھنا باقی ہے جو نقض سے متضرر ہونے والے شخص کے لئے ممکن ہیں خواہ نقض اس قسم کا ہو کہ معاہدے کو ختم کر دے یا نہ ہو۔

جب کسی معاہدے کا نقض عمل میں آئے تو متضرر کو تین مستقل حق حاصل ہوتے

یا ہو سکتے ہیں: (۱) ایک حق (بعض حالتوں میں) مزید تعمیل سے براءت کے متعلق۔ (۲) اگر اس نے تحتِ معاہدہ کچھ کام انجام دیا ہے تو مطابق مقدار کار (quantum meruit) نالش کا حق۔ یہ بنائے نالش اصل معاہدے سے بالکل الگ اور ممتاز ہے اور ایک نئے معاہدے پر مبنی ہے جو فریقین کے طرزِ عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ (۳) نقض شدہ معاہدہ یا شرط معاہدہ کی بنا پر نالش کا حق۔

(۱) ایک سابقہ باب میں اس بات سے کافی بحث ہو چکی ہے کہ کس قسم کے نقضِ معاہدہ سے پورا معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں مزید بحث غیر ضروری ہے۔

(۲) ممکن ہے کہ فریق متضرر نے کوئی کام جو اس کو تحت معاہدہ کرنا تھا انجام دے لیا ہو اگرچہ پورا نہ سہی۔ ایسی صورت میں اگر نقض اختتام کی حد تک پہنچے تو وہ نقض کی بنا پر عائد ہونے والے ہرجوں کا دعویٰ دائر کر سکتا ہے۔ یا مقدار کار کی بنا پر یعنے اس کام کا معاوضہ جو وہ کر چکا ہے۔

"اگر کوئی شخص معاملہ کرے کہ مجھے ایک سو کوارٹر (پیمانہ) غلہ حوالے کرے گا اور دس کوارٹر وصول کرنے کے بعد میں مزید مقدار لینے سے انکار کر دوں تو ہر حال میں اسے حق ہے کہ مجھ سے میرے وصول کردہ دس کوارٹر کی قیمت وصول کرے"[۱]

نقضِ معاہدہ ان صورتوں میں سے صرف ایک ہے جن سے مطالبہ بر بنائے مقدار کارکردگی، پیدا ہوتا ہے۔ ایسا مطالبہ اس عام وسیع اصول پر مبنی ہے کہ جب کسی شخص نے کسی سے صریح یا معنوی طور سے درخواست کی کہ اس کی کوئی خدمت کرے اور معاوضہ متعین تو نہ کیا گیا ہو لیکن حالات درخواست سے معنوی طور پر فرض کیا جاتا ہے کہ خدمت کا معاوضہ دیا جائے گا، تو ایسی صورت میں قانون یہ فرض کرے گا کہ مقدار کارکردگی کے لحاظ سے معاوضہ ادا کرنے کا عہد کیا گیا ہے یعنے اتنی مقدار معاوضہ جس کا فریق خدمت گزار مستحق ہوا ہے۔ یا جیسا ہم عموماً کہتے ہیں: ایک معقول رقم[۲]۔ ایسا مطالبہ اس مطالبے کے بالکل مماثل ہے

۱۔ Best, c.J. in maver v. Pyne, 8 Bing. 288

۲۔ دیکھو باب ۲ فصل ۱۰۔

جو بلا صریح قرار دادِ ثمن اسباب کے بیع و شریٰ سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ اس صورت میں Sale of Goods Act (دفعہ ۸(۲)) کا حکم ہے کہ مشتری معقول زرِ ثمن ادا کرے۔ قدیم طریقۂ بحث میں اس پر مقدارِ معاوضہ مطابق قیمت (quantum valebant) یعنے اشیا کی مالیت کے مطابق ادائی کی پابندی تھی مطالبہ بربنائے مقدار کارکردگی اسی لئے اس صورت میں ایک بے حد عام مطالبہ ہے جب کام انجام دیا گیا ہو لیکن اس کے معاوضے کے تعین کے متعلق کوئی خاص یا صریح معاہدہ نہ ہوا ہو[1]۔ یہ بھی ہم دیکھ چکے ہیں[2] کہ قانونِ فریب کی بنا پر جو معاہدہ ناقابل تعمیل قرار دیا گیا ہو اگر اس کے تحت کچھ خدمات انجام دی گئی ہوں تو بھی اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہی اصول اس صورت میں بھی چارہ کار بن سکتا ہے جب کسی صریح معاہدے کے تحت کرنے کے کام کی جزئی تعمیل (Part performance) میں کام انجام دیا جائے یا کام ایسے معاہدے کی تعمیل کے نام سے تو انجام دیا جائے مگر وہ شرائط مقررہ سے ہوبہو مطابق نہ ہو یہ ظاہر ہے کہ اگر کسی معاہدے کے مطابق زید کو کوئی خاص کام کسی یکمشت مقدار رقم (lump sum) کے معاوضے میں انجام دینا ہو اور کسی نہ کسی وجہ سے وہ اس کام کا صرف ایک جز انجام دینا ہے یا معاہدے سے جو کام مطلوب ہے اس سے مختلف کام انجام دیتا ہے تو وہ "اس معاہدے کے تحت" کسی چیز کا بھی اپنے کئے ہوئے کام کے عوض مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کچھ بھی مطالبہ کر سکتا ہے تو وہ دوسری بنیاد پر یعنے ایسے معاوضے کا مطالبہ انجام دادہ کام کی مقدار کے لحاظ سے کرنا چاہیے۔ اور ایسا کرنے کے لئے اسے بتانا پڑے گا کہ اس نے فی الواقع جو کچھ کیا ہے اس کا معاوضہ دینے کا معنوی عہد ہوا تھا۔

ایک جدید معاہدہ

اسی لئے مقدارِ خدمت کے مطابق معاوضے کا مطالبہ اصل معاہدے کی بنا پر کیا ہوا مطالبہ نہیں ہے (جیسا کہ مطالبۂ ہرجہ ہو سکتا ہے)

---

[1] Scott v. Pattison, (1923) 2 K. B. 723.

[2] باب ۲ فصل ۳۔

[3] Appleby v Myers, L. R. 2 C. P. at p. 661.

بلکہ فی الحقیقت ایک نئے اور ممتاز معاہدے کی بنا پر ہے جو فریق نالش کنندہ کے کئے ہوئے کام کے ایجاب سے اور فریق ثانی کے اس کو قبول کرنے سے وقوع میں آتا ہے۔ یہ کہنا زیادہ محفوظ اور زیادہ صحیح ہوگا کہ وہ نقض کے موقع پر پیش آتا ہے نہ کہ اس کا چارہ کار ہے۔

اس کی بنا پر کب نالش دائر ہو سکتی ہے؟

اس طرح فریق متضرر کا اصل معاہدے کے تحت انجام دیے ہوئے کام کے معاوضے میں مقدار خدمت کے مطابق معاوضے کی نالش کرنی اکثر اور بیشتر زور طور سے اس بات پر موقوف قرار دی گئی ہے کہ اصل معاہدہ ختم ہو گیا ہو:—

"اسے ایک غیر تغیر پذیر صحیح کلیہ قرار دیا جاتا ہے کہ جب کبھی کسی غیر مہری تحریری معاہدے کا ایک فریق ایک غیر مشروط انداز میں اپنے حصۂ معاہدہ کی تعمیل سے انکار کر دے یا خود اپنے فعل سے اپنے آپ کو اس کی تعمیل کا ناقابل بنا دے تو فریق دیگر کو یہ حق ہے کہ اسے منسوخ کرنا پسند کرے اور اس کے ایسا کرنے پر وہ فوراً اپنے اس انجام دادہ کام کے معاوضے میں جو منسوخی سے پہلے اس نے کیا تھا مقدار کار کے مطابق معاوضے کی نالش دائر کرے"[1]

یہ ممکن ہے کہ زید نے معاہدے کے سلسلے میں کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس کی قیمت کا رقمی تخمینہ کیا جا سکے۔ ایسی صورت میں اگر نقض اختتام کی حد کو پہنچتا ہے تو زید کا واحد چارہ کار یہ ہے کہ اپنے برداشت کئے ہوئے نقصانات کی بابت اصل معاہدے کے تحت نالش دائر کرے۔ گو بے شبہہ وہ اس تعمیل سے بری ہو جاتا ہے جو اس پر ابھی تک واجب ہو۔

---

[1] Hulle v. Heightman, 2 East 145.

لیکن اگر یہ ممکن ہو کہ زید نے جو کچھ تحت معاہدہ کام انجام دیا ہے اس کا رقمی تخمینہ ہو سکے اور وہ فریق ثانی کے ناجائز فعل کے باعث تکمیل فعل سے روکا گیا ہو، اور اس طرح رقم مقررۂ معاہدہ کو طلب کر سکتا ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اس بات کا بھی مستحق قرار دینا ظلم ہوگا کہ وہ اس فعل کا معاوضہ طلب کرے جسے اس نے انجام دے دیا ہے اور جس کی تکمیل پر اگر اسے موقع دیا جاتا تو وہ آمادہ تھا۔[1]

مقدار کارکردگی کے مطابق معاوضے کا (quantum meruit): بعض وقت اس فریق کو بھی مطالبہ کرنے کا حق ہوتا ہے جس نے شرائط معاہدہ کے مطابق کچھ کام کرنے کے بعد خود معاہدہ توڑ دیا ہو۔ یہ صورت اس اصول کی اچھی توضیح کرتی ہے جس پر مطالبے کو ہمیشہ مبنی ہونا چاہیے یعنے کام ایسے حالات میں انجام دیا گیا کہ اس کے معاوضے کی ادائی معنوی طور پر فرض کی جا سکتی تھی۔[2]

(Sumpter) بنام (Hedges) میں مدعی نے معاہدہ کیا تھا کہ مدعی علیہ کی اراضی پر یکمشت رقم لے کر عمارت تعمیر کر دے گا۔ اس نے عمارت آدھی بنا کر کام چھوڑ دیا۔ مدعی علیہ نے پھر خود عمارت کی تکمیل کی اور اس غرض سے چند ایسی چیزوں سے استفادہ کیا جو مدعی نے زمین پر چھوڑ دی تھیں۔ مدعی نے مندرجۂ ذیل مطالبات کے دلا پانے کا دعویٰ کیا:—

(الف) اس نے جو کام انجام دیا تھا اس کا معاوضہ۔

(ب) ان اشیا کا معاوضہ جو مدعی نے برتے تھے۔

قرار دیا گیا کہ مدعی پہلے مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

A. L. Smith, L. J.) نے کہا:—

ان حالات میں مالک عمارت کیا کر سکتا ہے؟

---

[1] Planché v. Colbrn, 8 Bing. 114.

[2] (1898) I. Q. B. 673.

وہ اپنی اراضی پر ایک نامکمل عمارت کو ہمیشہ
باقی نہیں رکھ سکتا۔ قانون یہ ہے کہ جب کوئی کام
یکمشت رقم (lump sum) کے معاوضے میں
کرنا ہو تو جب تک کام مکمل نہ ہوجائے زرِ ثمن
نہیں دلایا جائے گا۔ اسی لئے مدعی اصل معاہدے
کی بنا پر رقم نہیں پاسکتا۔ مگر یہ خیال ظاہر
کیا گیا ہے کہ وہ اپنے انجام دادہ کام کا
معاوضہ مقدار کارکردگی کے مطابق پاسکتا ہے
مگر اس کے لئے اس بات کی شہادت کی
ضرورت ہے کہ انجام دادہ کام کا معاوضہ
دینے کے لئے نیا معاہدہ ہوا تھا۔"

مگر مدعی کا دوسرا مطالبہ دوسری ہی نوعیت رکھتا تھا۔ مدعی علیہ اس بات پر مجبور نہ تھا کہ مدعی کا سامان کام میں لائے۔ مگر اس نے ایسا کرنا پسند کیا اور اس طرح اس نے مدعی کے اسباب کا معنوی ایجاب قبول کیا اور اس بات کا معنوی عہد کیا کہ اس کا معاوضہ ادا کرے گا۔ مطالبے کے اس حصے میں البتہ مدعی کامیاب ہوا۔

وہ اصول یکساں ہیں[1] جن کی بنا پر تحت معاہدہ انجام دادہ کام پر جو ہو بہو مطابق شرائط معاہدہ نہ ہو، ادائی کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

کسی مدعی علیہ کو اس بات کا حکم نہیں دیا جاسکتا کہ وہ ایسے کام کا معاوضہ ادا کرے جو شرائط معاہدہ کے مطابق نہ ہو اور جس کو قبول کرنے یا رد کرنے کا اس کو موقع نہ ملا ہو۔ ایک جہازوں[2] کے مرمت کرنے والے نے معاملہ کیا کہ ایک یکمشت رقم کے عوض ایک جہاز کی مرمت کردے گا۔ اس نے جو کام انجام دیا وہ نہ صرف معاملہ کئے ہوئے طریقے سے اہم امور میں مختلف تھا بلکہ مالک جہاز سے

---

[1] Dakin v. Lee (1916) 1 K. B 566.

[2] Forman v. Liddesdale. (1900) A. C. 190.

اختیار حاصل کئے بغیر اس نے مقررہ کام سے بہت کچھ زیادہ انجام دیا۔ قرار دیا گیا کہ وہ کچھ بھی نہیں پائے گا۔ اسے تحت معاہدہ کچھ بھی نہیں دلایا جا سکتا کیونکہ اس نے اس کی تعمیل نہیں کی۔ نہ قائم مقام معاہدے ہی کے تحت اس کو کچھ مل سکتا ہے کیونکہ مالک جہاز نے کسی قائم مقام تعمیل کو منظور نہیں کیا تھا۔ نہ مدعی علیہ کے جہاز واپس لے کر رکھ لینے سے ہی کسی معاملے کا ہونا مستنبط ہو سکتا ہے۔ جہاز اسی کی جائداد تھی۔ اسے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ مدعی نے جہاز کو جس حال میں چھوڑا ہے اسی حال میں واپس لے اور ان حالات سے جو اس کے کسی قصور کے بغیر پیدا ہوئے تھے جتنا ہو سکے فائدہ اٹھائے۔

چارہ ہائے کار بلالحاظ اس کے کہ معاہدہ ختم ہوا یا نہیں۔

(۳) آخر میں ہمیں غور کرنا ہے کہ اس شخص کے لئے کیا چارہ ہائے کار ہیں جسے اس سے کئے ہوئے معاہدے کے نقض سے ضرر پہنچا خواہ اس نقض سے معاہدہ ختم ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو۔

ہرجے وغیرہ

چارہ ہائے کار دو قسم کے ہیں: یا تو پہنچے ہوئے ضرر کا ہرجہ پائے۔ یا فریق ثانی کے معہودہ افعال یا ترک افعال کی تعمیل یا بندش کے لئے تعمیل مختص کی ڈگری یا حکم امتناعی حاصل کرے۔

مگر ان دونوں چارہ ہائے کار میں فرق ہے۔ ہر نقض معاہدہ سے فریق متضرر کو ہرجہ پانے کا حق پیدا ہوتا ہے خواہ وہ برائے نام ہو۔ البتہ چند خاص معاہدات میں خاص حالات کے تحت تعمیل مختص کی ڈگری یا حکم امتناعی حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ مبحث ہماری کتاب سے صرف سرسری طور سے متعلق ہے تاہم ان دونوں چارہ ہائے کار کے متعلقہ اساسی قواعد مختصراً بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

فصل دوم ہرجے

جب کسی معاہدے کا نقض وقوع میں آئے اور اس کی بنا پر دعویٰ دائر کیا جائے۔

جب ہرجہ غیر مشخصہ ہو یعنے شرائط معاہدہ میں اس کا تعین نہ ہو۔ تو وہ مقدار رقم کیسے معلوم کی جائے جو مدعی کامیابی کی صورت میں پانے کا مستحق ہوتا ہے؟

(۱) "قانون غیر موضوعہ کا قاعدہ ہے کہ جب ایک فریق نقض معاہدہ کے باعث نقصان اٹھاتا ہے تو جہاں تک رقم کے ذریعے سے ممکن ہے وہ ہرجے کے متعلق اسی حالت میں رکھا جائے گا گویا کہ معاہدے کی تعمیل ہوگئی ہے[1]"

ہرجہ ضرر کی نمایندگی کرے

جب نقض معاہدہ سے کوئی نقصان وقوع میں نہیں آتا تو پھر بھی مدعی حکم عدالتی (verdict) کا مستحق ہے کہ اسے ہرجہ دلایا جائے جو برائے نام ہوگا۔ "برائے نام ہرجے کے فی الحقیقت معنے یہ ہیں کہ ایک مقدار رقم ہو جس کا ذکر تو ہو سکے مگر جو کمیت کے نقطۂ نظر سے وجود نہ رکھتی ہو[2]" اور اسی طرح عدم ادائی دین کی نالش میں اگر دین پر کسی سود کے ادا کرنے کا عہد نہ ہو تو سوائے اصل ادا طلب رقم کے کچھ اور نہیں دلایا جائے گا کیونکہ دائن کو اپنی رقم سے جدا رہنے سے جو ممکنہ نقصان ہوا ہے وہ عطائے ہرجہ کے وقت جیوری کے پیش نظر نہیں رہنے دیا جاتا بجز اس کے کہ قرض دینے وقت ہی وہ صراحت سے فریقین کے ارادے میں بیان ہوا ہو یا فریقین کے معاملے سے سود کی ادائی کا اقرار مستنبط کیا جا سکے[3]۔ اس کے البتہ چند مستثنیات قانون نے مقرر کئے ہیں۔ سول پروسیجر ایکٹ (ضابطۂ دیوانی) بابت ۱۸۳۳ء[4] کی رو سے جیوری ہر اس صورت میں بطور ہرجے کے نرخ جاریہ کے مطابق سود دلا سکتی تھی جب کہ کوئی دین یا رقم معینہ کسی تحریری دستاویز یا انشورنس پالیسی کی بنا پر ادا طلب ہو یا اگر یوں ادا طلب تو نہ تھی مگر اس تحریری اطلاع کے ساتھ اس کا مطالبہ کیا گیا ہو کہ تاریخ مطالبہ سے سود طلب کیا جائے گا۔

---

[1] Parke, B., in Robinson v Harman, 1 Ex. 855.

[2] Maule, J., in Beaumont v. Greathead, 2 C B. 499.

[3] *In re* Marquis of Anglesey, (1901) 2 Ch. (C. A.) 548.

[4] 3 & 4 Will. IV, C 42, ss 28, 29

اور دفعہ ۵۷ قانون بلس آف ایکسچینج بابت ۱۸۸۲ء کی رو سے کسی غیر ادا شدہ بل کی نالش میں سود طلب کیا جا سکتا تھا مگر قدیم عملدرآمد کے لحاظ سے عدالت بحریہ جو عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ سے اس بارے میں مختلف ہے، ان ہرجوں پر سود دلاتی ہے جن کے اس عدالت میں دلانے کا حکم ہوا ہو[1]۔ مگر یہ نالشیں بربنائے ضرر ہیں نہ کہ بربنائے معاہدہ۔

فریقین کا ارادہ

(۱) (Parke. B) نے رابنسن بنام ہارمن میں جو قاعدہ مقرر کیا اس کو عملاً چیم تحدیدات کے تحت لینا چاہیئے کیونکہ (Hadley) بنام (Baxendale) کا[2] قاعدہ پیش نظر رکھنا ہوگا:۔

> جب دو فریق کوئی معاہدہ کریں جن میں سے ایک اسے توڑ دے تو فریق ثانی کو اس نقض کے متعلق جو ہرجہ ملنا چاہیے وہ ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے متعلق یا تو مناسب اور معقول طور سے یہ خیال کیا جائے کہ وہ طبعاً پیدا ہوا (یعنے خود اس نقض معاہدہ سے اشیا کی معمولی رفتار کے مطابق) یا ایسا ہو کہ اس کے متعلق معقول طور سے سمجھا جا سکے کہ بوقت انعقاد معاہدہ اس کا ممکنہ نتیجۂ نقض ہونا فریقین کے ذہن میں تھا۔ اب، اگر ان خاص حالات سے جن میں معاہدہ فی الواقع منعقد ہوا تھا، مدعیان نے مدعیٰ علیہم کو مطلع کریں اور اس طرح دونوں فریق اس سے باخبر ہو جائیں تو ایسے معاہدے کے نقض سے (جس کے امکان کی فریقین

[1] The Gertrude, 18 P. D. 105.

[2] Per Alderson, B., 9 Exch. at p. 354.

معقول طور سے پیش بینی کرسکتے تھے) جو ہرجہ ہوگا
وہ اُس ضرر کی مقدار کے مطابق ہوگا جو عام طور پر
ان حالات میں اس طرح اطلاع دادہ اور
معلوم کردہ معاہدے کے نقض سے پہنچ سکے۔"

نقض معاہدہ سے ایسے نقصانات پیدا ہو سکتے ہیں جن کی کسی فریق نے پیش بینی نہ کی ہو اور نہ کوئی بوقت انعقاد معاہدہ کرسکتا ہو۔ ایسی صورت میں وہ ہرجے جن کا مدعی مستحق ہے اس سے زیادہ نہ ہوں گے جن کی فریقین بطور ایک طبعی نتیجۂ نقض معاہدہ توقع کرتے ہوں۔ ہرجے کا تعین کرنے میں۔ معاہدے کے معنے متعین کرنے کی طرح[1] جب کہ فریقین نے معاملے کو مشتبہ چھوڑ دیا ہو، ہم یہ دریافت کریں گے کہ کوئی معقول آدمی[2] بوقت انعقاد معاہدہ اس کے نقض کا کیا ممکن نتیجہ اپنے ذہن میں فرض کرتا؟

غیر معمولی نقصان

کوئی خصوصی نقصان جو طبعاً یا بداہتہً نقض سے نہ پیدا ہو، اگر اس کا معاوضہ دلانا ہو تو بوقت انعقادِ معاہدہ اس کا صراحت سے ذکر ہوا ہونا چاہیے۔

(Horne) بنام، مڈلینڈ ریلوے کمپنی[3] میں مدعی پر تحت معاہدہ واجب تھا کہ ایک خاص دن ایک غیر معمولی بڑے ثمن پر جوتے لندن میں حوالے کرے اس نے جوتے منزل مقصود کو روانہ کرنے کے لئے مدعی علیہم کے حوالے کردیے انھیں معاہدے کے سلسلے میں صرف تاریخ حوالگی کی اطلاع تھی۔ جوتے لیجانے میں تاخیر ہوگئی۔ اور اسی لئے خواہاں خریداروں نے انھیں مسترد کردیا۔ مدعی نے نالش دائر کی کہ اسے نہ صرف معمولی ہرجۂ تعویق دلایا جائے بلکہ وہ فرق بھی جو فروخت شدہ قیمت اور ٹھیک وقت پر حوالگی کی صورت میں فروخت شدنی

---

[1] Agius v G W. Colliery Co, (1899) 1 Q. B. 418.

[2] Hammond v. Bussey, 20 Q. B. D. 79.

[3] L. R. 8 C. P. 131.

قیمت میں تھا۔ قرار دیا گیا کہ یہ نقصان نہیں دلایا جا سکتا بجز اس کے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ کمپنی کو اس غیر معمولی نقصان کی اطلاع دی گئی تھی جو بے وقت حوالگی سے مدعی کو پہنچتا اور کمپنی نے اس کی ذمہ داری لے لی تھی۔

اسی طرح (British Columbia Sawmills) بنام (Nettleship) میں[1] مدعیوں نے مدعیٰ علیہ کے سپرد چند مشین کے ڈبے کئے تاکہ مدعیٰ علیہ ان کو اپنے جہاز میں بار کر کے لے جائے۔ یہ شہر وانکوور میں آرہ کشی کا کارخانہ قائم کرنے کے لئے تھے۔ مدعیٰ علیہ ایک ڈبہ حوالے کرنے سے قاصر رہا مگر اسے اس کا علم نہ تھا کہ اس ڈبے میں مشین کا ایک اہم حصہ تھا جس کے بغیر آرہ کشی کا کارخانہ قائم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ مدعیوں نے نہ صرف مفقودہ اجزا کی دستیابی کے ہرجے کا مطالبہ کیا بلکہ اس نقصان کا بھی جو مفقودہ اجزا کی غیر موجودگی سے بقیہ مشین کے بے کار پڑے رہنے کے زمانے میں کام کے رکے رہنے سے ہوا۔ قرار دیا گیا کہ ہرجہ صرف اس بات کے لئے ہوگا کہ مفقود کل وانکوور میں لادی جائے۔ عدالت نے کہا:—

> مدعیٰ علیہ ایک بردندہ ہے نہ کہ ان اشیا کا بنانے والا جو ایک خاص مقصد کے لئے مہیا کی گئیں . . .
> اسے ان ہرجوں سے زیادہ کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جائے گا جن کے متعلق مناسب طور سے فرض کیا جا سکے کہ بوقت انعقاد معاہدہ فریقین کے ذہن میں تھے۔ وہ ایک ایسی چیز ہو جس کی پیش بینی اور معقول توقع کی جا سکتی ہو اور جس پر اس نے انعقاد معاہدہ کے ذریعے سے صراحتًہ یا معنًا رضامندی ظاہر کی ہو۔

[2] See Bostock v. Nicholson, (1904) 1 K. B. 725.

[1] L. R. 3 C. P. 499, 505.

ہرجہ نقض معاہدہ پر ہے نہ کہ بطور سزا

(۳) نقض معاہدہ پر جو ہرجہ دلایا جاتا ہے وہ تلافی کے طور پر ہوتا ہے سزا کے لئے نہیں۔ اسی لئے مدعی کو سوائے اس رقمی نقصان کے کچھ اور نہیں دلایا جاتا جو اسے پہنچا ہو۔ اور یہ قواعد بالا کے تابع ہوگا۔ چنانچہ ناجائز برطرفی پر ایک نوکر کے متعلق آقا پر واجب ہے کہ رقم ابرا (indemnity) ادا کرے۔ مگر ابرا میں نہ تو نوکر کے ضرر رسیدہ جذبات کی تلافی شامل ہے نہ وہ نقصان جو اسے برطرفی کے باعث نئی ملازمت کے حصول میں دقت ہونے سے پہنچتا ہے[1]۔ نقض عہد ازدواج، اس سے مستثنیٰ ہے[2]۔ ایسی صورت میں شخص متضرر کے جذبات کا لحاظ علاوہ اس رقمی نقصان کے کیا جاتا ہے جس کے عائد ہونے کا ثبوت دیا جائے۔

فریقین کا تعین رقم کرنا

(۴) فریقین معاہدہ اکثر اس ہرجے کی رقم کا تعین کر دیتے ہیں جس پر وہ ایک یا دونوں کی جانب سے نقض عہد کا تخمینہ کرتے ہیں، اور اپنے اس تعین کا ذکر معاہدے میں کرتے ہیں۔ ان حالات میں تعزیر (penalty) اور ہرجۂ متعینہ میں فرق ہوتا ہے جس پر ہم "تعبیر معاہدہ" پر غور کرتے ہوئے بحث کر چکے ہیں (باب ۱۱ فصل ۲)۔

(۵) تعین ہرجہ میں دقت ہونے سے مدعی اس حق سے محروم نہیں ہو جاتا کہ وہ اس کے تعین کی کوشش کرے[3]۔ بجز اس کے کہ وہ ہرجہ بعید اور فرضی امکانات پر موقوف ہو[4]۔

مشکلات تعین میں جیوری فیصلہ کرے

ایک کاریگر کی عادت تھی کہ اپنے سامان کے نمونے زرعی نمائشوں میں بھیجا کرتا تھا۔ اور اس طرز عمل سے اس نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے ایسا کچھ سامان ایک ریلوے کمپنی کے سپرد کیا جس نے

---

[1] Addis v. Gramophone Co , (1909) A. C. 488 at p. 491.

[2] Finlay v. Chirney, 20 Q. B. D at p. 498.

[3] Robinson v. Harman, 1 Ex. 855.

[4] Sapwell v Bass, (1910) 2 K. B. 486.

مدعی سے عہد کیا کہ اسباب ایک خاص شہر میں خاص دن حوالے کرے گی[1]۔ کمپنی کا عہد ایسے حالات میں ہوا تھا کہ اسے مدعی کے مقصد کی اطلاع ہو جانی چاہیے تھی۔ اسباب وقت مقررہ پر حوالے نہیں کیا گیا اور اسی لیے وہ تاخیر کے باعث نمائش میں پیش نہ کیا جا سکا۔ قرار دیا گیا کہ اگرچہ تعین ہرجہ مشکل اور قیاسی تھا مگر یہ مشکل اس بات کی وجہ نہیں بن سکتی کہ کوئی ہرجہ دلایا ہی نہ جائے[2]۔

مزید برآں، مدعی اس نقصان آیندہ کے پانے کا مستحق ہے جو مدعی علیہ کے ایک معاہدے کی (جس سے مدعی نفع کما سکتا تھا) تعمیل سے انکار پر پیدا ہو، چنانچہ مدعی کو اگر کوئلہ ماہوار اقساط میں مہیا کرنے کا معاہدہ مدعی علیہ نے کرے اور نقض وقوع میں آئے اور آخری قسط کی حوالگی کی تاریخ آنے سے قبل نالش دائر کی گئی ہو تو یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہرجے کی مقدار اتنی ہی ہوگی جو ہر قسط کی حوالگی کی تاریخ پر معاہداتی ثمن اور بازاری نرخ میں فرق ہو[3]۔ اور یہ کہ آخری قسط کی عدم حوالگی کے نقصان کا بھی اسی بنیاد پر قیاس کیا جائے اگرچہ اس کی حوالگی کا وقت نہ آیا تھا۔ یہ قاعدہ کہ معاہداتی ثمن اور بازاری نرخ کا فرق ایسی صورت میں معیار ہرجہ ہے[4]، اس صورت میں بھی متعلق ہوتا ہے جب مشتری نے نرخ بازار سے کم پر مکرر فروخت کرنے کا انتظام کرتے ہوئے فی الحقیقت اس فرق کا اندازہ نہ کیا ہو جو معاہدے کی تعمیل بائع کر دیتا تو ہوتا کیونکہ نقض کے بعد مشتری کو مجبور ہونا پڑتا کہ نرخ بازار پر خریدکر وہ حیثیت حاصل کرے کہ گویا اس نے معاہدہ پورا کر دیا ہے[5]۔

مگر اس قاعدے پر یہ قید عائد ہے کہ اگر کسی شخص کا معاہدہ توڑ دیا جائے

[1] Simpson v L. & N. W. Railway Co., 1 Q.B. D. 274.

[2] Chaplin v. Hicks, (1911) 2 K B. 786.

[3] Roper v. Johnson, L. R. 8 C. P. 167.

[4] Brown v. muller, L. R. 7 Exch. 319.

[5] William v. Agius (1914) A C. 510

تو اسے چاہیے کہ معقول طرز عمل اختیار کرے اور اگر اسے موقع ہو کہ نقض معاہدہ سے جو نقصان اس کو پہنچا ہے یا جس کے پہنچنے کا امکان ہے اس کو کم کرے، تو اس کا فریضہ ہے کہ ایسا کرے۔[1] اس طرح گو حوالگی اشیا کے معاہدے کے نقض میں معیار ہرجہ وہ فرق ہے جو حوالگی کے لئے مقررہ تاریخ پر ثمن معاہدہ اور نرخ بازار میں ہو، تاہم اگر مدعی اپنا نقصان گھٹا سکے مثلاً غیر حوالہ شدہ اشیا کی جگہ لینے کے لئے دیگر اشیا فوراً کم نرخ پر خرید لے یا مدعیٰ علیہ کے اس ایجاب کو قبول کرے جو حصۂ نقصان کی تلافی کے متعلق ہو، تو اس کا تعین ہرجہ میں لحاظ کیا جانا چاہیے۔ ہر مقدمے میں یہ ایک واقعاتی سوال ہوگا کہ آیا اس نے اسی طرح عمل کیا ہے جس کی ایک معقول آدمی سے توقع کی جاتی ہے۔

فصل سوم تعمیل مختص اور حکم امتناعی

بعض حالات میں کسی کام کے عہد کا جبری نفاذ تعمیل مختص کی ڈگری کے ذریعے سے اور کسی ترکِ فعل کے صریح یا معنوی عہد کا حکم امتناعی کی ڈگری کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔

تعمیل مختص مہربانی ہے۔

یہ چارہ ہائے کار ایک زمانے میں صرف چانسری عدالت عطا کرتی تھی۔ جو ہرجہ بطور چارۂ کار قانونِ غیر موضوعہ دلاتا تھا اس کا اس سے تکملہ ہوتا تھا۔ اور اس کی عطا چانسلر کے اختیار میں تھی جو بادشاہ کی مہربانی کا منتظم ہوتا تھا۔

اس سے کب انکار کیا جائے گا

ان دونوں چارہ ہائے کار کے دو خاص خصوصیات کی یہاں توضیح کافی ہوگی کہ ایک تو وہ تکملے کے لئے ہیں اور دوسرے

[1] Payzn v. Saunders (1919) 2 K. B. 581.

وہ صوابدید پر موقوف ہیں۔

(۱) جب ہرجے سے کافی تلافی ہو جاتی ہے تو تعمیل مختص کا حکم نہیں دیا جائے گا:-

"تعمیل مختص کا چارۂ کار، جس کا بہ احتیاط اطلاق ہوا ہے، ایسے حالات کے لئے ایجاد کیا گیا جن میں ہرجے کی ڈگری کے معمولی چارۂ کار سے نقض معاہدہ کی کافی تلافی نہیں ہوتی۔ تعمیل مختص پر مجبور کرنے کا اقتدارِ عدالتی ہمیشہ صوابدید پر موقوف اور مشہور قواعد میں محدود سمجھا گیا ہے"[1]

کسی قطعۂ اراضی کے انتقال میں نقض معاہدہ ہو تو ہرجہ دلانا بہت ناکافی چارۂ کار ہو سکتا ہے: خریدنے کا ارادہ کرنے والے شخص نے ممکن ہے اس مقام کا انتخاب نفع، صحت، سہولت اور ہمسایہ داری گرد و پیش کے حالات کے لحاظ سے کیا ہو۔ ہرجہ عموماً تلافی کے لئے دلایا جاتا ہے، مثلاً سامان مہیا نہ کرنے کے معاوضے میں ہرجہ دلایا جا سکتا ہے۔ سامان کی بیع کے معاملے میں چانسری عدالت تعمیل مختص کی ڈگری صرف اس صورت میں عطا کرتی تھی جب اشیا میں خاص حسن، ندرت یا دلچسپی ہو، لیکن اب قانوناً کسی[2] مختص (specific) یا متعین (ascertained) سامان کی حوالگی کے معاہدے کا نقض ہو تو عدالت حکم دے سکتی ہے کہ معاہدے کی تعمیل مختص ہو اور بائع کو اختیار نہ ہوگا کہ سامان روک رکھے اور ہرجہ ادا کرے۔

(۲) جب عدالت نفاذ معاہدہ کی نگرانی نہ کر سکتی ہو تو تعمیل مختص کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

---

[1] Ryan v. mutual Tontine Association, (1893) 1 Ch. at p. 126.

[2] Sale of goods Act, 1893, s. 52.

اگر عدالت کسی معاہدۂ ملازمت یا سامان کی باقساط حوالگی کے معاہدے کی تعمیل کرانی چاہے تو ظاہر ہے[۱] کہ ایک سلسلۂ احکام اور ایک عام نگرانی کی ضرورت ہوگی جو کوئی عدالت بآسانی اپنے ذمے نہیں لے سکتی"۔ اور یہ کہ عدالت صرف اسی وقت عمل کرتی ہے جب وہ خود معاملۂ مختص کی اصل شئے کی تعمیل کرا سکتی ہو"۔

(۳) بجز اس کے کہ معاہدہ "منقین، مناسب اور منصفانہ" ہو، تعمیل مختص کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

یہی وہ موقع ہے جہاں اس چارۂ کار کا صوابدید پر موقوف ہونا نہایت نمایاں طور پر ملاحظے میں آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تعمیل مختص کا اس وقت بھی حکم دیا جائے گا جب خواہ کوئی معاہدہ قانون غیر موضوعہ کے تحت بھی قابل نالش ہو اور خواہ ہرجہ کافی معاوضہ نہ ہوتا ہو، عدالت معاملے کی عام معقولیت پر غور کرے گی اور اس چارۂ کار کے دلانے سے انکار کرے گی اگر مدعی پر چالاکی کا شبہہ ہو[۲]۔

۳ اسی اصول کے مانند یہ مطالبہ بھی ہے کہ فریقین میں باہمیت (mutuality) بھی ہو[۳]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بوقت انعقاد معاہدہ، دونوں جانب بدل یا عہود ہوں جن کی فریقین باہم جبری تعمیل کرا سکیں[۴]۔ اسی وجہ سے بلا بدل مہری عہد کی تعمیل مختص کا حکم نہیں صادر کیا جائے گا نہ کوئی نابالغ بچہ ہی اس چارۂ کار کے ذریعے سے معاہدے کو نافذ کرا سکے گا اس کا عہد خود اسی کے مقابل نافذ نہیں کیا جا سکتا[۵]۔ اور اگرچہ وہ اس کی بنا پر نالش ہرجہ عدالت عالیہ کی (King's Bench Division) میں دائر کر سکتا ہے مگر عدالت ہائے نصفت کا یہ عام اصول ہے کہ صرف اسی وقت

[۱] Wolverhampton Railway Co. V. L. and N. W. Railway Co., L.R. 16 Eqr 439.

[۲] Webster v. Cecil, 30 Beav. 62.

[۳] Kekewich v Manning, 1 D m. & g. at p 188.

[۴] In re Lucan 45 Ch D. 470

[۵] Flight Bolland, 4 Russ 298.

مداخلت کریں جب چارۂ کار، باہمی ہو۔"

حکم امتناعی

حکم امتناعی کا استعمال معاہدۂ سادہ یا عہد ترک فعل (اجتناب) کے نفاذ کے ذریعے کے طور پر ہو سکتا ہے۔ تعمیر کے معاہدے اور جائداد کے ایک معین طریقے کے سوا اور طور پر استعمال کی ممانعت کی صورت میں بھی یہی ہوگا۔

حکم امتناعی کب صادر ہوگا

یا ہو سکتا ہے کہ یہ اس معاہدے کی جبری تعمیل کے نفاذ کا واحد ذریعہ ہو جس میں ہرجہ، ناکافی چارۂ کار ہو دراں حالیکہ معاہدے کی جبری تعمیل میں ایسی عام نگرانی کی ضرورت لاحق ہوتی ہو جو عدالت اپنے ذمے نہیں لیتی۔ چنانچہ ایک مالک ہوٹل نے ایک مکان کرایے پر لیا اور معاہدہ کیا کہ وہ بیر شراب صرف اس کو مکان کرایے پر دینے والے اور اس کے محولوں (assigns) سے خرید ےگا۔ چنانچہ مالک ہوٹل کو اپنا عہد پورا کرنے کے لئے حکم امتناعی جاری کیا گیا اور اسے کسی اور سے بیر شراب خریدنے سے روکا گیا۔[1]

(Lumley) بنام (Wagner)[2] اس اصول کی ایک انتہائی مثال ہے۔ مس واگنر نے معاملہ کیا کہ لملے کے تھیٹر میں گائے گی اور ایک خاص زمانے میں کہیں اور نہ گائے گی۔ بعد ازاں اس نے ایک اور شخص سے ایک اور تھیٹر میں گانے کا معاہدہ کیا اور جو معاہدہ لملے سے کیا تھا اس کی تعمیل سے انکار کیا۔ عدالت نے اس سے تو انکار کیا کہ مس واگنر کی لملے کی تھیٹر میں گانے کے مثبتہ اقرار (Positive engagement) کی جبری تعمیل کرائے البتہ اسے اس عہد کی تعمیل پر ایک حکم امتناعی کے ذریعے سے مجبور کیا گیا کہ کہیں اور نہ گائے۔

حکم امتناعی صادر کرنے سے کب انکار کیا جائے گا

یہاں ایک صریح منفی عہد تھا جسے عدالت نافذ کر سکتی تھی اور اور یہ استدلال کیا گیا ہے کہ کسی صریح مثبت (positive)

---

[1] Clegg v Hands, 44 Ch. D 503.

[2] 1 D. M. & G, 604.

عہد سے اس بات کی منفی ذمہ داری پیدا ہوتی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس عہد کی تعمیل میں خلل انداز ہو۔ مگر شخصی خدمات کے معاہدوں میں عدالتوں نے اس بات سے انکار کیا ہے[1] کہ سوائے صریح منفی اقراروں کے کسی اور امر کی جبری تعمیل کرائیں کیونکہ وہ اس بات پر آمادہ نہیں ہیں کہ لملے بنام واگنر کے اصول کو اور آگے بڑھائیں۔ اس[2] کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ "ایک بے اصول جنیز ہے گو اس کی پیروی مماثل مقدمات میں تو ہوگی مگر اس بے اصولی کو مزید وسعت دینا خطرناک ہے۔"

فی الحقیقت یہ قاعدہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ بطور ایک عام قاعدے کے شخصی خدمات کے معاہدوں میں نہ تو تعمیل مختص کا حکم دیا جائے گا نہ امر امتناعی کا۔ ایک کمپنی نے ایک منیجر کو ملازم رکھا اور اس نے معاملہ کیا کہ "اپنا پورا وقت کمپنی کے کاروبار کے لئے دے گا۔" بعد میں اس نے اپنے وقت کا کچھ حصہ ایک رقیب کمپنی کو دیا۔

Lindley, L J نے کہا "میرے خیال میں شخصی خدمات کے مقدموں میں عدالتیں تعمیل مختص کی ڈگری صادر کریں تو اس سے بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں جو معاملات کو یوں ہی چھوڑ دینے سے پیدا ہوتا۔ اور خواہ ان معاہدات کو تعمیل مختص کے ذریعے سے راست نافذ کرنے کی کوشش کی جائے یا حکم امتناعی کے ذریعے سے بالواسطہ، یہ میرے نزدیک غیر اہم ہے اس بنیاد پر کہ بہرحال ایک فریق کو بے وجہ

---

[1] Fry, Specific Performance, ss. 860-862.

[2] Mortimer v Beckett, (1920) 1 Ch 571.

[3] Whitwood Chemical Co. v Hardman, (1891) 2 Ch. 428.

نقصان پہنچے گا، عدالتیں اس قسم کے مقدمات میں
حکم امتناعی صادر کرنے سے انکار کرتی ہیں اور
متضرر فریق کو وہ چارۂ کار دلاتی ہیں جو حکم امتناعی
کے غیر معمولی چارۂ کار کے سوا ممکن ہے۔[1]

اسی اصول پر عمل کیا جائے گا خواہ کوئی اقرار، جس کا منشا اثباتی ہو منفی صورت میں مرتب کیا گیا ہو۔ ایک آقا[2] نے اپنے منتظم (مینیجر) سے معاملہ کیا کہ وہ اس خدمت سے الگ ہونے کی درخواست نہیں کرے گا، بجز چند خاص حالات کے۔ قرار دیا گیا کہ اس قسم کی ذمہ داری کی جبری تعمیل اس طور سے نہیں کرائی جا سکتی کہ آقا کو منتظم کی برطرفی سے روکنے کے لئے حکم امتناعی جاری کیا جائے۔

لملے بنام واگنر کے اصول کی وسعت کا محدود ہونا دو بعد کے مقدموں سے معلوم ہوتا ہے۔

ایک مسافر[3] نے عہد کیا کہ وہ ایک کمپنی کی دس سال تک خدمت کرے گا اور اس مدت میں "اپنے آپ کو کسی اور کاروبار میں مصروف یا ملازم نہیں کرے گا۔" اس بات سے انکار کیا گیا کہ اسے ایک اور ملازمت کے قبول کرنے سے روکنے کے لئے حکم امتناعی صادر کیا جائے، اور بتایا گیا کہ لملے بنام واگنر کو اس بنا پر خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے معہودہ خدمات خاص نوعیت کی تھیں۔ لیکن اگر کسی مدت کے لئے خدمات کا معاہدہ خاص نوعیت کا ہو (مثلاً منشی صیغۂ راز جس کے قبضے میں اسرار تجارت ہوں[4]) تو ضرورت ہو تو اس بات کا حکم امتناعی صادر ہو سکتا ہے کہ اسے دیگر ملازمت کو قبول کرنے سے روکا جائے کیونکہ اس ملازمت سے، پہلے آقا سے غداری یا اس کو ضرر پہنچانے کا ارادہ ہو سکتا ہے۔

شخصی خدمات کے معاہدے کو عدالتیں چارۂ کار ہذا کی حد تک دیگر

---

[1] Davis v Foreman, (1894) 3 Ch 654

[2] Ehrman v Bartholomew, (1898) 1 Ch. 671.

[3] Robinson v. Heuer, (1898) 2 Ch. 451.

معاہدات سے ممتاز خیال کرتی معلوم ہوتی ہیں۔

چنانچہ دی مٹراپالیٹن الکٹرک سپلائی کمپنی (The Metropolitan Electric Supply C.) بنام (Ginder)[1] میں مدعیٰ علیہ نے صریح عہد کیا تھا کہ مذکورہ کمپنی ہی سے اپنی پوری برقی قوت خریدا کرے گا۔ اس کے متعلق قرار دیا گیا کہ اس میں اس بات کا منفی عہد ہے کہ وہ کسی اور سے کچھ نہ لے گا اور اسی بنا پر ایک حکم امتناعی صادر کیا گیا۔

دو امور قابل لحاظ ہیں:-

(۱) جب معاہدہ خود ایک مقدار رقم ہرجہ کے طور پر مقرر کرے تو نقض معاہدہ سے ضرر اٹھانے والا فریق ہرجہ اور حکم امتناعی دونوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اسے دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوگا[2]۔

(۲) کسی تصفیتی مطالبے یا مطالبۂ عکسی کو عدالت عالیہ کی کسی بھی شاخ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر جو مقدمات "جائداد غیر منقولہ (real property) کے بائعوں اور مشتریوں میں ہوں ان کی نیز معاہدات پٹہ کی تعمیل مختص" چانسری ڈویژن کے حوالے کی گئی ہے کہ وہ اس کام کا خاص شعبہ ہے۔ اس قسم کی نالش اگر چانسری کے سوائے کسی اور شاخ میں دائر کی جائے تو حکم عدالت کے ذریعے سے چانسری میں منتقل کر دی جائے گی۔

فصل چہارم نقض معاہدہ سے

پیدا ہونے والے حق نالش کا اختتام

حق نالش کا اختتام | نقض معاہدہ سے جو حق نالش پیدا ہوتا ہے وہ ان تین میں سے

---

[1] (1901) 2 Ch at p 807 -

[2] General Accident Corporation v Noel. (1902) 1 K. B. 377.-

[3] 36 & 37 Vict c 66 s 34 sub-s 3 .

کسی ایک طور پر ختم ہو سکتا ہے:۔
(الف) فریقین کی رضامندی سے۔
(ب) عدالت مجاز سماعت کے فیصلے سے۔
(ج) وقت گزر جانے سے

(الف) اختتام بذریعۂ رضامندی فریقین

یہ یا تو بری کرنے (Release) سے ہو سکتا ہے یا رضامندی و تلافی (Accord and Satisfaction) سے۔ ان دونوں طریقہ ہائے اختتام میں امتیاز کرنے کے لئے ہمیں اس ابتدائی قاعدۂ معاہدہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے کہ جو عہد بلا بدل کیا گیا ہو اس کے قابل پابندی ہونے کے لئے مہری ہونا ضروری ہے۔

ابرا (Release) ایک دست برداری (waiver) ہے جو شخص مجاز اپنے اس حق کے متعلق دیتا ہے جو اسے اس سے کئے ہوئے عہد کے نقض کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔

دست بردار ہونے والے پر دست برداری کی پابندی عائد کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مہری ہو۔ ورنہ وہ اس بات کے عہد بلا بدل سے زیادہ نہ ہوگا کہ ایک حق کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔

بلس آف اکسچینج اور پرامیسری نوٹ اس قاعدے کے مستثنیات ہیں۔ یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ان دستاویزات کے واجب الادا ہونے کے قبل زبانی طور سے دست برداری (waiver) دی جا سکتی ہے۔ جس شخص کو کسی بل یا نوٹ کی بنا پر حق نالش حاصل ہوا ہو وہ اسے ایک غیر مشروط بلا بدل الغاء (renunciation) کے ذریعے سے تحریری طور پر یا خود بل کو قبول کنندہ کے حوالے کر کے ختم کر سکتا ہے[1]۔

رضامندی و تلافی (Accord and satisfaction) ایک معاملہ ہے

[1] Bills of Exchange Act, 1882, s. 62..

جس کا تحریری ہونا ضروری نہیں۔ اس کا اثر یہ ہے کہ فریقین معاملہ میں سے ایک کو جو حق نالش تھا وہ ختم ہو جائے۔

پہلے[1] تلافی (Satisfaction) سے مراد یہ لی جاتی تھی کہ اختتام کرنے کے بدل کی ادائی کی جائے۔ قانون جدید میں اصل بنائے نالش[2] کو نہ صرف ایک نئے عہد کی تعمیل ختم کرے گی بلکہ خود اس کا ایک نیا عہد بھی یعنے اصل معاہدے کے ذریعے سے مدیون جس چیز کی تعمیل کا پابند تھا اس سے ایک مختلف چیز کا عہد بھی بنائے نالش کو ختم کرے گا، بشرطیکہ یہ بات واضح ہو کہ یہ ارادہ تھا کہ عہد، تلافی میں شمار کیا جائے۔

(ب) اختتام، عدالت مجاز سماعت کے فیصلے کے ذریعے سے



اگر کوئی عدالت مجازِ سماعت، مدعی کے حق میں فیصلہ کرے تو نقضِ معاہدہ سے جو حق نالش پیدا ہوا تھا وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح حق "وُجوب" کی زیادہ سنجیدہ و باوقار صورت میں مدغم ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق ہم کہیں اور ذکر کر آئے ہیں یہ نام نہاد معاہدات مثل عدالت (رکارڈ) کی ایک قسم ہے۔

اثر ارجاع نالش

کسی معاہدۂ شکستہ پر جو قانونی کارروائی ہوگی اس کا نتیجہ مختصراً یہ ہے:۔

محض ارجاع نالش سے حق ارجاع نالش ختم نہیں ہو جاتا۔ دوسری نالش اسی بنا پر دوسری عدالت میں دائر کی جا سکتی ہے۔ اگرچہ ایسی

---

[1] باب ۴ فصل ۴ نمبر (۲) معاہدۂ شکستہ۔

[2] Morris v Baron, (1918) per Lord Atkinson at p. 35.

صورت میں عدالتوں کے سرسری وقطعی اختیار سماعت سے درخواست کرنے پر ایسی نالش کی کارروائیاں روک دی جاسکتی ہیں[1] اگر وہ محض ستانے کے لئے ہوں۔ تاہم اگر ایک ہی بنا پر نالش انگریزی اور خارجہ عدالت دونوں میں دائر کی جائے تو مدعی علیہ پر آخر الذکر میں نالش ہونے کا واقعہ اس کی اس حیثیت پر کسی طرح بھی معین یا اثر انداز نہیں ہوسکتا جو اسے اول الذکر میں حاصل ہوگی۔

اثرات فیصلہ

لیکن جب کسی نالش کا فیصلہ صادر ہو جائے خواہ رضامندی سے یا حکم عدالت سے، تو امر مانع تقریر مخالف کے ذریعے سے وجوب ختم ہو جائے گا۔[2] مدعی دوسری نالش اسی بنا پر دائر نہیں کرسکتا جب تک کہ فیصلہ باقی ہو۔ فیصلہ صادر شدہ، مرافعے میں بدل سکتا ہے اور اس کے موافق ہوسکتا ہے، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عدالت مرافعہ تجویز جدید کا حکم دے کر فریقین کو ان کی اصل حیثیت میں دوبارہ لے آئے۔[3]

اثرات امر مانع تقریر مخالف

لیکن ایسا امر مانع تقریر مخالف صرف ایک مخالف فیصلے سے پیدا ہوگا اگر وہ مقدمے کے اہم امور کی تنقیحات قائم کرکے طے کیا گیا ہو۔ اگر کوئی شخص اس بنا پر ناکام رہے کہ اس نے غلط حیثیت سے نالش کی مثلاً وصی (executor) کی جگہ منصرم وصیت (administrator) بنا، یا غلط وقت پر نالش کی[4] جیسے کسی شرط معاہدہ کے پورے ہونے سے پہلے نالش دائر کی مثلاً بیع استبا میں مدت ادائی کے ختم ہونے سے پہلے۔ جو مخالف فیصلہ ان بنیادوں پر مبنی ہوگا وہ اس بات سے مانع نہ ہوگا کہ فریق کسی مابعد نالش میں کامیاب ہو۔

اگر فیصلہ مدعی اپنے حق میں پائے تو حق نالش ختم ہوجاتا ہے اور ایک

۱- R. S. C Order 25 r 4.

۲- Exparte Bank of England, (1895) 1 Ch 37.

۳- Conquer v Boot, (1928) 2 K. B. 336.

۴- Palmer v Temple, 9 A & E 508

نیا وجوب (یعنے نام نہاد معاہدہ مثل عدالت کی ایک صورت) پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کہنا باقی ہے کہ جو وجوب فیصلۂ عدالت سے پیدا ہو وہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب زر ڈگری ادا کر دیا جائے یا دائن اپنے مدیون کی جائداد سے بذریعہ تعمیل ڈگری دین کی پابجائی کرالے۔

(ج) وقت کا گزر جانا

قانون غیر موضوعہ کی رو سے وقت کے گزر جانے سے معاہداتی حقوق پر اثر نہیں پڑتا۔[1] ایسا حق مدامی اور ناقابل شکست نوعیت کا ہوتا ہے بجز اس کے کہ وہ نوعیتِ معاہدہ یا الفاظِ معاہدہ کی رو سے محدود المیعاد ہو۔

اگرچہ حقوق میں یہ نوعیتِ دوام پائی جاتی ہے لیکن ان کی خلاف ورزی سے جو چارۂ کار پیدا ہوتے ہیں وہ مختلف احکام قانونِ موضوعہ کی رو سے ایک خاص مدت کے گزر جانے کے بعد واپس لے لئے جاتے ہیں۔ مفاد عامہ کے لئے ضروری ہے کہ مقدمہ بازی ختم کی جائے۔ غرض چارہ کار ممنوع ہو جاتے ہیں گو حقوق ختم نہیں ہوتے۔

"21 Jac I c 16. B. 3" کے ذریعے سے یہ قانون وضع کیا گیا کہ:-

سادہ معاہدہ

حساب فہمی کی تمام نالشیں اور مطالبات کے دعوے ۔ ۔ ۔ تمام نالش ہائے دین جو قرضے یا معاہدۂ بلامہری پر مبنی ہوں، تمام نالشیں جو کرایہ باقی ہونے کی بنا پر ہوں ۔ ۔ ۔ ایسی بنائے نالش کے چھے سال یا اس کے اندر نہ کہ اس کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شروع اور

---

[1] 4 & 5 Anne, c 16. s 12

[2] Per Lord Selborne, Llanelly Railway Co. v. L. & N. W. Railway Co, L. R. 7 H L. 567

دائر کی جائیں گی۔"

"مطالبات کے دعوے" (Action up on the case) میں خلاف ورزی عہد کی نالشیں (action of Assumpsit) بھی شامل ہیں جیسا کہ ایک سابقہ فصل میں بتایا گیا۔ لیکن حساب فہمی کی نالشیں جو دو تاجروں یا ان کے کارکنوں یا ملازموں میں ہوں ان کو صراحت کے ساتھ ایکٹ آف جیمس[1] کے ذریعے سے مستثنیٰ کیا گیا تھا اور ان سے چھ سال کی مدت بعد میں (Merchantile Law Amendment Act) بابت سنہ ۱۸۵۶ء[2] دفعہ ۹ کے ذریعے سے متعلق کی گئی[3]۔

ضابطہ دیوانی بابت سنہ ۱۸۳۳ء دفعہ ۳ ان مقدمات کے ارجاع کی مدت جو معاہدۂ مہری کی بناء پر ہوں، بنائے نالش کے پیدا ہونے کے بیس سال بعد تک محدود کرتا ہے۔

عمل قانون کا تعطل

میعاد سماعت کا زمانہ بنائے نالش کے پیدا ہونے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ مگر ایسے حالات ہو سکتے ہیں جن میں اس کا عمل ملتوی ہو جائے۔ اسٹاچوٹ آف جیمس اول[4] کی رو سے بنائے نالش کے پیدا ہونے کے وقت اگر مدعی

---

[1] 21 Jac 1 c 16.

[2] 19 & 20 Vict c 97.

[3] جوڈی کیچر ایکٹ سے پہلے صرف چند قوانین میعاد سماعت نصفتی مطالبات سے صراحۃً متعلق ہوتے تھے مثلاً سنہ ۱۸۳۳ء کا (Real Property Limitation Act 3 & 4 Will, 4, c 27 (دیکھو Greaves, 1 Ch D 554) مگر نصفتی عدالتوں نے تمثیل و قیاس کے ذریعے دیگر قوانین میں جو میعاد ہائے سماعت مقرر تھے ان کو ان صورتوں میں بھی قبول کر لیا جب کوئی قانونی حق زیر بحث ہو (رابنسن سنہ ۱۹۱۱ء (1 ch 502) قوانین میعاد سماعت کی اب ہر عدالت پر ہر متعلقہ مقدمے میں پابندی لازم ہے۔ دوسرے مقدمات میں ان کا اطلاق اب بھی قیاساً عدالت ہائے نصفت میں ہوتا ہے بجز اس کے کہ چارۂ کار مستدعیہ، ہم وقوع (concurrent) قانونی چارۂ کار سے بالکل غیر مطابق ہوں مثلاً بائع کے حق گرفت کا نفاذ غیر ادا شدہ زر خرید اری کے باعث۔ (دیکھو Stucley, (1906) 1 ch 67)

[4] 21 Jac. I.C. 16 S 7.

(نالش کنندہ) نابالغ زیر حفاظت شوہر (coverture) غیر صحیح الحواس قیدی یا سمندر پار غیر ملک میں ہو تو ایسی عدم صلاحیت کے رفع ہونے تک قانون کا عمل ملتوی رہتا ہے۔
اسٹاچوٹ آف ولیم چہارم[1] کا بھی معاہدۂ مہری کی بنا پر دائر ہونے والی نالشوں کے متعلق یہی حکم ہے لیکن اس میں مدعی کے قید میں ہونے کی صورت کو خارج کر دیا گیا ہے۔ زیر حفاظت شوہر ہونا اب (Marrıed Women's Properts Acts) کی رو سے عدم صلاحیت نہیں رہا

اب (Mercantile Law Amendment Act) بابت ۱۸۵۶ء[2] نے اس شخص سے جو قید ہو یا غیر ممالک میں ہو، نالشات بربنائے معاہدۂ سادہ یا مہری میں مراعات چھین لی گئی ہیں۔

مدعی علیہ کی عدم صلاحیت

حق نالش کے حاصل ہونے کے وقت اگر مدعی علیہ غیر ممالک میں ہو تو قانون کا عمل اس کی واپسی تک ملتوی رہتا ہے[3] لیکن جب دو یا زاید مدعی علیہم میں سے ایک حدود سماعت سے باہر ہو تو حدود کے اندر والوں پر نالش دائر کرنے سے مدعی کے وہ حقوق متاثر نہیں ہو جاتے جو غیر ملک میں مقیم شخص کے متعلق ہیں[4] مدعی علیہ کی نابالغی یا مخبوط الحواس ہونے سے التوا نہیں ہوتا۔
(Musurus bey) بنام (Gadban) میں[5] اس کے متعلق قانون کی اچھی توضیح ہوتی ہے۔ اس میں مدعی علیہ نے نالش مطالبۂ عکسی (counter claim) اس قرضے کے متعلق دائر کی جو اسے مدعی سے بہ حیثیت مسروس پاشا کے وصی کے وصول طلب تھا مسروس پاشا نے بیس سال قبل اپنے لندن میں سفیر ترکی ہونے کے زمانے میں گاڈبن سے قرضہ حاصل کیا تھا۔ قرار دیا گیا کہ بربنائے قواعد سفارت مسروس پاشا کے خلاف حق نالش

[1] 3 & 4 Wıll 4 C 42 S. 4.
[2] 19 & 20 Vıct C 97 S. 10.
[3] 3 & 4 Wıll 4 C 42 S 4 4 Anne, C 16 S 19.
[4] 19 & 20 Vıct C 97 S 11
[5] (1894) 2 Q B 352

نہ تو اس اثنا میں حاصل ہوتا ہے جب وہ سفیر تھا نہ اس معقول زمانے میں ہی جو اس کے تبادلے کے حکم کے آنے اور اس کے انگلستان سے رخصت ہونے میں لگا اور یہ کہ اس کے بعد سے وہ غیر ملک میں مقیم رہا اور وہیں ۱۸۹۰ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اور یہ کہ اسی بنا پر قانون کا عمل اس وقت تک شروع ہی نہیں ہوا تھا لہذا مطالبۂ عکسی قابل سماعت ہے۔

جو عدم صلاحیت، مدتِ میعادِ سماعت کے شروع ہونے کے بعد پیدا ہو وہ قانون کے عمل کو متاثر نہ کرے گی اسی طرح اس بات سے عدم آگاہی کہ حق نالش موجود ہے۔ لیکن جب یہ عدم آگاہی مدعیٰ علیہ کے فریب سے پیدا ہوئی ہو اور کسی معقول کوشش سے بھی مدعی کو یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ اسے بنائے نالش حاصل ہے، (تو ایسی صورتوں میں) فریب کا علم ہونے کی تاریخ سے میعادِ سماعت شروع ہوتی ہے[1]۔ اس نصفتی قاعدے کے اطلاق کو دفعہ ۲۴ ضمن (۱) جوڈیکیچر ایکٹ ۱۸۷۳ء نے عام کر دیا[2]۔

حق نالش کا احیا

قانون میعادِ سماعت اس طرح مرتب ہو سکتا ہے کہ نہ صرف چارۂ کار کو خارج کر دے بلکہ حق ہی کو پوری طرح ختم کر دے چنانچہ قانون نشان (۳ و ۴)، ولیم چہارم دسی ۲۷) میں جائداد غیر منقولہ (realty) کے متعلق یہی حکم ہے۔ اگرچہ قانون نشان (21 Jac I. c. 16) کی رو سے چارۂ کار خارج ہوتا ہے لیکن معاہدۂ مابعد کے ذریعے وہ بھی زندہ ہو سکتا ہے۔

معاہدات مہری

جب معاہدۂ مہری کا نتیجہ رقمی دَین ہو تو حقِ نالش کا احیا اس طرح ہو سکتا ہے کہ یا تو (۱)، دَین کو تحریراً فریق ذمہ دار یا اس کا کارندہ دستخط کر کے تسلیم کرے یا (۲) اس معاہدۂ مہری کے دَین سے جو اصل یا سود واجب الادا ہو اس سلسلے میں جزئی ادائی یا جزئی تصفیہ ہو۔ ایسی ادائی اگر فریق ذمہ دار کا کارندہ بھی کرے تو مطالبے کو دوبارہ زندہ کرنے کا اثر کرے گا[3]۔

سادہ معاہدہ

جب سادہ معاہدے کا نتیجہ رقمی دین ہو تو حق نالش کا احیا

[1] Blair v. Bromley, 5 Hare, 559.

[2] Gibbs v. Guild, 9 Q. B. D 66.

[3] 3 & 4 Will. 4 C. 42 B. S.

اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ دائن یا اس کے کارندے سے بعد میں اس کو تسلیم یا اس کے متعلق عہد کیا جائے[1] اور یہ قاعدہ دو قوانین موضوعہ سے متاثر ہوتا ہے: پہلے لارڈ (Tenterden) کا قانون بابت ۱۸۲۸ء دفعہ ۱ جس کی رو سے اقرار دین یا عہد کو موثر ہونے کے لئے تحریری ہونا ضروری ہے۔ دوسرے مرکنٹائل لا امنڈمنٹ ایکٹ بابت ۱۸۵۶ء دفعہ ۱۳ جس کا حکم ہے کہ ایسی تحریر پہ فریق ذمہ دار کا کارندہ جسے اس کام کے لئے مجاز کیا گیا ہو، دستخط کر سکتا ہے اور اس کے بعد وہ اسی طرح موثر ہوتا ہے گویا کہ خود فریق نے دستخط کئے ہیں۔

وہ قانون پوری طرح عدالت کا بنایا ہوا ہے جو قرضے کے سادے معاہدے کو "اقرار" یا "عہد" کے ذریعے سے زندہ کرنے کے متعلق ہے[2]۔ (اس کے برخلاف وہ قانون ہے جو "اقرار" سے متعلق ہے جس سے مہری دین کا احیا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ قانون، قانون موضوعہ ہے) گو اس عدالت کے بنائے ہوئے قانون کو لارڈ ٹنٹرڈن کے ایکٹ کے ذریعے سے قانون موضوعہ کا درجہ مل گیا۔ مگر اس کا وجود اصل میں "تین صدی کے فیصلوں" کا رہین منت ہے جن کا منشا بہرحال یہ تھا کہ ایک ایکٹ آف پارلیمان کو خوبصورتی کے ساتھ نظر انداز کیا جائے"۔ یعنے جیمس اول کے اسٹاچوٹ آف لمٹیشن کو۔

مگر اب یہ ایک معین قانون ہے کہ:—

(۱) ادائی دین کا تحریری وعدہ جو باقی رہ چکے

سال کے اندر کیا جائے وہ اس مقدمہ کو

اسٹاچوٹ آف جیمس اول کے عمل سے باہر

کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۲) سادہ اقرار دین میں ایسا عہد معنوی طور سے

فرض کر لیا جائے گا مگر،

(۳) جب اقرار کے ساتھ دوسری باتیں بھی

---

[1] In re Beavan (1912) 1 Ch 196

[2] Spencer v. Hemmerde, (1922) 2 A C per Lord Summer, at p 519

تحریر کی گئی ہوں مثلاً کسی آئندہ وقت یا کسی
شرط کے ساتھ ادائی کا عہد یا ادائی سے مطلقاً
انکار ۔ تو یہ کہنا عدالت کا کام ہے کہ آیا وہ
دوسری باتیں ادائی کے معنوی عہد کو مشروط یا
ان کی نفی کرنے کے لئے کافی ہیں[1]

اسی مقدمے میں لارڈ (Sumner) نے بیان کیا ہے کہ وہ پورا حکم جس کی بنا پر بعض وقت اقرار دین سے ادائی کا عہد مستنبط ہوگا اور بعض وقت نہ ہوگا "محض معنوی" ہے ذیل میں چند نکات درج کئے جاتے ہیں، جن کے متعلق لارڈ سمنر نے (کثیر اور اکثر متعارض فیصلوں پر جامع تبصرہ کرنے کے بعد) لکھا ہے کہ وہ اس کے خیال میں معین و مروج قانون ہیں :-

(۱) چونکہ حق نالش کا احیا بنفسہ مدیون ہونے کے اقرار پر موقوف نہیں ہوتا ہے بلکہ تسلیم سے عہد ادائی کے مستنبط ہونے پر، اس لئے خیال کیا جا سکتا ہے کہ بنائے نالش وہ نیا عہد ہے جس کا استنباط کیا گیا ہے۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ بنائے نالش اصل عہد ہی ہے اور قانوناً خارج المیعاد دین کی بنا پر نالش کرنا اسی وجہ سے اس معمولی قاعدے کا استثنیٰ نہیں ہو سکتا جو بدل سابق کی ممانعت کرتا ہے۔ اقرار دین سے معنوی طور پر جدید عہد کو فرض کرنے کی اہمیت محض یہ ہے کہ وہ "نوعیت اقرار کے تعین کا طریقہ" ہے یعنے اس بات کا تعین کہ آیا اقرار، اسی قسم کا اقرار ہے جس سے کوئی دین قانون جمیس کے عمل سے باہر ہو جاتا ہے؟ (مقدمۂ مذکور صفحہ ۵۲۴، ۵۲۳)۔

(۲) یہ کہنا عدالت کا کام ہے کہ درست تعبیر میں الفاظِ مستعملہ کے کیا معنے ہیں اور سوال یہ ہے کہ "مدیون کے الفاظ کے کیا معنے ہیں - نہ یہ کہ ان کو لکھتے وقت اس کی کیا مراد تھی۔" اقرار دین میں کسی مدیون کا واقعی ارادہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ کچھ مہلت پائے یا دائن کے کچھ دباؤ کو دور کرے۔ اور اگر یہ معلوم کرنا واقعے کے طور پر ضروری ہو کہ

[1] Spencer v Hemmende, (1922) 2 A. C. per Lord Cave, L C at p 513.

اس نے ادائی کے عہد کا ارادہ بھی کیا تھا تو نظریۂ اقرار دائن کے لئے زیادہ مفید درہے گا (ایضاً صفحہ ۵۲۶)۔

اگر یہی اصول ہو تو پھر اس کے اطلاق کا دارو مدار ہر مقدمے میں عہد کنندہ کے الفاظ کی تعبیر پر ہوگا۔ اور جب سوال یہ ہو کہ کن الفاظ کو کیا کیا معنے دیے جائیں تو ان معنوں سے بہت کم مدد مل سکتی ہے جو ایک مسلمہ اصول کا اطلاق کرتے ہوئے دوسرے الفاظ کو پہنائے جائیں۔"[1]

احیا بذریعۂ ادائی

سادہ معاہدۂ دین کا احیا اس طور پر بھی ہو سکتا ہے کہ جزئی ادائی ہو یا اصل یا سود کے سلسلے میں ادائی ہو۔ اور لارڈ ٹنٹرڈن کے قانون میں حکم ہے کہ اس کی مندرجہ کوئی چیز کسی شخص کی جانب سے کسی اصل یا سود کی کسی ادائی کے اثر کو تبدیل، منسوخ یا گھٹا نہ سکے گی[2]۔ مگر ادائی اصل دین کے حوالے کے ساتھ ہونی چاہیئے، اور اس طور پر کہ اس سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس کو تسلیم کیا گیا ہے اور بقیہ کی ادائی کا عہد ہوا ہے۔ فریق ثالث کو ادائی ناکافی ہے[3] چنانچہ پرامیسری نوٹ دینے والا چھے سال بعد علی الحساب اصل ادائی یا بندہ کو کچھ رقم ادا کرے اور اس اثنا میں نوٹ ایک فریق ثالث کے نام تحریر ظہری پا چکی ہو تو ایسی ادائی تحریر ظہری دار (indorse) کے حقوق کا احیا کرنے والی تسلیم نہ ہوگی۔

---

[1] Cleasby, B , in Skeet v Lindsay, 2 Ex D. 317.

[2] Waters v Tompkins, 2 C M. & R. 723.

[3] اسٹامفورڈ بنکنگ کمپنی بنام اسمتھ ۱۸۹۲ء (1 Q B. 765)

حصۂ ہفتم

کارندگی

باب ہژدہم

اصل اور کارندے کے تعلقات کی نوعیت

اثر معاہدہ پر بحث کرتے ہوئے یہ دیکھا گیا تھا کہ اگرچہ دو شخص معاہدے کے ذریعے سے تیسرے کو حقوق عطا یا اس پر ذمہ داری عائد نہیں کرسکتے مگر یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص دوسرے کا ملازم ہوکر اس کی نمایندگی کرے تاکہ اس (آقا) کو ایک شخص ثالث سے رشتۂ قانونی میں منسلک کرے۔ اس غرض کے لئے ملازم رکھنا کارندگی کہلاتا ہے۔

خلاصۂ مبحث اصل و کارندے سے جو قواعد متعلق ہیں ان کو تین عنوانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:—

(۱) کس طریقے سے یہ تعلق قائم کیا جاتا ہے۔

(۲) تعلق کے قائم ہونے پر اس کے اثرات۔ اس سلسلے میں ان امور پر غور کرنا ہے :۔

(الف) اصل و کارندے کے تعلقات۔

(ب) فریقین کے تعلقات جب کہ کارندہ اس اصل کی جانب سے معاہدہ کرتا ہے جس کا وہ نام لیتا ہے۔

(ج) فریقین کے تعلقات جب کہ کارندہ بطور کارندہ ہی معاہدہ کرتا ہے مگر اصل کا نام ظاہر نہیں کرتا۔

(د) فریقین کے تعلقات جب کہ کارندہ اپنے نام سے معاہدہ کرتا ہے۔ اور اصل کے وجود کا ذکر ہی نہیں کرتا۔

(۳) کس طریقے سے یہ تعلق ختم کیا جاتا ہے۔



باب نوزدہم

اصل و کارندہ میں تعلقات کا قیام کس طرح ہوتا ہے

اہلیت فریقین

کسی دوسرے شخص کی نمائندگی کرکے اس کو شخص ثالث سے رشتۂ قانونی میں منسلک کرسکنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پوری معاہداتی قابلیت ہو۔ ایک نابالغ بچہ بھی کارندہ ہوسکتا ہے گو وہ اپنے اصل سے معاہدۂ کارندگی کرنے کی بنا پر خود ذمہ دار نہیں ہوتا لیکن کوئی شخص کارندے کے ذریعے سے ایسا معاہدہ نہیں کرسکتا جو خود اس کی معاہداتی اہلیت کے باہر ہو۔

رشتہ کس طرح پیدا ہوتا ہے

اصل اپنے کارندے کو اقتدار عطا کرتا ہے تاکہ آخر الذکر اپنے افعال کے ذریعے سے اندرون وسعت اقتدار مذکور، اول الذکر (اصل) کو پابند کرے۔ یہ اقتدار تحریری طور سے زبانی یا طرز عمل سے عطا کیا جاسکتا ہے۔

معاہدۂ مہری کے لئے باضابطہ عطائے اقتدار ضروری ہے

صرف ایک صورت میں یہ ضروری ہے کہ اقتدار ایک خاص طریقے سے عطا کیا جائے، کارندے کے لئے قابل پابندی معاہدۂ مہری کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے اقتدار بھی مہری ہی حاصل ہو۔ اس قسم کا باضابطہ اقتدار "اختیار اٹارنی" (Power of attorney) کہلاتا ہے۔

طرز عمل

فریقین کے طرز عمل سے یہ استنباط ہوسکتا ہے کہ ایک نے دوسرے کو

اقتدار عطا کیا ہے۔

(Pickering) بنام (Busk) میں[1] مدعی نے ایک دلال کو اجازت دی کہ اس کے لئے کچھ گانجہ خریدے اور مدعی کی خواہش پر گودام میں دلال کا نام لکھا گیا۔ دلال نے گانجہ فروخت کردیا اور قرار دیا گیا کہ مدعی کے طرزِ عمل نے اس کو ایسا کرنے کا اقتدار دیا تھا۔

لارڈ ایلین برا نے کہا، اجنبی فقط فریقین کے فعل اور جائداد کی ظاہری صورت کو دیکھیں گے، نہ کہ اس خانگی خط وکتابت کو جو اصل اور دلال میں ہوئی ہو۔ اگر ایک شخص دوسرے کو اقتدار دیتا ہو کہ معمولی طریقۂ کار دبار سے جائداد کو منتقل کرنے کا ظاہری حق، اختیار کرے تو یہ خیال کیا جائے گا کہ ظاہری اقتدار حقیقی اقتدار ہے[2]۔

اگر ہم چاہیں تو ایسی صورت کو کارندگی بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف" کا نام دے سکتے ہیں کیونکہ امر مانع تقریر مخالف کے فقط یہ معنے ہیں کہ کوئی شخص اس استنباط کی مخالفت نہ کرسکے جو ایک معقول آدمی اس کے الفاظ یا طرزِ عمل سے بداہتہً نکالے۔

انجمن کے ارکان اس کے برخلاف ایسی صورتیں ہوسکتی ہیں جن میں ایک شخص دوسرے کا اس معنے میں کارندہ ہو کہ وہ اس کی جانب سے کام انجام دیتا ہو مگر حالات اس ارادے کے پائے جانے کی نفی[3] کرتے ہیں کہ اسے دوسرے کی ساکھ کو ضمانت میں دینے کا اقتدار حاصل تھا۔ چنانچہ

[1] 15 East 38.

[2] at p. 43.

[3] Flemyng v. Hector, 2 M. & W. 172.

ایسی ایک صورت ایک انجمن کی مجلس انتظامی ہے جو انجمن کے کاروبار جملہ ارکان کی جانب سے چلاتی ہے۔ مجلس[1] انتظامی کو بہ حیثیت مجلس انتظامی اس بات کا کوئی اقتدار نہیں کہ انفرادی ارکان کی شخصی ساکھ کو ضمانت میں دے نہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ انفراداً ارکان اس کو ایسا مقتدر قرار دے سکتے ہیں۔

عطائے اقتدار کے ارادے کا استنباط ان تعلقات سے ہو سکتا ہے جو فریقین میں اس وقت ہوں۔ اور اس سلسلے میں شوہر و زوجہ کے تعلقات پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

شوہر و زوجہ

صرف ایک خاص صورت میں — یعنے کارندۂ ضرورت جس پر آیندہ بحث ہوگی — ازدواج بنفسہ زوجہ کو یہ ذاتی اور لازمی اقتدار عطا کرتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے کارندے کے طور پر کام کرے۔ اس کے علاوہ وہ اس[2] سے صراحۃً بھی اقتدار حاصل کر سکتی ہے یا اس کے طرز عمل سے معنوی طور پر بھی۔ اگر مثلاً شوہر اپنی زوجہ کے کسی کاروباری آدمی سے اس کے سابقہ لین دین کو تسلیم کرے اور ان کی ذمہ داری خود پر لے لے تو وہ اپنے افعال کے ذریعے سے اپنی زوجہ کو اپنا کارندہ اور اقتدار یاب تسلیم کر لیتا ہے اور وہ ان معاہدات کا ذمہ دار ہوگا جو زوجہ اس کاروباری آدمی سے کرے بجز اس کے اور تا وقتیکہ وہ اس کاروباری آدمی کو واقعی اطلاع نہ دے دے کہ اس (زوجہ) کی کارندگی ختم ہوگئی۔ مگر اس قسم کی صورتوں میں زوجہ کا اقتدار کسی اور کارندے کے اقتدار سے مختلف نہیں ہوتا کیونکہ اگر مثلاً کوئی مالک اپنے نوکر کو اجازت دے کہ وہ اس کے نام پر ہمیشہ بکر سے اسباب خرید ے تو بکر اس بات کا مستحق ہے کہ معمولی لین دین کے دوران میں جو چیزیں بکر نے مہیا کی گئی ہیں ان کی قیمت کے لئے مالک سے مطالبہ کرے[3]۔

[1] Wise v Perpetual Trustee Co., (1903) A. C. 139.

[2] Debenham v Mellon, Thesiger, L J., 5 Q. B. D. 403.

[3] 1 Shower, 95.

بے شبہہ ازدواج کا قانونی رشتہ (سوائے کارندگی ضرورت کے) ایسا امر نہیں ہے جو زوجہ کے درجے کو خصوصیت عطا کرتا ہے بلکہ ان کا یک جا رہنا ہے۔ کیونکہ یکجا رہنے سے (خواہ فریقین کا قانونی طور سے نکاح ہوا ہو یا نہ ہو) یہ واقعہ فرض کر لیا جاسکتا ہے[1] کہ زوجہ کو اپنے شوہر کے لئے معاہدہ کرنے کا اقتدار جملہ خانگی معاملات میں جو عموماً زوجہ کے سپرد رہتے ہیں (مثلاً اسباب کی معقول فراہمی، شوہر، اس کی بیوی اور بچوں کے کام کے لئے مناسب اور کافی خدمتیں جو ان کے حالات معیشت کے لحاظ سے فی الحقیقت ضروری بھی ہوں) ہوتا ہے۔ یہ مفروضہ چونکہ واقعاتی ہوتا ہے اس لئے اس واقعے کی شہادت کے ذریعے سے اس کی تردید کی جاسکتی ہے کہ اقتدار نہیں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ شوہر اس کی تردید اس بات کے ثبوت کے ذریعے سے کرسکتا ہے کہ (۱) اس نے کاروبار کنندہ کو صراحتاً متنبہ کیا تھا کہ اس کے نام پر کوئی شئے قرض نہ دی جائے۔ (۲) کہ زوجہ کے پاس اس سے پہلے ہی کافی اسباب اس قسم کا مہیا کر دیا گیا تھا۔ (۳) کہ زوجہ کو اس بات کے لئے کافی الاؤنس یا ذرائع مہیا کئے گئے تھے کہ اپنے شوہر کی ساکھ کو ضمانت میں دیئے بغیر اشیا خرید سکے۔ (۴) کہ شوہر نے صراحتاً اپنی زوجہ کو اس (شوہر) کے نام پر ادھار لینے سے منع کیا تھا۔ (۵) کہ اگرچہ فرمائش ضروریات کے متعلق تھی مگر بہت زیادہ کثیر مقدار کے لئے تھی۔ یا (شوہر کی کم آمدنی کا لحاظ کرتے ہوئے) مسرفانہ تھی۔ اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص شادی شدہ عورت سے ادھار پر لین دین کرتا ہے وہ جہاں تک اس (عورت) کے شوہر کے خلاف چارہ جوئی کا تعلق ہے، جوکھم کا کام کرتا ہے۔

شرکا کے لئے مختلف قاعدے

اس رشتے کا مقابلہ ہم شرکا کے رشتے (partnership) سے کرسکتے ہیں۔ خود ازدواج سے کارندے اور اصل کا رشتہ نہیں پیدا ہو جاتا مگر شراکت سے ہوتا ہے۔ معاہدۂ شراکت سے ہر شریک کو یہ اقتدار حاصل ہو جاتا ہے کہ کاروبار شراکت کے اثنا میں دوسرے شرکا کی جانب سے عمل کرسکے[2]۔ اور ہر شریک اپنے ساتھیوں کے ان افعال کی

---

[1] Morel Bros, v. Lord Westmorland, (1904) A. C. II. Miss Gray Ltd: v. Earl Cathcart, 38 T L. R 562.

[2] پارٹنرشپ ایکٹ ۱۸۹۰ء دفعہ ۵۔

ذمہ داری قبول کرتا ہے[1]۔

کارندگی ضرورت بعض حالات میں قانون ایک شخص کو دوسرے کے کارندے کی طرح عمل کرنے کا اقتدار عطا کرتا ہے بغیر اس کے کہ اصل کی منظوری حاصل کی جائے۔ ایسی کارندگی کو کارندگی ضرورت (agency of necessity) کہا جاتا ہے۔

شوہر پر یہ پابندی ہے کہ اپنی زوجہ کی ضروریات پوری کرے اور اگر وہ اس کے ضروریات کی تکمیل کا مناسب انتظام نہ کرے تو زوجہ مستحق ہے کہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورتیں اپنے شوہر کے نام پر فراہم کرے۔ اس[2] کے اس اقتدار کی وسعت پوری طرح واضح نہیں ہے مگر یہ امر معقول معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقط ان چیزوں کے حصول تک محدود نہ ہو جو اسے واقعی بے چارگی اور پریشاں حالی سے بچالے بلکہ اس کو (ضروریات) تک وسعت پانا چاہیئے جو اپنے معمولی قانونی معنوں میں ان اشیا اور خدمتوں کو شامل ہیں جو اس کے شوہر کے معیار زندگی کے مناسب ہوں۔ کارندگی ضرورت یا تو اس وقت پائی جائے گی جب وہ یکجا رہتے ہوں۔ یا جدائی کے بعد، بشرطیکہ جدائی شوہر کے قصور کے باعث ہو۔

کارندگی ضرورت زوجہ وشوہر کے علاوہ اور صورتوں میں بھی پیدا ہوتی ہے۔

ایک برندۂ مال یا مالک جہاز بعض حالات میں اپنے ملازم رکھنے والے (employer) کے مفاد کی خاطر اس کی ساکھ ضمانت میں پیش کر سکتا ہے اور یہ خیال کیا جائے گا کہ اسے ایسا کرنے کا اقتدار تھا۔ یہ[3] قرار دیا گیا ہے کہ جب

---

[1] Hawken v Bourne, 8 M & W 710. Eastland v. Burchell, 3 Q. B. D at p 436

[2] Wilson v. Glossop, 20 Q. B. D 354.

[3] Kemp v Pryor, 7 ves. 246.

اشیا فرمائش کے بغیر برآمد کی جائیں یا نمونوں کے مطابق نہ ہوں تو محول الیہ (consignee) کو محول (consigner) کے مفاد کی خاطر یہ اقتدار حاصل ہے کہ ان کو بیچ ڈالے۔

ان مقدموں کے علاوہ اس حکم کے حدود زیادہ واضح نہیں ہیں۔ بے شبہہ قانون انگلستان میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو قانون روما کے (negotiorum gestio) سے مشابہ ہو۔ [1] ۱۷۷۶ء تک یہ قرار دیا جاتا رہا کہ کسی جلد خراب ہونے والی چیز کو پانے والا اس حیثیت میں نہیں شمار کیا جائے گا۔ اس مقدمے میں مدعیٰ علیہ کو ایک رہنما کتا ملا۔ اس نے اس کی واپسی سے انکار کیا تا وقتیکہ اسے اخراجات پرورش نہ ادا کئے جائیں۔ مگر مدعیٰ علیہ کے مشیر قانونی نے مقدمے پر بحث تک کرنے سے انکار کر دیا۔ جسٹس (McCardie) نے یہ تجویز پیش کی ہے [2] کہ یہ حکم تمام کارندوں کے لئے وسیع کر دیا جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر کارندہ فوری کام کر سکے جو اس کے حدود انتداب (mandate) کے باہر ہو۔ یہ اسی صورت میں واقع ہوگا جب (۱) کارندہ اپنے اصل سے خط و کتابت نہ کر سکتا ہو (۲) جب وہ کسی معین تجارتی ضرورت کے تحت اسے انجام دیتا ہو اور (۳) جب وہ نیک نیتی کے ساتھ اصل کے مفاد کی خاطر کرتا ہو۔ مگر یہ واضح نہیں ہے کہ آیا عدالتیں اس حکم کو اتنا وسیع کرنے پر آمادہ ہیں [3]۔

تصدیق یا توثیق

اب تصدیق پر غور کرنا باقی ہے۔ یعنے بکر نے زید کی جانب سے جو معاہدہ اس کے بلا اجازت کیا اس کے فائدوں اور ذمہ داریوں کو زید قبول کر لے۔ درست طور سے کی ہوئی تصدیق سے فریقین کی بالکل وہی حیثیت ہو جاتی ہے جو اس وقت ہوتی اگر بکر کو معاہدہ کرتے وقت زید کی اجازت حاصل ہوتی [4]۔ اسے الحاق (relate back)

---

[1] Binstead v. Buck, 2 W. Bl. 1 117.

[2] Prager v. Blutspiel, (1924) 1 K. B. 566

[3] Jebara v Ottoman Bank, (1927) 2 K. B. 270.

[4] Koenigsblatt v Sweet, (1923) 2 Ch. at p. 325.

کہتے ہیں۔ چنانچہ لاطینی مقولہ ہے کہ (Omnis ratihabitio retrotrahitur) (et mandato priori aequiparatur) یعنے ہر توثیق مستقدمانہ عمل کرتی اور سابقہ اجازت کے مماثل بنا دیتی ہے۔ توثیق کے متعلق جو قواعد ہیں ان کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے:—

قواعد توثیق

کارندے کو چاہئے کہ کارندے کے طور پر اس اصل کے لئے معاہدہ کرے جو ذہن میں ہو اور جو اس وقت وجود بھی رکھتا ہو۔ یہ معاہدہ ایسے امور کے لئے ہو جن کے کرنے کی اصل بھی قدرت رکھتا ہو اور وہ جائز ہوں۔

"جو فعل کوئی شخص دوسرے کے لئے کرے اور یہ حیثیت نہ اختیار کرے کہ وہ خود اپنے لئے کر رہا ہے بلکہ فلاں شخص کے لئے تو گو اسے کوئی اقتدار سابق نہ ہو مگر وہ (اصل) بعد میں اس کی توثیق کر دے تو وہ فعل اسی (اصل) کا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اصل اس فعل کا پابند ہو جاتا ہے خواہ وہ اس کے نقصان کے لئے ہو یا فائدے کے لئے، اور خواہ تعدی (ٹارٹ) کے لئے ہو یا معاہدے کے لئے"[1]

(الف) کارندہ یہ ظاہر کرے کہ وہ بطور کارندہ معاہدہ کر رہا ہے۔

اسے نہ چاہئے کہ خود اپنے طور پر ذمہ داری لے اور پھر اسے کسی اور کی طرف توثیق کے نام سے منتقل کرے۔ اگر اس کا کوئی اصل ہو مگر وہ اپنے ہی نام سے معاہدہ کرے تو وہ اپنے آپ کو اس بات کی ذمہ داری سے نہیں بچا سکتا کہ فریق دیگر جس سے اس نے معاملہ کیا، اس (کارندے) کی ذات کے خلاف اس معاہدے کی

[1] Wilson v. Tumman, 6 M. & G. 242.

جبری تعمیل کرائے۔ اس فریق دیگر کو ان حالات میں اختیار ہوتا ہے کہ کارندے یا اصل جسے چاہے ذمہ دار گردانے۔ اگر اس کا کوئی اصل نہ ہو اور وہ اپنے ہی نام سے معاہدہ کرے تو وہ اپنے آپ کو بحیثیت کسی اور کو حق اور ذمہ داریاں دینا چاہے تو یہ فقط تحویل یا منتقلی (assignment) ہی کے ذریعے سے ممکن ہے۔ یہ تحویل ان قواعد کی تابع ہوگی جن کا اس کتاب میں کسی اور جگہ ذکر کیا گیا ہے اور ایسی صورت میں یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ معاہدہ کرنے والا یہ ارادہ رکھتا تھا کہ کسی شخص ثالث کی جانب سے معاہدہ کرے اگر وہ اس وقت اپنا ارادہ اپنے ہی دل میں چھپائے رکھتا ہے[1]"۔

(ب) کارندہ ایک اصل کے لئے جو معلوم ہو، عمل کرے۔

اسے نہ چاہئے کہ بطور کارندہ کوئی معاہدہ اس مبہم توقع کے ساتھ کرے کہ جن فریقوں سے وہ اس وقت واقف نہیں ہے وہ اسے اس کی ذمہ داریوں سے بری کردیں گے۔ "کام کوئی شخص دوسرے کے لئے اس طرح انجام دے کہ خود اپنے لئے نہیں بلکہ اس دوسرے کے لئے انجام دینا ہوا معلوم ہو[2]"۔

اس قاعدے کے ظاہری مستثنیات کو جو گو واقعی نہیں، ملاحظہ کرنا چاہئے۔ دلال بطور کارندہ یہ توقع کرتے ہوئے معاہدے کر سکتا ہے کہ جن گاہکوں سے وہ لین دین کا عادی ہے وہ اس سے وہ معاہدے لے لیں گے۔ چنانچہ بحری بیمے کے معاہدات میں جو بحری دلال کرتے ہیں، ان اشخاص کو جو پالیسی کے مرتب کرنے کے وقت بتائے یا متعین نہیں کئے گئے ہیں اجازت ہوتی ہے کہ آئیں اور بیمے سے فائدہ اٹھائیں[3]۔ مگر اس وقت انھیں وہی اشخاص ہونا چاہئے جو پالیسی کے لکھتے وقت مراد ہوں[4]"۔

[1] Keighley, Maxsted & Co., v. Durant, (1901) A. C. 240.

[2] Wilson v. Tumman, 6 M. & G 242.

[3] Watson v Swann, 11 C. B., N S 769, 6 Edw. 7. C 41 B 86.

[4] Graham Shipping Co. v. Merchants Marine Insurance Co., 1923. 1 K. B 634

اسی طرح جب کوئی کام کسی شخص متوفی کی اراضی کی طرف سے انجام دیا جائے اور وہ اس شخص کے حکم سے ہو جو بعد میں منتظم جائداد بنا جس نے بعد میں اس طرح انجام دادہ کام کے معاہدے کی توثیق کر دی تو ایسی توثیق اس بات کا قابل پابندی عہد پیدا کرتی ہے کہ کام کا معاوضہ ادا کیا جائے۔ یہاں جو اصل مراد ہے[ا] وہ حقیقت میں شخص متوفی کی اراضی ہے۔ یہ موجود ہے۔ گو یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کی جانب سے عمل کرنے کے ناقابل ہو، تا آں کہ پروانۂ منتظمی عطا نہ ہو جائے۔

اس کے برعکس صورت (Tiedemann) بنام (Ledermann) میں ملتی ہے جہاں ایک کارندے نے[۲] بلا اجازت و اقتدار، فریب سے اپنے اصل کے نام سے گیہوں کی فروخت کا معاہدہ کر دیا مگر اس کا ارادہ خود اپنے اغراض کے لئے فائدہ اٹھانا تھا۔ اصل نے بہرحال اس کی توثیق کر دی اور معاہدے کو منظور کرنے کی اجازت دی گئی اور مشتریوں کو ان کے معاملے پر باقی رکھا جا سکا۔

(ج) اصل کا وجود ضروری ہے۔

اس قاعدے کی اہمیت اس لئے ہے کہ اس کا اثر ان معاہدات کے متعلق کمپنیوں (شراکتوں) کی ذمہ داریوں پر پڑتا ہے جو اس کمپنی کے قائم کرنے والوں نے اس جانب سے اس کے قیام سے پہلے کئے ہوں۔ (Kelner) بنام (Baxter) میں[۳] ایک شراکت (جو ابھی قائم نہ ہوئی تھی) کے قائم کرنے والوں نے اس کی جانب سے ایک معاہدہ کیا اور شراکت جب باضابطہ قائم ہوئی تو اس نے اس معاہدے کی توثیق کر دی۔ وہ دیوالیہ ہو گئی اور مدعیٰ علیہ پر جس نے اس کے کارندے کی حیثیت سے معاہدہ کیا تھا، بربنائے معاہدہ نالش دائر کی گئی۔ بحث یہ کی گئی کہ توثیق کے ساتھ ذمہ داری شراکت کی جانب منتقل ہو گئی اور اب وہ مدعیٰ علیہ سے متعلق نہیں۔ لیکن عدالت نے قرار دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

[ا] In re Watson, 18 Q. B. D. 116.

[۲] (1899) 2 Q. B. 36.

[۳] L. R. 2 C. P. 174.

(Willes, J.) نے کہا[1]: کیا "شراکت
محض توثیق سے ذمہ دار ہو جائے گی؟
ہرگز نہیں۔ توثیق صرف وہ شخص کرسکتا ہے جو
فعل کی انجام دہی کے وقت متعین ہو —
یعنے وہ شخص یا تو فی الواقع موجود ہو یا
قانون کے تصور میں موجود ہو جیسے دیوالیوں کے
محول الیہم، یا منتظمین جو حفاظت جائداد کی
حقیت رشتۂ قانونی کے ذریعے سے حاصل
کرتے ہیں"۔

پریوی کونسل نے اس قاعدے کا ایک بعد کے مقدمے (ناٹال لینڈ کمپنی بنام (Pauline Colliery Syndicate)[2] میں حوالہ دیا اور اسے قبول کر لیا۔

(د) کارندہ انھیں امور کے متعلق معاہدہ کرے جن کے کرنے کی اصل قدرت رکھتا ہو اور وہ جائز ہوں۔

یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے ناجائز فعل کو قبول کر کے اپنے آپ کو دیوانی جواب دہی میں پھنسا لے[3]۔ لیکن[4] اگر کوئی کارندہ کسی ایسے اصل کی جانب سے معاہدہ کرے جو اس کے کرنے کے ناقابل ہو یا اگر وہ ناجائز معاہدہ کرتا ہے تو اس کی کوئی توثیق ممکن نہیں۔ معاملہ ایک صورت میں اصل کی ناقابلیت کے باعث کالعدم ہے تو دوسری میں فعل کے عدم جواز کے باعث۔

اس آخری بنیاد پر یہ قرار دیا گیا ہے[5] کہ ایک جعلی دستخط کی توثیق کر کے

---

[1] at p. 184.

[2] (1904) A. C 120

[3] Bird v. Brown, 4 Ex 799.

[4] Mann v. Edinburgh Northern Tramways Co, (1893) A C. 79.

[5] Brook v Hook, L R 6 Ex 89. Mckenzie v. British Linen Co., 6 A C 99

ایسے فوجداری کارروائی میں جواب دہی کے لئے نہیں پیش کیا جا سکتا۔ مگر کیا یہاں توثیق ہے بھی؟ کیونکہ جس نے ایک شخص کے جعلی دستخط کئے نہ وہ فی الواقع کارندہ ہے نہ ذہنی۔ جعل ساز دوسرے کے لئے کام نہیں انجام دیتا۔ وہ اس شخص کی تلبیس کرتا ہے جس کے وہ جعلی دستخط بناتا ہے۔

(ھ) اصل کارندے کے عمل کی توثیق صرف اسی وقت کر سکتا ہے جب توثیق کرنے کے وقت وہ اس زیر بحث عمل کو خود بھی کر سکتا ہو۔

چنانچہ جو معاہدۂ بیمہ ایک کارندے نے اصل کی اجازت کے بغیر کیا اس کی توثیق، اصل، یہ جاننے کے بعد نہیں کر سکتا کہ جس واقعے کے متعلق بیمہ کرایا گیا ہے وہ واقعہ پیش آچکا ہے۔ اصل خود ایسی صورت میں بیمہ نہیں کرا سکتا۔ اور اسے اس کی اجازت نہیں ہے کہ کارندے کے ایسے فعل سے فائدہ اٹھائے جس کا وہ مجاز نہ تھا۔

البتہ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ بحری بیمے اس قاعدے کے واحد مستثنیٰ ہیں۔ مگر عدالتوں نے کہا ہے کہ یہ استثنا بے اصول ہے اس لئے اس کا مزید وسعت (سے اطلاق) نہیں ہو سکتا۔[1]

اصل الفاظ یا طرزِ عمل سے توثیق کر سکتا ہے

اصل کی جانب سے ایک شخص معاہدہ کرتا ہے۔ اصل اس معاہدے کو قبول اور اس شخص کو اس کام کے لئے اپنا کارندہ سمجھنا منظور کرتا ہے تو اصل جس طرح کسی اور سادہ معاہدے کو قبول کیا جاتا ہے اپنی منظوری کا اظہار الفاظ سے کر سکتا ہے یا طرزِ عمل سے۔

وہ اپنے کارندے کے فعل کے متعلق اپنے پر ذمہ داری کو مان سکتا ہے یا اس کا فائدہ لے سکتا ہے، یا کسی اور طور پر اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ جو کچھ کیا گیا ہے اس سے یہ بات فرض کی جا سکتی ہے کہ اسے اقتدار دیا گیا تھا۔ جب طرزِ عمل کو فریقین کے رشتۂ قانونی اور ان کے معمولی لین دین کی توثیق کا مترادف قرار دیا جاتا ہے تو وہ (طرزِ عمل) اس بات کا کم یا زیادہ مفروضہ پیدا کرے گا کہ اصل ذمہ دار ہے۔

---

[1] Grover v. Matthews (1910) 2 K. B. 401

باب ستم

اصل اور کارندے کے تعلقات کا اثر

جب اصل اور کارندے میں متذکرۂ بالا تعلقات قائم ہو جائیں تو اس کے اثرات یہ ہوں گے:۔

(۱) اصل اور کارندے کے باہمی حقوق اور ذمہ داریاں۔

(۲) فریقین کے حقوق اور ذمہ داریاں جب کارندہ ایسے اصل کے کارندے کے طور پر معاہدہ کرتا ہے جس کا نام وہ ظاہر کرتا ہے۔

(۳) فریقین کے حقوق اور ذمہ داریاں جب کارندہ ایسے شخص کے کارندے کے طور پر معاہدہ کرتا ہے جس کا نام وہ ظاہر نہیں کرتا۔

(۴) فریقین کے حقوق اور ذمہ داریاں جب کارندہ خود اپنے نام سے معاہدہ کرتا ہے مگر فی الحقیقت معاہدہ ایک اصل کے لئے کیا جاتا ہے جس کا وجود وہ ظاہر نہیں کرتا۔

اصل اور کارندے کے مابین حقوق و ذمہ داریاں

اصل اور کارندے کے تعلقات

وہ تعلقات جو اصل اور کارندے کے مابین ہوتے ہیں، وہ اسی معمولی قسم کے ہوتے ہیں جیسا آقا اور ملازم کے، اور نیز اس قسم کے جو کارندے کے اس خاص کام سے پیدا ہوتے ہیں کہ فریقین کو ایک معاہدہ کرنے کے لئے یکجا کرے۔ یعنے اپنے اصل اور تیسرے فریقوں میں معاہدے کی بنیاد ڈالے۔

اصل کا فریضۂ ابرا یا معاوضہ

اصل کو چاہیئے کہ کارندے کو وہ کمیشن یا معاوضہ ادا کرے جو ان کے درمیان قرار پائے اس کو یہ بھی چاہیئے کہ کارندے کو ان جائز افعال اور ذمہ داریوں سے بری الذمہ کرے جو اس نے اپنے اقتدار کے استعمال میں پیدا کی ہوں[1]۔

کارندے کا فریضہ کہ پوری کوشش کرے

کارندے پر مثل ان تمام اشخاص کے جو کسی معاہدۂ ملازمت میں داخل ہوتے ہیں، پابندی ہے کہ اثنائے ملازمت میں اس کے ہاتھ میں اصل کی جو جائداد آئے اس کا حساب دے، اور اس خاص مہارت یا قابلیت کو کام میں لائے جس کا اس نے کام کو ہاتھ میں لیتے وقت دعویٰ کیا تھا[2]۔

آقا و ملازم کے ان معمولی تعلقات کے علاوہ بعض فرائض ہیں جو کارندے پر عائد ہیں اور یہ ان کے باہمی تعلقات کی رازدارانہ نوعیت سے پیدا ہوتے ہیں۔

کارندہ سوائے کمیشن کے کوئی نفع نہ کمائے

(۱) کارندے کو چاہیئے کہ ان معاملات سے (سوائے اس کمیشن یا معاوضے کے جو ان میں ٹھیرا ہو) کوئی نفع نہ کمائے جو وہ اثنائے ملازمت میں اپنے اصل کی جانب سے کرتا ہے۔

---

[1] Adamson v. Jarvis, 4 Bing 66

[2] Jenkins v. Bentham 15 C. B. 168.

جب کسی کارندے سے کسی معاوضے یا رقمی ادائی کا عہد کیا جائے جس سے اسے اس بات کی ترغیب ہو کہ اپنے اصل سے غداری کرے یا اس کے معاملات میں اپنی دلچسپی کم کردے تو وہ اس معہودہ رقم کے پانے کا مستحق نہ ہوگا۔ اگر وہ اس نوعیت کے کسی معاملے سے کچھ رقم حاصل کرے تو اس پر پابندی ہوگی کہ اس کی جواب دہی اصل سے کرے یا وہ رقم اس کو ادا کردے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اصل مستحق ہوگا کہ اس سے اس رقم کو بطور دین وصول کرلے۔

ایک ریلوے کمپنی میں ایک انجینیر ملازم تھا، مدعیٰ علیہ کمپنی[1] نے اس سے کچھ کمیشن کا عہد کیا جس کے بدل میں انجینیر کا فریضہ تھا کہ کچھ تو اس کام کی نگرانی کرے جو کمپنی مذکور ریلوے کمپنی کے لئے کرنے والی تھی اور کچھ یہ کہ ریلوے کمپنی میں اپنے اثر کو کام میں لاکر اس ٹنڈر کو منظور کرائے جو مدعیٰ علیہ کمپنی نے پیش کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فی الواقع ریلوے کمپنی کو اس کے مضر مشورہ نہیں دیا تھا مگر قرار دیا گیا کہ وہ اس کمیشن کو پانے کا مستحق نہیں جس کے لئے اس نے نالش کی تھی "یہ ثابت کرنے کے لئے کسی سند کی ضرورت نہیں کہ اس صورت میں بھی جب کہ آقاؤں کو فی الحقیقت ضرر نہ پہنچا ہو اور رشوت نے اپنا منشا پورا نہ کیا ہو تو بھی اس قسم کا معاہدہ آلودہ سمجھا جائے گا اور اس کی تعمیل عدالت نہیں کرائے گی۔"

(Ardrews) بنام (Ramsay)[2] میں ایک معمار نے مدعیٰ علیہ کو جو ایک ہراج خانہ دار تھا اس بات پر مامور کیا کہ کچھ اسباب فروخت کرے۔ شرط یہ تھی کہ اسے پچاس پونڈ کمیشن دیا جائے گا۔ رامسے نے اسباب فروخت کیا اور اسے مشتری سے بیس پونڈ کمیشن ملا۔ قرار دیا گیا کہ وہ نہ صرف اس بات کا پابند ہے کہ یہ بیس پونڈ اپنے مامور کنندہ کو ادا کردے بلکہ وہ معہودہ پچاس پونڈ کے کمیشن کا بھی مستحق نہیں ہے اور اگرچہ یہ رقم ادا کی جاچکی تھی مگر وہ واپس دلائی جاسکتی ہے۔ اس اصول کے بکثرت نظائر آسانی کے ساتھ پیش کئے جاسکتے ہیں۔

مگر اس طرح جو رقم حاصل ہو اس کے متعلق کارندہ اپنے اصل کا مدیون ہوگا،

---

[1] Harrington v Victoria Graving Dock Co., 3 Q. B. D. 549.

[2] (1903) 2 K B. 635.

امین نہیں [1]۔ اگر رقم اراضی یا کفالتوں میں لگائی ہوئی ہو تو اصل ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا نہ ان منافع کا جو کارندے نے رقم محصلہ سے کمائے ہوں۔ یہ رقم صرف اصل کا دین ہوتی ہے اور صرف اسی کے دلانے کا حکم دیا جائے گا۔

رشوت کے پیشکش سے معاہدہ قابل کالعدمی ہو سکتا ہے۔

اگر اصل کو معلوم ہو کہ معاہدہ مکمل کرانے کے لئے اس کے کارندے کو کچھ رقم فریق ثانی کی جانب سے ادا کی گئی یا اس کا عہد کیا گیا ہے تو اصل مجاز ہے کہ معاملے کو منسوخ کر دے اور اس ہرجے کو جو معاہدہ کرنے سے اسے پہنچا ہو، کارندے اور رشوت دہندہ سے منفرداً یا مشترکاً وصول کرے۔ اس میں سے وہ رقم وضع نہیں کی جائے گی جو رشوت میں کارندے کو ملی تھی۔ اصل اس سے اس رقم کے پانے کا مستحق ہے یہ سوال کچھ اہمیت نہیں رکھتا کہ اس ادائی یا عہد کا کارندے کے دل پر کیا اثر ہوا [2]۔ کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ کوئی ایسا مفاد حاصل کرے جو اس کے فریضے کے متغائر ہو۔

۱۹۰۶ء [3] کے قانون انسداد رشوت (Prevention of Corruption Act) کی رو سے اب جملہ آلودہ معاملات کا جو کارندے کریں یا ان سے کئے جائیں، فوجداری جرم ہیں جن پر جرمانے اور قید کی بھی سزا دی جا سکتی ہے۔

(۲) کارندہ مجاز نہیں کہ اپنی حیثیت کارندگی کو چھوڑ کر کسی معاملے میں اصل فریق بن جائے اگرچہ اس تبدیل طرز عمل سے اس کے مامورکنندہ کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ اگر کوئی شخص اس لئے مامور کیا جائے کہ کسی کی جانب سے بیع یا شرئی [4] کرے تو وہ مجاز نہیں کہ خود اپنے مامورکنندہ کے لئے بیع کرے یا اس سے خریدے۔ نہ ہی یہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ اس غرض سے مامور کیا گیا ہو کہ اپنے اصل کا غیروں سے قانونی رشتہ پیدا کرے تو وہ دوسرے فریق معاہدہ کی حیثیت اختیار کر لے۔

---

[1] Lister v. Subbs, 45, ch. D 15

[2] Shipway v. Broadwood, (1899) 1 Q. B. 373.

[3] 6 Edw. 7. C. 34.

[4] Armstrong v. Jackson, (1917) 2 K. B. 822.

ان بیانات کی توضیح میں مفید ہوگا اگر ہم کمیشن پر خریدنے کے لئے ماموری اور مشتری یا بائع کی نمایندگی کے لئے ماموری میں امتیاز کریں پہلی صورت کارندگی بالمعاوضہ (کمیشن ایجنسی) ہے جو صحیح معنوں میں کارندگی نہیں ہے۔ دوسری صحیح کارندگی ہے۔

بیع

(الف) زید، بکر سے معاملہ کرے کہ وہ بکر کا اسباب ایک مقررہ ثمن پر خریدے گا۔ یہ بیع کا ایک سادہ معاہدہ ہے اور ہر فریق اس سے ممکنہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

کمیشن پر کارندگی

(ب) مگر جب زید، بکر سے معاملہ کرتا ہے کہ بکر اس بات کی کوشش کرے گا کہ کچھ اسباب فراہم کرے اور فراہمی پر اسے زید کے ہاتھ بیچ کرکے نہ صرف وہ زرثمن وصول کرے جس پر اسباب خریدا گیا تھا بلکہ ایک کمیشن یا معاوضہ بھی جو اس فراہمی کی مشقت کے متعلق ہوگا۔ اس صورت میں ایک معاہدۂ بیع کے ساتھ ساتھ ایک اس قسم کا معاہدۂ ماموری بھی شامل ہے جو عموماً کمیشن ایجنٹ یا ایسا تاجر کرتا ہے جو غیر ملکی فرمائش کنندہ کو اسباب فراہم کرکے روانہ کرتا ہے۔ ایسی صورت میں مشتری اسباب کو زیادہ سے زیادہ نہیں بلکہ کم سے کم ممکن الحصول قیمت پر مہیا کرکے فروخت کرتا ہے۔ اس کا فائدہ اس معاملے سے یہ نہیں ہے کہ وہ اسباب کے زرثمن سے کچھ منافع اٹھائے بلکہ وہ ادائی ہے جو اسے بطور کمیشن ہوتی ہے۔ جس سے وہ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اسباب حسب ہدایات فرمائش یا سستے سے سستے داموں مہیا کرے[1]۔

اگر کوئی بائع اسباب وارنٹی دے کہ وہ ایک خاص کیفیت و صفت (quality) کا ہے، تو وہ مشتری کے مقابل، اس وارنٹی کے عدم ایفا پر، اس رقم کا ذمہ دار ہوگا جو معہودہ اور مہیا کردہ اشیا کی قیمتوں کے فرق میں ہو۔ اگر کوئی کمیشن ایجنٹ عہد کرے کہ وہ ایک خاص کیفیت کا اسباب مہیا کرے گا

---

[1] Ireland v Livingston, L. R. 5 Hi L 407.

اور پھر وہ ایسا نہ کرسکے تو مقدارِ ہرجہ وہ نقصان ہوگا جو مامور کنندہ کو واقعی برداشت کرنا پڑا نہ کہ وہ منافع جو وہ حاصل کرتا۔ وارنٹی[1] کے ساتھ اسباب کو فروخت کرنے والا عہد کرتا ہے کہ اس اسباب کی ایک خاص کیفیت ہوگی[2]۔ مگر کمیشن ایجنٹ صرف یہ عہد کرتا ہے کہ وہ اس کیفیت کا اسباب اپنے مامور کنندہ کے لئے فراہم کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔

اس صورت میں شخص مامور کو اس کا اقتدار نہیں ہوتا کہ اپنے مامور کنندہ کی ساکھ ضمانت میں دے بلکہ وہ صرف یہ ذمہ داری لیتا ہے کہ اچھے سے اچھے شرائط پر اشیا حاصل کرکے فراہم کرے گا تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مامور کنندہ کی منظوری کے بغیر خود اپنی طرف سے اسباب مہیا نہیں کرسکتا اگرچہ وہ ممکن الحصول اسباب میں بہترین قسم کا اور کم ترین نرخ پر ہو۔ یہ اس کے معاہدۂ ماموری کی معنوی شرط ہے۔

دلالی

(ج) زید بکر سے معاملہ کرتا ہے کہ بکر کو ایک کمیشن ادا کرے گا جس کے معاوضے میں وہ زید کا کسی تیسرے فریق سے ایک مفید معاملہ کرائے گا۔ بکر اس صورت میں حقیقی معنوں میں کارندہ ہوتا ہے، اور دونوں فریقوں میں بنیادِ معاہدہ قائم کرنے کے لئے ذریعۂ اتصال بنتا ہے۔

معاہدہ کرانے والا کارندہ کارندہ ہی رہے

ان حالات میں یہ لازمی ہے کہ بکر اپنی کارندگی کی حیثیت ترک کرکے معاملے کا اصل فریق نہ بن جائے۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ امر کارندے اور اصل کے امینانہ تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کارندہ اس بات کا پابند ہے کہ اپنے اصل کے لئے پوری ممکنہ کوشش کرے[3] اگر وہ ایک ایسی حیثیت اختیار کرے جس میں اسے اس کے فریضے کے بالکل مغائر مفاد حاصل ہو تو یہ سمجھنا مشکل ہے کہ وہ خصوصی معلومات جن کی وجہ سے اسے

---

[1] Salvesen v Rederi etc (1905) A. C. 302

[2] Cassaboglou v Gibb, 11 Q. B. D. 797.

[3] Rothschild v Brookman. 2 Dow & cl. 188.

مامور کیا گیا تھا، اس کے مامور کنندہ کے نقصان کے لئے نہیں استعمال کئے گئے چنانچہ اگر کوئی وکیل اس غرض سے مامور کیا جائے کہ ایک جائداد فروخت کرے اور وہ خود اسے برائے نام دوسرے کے نام سے خرید ے، تو یہ معاملۂ خرید نافذ نہیں کیا جا سکتا۔[1]

ان حالات میں کارندہ نہ صرف ایک ایسا مفاد پیدا کرتا ہے جو اس کے فریضے کے مغائر اور متبائن ہے بلکہ وہ اس کام کے کرنے میں ناکام رہتا ہے جس کے لئے اسے مامور کیا گیا تھا یعنے اس کے مامور کنندہ اور دوسرے فریق میں معاہدانی تعلقات پیدا کرے یہ ہو سکتا ہے کہ مامور کنندہ کوئی نقصان نہ برداشت کرے مگر اسے وہ چیز نہیں ملتی جس کے لئے اس نے معاملہ کیا تھا۔

رابنسن نے مالیٹ کو جو چربی کے کاروبار کا دلال تھا، چربی کی ایک مقدار کی خریداری کے لئے فرمائش دی وہاں کے بازار کے ایک رواج کے مطابق (جس سے رابنسن کو آگاہی نہ تھی) دلال نے اپنے موکل اور ایک بائع میں بنیاد معاہدہ نہیں قائم کیا بلکہ اس نے محض اتنا کیا کہ ایک دلال بیع سے حسب فرمائش چربی خرید کر اس کو دے دی۔

قرار دیا گیا کہ رابنسن کو ان شرائط پر سامان لینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ وہ اس رواج کا پابند نہیں جس سے وہ واقف نہیں تھا اور جس سے معاہدے کی "اصلی نوعیت" بدل گئی۔[2]

(Johnson) بنام (Kearley) [3] میں اس مسئلے پر جو قانون ہے اس کا تذکرہ لارڈ جسٹس فلیچر مولٹن نے یوں کیا:-

خرید کردہ شے کے زر ثمن پر ایک من مانی رقم کا اضافہ کرنا، نفع کمانا ہوگا کمیشن لینا نہیں اور

---

[1] Mapherson v Watt, 3 App. Ca. 254.

[2] Robinson v Mollet, L. R. 7 H. L. 802

[3] (1908) 2 K. B. 514.

محض ایک بیع اور بیع مکرر کی صورت میں مناسب ہوگا۔ وہ کارندۂ خریداری کے فریضے کے بالکل مغائر ہوگا کیونکہ دلال یا ایسے ہی کسی اور کارندے کے ذریعے خریداری کرنے کا اصلی مقصد یہ ہوتا ہے کہ خریداری کا پورا نفع اصل کو ملے اور کارندے کا نفع محض وہ کمیشن ہو جو اصل کی جانب سے اسے دینا طے ہوا ہو۔ دلال کا کام یہ ہے کہ دو اصلوں میں بنیاد معاہدہ قائم کرے، اس کا یہ کام ہرگز نہیں ہے کہ ایک شخص سے ایک زرِ ثمن پر معاہدہ کرے اور متقابل معاہدہ دوسرے سے دوسرے زرِ ثمن پر۔"

کارندہ اقتدار منتقل نہیں کر سکتا

(۳) عموماً کارندہ اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ کسی اور شخص کو وہ کام کرنے پر نائب بنائے جس کی انجام دہی اس نے اپنے ذمے لی ہو۔ اس قاعدے کے وجوہ اور حدود لارڈ جسٹس (Thesiger) نے (De Bussche) بنام (Alt)[1] میں یوں بیان کئے ہیں:-

"ایک عام قاعدہ ہے کہ نائب کسی کو نائب نہیں بنا سکتا (delegatus non potest delegare) اس کے باعث کارندے کو اس بات سے روکا جا سکتا ہے کہ اصل اور کارندے کے تعلقات اپنے اصل اور شخص ثالث میں قائم کرے۔ مگر اس کلیے کی تحلیل کرنے پر صرف یہ معنے نکلتے ہیں کہ کوئی کارندہ، اپنے اصل کی اجازت کے بغیر

[1] 8 ch D 310

کسی اور شخص کو وہ وجوبات منتقل نہیں کر سکتا
جن کی تکمیل خود کرنے کا اس نے اصل سے اقرار
کیا ہو۔ اور چونکہ خاص مامور شدہ شخص کا معتمد
ہونا معاہدۂ کارندگی کا بنیادی امر ہوتا ہے
اس لئے ایسے اقتدار کے متعلق معنوی طور پر
یہ فرض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ معاہدے کا ایک
معمولی ضمنی معاملہ ہے۔"

لارڈ جسٹس نے بتایا ہے کہ ایسے مواقع پیش آسکتے ہیں جب اس قسم کا اقتدار حاصل ہونا معنوی طور پر فرض کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً وہ مواقع جو فریقین کے طرزِ عمل سے، کاروباری رواج سے، معاملے کی نوعیت کے لحاظ سے، یا کسی غیر متوقعہ ضرورت سے پیدا ہوں۔ اور یہ کہ جب ایسا معنوی اقتدار پایا جائے اور صحیح طور پر برتا جائے تو اصل اور قائم مقام میں بنیادِ معاہدہ قائم ہو جاتی ہے اور ماموری کے باعث عائد شدہ فرائض کی صحیح انجام دہی کے متعلق قائم مقام بھی اصل کے پاس اتنا ہی جواب دہ ہوتا ہے گویا اس کو خود اصل نے اپنا کارندہ مقرر کیا ہو۔" اصل اور نائب کارندہ میں اینانہ تعلقات کا قیام اس وقت عمل میں آتا ہے جب دونوں میں بنیادِ معاہدہ موجود ہو۔ اس کی توضیح (Powell & Thomas) بنام (Evan Jones & Co) سے ہوتی ہے۔[۱]

یہ قاعدہ دراصل ایک زیادہ عام قاعدے کی توضیح ہے کہ معاہدے کی بنا پر عائد شدہ ذمہ داریاں معاہدلہٗ کی منظوری کے بغیر تحویل نہیں کی جا سکتیں۔

لیکن جہاں ایسی کوئی معنوی اجازت نہ ہو اور کارندہ اپنی سہولت کے لئے کوئی نائب مامور کرے تو اصل اور نائب کارندہ میں کوئی بنیادِ معاہدہ نہیں قائم ہوتی کارندے کے قصور پر اصل کو اس بات کا حق نہیں کہ پوشیدہ اصل کی حیثیت سے

۱۔ (1905) 1 K. B. 11.

۲۔ نیوزی لینڈ کمپنی بنام واٹسن 7 Q. B. D. 374

کارندے اور نائب کارندہ کے معاہدے میں مداخلت کرے۔ نہ وہ نائب کارندہ کو ایسا قرار دے سکتا ہے کہ گویا اسی نے اسے مامور کیا تھا اور اس جائداد کا جو نائب کارندہ کے ہاتھ لگی ہو نہ تعاقب کر سکتا ہے نہ بازیابی۔

(۲) فریقین کے حقوق اور ذمہ داریاں جب کارندہ اصل کا نام بتا کر معاہدہ کرے

جب کوئی کارندہ اصل کا نام بتا کر اس کے کارندے کے طور پر معاہدہ کرے جس سے معاہدے کا فریق ثانی کارندے کے توسط سے اس اصل سے تعلق پیدا کرتا ہے جس کا نام بتایا گیا ہے تو یہ ایک عام قاعدہ ہو سکتا ہے کہ معاہدے کے منعقد ہوتے ہی کارندہ معاملے سے الگ ہو جاتا ہے۔

جب معاملہ اس قسم کا ہو تو صرف دو امور بحث طلب پیدا ہوتے ہیں: کارندے کے اقتدار کی ماہیت اور وسعت، اور فریقین کے حقوق جب کارندہ بلا اجازت یا حدِ اقتدار سے متجاوز ہو کر معاہدہ کرے۔

عام اور خاص کارندوں میں ایک لغو امتیاز کیا گیا ہے گویا کہ ان کو مختلف قسم کے اقتدارات حاصل ہوتے ہیں حقیقتاً ایسا کوئی فرق نہیں ہے۔

چنانچہ زید کو اگر بکر کی اجازت ہو اور وہ ایسا ہی ظاہر کرتے ہوئے خالد سے بکر کی جانب سے معاہدہ کرے تو وہ بکر اور خالد میں دو معاہد فریقوں کے تعلقات قائم کرتا ہے اور خود الگ ہو جاتا ہے۔ اقتدار چاہے وسیع ہو یا محدود، عام ہو یا خاص، فرق فقط درجے کا ہے۔

ملحوظ رہے کہ بکر زید سے خانگی خط و کتابت کے ذریعے سے اس اقتدار کو محدود نہیں کر سکتا جو اس نے زید کو برتنے کی اجازت دی تھی۔

"دو صورتیں[1] ہیں جن میں اصل اپنے کارندے کے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایک وہ جب کارندہ اپنے حدود اقتدار کے اندر کام کرتا ہے۔ دوسری وہ جب وہ واقعی حدود سے تو متجاوز ہو جاتا ہے مگر ظاہری حدود کے اندر رہتا ہے بشرطیکہ ظاہری حدود اصل نے منظور کر لئے ہوں۔"

جونس نے بشل[2] کو اپنے کاروبار کا منیجر مقرر کیا۔ اس کاروبار کے اندر یہ کام بھی شامل تھا کہ منیجر وقتاً فوقتاً بل مرتب کرے اور قبول کرے۔ مگر جونس نے بشل کو بلوں کے مرتب کرنے اور قبول کرنے سے منع کیا تھا۔ بشل نے چند بل قبول کئے۔ ان کی بنا پر جونس پر نالش دائر کی گئی اور وہ ذمہ دار قرار دیا گیا۔ "جب کوئی شخص کسی کو بطور کارندہ مامور کرتا ہے اور اس حیثیت سے کہ ضمناً ایک خاص اقتدار حاصل ہوتا ہو تو مامور کنندہ ایک مخفی تحفظ کے ذریعے سے اس کو اس اقتدار سے محروم نہیں کر سکتا۔"

شیوارڈ نے اپنے بھائی کو اس بات پر مامور کیا کہ ایک گھوڑا ہاورڈ[3] کے ہاتھ بیچے، اور اس بات کی صراحتہً خواہش کی کہ وہ گھوڑے کے متعلق کوئی وارنٹی نہ دے۔ مگر پھر بھی اس کے بھائی نے وارنٹی دی۔ جب یہ ظاہر ہوا کہ گھوڑا فی الحقیقت بے عیب نہ تھا تو ہاورڈ نے شیوارڈ پر نالش دائر کی اور نقض وارنٹی کا ہرجہ حاصل کیا۔ بھائی کا اقتدار "ایک ظاہری اقتدار تھا جس کی اس طرح نفی نہیں کی جا سکتی کہ اسپ فروش اور اس کے نوکر میں ایک مخفی سمجھوتہ بنایا جائے کہ نوکر وارنٹی نہ دے۔"

---

[1] Maddick V Marshall 16 C.B N S 393

[2] Edmunds v Bushell and jones L R IQ B.97

[3] Howard v Sheward, L. R 2 C P 148

یہاں اس اقتدار کا ذکر کیا جاتا ہے جو بعض قسم کے کارندوں کو اپنی ماموری کے دوران کاروبارِ معمولی میں حاصل ہوتے ہیں۔

ہراج خانہ دار

(الف) ہراج خانہ دار ایک کارندہ ہے جو عام ہراج میں سامان فروخت کرتا ہے۔ اصل میں وہ بائع کا کارندہ ہے مگر اسباب کے کسی کے نام چھوڑ دینے پر وہ مشتری کا بھی کارندہ صرف اس غرض کے لئے بن جاتا ہے کہ بوقت معاملہ اور بطور جزوِ معاملہ بولی کو لکھے[1] تاکہ دفعہ ۴ اسٹاچوٹ آف فراڈس اور سیل آف گڈس ایکٹ کے احکام کے تحت یادداشت مہیا کر سکے[2]۔ اسے صرف بیع ہی کا اقتدار نہیں ہوتا بلکہ اشیا واقعتاً اس کے قبضے میں ہوتی ہیں اور اس کو ان پر اس کی کفالتوں کے اغراض کے لئے حق گرفت بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ مشتری پر اپنے نام سے نالش دائر کر سکتا ہے اور اس صورت میں بھی جب وہ اپنا کارندہ ہونا بیان کر کے اور ایک معلوم اصل کے لئے معاہدہ کرے تو وہ معاہدے میں ایسے شرائط داخل کر سکتا ہے جو مشتری نے کئے ہوں اور جن سے وہ شخصی طور پر ذمہ دار بن جاتا ہو[3]۔

لیکن اگر ہراج خانہ دار اپنے ظاہری اقتدار کے اندر کام کرے تو اصل پر پابندی عائد ہوگی اگرچہ وہ اصل کی خانگی ہدایات کی خلاف ورزی کرے[4]۔ ایک ہراج خانہ دار نے غفلت سے اور خلاف ہدایات ایک چیز بلا قیدِ قیمت ہراج کر دی۔ اس کا اصل، شرائط فروخت کا پابند قرار دیا گیا[5]۔ لیکن جب ہراج اس اطلاع کے ساتھ ہو کہ فلاں چیز بقیدِ قیمت ہراج ہوگی ہراج خانہ دار کو اس کا کوئی اقتدار نہیں کہ کوئی بولی قیمت مقررہ سے کم کے لئے قبول کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو اپنے اصل کو پابند نہیں کر سکتا۔

[1] Bill v. Balls (1897) 1 Ch. 671.

[2] Chaney v Maclow, 45 T. L. R. 135.

[3] Woolfe v. Horne, 2 Q. B. D. 355.

[4] Rainbow v. Howkins, (1904) 2 K B. 326.

[5] mc Manus v. Fortescue, (1907) 2 N. B. I.

کمیشن پرخریدوفروخت کرنے والا تاجر

(ب) کمیشن پر خرید و فروخت کرنے والا تاجر (factor) قانون غیر موضوعہ کے قواعد اور تجارتی رواج کے لحاظ سے وہ کارندہ ہے جسے اشیا بغرض بیع تحویل کی جائیں، وہ اشیا پر قبضہ رکھے، اپنے نام سے بیع کا اقتدار رکھے اور ان کی فروخت کے متعلق ایک عام حق صوابدید اسے حاصل ہو۔ وہ ان کو معمولی شرائط قرضہ پر بیع کرسکتا ہے، زرِثمن وصول کرسکتا ہے اور مشتری کو مکمل ملکیت عطا کرسکتا ہے۔

مزید برآں اسے ان حسابات کے متعلق اشیا کا حق گرفت (lien) حاصل ہوگا جو اس کے اور اس کے اصل میں باقی ہوں اور ان میں ایک قابل بیمہ مفاد بھی اسے ملے گا۔ قانون غیر موضوعہ میں کمیشن پر خرید و فروخت کرنے والے تاجر کو یہ اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ یہ اقتدار، اصل اپنے کارندے کو خانگی ہدایات دے کر اشخاص ثالث کے مقابلے میں محدود نہیں کرسکتا۔[1]

جسٹس بلاک برن کا کہنا ہے[2] کہ قانون غیر موضوعہ میں:—

"عام قاعدہ یہ تھا کہ بیع یا کفالت کو اشیائے مبیعہ یا مکفولہ کے مالک کے مقابل صحیح بنانے کے لئے یہ بتانا ضروری تھا کہ بائع یا کفالت دہندہ کو مالک نے بیع یا کفالت کا (جیسی کہ صورت ہو) اختیار عطا کیا تھا۔ اگر مالکِ اشیا کے فعل سے بائع یا کفالت دہندہ کو بیع یا کفالت کا ظاہری اقتدار حاصل ہوا ہو تو اس کو قانون غیر موضوعہ ان لوگوں کے خلاف جو نیک نیتی کے ساتھ اس کے ظاہری اقتدار کی بنا پر کوئی کام کریں، اس بات کے انکار سے روک دیتا تھا کہ اس نے ایسا اقتدار

---

[1] Pickering v. Busk, 15 East, 38

[2] Cole v. N. W. Bank, L. R. 10 C. P. at p. 368

> عطا کیا تھا۔ ایسے شخصوں کے متعلق نتیجہ وہی ہوتا تھا
> گویا کہ اس نے انھیں اقتدار عطا کیا تھا مگر ایسی
> کوئی ممانعت ان لوگوں کے حق میں نہ تھی جن کو
> اطلاع ہو کہ اقتدار محدود ہے۔"

قانون غیر موضوعہ، مالک سامان کے متعلق خیال کرتا ہے کہ اس نے اپنے فعل سے کمیشنی تاجر (factor) کو اس کے قبضے میں دیے ہوئے اشیا کی بیع کرنے کا تو ظاہری اقتدار عطا کیا ہے مگر مکفول کرنے کا نہیں۔ مگر اس کا مفروضہ اقتدار متعدد قوانین موضوعہ (Factors Acts) کے ذریعے سے (جو ۱۸۸۹ء کے (Factors Acts) میں ضم ہو گئے ہیں) وسیع کیا گیا ہے۔ قدیم قوانین کے عام مقصد کا تذکرہ کرتے ہوئے جسٹس بلاک برن نے کہا ہے:۔

> "قانون کا عام قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک شخص نے
> دوسرے کی دھوکا دہی سے یہ یقین کیا کہ وہ
> بے خوف جائداد کے متعلق معاملہ کر سکتا ہے تو
> اسے (خریدار کو) نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے
> بجز اس کے کہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ اصل مالک کے
> فعل نے اسے دھوکا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ
> پارلیمان کا منشا یہ قانون وضع کرنا تھا کہ جب
> ایک شخص ثالث اسباب یا اسباب کے
> دستاویزات حقیت کسی کارندے کے پاس
> امانت رکھے اور کارندہ اثنائے کارندگی میں
> اسباب کو بیع یا مکفول کردے تو اس فعل سے
> اس کے متعلق یہ خیال کیا جائے گا کہ اس نے
> اس شخص کو دھوکا دیا جو نیک نیتی کے ساتھ
> کارندے سے معاملہ کرتا ہے اور اس اطلاع
> کے بغیر اس سے خریدتا یا اس کو پیشگی رقم

دیتا ہے کہ اسے (کارندے کو) بیع کرنے یا پیشگی
لینے کا اقتدار نہیں۔"

دفعہ ۱ و ۲

۱۸۸۹ء کا قانون نہ صرف کمیشنی تاجروں (factors) سے متعلق ہے بلکہ ہر "تجارتی کارندے" سے جو اس قسم کے کاروبار کرنے کے عادتی دوران میں اس بات کا اقتدار رکھے کہ اسباب بیع کرے یا بیع کے لئے حوالے کرے یا اسباب خریدے یا اسباب کی کفالت پر رقم حاصل کرے"۔ اور فی الحقیقت یہ قانون یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی "تجارتی کارندہ" مالک کی اجازت سے سامان یا سامان کے دستاویز ہائے حقیت پر قابض ہو تو ہر بیع، کفالت یا دیگر انتقالات جو وہ بطور کارندہ اپنے کاروبار کے معمولی دوران میں کسی ایسے شخص سے کرے جو نیک نیتی سے اور کارندے کے غیر مجاز ہونے پر مطلع ہوئے بغیر عمل کرے تو ایسی بیع، کفالت یا دیگر انتقال اسی طرح صحیح ہوگا گویا کہ مالک اسباب نے اسے صراحت کے ساتھ مقتدر بنایا تھا۔

اسی بنا پر جو اشخاص نیک نیتی سے سامان یا سامان کے دستاویز ہائے حقیت کی کفالت پر رقم دیں تو انھیں اس سے یہ فرض کرنے کا حق ہوتا ہے کہ سامان یا اس کی دستاویز حقیت کے قبضے کے ساتھ یہ بھی اقتدار حاصل ہے کہ اس کو مکفول کریں اگرچہ کمیشنی تاجر (factor) کو اس کے اصل نے اس کا اقتدار دینے سے صراحتہً انکار کیا ہو۔[1]

جب تک کارندے کے قبضے میں سامان رہے، اصل کا اقتدار کو منسوخ کرنا اس مشتری یا کفالت گیرندہ (pledgee) کے حق پر اثر نہیں ڈالتا جو بوقت بیع یا کفالت تنسیخ اقتدار کی اطلاع نہ رکھتا ہو۔

مزید براں شائد یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے کے اسباب پر اس کے مالک کی اجازت سے محض قابض رہنا، قابض کو بجائے خود ان کی بیع یا کفالت کا ظاہری اقتدار نہیں عطا کرتا اگر وہ قابض "تجارتی کارندہ" نہ ہو، مثلاً اگر اسباب

[1] Weiner v. Harris, (1910) 1 K. B. 285.

کسی شخص کے حوالے اس اختیار کے ساتھ کیا جائے کہ اس کو خرید کرے یا واپس کر دے یا حوالگی بہ اقساط ادائی ثمن (hire purchase) کے معاملے پر ہو تو مالک کو اس بات کی ممانعت نہیں ہے کہ قابض نے اس کی اجازت کے بغیر جو انتظام کیا اس کے صحیح ہونے سے انکار کرے۔ ۱۸۸۹ء کے (Factors Act.) دفعات (۸ و ۹) اور ۱۸۹۳ء کے سیل آف گڈس ایکٹ دفعہ ۲۵ کا اثر یہ ہے کہ بائع اسباب (جو اسباب یا اس کی دستاویز حقیت پر قبضہ رکھے) اور مشتری (جو بائع کی منظوری سے قبضہ حاصل کرتا ہے) اس معاملے میں "تجارتی کارندے" کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

دلال (ج) دلال ایک کارندہ ہے جس کا اصل منشا دو فریقوں میں بنیاد معاہدہ قائم کرنا ہوتا ہے۔ جب وہ بیع کے لئے دلال ہو تو اشیا اس کے قبضے میں نہیں ہوتیں اسی لئے قبضے سے پیدا ہونے والے وہ حقوق اسے حاصل نہیں ہوتے جن سے کمیشنی تاجر (factor) متمتع ہوتا ہے۔ نہ ہی اسے یہ اقتدار حاصل ہوتا ہے کہ اپنے کئے ہوئے معاہدوں کی بنا پر نالش اپنے نام سے دائر کرے۔

دلال کے فروخت ناموں (Notes of sale) کے فارم اس امر کی توضیح کے لئے مفید ہو سکتے ہیں جس کا تذکرہ آئندہ فریقین کی ان ذمہ داریوں کے سلسلے میں ہوگا جب کہ کارندہ کسی اصل کے لئے معاہدہ کرتا ہے مگر اس کا نام یا وجود ظاہر نہیں کرتا۔

جب دلال کوئی معاہدہ کرتا ہے تو وہ شرائط ایک تحریر میں مندرج کرتا ہے اور ہر فریق کو ایک نقل اپنی دستخط کے ساتھ دیتا ہے۔ بائع کے حوالے جو تحریر ہوتی ہے اسے فروخت نامہ یا تحریر بیع (sold note) کہتے ہیں اور جو مشتری کو دی جاتی ہے وہ خرید نامہ یا تحریر خرید (bought note) کہلاتی ہے۔ تحریر بیع یوں شروع ہوتی ہے "زید کی جانب سے بکر کو بیع کی گئی"۔ اس کے آخر میں محمود دلال کے دستخط ہوتے ہیں۔ تحریر خرید یوں لکھی جاتی ہے "بکر کے لئے زید سے خریدی گئی" اور محمود دلال کے دستخط ہوتے ہیں۔ مگر فارم مختلف ہو سکتے ہیں اور ان کے اختلاف کے ساتھ دلال کی ذمہ داری بھی۔ اس کا تذکرہ تحریر بیع کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔

(۱) "زید کی جانب سے بکر کو بیع کی گئی" (شرح دستخط) "محمود دلال"۔ اس صورت میں دلال کو تحت معاہدہ نہ تو ذمہ دار گردانا جا سکتا ہے اور نہ اسے

حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ وہ ایک اصل معلوم کے کارندے کے طور پر عمل کرتا ہے[1]

(۲) "آپ کی جانب سے ہمارے اپنے اصل کے ہاتھ بیع کی گئی (شرح دستخط) "محمود دلال" اس صورت میں دلال بطور کارندہ ایک ایسے اصل کے لئے عمل کرتا ہے جس کا نام وہ نہیں بتاتا[2] اس پر ذمہ داری اسی وقت عائد ہوگی جب (ایسی صورت میں ذمہ دار ہونے کے متعلق) کاروباری رواج ثابت کیا جائے[3]

(۳) "آپ کی جانب سے مجھے بیع کی گئی" (شرح دستخط) "محمود" یہاں ہم سمجھتے ہیں کہ دلال کا ایک اصل ہے اگرچہ اس کا وجود ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ نہ دلال نے ہی بطور کارندہ دستخط کئے ہیں۔ وہ شخصی طور پر ذمہ دار ہوگا اگرچہ بائع اصل کا نام معلوم ہونے پر اس کا مجاز ہے کہ اصل کی ذمہ داری لینے کو ترجیح دے اور ذمہ داری لے۔ اور اصل مداخلت کرکے معاہدے کا نفع اٹھا سکتا ہے[4]

کمیشن ایجنٹ

(د) جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، کمیشن ایجنٹ وہ شخص ہے جو اپنے مامورکنندہ اور دیگر فریقوں میں بنیاد معاہدہ قائم کرنے کے لئے مامور نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے لئے معاوضہ کمانے کے طور پر کچھ کمیشن لے کر بہتر سے بہتر شرائط پر اسباب خرید یا بیع کرے[5]

ضامن کارندہ

(ھ) ضامن کارندہ (del credere agent) وہ کارندہ ہے جو بغرض بیع مقرر ہوتا ہے اور جو زیادہ معاوضے کے بدل میں[6] اس بات کی بھی ذمہ داری اپنے مامورکنندہ کے لئے لیتا ہے کہ وہ فریق جن سے اسے معاہداتی رشتہ پیدا ہوا ہے، اس رقم کو

---

[1] Fairlie v. Fenton, L. R. 5 Ex. 169.

[2] Fleet v. Murton, L. R. 7 Q. B 126..

[3] Southwell v. Bowditch, 1 C. P. D. 374..

[4] Higgins v. Senior, 8 M. & W. 834..

[5] Ireland v. Livingston, (L. R. 5 H. L. 407.) آئرلینڈ بنام لیونگسٹن

[6] باب ۷ فصل ۳ عنوان دوسرے کے قصور وغیرہ کی تلافی کا عہد۔

ادا کریں گے جو ان میں منعقد شدہ معاہدے کے تحت واجب الادا ٹھیرے۔

اسی لئے وہ اس بات کا عہد کرتا ہے کہ دوسرے کی "عدم ادائی کی تلافی کرے" اور بادی النظر میں اس کے معاہدے تحت دفعہ ۴ اسٹاچوٹ آف فراڈس تحریری شہادت کے محتاج نظر آتے ہیں۔ مگر عدالتوں نے قرار دیا ہے[1] کہ جب دوسرے کی عدم ادائی کی تلافی کا وجوب کسی بڑے معاہدے (مثلاً ضامنِ کارندگی) کے ضمن میں ہو تو دفعہ ۴ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور کسی تحریری نوٹ یا یادداشت کی ضرورت نہیں۔

مگر ضامنِ کارندہ تعمیلِ معاہدہ کے متعلق[2] کوئی ضمانت (guarantee) نہیں دیتا سوائے ثمن کی ادائی کے معاملے کے۔ اسی لئے مشتری کی حوالگی کو قبول کرنے سے انکار پر اس پر وہ بائع اسباب نالش نہیں دائر کر سکتا جسے کارندے نے مشتری سے معاہداتی رشتے میں منسلک کر دیا تھا۔

کارندہ نالش کر سکتا ہے نہ اس پر ہو سکتی ہے

ہم نے بیان کیا کہ یہ قاعدہ ہے کہ جو کارندہ اپنے اقتدارات محصلہ کے اندر کسی معلوم اصل کے لئے معاہدہ کرے، وہ معاملے سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس طرح منعقد شدہ معاہدے کے تحت نہ حقوق حاصل کرتا ہے نہ ذمہ داریاں۔

مگر یہ معاملہ ہمیشہ زبانی معاہدے کی صورت میں فریقین کے طرز عمل کی، اور تحریری معاہدے کی صورت میں الفاظ دستاویز اور ماحول کی صحیح تعبیر سے طے ہوتا ہے۔ اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اصل اور کارندہ دونوں فرداً فرداً اس معاہدے کے ذمہ دار اور اس کے نفاذ کے مستحق ہوں جو کارندے نے اپنے اصل کی جانب سے منعقد کیا ہے بشرطیکہ فریقین کا ایسا ہی منشا رہا ہو۔[3] اسی لئے مندرجۂ ذیل قواعد اس بات کی شہادت پر غیر متعلق

---

[1] ہاربرگ انڈیا ربر کمپنی بنام Martin (1902. 1 K B. 773, 786.)

[2] Gabriel v. Churchill & Sim, (1914) 3 K. B 1272.

[3] Calder v. Dobell, L. R 6 C. P at p. 494.

ہوجائیں گے کہ فریقین کا ارادہ اس کے برعکس تھا۔[1]

عموماً کارندہ نالش نہیں دائر کر سکتا کیونکہ کارندے کی موجودگی ہی کے باعث وہ فریق جس سے اس نے معاہدہ کیا، بیان کردہ اصل کی طرف متوجہ ہونے پر آمادہ کیا گیا تھا اور کارندہ اس شخص کے مقابل میں ذمہ دار نہیں گردانا جا سکتا جس سے اس نے محض ایک اور شخص کے نمایندے کے طور پر معاملہ کیا تھا، البتہ اگر وہ (ذمہ دار بننا) چاہے تو ہوسکتا ہے۔[2]

اس پر نالش بھی نہیں ہوسکتی مگر اس کے بعض مستثنیات ہیں۔[3]

مستثنیات

دستاویز جو کارندہ اپنے آپ کو کسی دستاویز کا فریق بنائے وہ اس کا پابند ہوجاتا ہے خواہ اسے اس میں کارندہ ہی بیان کیا گیا ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ معاہدہ ایک ضابطے کی چیز ہے اور یہ اصطلاحی قاعدہ ہے کہ "کسی دستاویز مہری کی فریق ہونے کی بنا پر صرف وہی لوگ نالش کر سکتے یا کیئے جا سکتے ہیں جو اس میں بطور فریق بیان کیئے گئے ہوں"۔[4]

غیر ملکی اصل یہ کہا گیا ہے کہ جو کارندہ کسی غیر ملکی اصل کی جانب سے معاہدہ کرے اسے تاجروں کے رواج کے باعث اس بات کا اقتدار نہیں ہے کہ اپنے مامور کنندہ کی ساکھ مکفول کرائے اسی لئے وہ اس معاہدے کا شخصی طور پر خود ذمہ دار رہتا ہے۔ حالیہ فیصلوں[5] سے یہ امر مشتبہ

[1] Gadd v. Houghton, 1 Ex. D. 357.

[2] Bickerton v Burrell, M. & S. 383.

[3] Repetto v. Millar's Karri & Jarrah Forests, (1901) 2 K. B. 806

[4] Beckham v. Drake, 9 M. & W. 95.

[5] Armstrony v. Stokes, L. R. 7 Q. B. 605.

ہوگیا ہے کہ آیا یہ قاعدہ اب بھی باقی ہے۔ ممالک غیر سے جدید ذرائعِ اتصال کی ترقی سے پہلے ممکن ہے اس قاعدے کے وجوہات معقول ہوں مگر آج کل وہ معقول نہیں سمجھے جا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ مفروضہ یہ ہو سکتا ہے[1] کہ جو کارندہ غیر ملکی اصل کی جانب سے عمل کر رہا ہو اسے یہ اقتدار نہیں کہ اس کی ساکھ مکفول کرائے لیکن اس مفروضے کی تردید ان واقعات کی شہادت سے ہو سکتی ہے جن سے معلوم ہو کہ کارندے نے کوئی شخصی ذمہ داری اپنے سر نہیں لی۔ بہر حال اگر یہ رواج باقی ہے بھی تو وہ اس قسم کا ہے کہ اس سے اصل کی جگہ کارندہ ذمہ دار ہوتا ہے لیکن اگر وہ معاہدے کے واقعی شرائط کے مغائر ہو تو بے اثر ہو جائے گا۔

غیر موجود اصل اگر کارندہ کسی ایسے اصل کی جانب سے معاہدہ کرے جس کا وجود نہیں ہے یا جو معاہدہ نہیں کر سکتا تو وہ ایسے معاہدے کی بنا پر شخصی طور سے خود ذمہ دار ہوگا۔

(Kelner) بنام (Baxter)[2] میں اوپر یہ بتایا گیا تھا کہ کوئی شراکت ان معاہدات کی تصدیق نہیں کر سکتی جو اس کی جانب سے اس کے قیام سے پہلے کئے گئے ہوں۔ یہی مقدمہ یہ قاعدہ بھی مقرر کرتا ہے کہ جو کارندہ اس طرح معاہدہ کرتا ہے وہ ایسی ذمہ داریاں سر لیتا ہے جن کو شراکت کسی توثیق کے ذریعے سے اپنے اوپر عائد نہیں کر سکتی۔ جسٹس (Willes) کا کہنا ہے کہ "نہ صرف اصولاً بلکہ استناداً بھی مجھے یہ معلوم ہوتا ہے شراکت اس معاہدے کی بنا پر ہرگز ذمہ دار نہیں ہوگی اور اس دستاویز کو جب (Ut res Magis valeat quam Pereat) تعبیر کریں تو ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ فریقین کا یہ ارادہ تھا کہ دستخط کنندہ اشخاص شخصی طور پر ذمہ دار ہوں۔"

بلا اجازت معاہدے پر کارندے کے خلاف چارہ جوئی اگر کوئی شخص بطور کارندہ کسی معلوم اصل کے لئے معاہدہ کرتا ہے لیکن اسے کوئی حقیقی یا ظاہری اقتدار حاصل نہیں ہوتا تو وہ معاہدے کا اپنے مزعومہ اصل یا خود کو پابند نہیں

[1] Miller, Gibb & Co. v. Smith & Tyrer, (1917) 2 K. B. 141.
[2] L. R. 2 C. P. 175.

کرسکتا مگر اس فریق کو جسے اس نے معاہدہ کرنے کی ترغیب دی ان دو میں سے ایک چارۂ کار حاصل ہے۔

ادعائے اقتدار (الف) اگر مزعومہ کارندہ ایمان داری کے ساتھ یقین کرتا ہو کہ اسے اقتدار حاصل ہے ــــ اور اسے اقتدار نہ ہو ــــ تو اس پر بربنائے ضمانت اقتدار (warranty of Authority) نالش دائر کی جاسکتی ہے۔

یہ فریق دیگر سے اس بات کا معنوی عہد ہے کہ اس کے معاہدہ کرنے کے بدل میں کارندگی کا مدعی شخص اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ ایک اصل کے عطا کردہ اقتدار کے تحت عمل کررہا ہے۔

یہ قاعدہ صرف ان معاملات یا نمایندگیوں سے متعلق نہیں ہے جن سے معاہدہ ہوتا ہے بلکہ وہ ہر اس نمایندگی اقتدار پر حاوی ہے جس سے کوئی شخص دوسرے کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ اپنے نقصان کے لئے کام کرے[1]

"جو لوگ اوروں کو آمادہ کرتے ہیں کہ یہ فرض کرکے عمل کریں کہ انھیں (آمادہ کنندوں کو) تیسرے اشخاص کی جانب سے قابلِ پابندی معاہدہ منعقد کرنے کا اقتدار حاصل ہے۔ ان کے متعلق اگر یہ معلوم ہو کہ انھیں ایسا کوئی اقتدار حاصل نہ تھا تو ان پر ایک معنوی ضمانت اقتدار کے نقص کی بنا پر" نالشِ ہرجہ دائر[2] کی جاسکتی ہے Collen بنام (Wright) اور دیگر مقدمات میں یہی فیصلہ ہوا[3]۔

ذمہ داری کے متعلق یہ سمجھا جاسکتا ہے ــــ جیسا کہ عدالت مرافعہ نے بھی

ــــــــــ

[1] Starkey v. Bank of England, (1903) A. C. ?14.

[2] Richardson v. Williamson, L. R. 6 Q. B 276.

[3] 8 E. & B. 647.

سمجھا ہے۔ کہ وہ اس عام قانونی قاعدے[1] کا استثنا ہے کہ "نالش ہرجہ اس شخص کے خلاف نہیں مسموع ہوگی جو نیک نیتی کے ساتھ ایک غلط بیانی کرتا ہے جس سے دوسرے کو دھوکا ہوتا ہے"۔ اگر ایسا ہو تو چونکہ حق نالش معاہدے پر نہیں بلکہ فعل ناجائز پر مبنی ہوگا اس لئے فریق متضرر کے قائم مقاموں کو نہیں ملے گا۔

ان کے تعلقات درحقیقت معاہداتی ہیں۔ لارڈ جسٹس بکلے مقدمہ (Yonge) بنام (Toynbee) میں[2] کہتا ہے "نظائر واسناد سے جو صحیح اصول استنباط کیا جاسکتا ہے وہ میرے خیال میں (یہ ہے کہ کارندے کی ذمہ داری) کارندے کے فعل ناجائز یا ترک فعل پر مبنی نہیں ہوتی بلکہ معنوی معاہدہ پر"۔ اسی مقدمے میں یہ بھی قانون مقرر کیا گیا ہے کہ ضمانت (warranty) جاری رہنے والی ضمانت ہے اور کارندہ اس صورت میں بھی ذمہ دار ہوگا جب اس کا اقتدار اس کے بلا علم ختم کردیا جائے جیسے اصل کے وفات پانے یا مجنون ہوجانے سے۔

نالش بربنائے دھوکا دہی۔

(ب) اگر مدعی کارندگی کو علم ہو کہ اسے وہ اقتدار حاصل نہیں ہے جس کے ہونے کا وہ مدعی ہے تو اس پر فریق متضرر دھوکا دہی کی بنا پر نالش دائر کرسکتا ہے۔

مقدمہ (Polhill) بنام (Walter) میں[3] اس کی ایک نظیر ملتی ہے۔ مدعی علیہ نے ایک ایسے شخص کے کارندے کے طور پر ایک بل قبول کیا جس نے اسے ایسا کرنے کا اقتدار نہیں عطا کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اقتدار حاصل نہیں لیکن اسے توقع تھی کہ اس کے فعل کی توثیق کردی جائے گی۔ ایسا نہ ہوا اور بل کی ادائی عمل میں نہ آئی اور مدعی علیہ بل کے ایک تحریر ظہری دار (indorsee) کے مقابل اس بنا پر ذمہ دار قرار دیا گیا کہ اس نے اقتدار کے متعلق غلط بیانی کی جسے وہ خود بھی غلط سمجھتا تھا اور اس فریب کی تعریف میں آتا تھا جس کا ایک

---

[1] Firbank's Exors. v. Humphreys, 18 Q. B. D.

[2] (1910) 1 K. B. at p. 228.

[3] 3 B. & A. 114.

ماسبق باب میں ذکر کیا گیا ہے۔

اس قسم کے معاہدے کی بنا پر کارندے کے شخصی طور پر ذمہ دار نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے جس شخص کو اس نے معاہدہ کرنے کی ترغیب دی وہ اسے (معاہدے کا) فریق ثانی تصور نہ کرتا تھا اور بجز بیان کردہ اصل کے کسی سے مطلب نہ رکھتا تھا۔ اس کا چارۂ کار بے قصور غلط بیانی یا فریبانہ غلط بیانی سے جو بھی صورت ہو کے متعلق ہوگا۔

فریقین کے حقوق اور ذمہ داریاں جب کہ اصل کا نام ظاہر نہ کیا جائے

جو کارندہ بطورِ کارندہ معاہدہ کرتا ہے لیکن اپنے اصل کا نام ظاہر نہیں کرتا تو وہ بطورِ قاعدہ اپنے کئے ہوئے معاہدے کی بناء پر شخصی طور پر ذمہ دار نہ ہوگا۔ لیکن اس صورت میں بھی مثل اس صورت کے جب اصل کا نام ظاہر کیا گیا ہو۔ مسئلہ تعبیر کا ہوگا۔

جسٹس بلاک برن نے مقدمہ (Fleet) بنام (Murton) میں[2] بیان کیا کہ "اصول میں مطلق شبہہ نہیں کہ دلال جو بحیثیتِ دلال لین دین کرے نہ کہ بطورِ خریدار، تو وہ ان حالات کی نوعیت کی بناپر (خود بخود) مشتری اور بائع میں ایک معاہدہ منعقد کراتا ہے اور خود نہ مشتری ہوتا ہے۔ نہ بائع[1] اور یہ کہ اسی بناپر جب

---

[1] Gadd v. Houghton, 1 Ex. D. 357.

[2] L. R. 7 Q. B. 126

معاہدے میں "زید کو بیع کی گئی" یا "میرے اصل کو بیع کی گئی" کے الفاظ ہوں اور دلال صرف بہ حیثیتِ دلال دستخط کرے تو وہ اس طرح خود کو اس سامان کا نہ تو مشتری بناتا ہے نہ بائع ہے[1]

مستثنیات

اس کے برخلاف جو کارندہ غیر مسمی اصل کی جانب سے معاہدہ کرے اور اس کی صراحت نہ کرے کہ وہ بطورِ کارندہ معاہدہ کر رہا ہے، تو وہ شخصی طور پر ذمہ دار ہوگا۔ یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ کارندگی کو ظاہر کرنے والے الفاظ کی غیر موجودگی میں اگر لفظ "دلال" دستخط کے ساتھ لکھا گیا ہو تو وہ محض تعین شخص کے لئے ہوگا[2] اور وہ ذمہ داری کو محدود نہ کرے گا۔ چنانچہ اگر کارندہ اپنے آپ کو الفاظ کے ذریعے سے ذمہ داری سے خارج نہ کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ شخص جو کسی غیر بیان کردہ اصل کے کارندے سے معاملہ کرتا ہے وہ توقع کرتا اور حق رکھتا ہے کہ اصل اور کارندے میں سے جسے چاہے علیٰ سبیل البدل ذمہ دار قرار دے[3]۔

اس صورت میں بھی جب کارندے کا کارندہ ہونا وضاحت سے بیان ہوا ہو، رواج کاروبار کی بنا پر وہ ذمہ دار ہوگا جیسا فلیٹ بنام مرٹن ہوا[4]۔

مگر "ایسے رواج کی عدم موجودگی کی صورت میں اور جب کہ کوئی اصل موجود ہو تو عام قاعدہ متعلق ہوتا ہے خواہ کسی اصل کا نام نہ لیا گیا ہو یا وہ کوئی غیر ملک میں رہنے والا ہو[5]"۔

جب کسی شخص کا یہ مقصد رہا ہو کہ وہ ایک غیر مسمی اصل کے کارندے کی حیثیت سے معاہدہ کرے تو وہ اپنے آپ کو حقیقی اصل ہونا بیان کر سکتا ہے۔

---

[1] Southwell v. Bowditch, 1 C. P D 374.

[2] Hutcheson v Eaton, 13 Q B D. 861.

[3] Thomson v. Davenport, 9 B & C. 78.

[4] L. R. 7 Q. B. 126.

[5] Universal Steam Navigation Co v James Mckelvie & Co., (1923) A. C. per Cave, L. C. at p. 496

کیونکہ اگر معاہدے کا فریق ثانی کسی نامعلوم شخص کی ذمہ داری لینی منظور کرسکتا ہے تو یہ قیاس کرنا دشوار ہے کہ کارندہ ہی دنیا میں وہ واحد شخص تھا جس سے وہ معاہدہ کرنا نہ چاہتا ہو کیونکہ بہرحال غیر مسمیٰ اصل کی حیثیت یا واجب الادا رقوم ادا کرنے کی قابلیت تو اسے معاہدہ کرنے پر آمادہ نہ کرسکتی تھی۔

چنانچہ (Schmaltz) بنام (Avery) [1] میں اسمالٹس نے اس معاہدۂ چارٹر پارٹی کی بنا پر نالش دائر کی جو اس نے "ایک اور فریق کی جانب سے" ایوری سے کیا تھا۔ اس نے کسی اصل کا نام نہیں بتایا تھا اور قرار دیا گیا کہ وہ کارندگی کی حیثیت سے انکار کرکے اصل کی حیثیت اختیار کرسکتا ہے۔ اس فیصلے کی ایک بعد کے مقدمے [2] میں پابندی ہوئی ہے۔

فریقین کے حقوق و فرائض جب اصل کے وجود ہی کا ذکر نہ کیا گیا ہو

اگر کارندہ کسی ایسے اصل کی جانب سے عمل کرے جس کا وجود وہ اس وقت ظاہر نہیں کرتا تو معاہدے کا فریق ثانی صحیح واقعات معلوم کرنے پر اس بات کے انتخاب کا اختیار رکھتا ہے کہ آیا وہ فریق معاملہ اصل کو قرار دے یا کارندے کو۔ اس قاعدے کی وجہ ظاہر ہے۔ اگر زید بکر سے معاہدہ کرے تو زید ہر وقت اس فریق کو ذمہ دار قرار دینے کا مستحق ہے جس سے وہ سمجھتا ہے کہ اس نے معاہدہ کیا ہے۔ اگر اسے بعد میں معلوم ہو کہ بکر اصل میں محمود کا نمائندہ ہے تو اسے اس بات کے انتخاب کا حق ہوگا [3] کہ وہ حقیقی صورتِ حالات کو پسند کرے اور محمود پر بطور اصل نالش

[1] 16 Q. 655.

[2] Harper v Vigers, (1909) 2 K. B. 549.

[3] Scarf v. Jardine, 7 App Cas. 345.

دائر کرے یا اس مفروضہ صورت حالات کو برقرار رکھے جس کی بنا پر اس نے معاہدہ کیا اور آئندہ بھی بکر ہی کو اصل فریق سمجھتا رہے۔ ایک شادی شدہ عورت کی خاص صورت میں[1] جب کہ وہ اپنے شوہر کے کارندے کے طور پر عمل کرے تو البتہ خیار کی دوسری صورت بہ سبیل بدل اس فریق کے لئے باقی نہیں رہے گی جس سے وہ معاہدہ کرتی ہے۔ اس کی وجہ وہ تعبیر ہے جو دارالامرائے ۱۸۹۳ء کے (Married Women's Property Act) کی دفعہ ۱ کے متعلق کی ہے۔

قاعدۂ شہادت کی ابھی توضیح کی گئی ہے۔ اس کی رو سے وہ شخص جو بطور اصل معاہدہ کرے اس کے متعلق یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ وہ کارندہ ہے۔ جب زید اور بکر[2] میں کوئی ظاہری معاہدہ ہو تو زید ثابت کر سکتا ہے کہ بکر اس غرض سے محمود کا کارندہ ہے کہ محمود کے لئے معاہدے کی ذمہ داریاں قائم کرے۔ لیکن بکر یہ ثابت کر کے کہ محمود اس کا اصل ہے اس معاہدے کی ذمہ داریوں سے بچ نہیں سکتا جس کے کرنے کی اس نے زید کو یہ سمجھا کر ترغیب دی تھی کہ وہ خود ہی اصل فریق معاہدہ ہے[3]۔ کیونکہ ایسی شہادت معاملۂ تحریری کے خلاف ہوگی۔ فریقین میں سے کوئی بھی اس ذمہ داری سے بچ نہ سکے گا جو اس پر تحت معاہدہ عائد ہوئی ہو لیکن زید کو یہ ثابت کرنے کی اجازت ہے کہ اس کے حقوق اس سے زیادہ وسیع ہیں جتنا الفاظ معاہدہ ظاہر کرتے ہیں۔

یہاں تک قرار دیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں محمود نہ صرف[4] ان افعال کا پابند ہوگا جن کے کرنے کا بکر نے اس سے واقعی اقتدار حاصل کیا ہو بلکہ ان تمام افعال کا جو اس قسم کے کارندے کے اقتدار میں عموماً ہوتے ہیں[5] دیگر صورتوں میں

۱۔ Paguin v Beauclerk, (1906) A C 141.

۲۔ Higgins v Senior, 8 M & W 834.

۳۔ Trueman v Loder, 11 Ad & E 589.

۴۔ Watteau v Fenwick, (1893) 1 Q B 346.

۵۔ Kinahan v Parry, (1910) 2 K. B. 389.

ایک مشکل پیدا ہوتی ہے۔ بے شبہہ اصل، کسی مخفی تحفظ کے ذریعے سے اپنے کارندے کا ظاہری اقتدار محدود نہیں کر سکتا مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ امر مانع تقریر مخالف کی بنا پر اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ وہ کارندہ فی الحقیقت ان اقتدارات کا حامل نہیں ہے جن کا اس نے دوسرے فریق کو یقین دلایا تھا کہ وہ حامل ہے لیکن جب خود اصل کے وجود کا فریق ثانی کو علم نہ ہو تو یہ استدلال منطبق نہیں ہوتا۔

جو جواب دہی کارندے کے مقابل کھینچا سکتی ہے وہی اصل سے بھی

واقعی اصل (محمود) مداخلت کر سکتا اور بر بنائے معاہدہ نالش کر سکتا ہے۔ مگر زید اس کے خلاف کوئی بھی مجرا دہی قائم کر سکتا ہے جو بکر (کارندے) کے خلاف اس کو حاصل ہو اور جو اس وقت پیدا ہوئی ہو جب زید یہی خیال کر رہا تھا کہ وہ بکر سے بطور اصل معاملہ کر رہا ہے۔[۱]

یہ قاعدہ "امر مانع تقریر مخالف کے اصول پر مبنی ہے۔ کیونکہ :-[۲]

"یہ بد معاملگی ہوگی اگر مخفی اور چھپا ہوا اصل
اپنے ہی فعل یا ترک فعل سے کسی مشتری کو
اس بات کا موقع دے کہ وہ کارندے کے خلاف،
جس کو وہ اصل بائع تصور کر رہا ہے، ایک
مجرا دہی پر بھروسا کرے اور پھر بھی وہ (مخفی اصل)
مجاز رہے کہ مداخلت کر کے مشتری کو اس حق سے
اس حاصل وقت ہی میں محروم کرے جب وہ
اپنی حفاظت کے لئے اس کا محتاج ہو۔"

چونکہ قاعدے کی اساس یہ تھی اس لئے قرار دیا گیا کہ اس کا اطلاق اس صورت میں نہیں ہو سکتا جب معاہدے کا دوسرا فریق دلالوں سے معاملہ کرے جن کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ بعض وقت اصلوں کے دلالوں کے طور پر فروخت

---

۱ Montagu v Forwood, (1893) 2 Q B 350.

۲ Cooke v Eshelby, 12 App. Cas per Lord Watson, at p. 278.

کرنے کے اور بعض وقت خود اپنے طور پر بہ حیثیت اصل بیع کرنے کے عادی ہیں۔ ان حالات میں :-

"اگر وہ بلا دریافت خرید نا پسند کرے تو وہ اس اطلاع کے ساتھ ایسا کرے گا کہ ممکن ہے کہ ایک اصل ہوگا جس کا یہ دلال کارندہ ہے۔ اگر بالآخر ثابت ہو کہ یہی واقعہ ہے تو وہ میرے خیال میں اس بات کا کوئی حق نہیں رکھتا کہ اصل کا جو دین اس کو ادا کرنا ہے اس میں اس دین کو مجرا دے جو اس کا کارندے پر واجب الادا ہے۔"

متبادل ذمہ داری کس طرح ختم ہوسکتی ہے

معاہدے کے فریق ثانی کا حق کارندے یا اصل پر نالش دائر کرنے کے متعلق — دو متبادل ذمہ داریوں میں سے ایک سے استفادہ کرنے کے متعلق — مختلف وجوہ سے اس طرح ختم ہوسکتا ہے کہ وہ دو میں سے ایک کی حد تک محدود ہو جائے اور اسے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار باقی نہ رہے۔

(الف) ہوسکتا ہے کہ کارندہ ایسے الفاظ میں معاہدہ کرے کہ کارندگی کا تصور معاہدے کی ترکیب (construction) کے مغائر ہوتا ہو۔

چنانچہ اگر کوئی کارندہ ایک چارٹر پارٹی مرتب کرتے وقت اپنے آپ کو اس میں جہاز کا مالک ظاہر کرے تو یہ قرار دیا گیا[1] ہے کہ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے شہادت قابل ادخال نہ ہوگی کہ دوسرا شخص حقیقی مالک اور کارندے کا اصل تھا۔ کیونکہ یہ تحریری معاہدے کی تردید کرے گا اس لئے یہ قرار دیا گیا کہ اس کا اصل مداخلت نہیں کرسکتا۔ لہذا اس پر انصافاً نالش بھی نہیں ہوسکتی۔ لیکن جب[2] کارندے نے خود کو محض چارٹرر دار ظاہر کیا ہو تو یہ ثابت کرنے کے لئے شہادت قابل ادخال

---

[1] Humble v Hunter, 12 Q B 310.

[2] Drughorn v Red Transatlantic, (1919) A C. 203.

قرار دی گئی ہے کہ حقیقی اصل کون تھا۔ اور اسے مداخلت کرنے اور بربنائے چارٹر نالش کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ "چارٹر دار" ذومعنی اصطلاح ہے۔ "مالک" نہیں۔

(ب) اگر معاہدے کا فریق دیگر ایسے اصل کے وجود کو جس کا نام ظاہر نہیں کیا گیا ہے دریافت کر لینے کے بعد کوئی ایسا کام کرے جس سے بغیر کسی ابہام کے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اصل یا کارندے میں سے کسی کو اپنا ذمہ دار بناتا ہے تو اس کا انتخاب متعین ہو جائے گا اور وہ آئندہ دوسرے پر نالش نہیں دائر کر سکے گا۔[1]

(ج) اگر واقعۂ کارندگی کو دریافت کئے بغیر وہ کارندے پر نالش دائر کر کے فیصلہ حاصل کرے تو وہ آئندہ اصل کے خلاف دعویٰ نہ کر سکے گا۔[2] لیکن ان حالات میں صرف نالش کا دائر کر دینا اس کے حقوق کو ختم نہ کرے گا۔ "کیونکہ یہ ہو سکتا ہے ایک کے خلاف نالش روک دی جائے اور دوسرے کے خلاف نئی کارروائی جاری کی جائے۔"[3]

(د) نیز، اگر کسی صورت میں جب کہ کارندے ہی کو پورا اختیار (credit) عطا کیا گیا ہو غیر مسمیٰ اصل، اس کے ہاتھ بیچ کئے ہوئے اسباب کا زرِ ثمن کارندے کو ادا کرے، تو اس کے مشتری ہونے کو معلوم کرنے کے بعد اس پر نالش نہیں دائر ہو سکتی۔

آرمسٹرانگ بنام (Stokes) میں مدعا علیہم نے (Messrs. Ryder)[4] امی کمیشنی تاجروں کی ایک کوٹھی کو (جو بعض وقت خود اپنے لئے کاروبار کیا کرتے تھے اور بعض وقت بطور کارندہ کام کرتے تھے) اس بات پر مامور کیا کہ ان (مدعا علیہم) کے لئے اسباب خریدے۔ مسرز رائڈر نے اسباب اپنے نام پر آرمسٹرانگ سے

---

[1] Curtis v. Williamson L. R 10 Q B. 57.

[2] Per Lord Cairns, Hamilton v Kendall, 4 App. Ca. 514.

[3] Priestly v. Fernie, 3 H & C 984.

[4] L. R. 7 Q. B. 598.

خریدا جس نے رائڈر فرم ہی کی ساکھ قبول کی، کسی اور کی نہیں۔ مدعی علیہم نے معمولی دورانِ کاروبار میں اسباب کا زرِ ثمن اپنے کارندے کو ادا کیا اور دو ہفتے بعد مسرز رائڈر جس نے ابھی تک آرمسٹرانگ کو رقم ادا نہیں کی تھی، دیوالیہ ہو گئی۔ جب حسابات سے یہ معلوم ہوا کہ وہ فرم مدعی علیہم کے کارندے کے طور کام کر رہی تھی تو آرمسٹرانگ نے دعویٰ کیا کہ اسے غیر مسمی اصل سے ادائی کے مطالبے کا حق دیا جائے۔ قرار دیا گیا کہ مطالبہ ان لوگوں سے نہیں کیا جا سکتا جن کا اصل ہونا اسی وقت معلوم ہوا جب انھوں نے ایمانداری کے ساتھ اس شخص کو زرِ ثمن ادا کر دیا جس کو بائع اصل سمجھتا تھا اور بائع نے اسی کی ساکھ پر اعتماد کیا تھا۔"

اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس مقدمے میں اور اس مقدمے میں کیا فرق ہے جب اصل کا وجود معلوم ہو، تاہم اس کا نام نہ بتایا جائے مثلاً معلوم ہو کہ کارندہ شخص ایک دلال ہے۔ اس میں دوسرا فریق معاہد، کارندے سے گزر کر غالباً اصل کی ساکھ کو ملحوظ رکھے گا۔ جسٹس (Bowen) نے مقدمہ (Irvin) بنام (Watson)[1] میں کہا کہ :- "اس قسم کے معاملے میں اصول یہ ہے کہ بائع اپنے آخری ذریعے کے طور پر کسی ایسے شخص کی ساکھ کو ملحوظ رکھتا ہے جو اگر کارندہ رقم نہ ادا کرے تو خود کرے۔" اگر ایسی صورت میں معمولی مہلت ادائی کے ختم ہونے سے پہلے اصل اپنے کارندے سے حساب کا تصفیہ کر لے تو وہ اس طرح بری الذمہ نہیں ہو جاتا۔ اگر وہ (بری الذمہ) ہو جائے تو بائع اس ذمہ داری سے (استفادہ کرنے سے) محروم ہو جائے گا جس کے پیش نظر اسے معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوئی تھی۔

کارندے کے فریب پر اصل کی ذمہ داری

اگر کارندہ معمولی دورانِ ماموری میں فریب کرے تو اصل پر دھوکا دہی کا

---

[1] 5 Q B D 107. 414

مقدمہ دائر ہو سکے گا۔ اصل کی ذمہ داری کسی طرح بھی اس ماموکنندہ کی ذمہ داری سے جدا نہیں جو اپنے ملازموں کے افعال ناجائز کا جو اندرون حدود ملازمت کیے جائیں جوابدہ ہوتا ہے جس طرح[1] ایک شخص کو اس کے ماتحتوں کی غفلت کے لئے ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے جس نے گھر سے اصطبل تک اپنے آقا کی گاڑی لے جاتے ہوئے کسی پیدل کو ٹکر دی ہو، اسی طرح وہ اپنے کارندے کے فریب کے لئے ذمہ دار قرار دیا جائے گا جس نے کچھ اسباب کا خریدار پیدا کرنے کی ہدایت پر خریدار کو کیفیت اسباب کے متعلق غلط بیان دے کر خریدی پر آمادہ کیا ہو۔

کسی زمانے میں خیال کیا جاتا تھا کہ اصل ذمہ دار نہیں بجز اس کے کہ کارندے کا فریب، اصل کے نفع کے لئے عمل میں آیا ہو اور اسی لئے اس صورت میں اصل پر کوئی نالش نہیں دائر ہو سکتی تھی جب کارندہ حدود اقتدار کے اندر کام کرتے ہوئے بھی یہ ارادہ کرے کہ فریب سے فقط خود کو نفع پہنچائے۔ یہ خیال اس فیصلے کی غلط فہمی سے پیدا ہوا تھا جو کورٹ آف[2] اکسچکر چیمبر نے (Barwick) بنام (English Joint Stock Bank) میں کیا تھا۔ مگر دارالامرا نے اس کی پر زور تردید لائڈ بنام گریس میں[3] کی۔ اصل اپنے کارندے کے فریب کا ذمہ دار ہو گا جس کا ارتکاب دوران اور اندرون حدود ماموری میں کیا گیا ہو، خواہ اس کا ارتکاب اصل کے نفع کے لئے ہوا ہو یا کارندے کے۔

جب اصل اپنے کارندے کو ایک بیان کا مجاز کرے جس کا غلط ہونا اصل تو جانتا ہو مگر کارندہ نہ جانتا ہو تو یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اصل یا کارندے کسی پر بھی دھوکا دہی کی بنا پر نالش دائر کی جا سکے کیونکہ ایک نے اعلان خود نہیں کیا دوسرے نے ایمانداری سے اس کا صحیح ہونا باور کیا خواہ فریب کی بنا پر نہ ہو سکے۔ لیکن اہم خلاف بیانی کی بنا پر ایسے معاہدے کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے یا اس سے انکار

---

[1] Lloyd v Grace, (1912) A C 716.

[2] L. R 2 Ex 259

[3] (1912) A C 716.

کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ عجیب بھی ہوتا اگر نتائج فریب اصل کو نہ بھگتنے پڑتے جس نے جان بوجھ کر ایک ناواقف کارندے کو اس لئے مقرر کیا کہ اس کی خلاف بیانی سے نفع اٹھائے۔[1] دار الامرا نے (Pearson) بنام (Dublin Corporation) میں یہ رائے ظاہر کی:-

اصل اور کارندہ ایک ہی ہیں اور اس کو کوئی اہمیت نہیں کہ کس نے مجرمانہ بیان دیا یا ان میں سے کس کے قبضے میں مجرمانہ علم تھا۔

"اگر ان کے ابین خلاف بیانی اس لئے عمل میں آئی ہو کہ فعلِ ناجائز کی ترغیب ہو اور اس طرح ضرر لاحق ہو تو اس بات کو کوئی اہمیت نہیں کہ بیان کس شخص نے کیا یا مجرمانہ علم کس شخص کو حاصل تھا"۔[2]

کارندے کا علم کب اصل کا علم سمجھا جائے گا

عام طور پر یہ کہنا صحیح ہے کہ قانون، کارندے کے علم کو اصل کا علم قرار دیتا ہے۔ چنانچہ کسی معاہدۂ بربنائے اعتماد کاملہ (contract *uberrimae fidei*) کو اس بنا پر کالعدم کیا جا سکتا ہے کہ اہم واقعہ چھپایا گیا جبکہ یہ واقعہ، خواہ اصل کو معلوم نہ ہو، لیکن کارندے کو معلوم رہا ہو۔

ایک بیمہ کمپنی[3] کے کارندے نے ایک کانے آدمی سے بیمے کی درخواست حاصل کی۔ وہ ناخواندہ تھا اسی لئے کارندے کے کہنے سے ایک فارم پر دستخط کئے جس میں علاوہ اور امور کے یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ وہ تمام جسمانی عیوب سے پاک ہے۔ کارندہ جانتا تھا کہ بیمہ کرانے والا ایک ہی آنکھ رکھتا ہے۔ بیمہ جزئی یا کامل معذوری کے خلاف تھا۔

[1] National Exehange Co v. Drew, 2 Macqe, H. L C. 146.

[2] (1907) A C. 351, 354, 359, and see Lloyd v. grace, (1912) A C. 716.

[3] Bawden v. London & Cy. Assurance Co. (1882) 2 Q. 534.

کچھ عرصے بعد اس کی دوسری آنکھ بھی ضائع ہوگئی اور اس نے اس رقم کا دعویٰ کیا جو مکمل معذوری کی پالیسی کی بنا پر واجب تھی۔ بیمہ کمپنی نے مطالبے کو منظور کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ درخواست بیمہ میں جھوٹ بات لکھی گئی تھی۔ مگر قرار دیا گیا کہ کارندے کا علم کمپنی ہی کا علم ہے۔ اور یہ کہ کمپنی ذمہ دار ہے۔ مگر بعد کے مقدموں میں یہ امر بتایا گیا ہے کہ (Bawden) کے مقدمے کے حالات خاص تھے۔ بیمہ کرانے والا ناخواندہ تھا اور عدالت نے کارندے کے متعلق یہ قرار دیا کہ اس معاملے میں ماموری کے پورے دوران میں وہ کمپنی کے کارندے کے طور پر عمل کرتا رہا۔ مگر کسی کارندۂ بیمہ کا معمولاً یہ فریضہ نہیں ہے کہ اپنے مامورکنندوں کے لئے درخواست گزار کے جوابات کی خانہ پری کرے۔ چنانچہ ایک مقدمے میں درخواست گزار نے ایک کارندۂ بیمہ کمپنی کو جوابات کی خانہ پری کی اجازت دی جن کے اہم اجزا غلط اور خلاف واقعہ تھے۔ اور درخواست گزار نے پڑھنے کی تکلیف گوارا کئے بغیر دستخط کر دیئے۔ اس مقدمے میں کارندے کا جوابات کی غلطی سے واقف ہونا، بیمہ کمپنی کے علم کے مرادف نہیں سمجھا گیا اس کے برخلاف جوابات کی خانہ پری کرنے میں کمپنی کا کارندہ، درخواست گزار کے کارندے کے طور پر عمل کرتا رہا۔ جوابات کی غلطی کا اسے علم ہونا، درخواست گزار کو علم ہونے کے مترادف سمجھا گیا۔ اور معاہدہ ناکام رہا۔

کارندے کا علم اس سے بھی کم اس صورت میں اصل کا علم سمجھا جائے گا جب فریق ثانی کی جانب سے اصل کو فریب دہی میں کارندہ بھی شریک رہے۔ چنانچہ (Wells) بنام (Smith) میں مدعیٰ علیہ نے مدعی کے کارندے کو ایک بیان دیا تھا جس کے متعلق دونوں واقف تھے کہ غلط ہے۔ ان کا منشا تھا کہ مدعی اس پر عمل کرے جسٹس (Scrutton) نے قرار دیا کہ وہ یہ ثابت کرنے سے

ل‍ه Biggar v Rock Life Assurance Co, (1902) 1 K B. 516.

ل‍ه۲ Newsholme v. Road Transport Co 45 T. L R 123

ل‍ه۳ (1914) 3 K B. 722.

بچ نہیں جائے گا کہ کارندے کو بیان کے غلط ہونے کا علم تھا۔

مزید برآں یہ کلیہ کہ کارندے کا علم، اصل کا علم ہے، "اسی وقت صحیح ہے جب کارندے کی ماموری ایسی ہو کہ خاص زیر بحث امر میں وہ درحقیقت اپنے اصل کی نمایندگی کر رہا ہو۔"[۱]

چنانچہ ایک اصل نے ایک دلال کے ذریعے سے ایک جہاز کے لئے بیمے کی پالیسی مکمل کرائی۔ اصل اور دلال میں سے کسی کو بھی علم نہ تھا کہ کوئی اہم امر بیمہ کرنے والی کمپنی سے چھپایا گیا ہے۔ لیکن اصل نے سابق میں ایک اور کارندے کو اسی جہاز کے متعلق پالیسی حاصل کرنے کے لئے مامور کیا تھا، اور اس دلال کو ایک اور شخص کا کارندہ ہونے کی بنا پر ایک اہم امر کی اطلاع ملی تھی جسے اس نے اصل سے نہیں بیان کیا تھا۔ دارالامرا نے اس بات کی اجازت دینے سے انکار کیا کہ اس واقعے کا علم اصل کا علم قرار دیتے ہوئے پہلی پالیسی کالعدم کر دی جائے:-

"لارڈ واٹسن نے کہا: اس بات کی التجا کی گئی ہے کہ بیمہ کرانے والے شخص کے علم کا اطلاق ان تمام واقعات پر کیا جائے جو اس کی ماموری کے زمانے میں کسی کارندے کو بھی معلوم ہوئے ہوں یعنے علاوہ اس کارندے کے علم کے جس نے زیر بحث پالیسی مکمل کی ہو اس کارندے کے علم کو بھی شامل کیا جائے جو کسی وقت اس غرض کے لئے کامیاب یا ناکام طور پر مامور کیا گیا ہو کہ یہ پالیسی جس خطرے پر حاوی تھی اس کے کل یا جزو کے لئے بیمہ کرائے۔"



---

[۱] Blackburn v Vigora. 12 App per Lord Halsbury, at p 538.

باب بست ویکم

اقتدار کارندہ کا اختتام

کسی کارندے کے اقتدار کو ختم کرنے کے تین طریقے ہیں:۔

معاملہ، تبدیل حیثیت، موت

فصل اوّل: معاملہ

معاملہ اصل اور کارندے کے تعلقات باہمی رضامندی پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کا اختتام اسی طرح ہوسکتا ہے جس طرح وہ پیدا ہوئے یعنے فریقین کے معاملے کے ذریعے سے۔

اگر اس کی مدت کے متعلق فریقین میں صراحت ہوئی ہو یا بوقت عطائے اقتدار اسے معین کیا گیا ہو تو معاملہ صاف ہے۔ کسی بحث کی ضرورت نہیں۔

جب اقتدار کو تنسیخ کے ذریعے سے ختم کیا جائے تو یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ کسی فریق کا بھی دوسرے کو اطلاع دے کر اس رشتے کو ختم کر سکنا، اصل معاہدۂ ماموری کا ایک جزو ہے۔

تنسیخ اقتدار کے متعلق اصل کا حق شخص ثالث اور کارندے کے مفاد سے متاثر ہوتا ہے۔

(۱) اگر اصل نے اپنے کارندے کو ظاہر میں کسی اقتدار کے برتنے کی اجازت دی ہو تو وہ اس اقتدار کو مخفی طور سے محدود نہیں کر سکتا نہ واپس لے سکتا ہے۔ وہ کارندے کے ان افعال کا پابند ہو گا جن کے متعلق اس نے دیگر اشخاص کو یہ خیال کرنے کا موقع دیا تھا کہ وہ اس کی اجازت سے کئے گئے ہیں۔

(Debenham) بنام (Mellon)[ل] کا مقدمہ، اقتدار واپس لینے کے اس حق کے حدود اور ماہیت کی اچھی توضیح کرتا ہے۔ اس میں شوہر نے اپنی زوجہ کو ایسی اشیا مہیا کر دی تھیں جو ضروریات زندگی خیال کئے جا سکتے ہیں۔ اور اس نے اپنی زوجہ کو اس بات سے منع کیا کہ اس کے نام سے قرض اشیا لائے۔ اگر زوجہ کو شوہر کی ساکھ کفالت میں دبینے کا کسی وقت کوئی اقتدار تھا تو وہ اس طرح ختم ہو گیا، اس نے ایک ایسے کاروباری آدمی سے لین دین کیا جس نے اس سے پہلے اسے اس کے شوہر کی ساکھ پر اسباب مہیا نہیں کیا تھا۔ اسے یہ بھی اطلاع نہ تھی کہ زوجہ کو قرض لینے کی اجازت دینے سے شوہر نے انکار کیا ہے۔ اس نے اسباب ساکھ پر فراہم کیا اور پھر اس (شوہر) پر زرثمن کی نالش دائر کی۔ قرار دیا گیا کہ شوہر ذمہ دار نہیں۔

لیکن یہ بتایا گیا کہ جس صورت میں شوہر عادۃً اپنی زوجہ کے اس فعل کی تصدیق کر دیا کرتا ہو کہ وہ اس کی ساکھ کو مکفول کرے، تو ایسی صورت میں وہ اپنی زوجہ کے اقتدار کو بلا اطلاع ان لوگوں کی حد تک واپس نہیں لیتا جن کو اس نے اس بات کا موقع دیا ہو کہ رقم کی ادائی کے متعلق اس سے امید رکھیں۔

ل۔ 5 Q B D. 394 6 App Ca 24

"اگر کوئی تاجر کسی شخص کی زوجہ سے اس کے شوہر کی ساکھ پر لین دین کرتا رہا ہو اور شوہر ایسے لین دین کے متعلق بلا پس وپیش اسے رقم ادا کرتا رہا ہو تو تاجر یہ سمجھنے کا حق رکھتا ہے کہ چونکہ اس کے خلاف اطلاع نہیں دی گئی ہے اس لئے شوہر نے زوجہ کے جس اقتدار کو تسلیم کیا تھا وہ باقی ہے۔ ایسی صورتوں میں شوہر کی خاموشی رضامندی کے مرادف ہوگی اور اسے اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ اس اقتدار سے انکار کرے جو اس کے طرز عمل سے تاجر نے اخذ کیا تھا[1]"

شوہر اور زوجہ کی صورت جس طرح سب سے مضبوط مثال ہے اس طرح غالباً سب سے بہتر بھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کن حدود کے اندر اصل کسی اقتدار کو اس طور پر واپس لے سکتا ہے کہ وہ فریق ثالث کے حقوق کے منافی نہ ہو۔

(۲) حق استرداد اقتدار صراحتہً یا معناً اس ذمہ داری کے ذریعے سے محدود ہوسکتا ہے جو مامور کنندہ اپنے کارندے کو ماموری کے نتیجے کے طور پر پہنچنے والے نقصان سے بری رکھنے کے متعلق لیتا ہے۔

ایک کلیہ قرار دیا گیا ہے کہ "جس اقتدار کے ساتھ مفاد وابستہ ہو جائے وہ ناقابل استرداد ہے"۔ اس کی چیف جسٹس (Wilde) نے (Smart) بنام (Sandars)[2] میں یہ توضیح کی ہے کہ "جب کوئی معاملہ کافی بدل کے عوض وقوع میں آئے اور اقتدار کے معطی لہٗ کو کچھ نفع پہنچانے کی غرض سے اس معاملے کے ذریعے سے کوئی اقتدار عطا کیا جائے تو ایسا اقتدار ناقابلِ استرداد ہے۔ اقتدار کے ساتھ مفاد وابستہ ہو جانے سے عموماً یہی مراد ہوتی ہے"۔ اس اصول کے انطباق کی ایک مثال

[1] Debenham v Mellon, 5 Q. B. D. 403.

[2] 5 C. B. 917.

مقدمۂ (Carmichael) کار مائکل میں[1] ملتی ہے۔ مگر لارڈ جسٹس (Bowen) نے (Read) بنام (Arderson) میں[2] جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قاعدے کا اطلاق اس صورت میں اور بھی وسیع ہو جاتا ہے جب معاہدے کی انجام دہی کے اقتدار کا استرداد، کارندے کو ایسا ضرر پہنچاتا ہو جو معاہدے کے وقت فریقین کے ذہن میں تھا:—

"اصل اور کارندے میں ایک معاہدۂ ماموری ہے
جو صراحتہً یا معناً ان کے تعلقات پر حاوی ہے۔
اور اگر اس معاہدے کے ایک جزو کے طور پر
اصل نے صراحتہً یا معناً یہ معاملہ کیا ہو کہ اقتدار
واپس نہ لے گا اور کارندے کو اس کے کاروبار
اور معاملت داری کے معمولی دوران میں
بری الذمہ رکھے گا، تو ایسی صورت میں اصل کو
اس بات کی اجازت نہ دی جائے گی کہ معاہدہ
توڑ دے۔"

فصل دوم: تبدیل حیثیت

دیوالیہ پن

اصل کے دیوالیہ ہونے سے وہ اقتدار ختم ہو جاتا ہے جو اس نے حالت تمول میں عطا کیا تھا۔ ۱۸۸۲ء تک اصل اگر عورت ہوتی تو اس کے کنوارپن کا عطا کردہ اقتدار نکاح پر ختم ہو جاتا تھا۔[3]

[1] (1896) 2 Ch. 648.

[2] 13 Q B. D 779.

[3] Minett v. Forester, 4 Taunt, 541 Charnley v. Winstanley, 5 East 266.

ینگ بنام ٹائن بی[1] بہ ظاہر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مخبوط الحواس ہونے پر وہ اقتدار ختم ہو جاتا ہے جو بحالت صحت حواس صحیح طور پر عطا ہوا تھا۔ چنانچہ اس مقدمے میں مدعیٰ علیہ، اپنے وکیلوں کو ایک متوقعہ نالش کی جواب دہی کی ہدایت دینے کے بعد مخبوط الحواس ہو گیا۔ وکلا کو اس کا علم نہ ہوا اور انھوں نے مناسب طور پر وکالت نامہ داخل کرنے کے بعد اپنے موکل کی جانب سے تمام ضروری کام انجام دئے۔ جب مدعیٰ علیہ کی مخبوط الحواسی مدعی کو معلوم ہوئی تو اس نے درخواست دی کہ وکالت نامہ اور کارروائی مابعد کاٹ دی جائے اور وکیلوں کی ذات سے ہرجہ دلایا جائے کیونکہ ان کا اقتدارِ عمل، مدعیٰ علیہ کی مخبوط الحواسی پر ختم ہو گیا تھا۔ عدالت مرافعہ نے اسی کے حق میں فیصلہ کیا، وجہ یہ بتائی کہ وکلا نے اپنے کو ایک اقتدار کے ہونے کی وارنٹی دی جو ختم ہو چکا تھا۔

یہاں جو قاعدہ بنایا گیا ہے یعنے یہ کہ اصل کی مخبوط الحواسی سے کارندے کا اقتدار ختم ہو جاتا ہے خواہ کارندے کو علم ہو یا نہ ہو۔ اس قاعدے سے ایک عجیب نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر بکر براہ راست حامد[2] سے جو مخبوط الحواس ہے، معاہدہ کرے تو ہم بتا چکے ہیں کہ معاہدہ قابلِ پابندی ہے بجز اس کے کہ بکر کو حامد کی حالت سے آگاہی ہو۔ لیکن اگر وہ یہی معاہدہ کسی کارندے کے ذریعے سے (جسے حامد نے صحت حواس کے وقت اپنی نمایندگی کے لئے صحیح طور پر مامور کیا تھا) کرائے تو کوئی معاہدہ وقوع میں نہ آئے گا خواہ بکر اور کارندۂ حامد دونوں حامد کی حالت سے بے خبر ہوں۔ مزید برآں اگر بکر اور حامد ایک قابلِ پابندی معاہدہ کریں اور بعد میں بکر، مخبوط الحواس ہو جائے اور حامد کو اس کی اطلاع نہ ہو تو معاہدہ عام طور پر اس واقعے کے باعث کالعدم نہ ہوگا۔ ینگ بنام ٹائن بی کے باعث بہرحال ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اگر معاہدہ کارندگی کا ہے تو وہ اس قاعدے کا استثنیٰ ہے۔

---

[1] (1910) 1 K. B. 215.

[2] باب ۵ فصل ۴۔

اس مقدمے کا تطابق اس فیصلے سے بھی آسان نہیں جو عدالت مرافعہ نے اس سے قبل (Drew) بنام (Nunn)[1] میں کیا تھا۔ اگرچہ ینگ بنام ٹائن بی میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے مگر فیصلۂ عدالت میں اس کی جانب اشارہ نہیں ہے۔ اس میں مدعیٰ علیہ نے اپنے صحیح الحواس ہونے کے زمانے میں اپنی زوجہ کو اقتدار عطا کیا کہ مدعی سے لین دین کرے۔ پھر وہ مخبوط الحواس ہو گیا۔ زوجہ نے مدعی سے لین دین جاری رکھا اور اپنے شوہر کی مخبوط الحواسی کی کوئی اطلاع نہ دی۔ مدعیٰ علیہ نے صحت پائی اور ان اسباب کی قیمت دینے سے انکار کیا جو اس کی مخبوط الحواسی کے زمانے میں مہیا کیا گیا تھا۔ عدالت مرافعہ نے صراحتہً یہ فیصلہ نہیں کیا کہ کس حد تک مخبوط الحواسی استمرارِ اقتدار پر اثر کرتی ہے مگر قرار دیا کہ "مدعیٰ علیہ اپنی زوجہ کو کارندہ قرار دینے سے اس بات کا مدعی سے معاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ اس (شوہر) کی جانب سے عمل کرنے کا اقتدار رکھتی ہے۔ اور یہ کہ مدعی کو اس اقتدار کے استرداد کی اطلاع ہونے تک وہ اس بات کا مستحق ہے کہ مدعیٰ علیہ کی نمایندگی کرتا رہے"۔

بے شبہہ امر متنازعہ ان دو صورتوں میں مختلف تھا کیونکہ ایک میں کارندے کی ذمہ داری اور دوسرے میں اصل کی ذمہ داری کا سوال تھا۔ اگر دونوں پر ایک ساتھ غور کریں تو ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اصل کے مخبوط الحواس ہونے پر فریق ثالث کو جس نے اس کے کارندے سے معاہدہ کیا تھا، چارہ ہائے کار کے انتخاب کا اختیار ہے۔ وہ یا تو معاہدے کی اصل کے مقابلے میں جبری تعمیل کرائے گا یا کارندے پر اس وجہ سے نالش کر سکے گا کہ اس نے اصل کو پابند کرنے کی وارنٹی دی تھی اور اس کو توڑ دیا لیکن اس طرح کے تطابق میں کم از کم دو دقتیں ہیں۔ اولاً یہ امر معقول ہو سکتا ہے کہ قانون اس بات کو قرار دے دے کہ فریق ثالث کی حیثیت اس شخص کے مخبوط الحواس ہونے کے باعث متاثر نہ ہو جس کے ساتھ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ معاہدہ کر رہا ہے (Drew) بنام (Nunn) میں بالکل یہی ہوا ہے۔ مگر یہ یقیناً معقول نہیں ہو سکتا کہ اصل کی مخبوط الحواسی سے فریق ثالث اس حیثیت کو

[1] 4 Q. B. D. 661.

حاصل کرے جو فی الواقع اس کی اس حیثیت سے بہتر ہو جو اصل کے صحیح الحواس ہونے کی صورت میں اس کو حاصل ہوتی۔ اس وقت میں اس کو فقط اصل کے خلاف چارہ کار حاصل ہوتا۔ دوسرے اگر اصل اس معاہدے کا پابند ہو جائے جو کارندہ اس کے لئے کرنا چاہتا تھا تو یہ کہنا مشکل ہے کہ کارندے نے کس طرح اپنی وارنٹی کو شکست کیا۔ یا اگر اس نے اسے اصطلاحاً شکست کر بھی دیا تو شخص ثالث کو کیا ضرر پہنچا؟ کیونکہ اصل کے خلاف اس کے حقوق بالکل وہی ہیں جن کے پیدا کرنے کا کارندے نے دعویٰ کیا تھا۔[1]

(Tingley) بنام (Miller)[2] میں یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ آیا کسی کارندے کا اقتدار اس وقت متاثر ہو جائے گا جب اس کا اصل اجنبی دشمن (alien enemy) بن جائے۔ عدالت مرافعہ کے اجلاس کاملہ نے (جس میں لارڈ جسٹس (Scrutton) نے اختلاف کیا تھا) قرار دیا کہ اس کا ختم ہونا ضروری نہیں اگرچہ اجنبی دشمنوں سے دیگر معاہدوں کی طرح یہ اس وقت ضرور ختم ہو جائے گا جب کارندگی میں اصل سے میل جول ضروری ہو (جیسا عموماً ہوتا ہے) یا کسی اور طور پر وہ مفاد عامہ کے خلاف ہو۔ ٹنگلے بنام میولر ایک جرمن، تاج کی اجازت سے انگلستان میں مقیم تھا۔ اور اس طرح فی الوقت اصطلاحاً اجنبی دوست تھا۔ اس نے ایک کارندے کو ناقابلِ استرداد اقتدار وکالت (اٹارنی) عطا کیا اور جرمنی چلا گیا۔ اور وہاں وہ پورے معنوں میں قانونی طور پر اجنبی دشمن بن گیا۔ کارندے نے اقتدارِ وکالت کے تحت بیع ارضی کا معاہدہ کیا۔ قرار دیا گیا کہ ایسے کوئی حالات نہیں تھے جن کے باعث واقعے کا علم ہونے پر مشتری، تکمیل معاہدہ سے انکار کرتا، یہ فیصلہ جزاً اس بات پر مبنی تھا کہ اس میں ناقابلِ استرداد اقتدار کے ساتھ کارندگی کی غیر معمولی خصوصیت پائی جاتی تھی۔ مگر عدالت نے اس بات کو واضح کر دیا تھا کہ اجنبی دشمن ہونے سے عموماً معاہدۂ کارندگی پر مثلاً از دواج یا مخبوط الحواسی میں

۱؎ Rainbow v. Howkins, (1904) 2 K. B. 322

۲؎ (1917) 2 Ch. 144.

کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تاہم لارڈ جسٹس اسکروٹن کا اختلافی حکم غالباً ان فیصلوں سے زیادہ ہم آہنگ ہے جو بعد میں دارالامرا نے اجنبی دشمن کے معاہدات پر جنگ کے اثر کے متعلق کئے ہیں۔

فصل سوم: موت



اصل کی موت (اور اگر اصل کوئی شراکت ہو تو اس کی برخاستگی) فوراً کارندے کے اقتدار کو ختم کر دیتی ہے۔[1] اور شخص ثالث کو کارندے کے خلاف یہ چارۂ کار حاصل ہو جاتا ہے کہ اگر اس کا کیا ہوا معاہدہ اصل کی موت کی لاعلمی میں ہوا تھا تو نقض ضمانت (وارنٹی) کی نالش دائر کرے۔[2] ایک زمانے میں یہ خیال کیا گیا تھا کہ ایسی صورتوں میں کارندہ صرف اسی وقت ذمہ دار ہوگا جب اصل کی موت سے اس کا بے خبر ہونا خود اس کے کسی قصور کے باعث ہو گو مقدمہ[3] (Smout) بنام (Ilbery) یہ یہ رائے مبنی تھی مگر اب ینگ بنام ٹائن بی نے صراحت کے ساتھ اسے منسوخ کر دیا ہے۔

---

[1] اقتدارات وکیل کے متعلق اس بیان کو مترو سمجھنا چاہیئے ۱۹۲۵ء کے (Law of Property Act) دفعہ ۱۲۴ کی رو سے اگر کوئی شخص اقتدار وکیل سے کام لیتے ہوئے نیک نیتی کے ساتھ کوئی فعل انجام دے یا ادائی عمل میں لائے تو وہ اس کی بنا پر اس وجہ سے ذمہ دار نہیں ٹھیرایا جائے گا کہ معطی اقتدار مر گیا یا مخبوط الحواس یا دیوالیہ ہوگیا یا اس نے اقتدار واپس لے لیا بشرطیکہ یہ حالات اس وقت اسے معلوم نہ ہوں۔ اسی قانون کے دفعات ۱۲۶ و ۱۲۷ کی رو سے بعض شرائط کے ساتھ اقتدار وکیل کو ناقابل استرداد قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اقتدار کا معطی لہٗ معطی کی موت وغیرہ کی اطلاع سے بھی متاثر نہیں ہوتا۔

[2] Campanari v. Woodburn, 15 C. B. 400.

[3] 10 M & W. 1.

کارندہ ذمہ دار ہوگا خواہ وہ اپنے آپ کو ایسا اقتدار رکھنے والا ظاہر کرے جو حقیقت میں اسے حاصل نہیں تھا۔ یا ایسا اقتدار رکھنے والا ہو جو اس کے بلا علم ختم ہو گیا[1] اگرچہ اس کا علم حاصل کرنے کا اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو[2]۔



[1] Blades v Free, 9 B & C 167, but see Drew v. Nunn, 4 Q. B D. per Brett, L J at p 668

[2] Salton v New Beeston Cycle Co (1900) 1 Ch 43. جسٹس اسٹرلنگ کا جو حکم مقدمہ میں تھا وہ بھی اس بارے میں منسوخ ہو گیا ہے۔ اس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ کسی شراکت کا بے قصور کارندہ جس کا اقتدار شراکت کی برخواستگی کے باعث ختم ہو گیا ہو، ذمہ دار نہیں۔



حصہ ہشتم

معاہدات اور معاملات مشابہ معاہدہ

باب بست و دوم

معاملات مشابہ معاہدہ کے معنے اور ماہیت

"معاملات مشابہ معاہدہ پر" یہ اصطلاح کسی موزوں تر لفظ کی غیر موجودگی کے باعث اختیار کی گئی ہے — کچھ مختصر بحث ضروری ہے کہ کیونکہ وہ پلیڈنگ کے اغراض کے لئے "معاملے" (agreement) کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

معاہدات کے قدیم تصورات میں معاملے کی تحلیل ہم کو یہ نہیں مل سکتی وہ "ایجاب" اور "قبول" سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کے نقصان سے ایسے حالات میں

نفع اٹھائے کہ حقوق کا جدید تصفیہ ضروری ہو تو ان حالات میں نالشِ دَین پیدا ہو سکتی تھی۔ یہ چارۂ کار نہ صرف ان معاہدات کے نقص سے پیدا ہوتا تھا جو تکمیل شدہ بدل پر مبنی ہوں جب کہ ایسے نقص کے نتیجے کے طور پر ایک معین رقم کا مطالبہ پیدا ہوا ہو۔ بلکہ ہر اس صورت میں جس میں قانون موضوعہ یا قانون غیر موضوعہ یا کسی رواج کی بنا پر کسی شخص پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہو کہ کسی اور شخص کو کچھ معین رقم ادا کرے۔

(Assumpsit) اس کے برخلاف نالش وعدہ خلافی (Assumpsit) اصل میں کسی غیر متشخصہ رقم یا کسی ایسے ہرجے کی جس کا نقص عہد کی بنا پر معاہد لہٗ مستحق ہوتا تھا، نالش تھی۔

مگر نالش قرضہ میں بعض دقتیں لاحق تھیں، چنانچہ مدعیٰ علیہ کو "قانون کے ساتھ بازی لگانی" پڑتی تھی اور اس صورت میں نالش کا اختتام نوعیت واقعات پر نہیں ہوتا تھا بلکہ برادت بذریعۂ قسم (compurgation) کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ چنانچہ اس میں مدعیٰ علیہ عدالت میں آتا اور قسم کھا کر بیان کرتا کہ اس پر قرضہ واجب الادا نہیں ہے۔ اور گیارہ شریف ہمسائے بھی قسم کھا کر کہتے کہ انھیں یقین ہے کہ وہ سچ کہتا ہے۔

نیز پلیڈنگ کے اصطلاحی قاعدوں کی رو سے یہ بات ممنوع تھی کہ ایک ہی نالش میں بنائے نالش قرضہ ونالش وعدہ خلافی اور نالش ہرجۂ مشخصہ وغیر مشخصہ کو شامل کر دیا جائے۔ کیونکہ ایک تو واقعی یا مزعومہ معاہدے پر مبنی ہے۔ اور دوسری ایک

لہ۔ Blackstone, Comm ii 341

لہ۔ اس بیان سے اس وجہ سے اختلاف کیا گیا ہے کہ نالش دین کی بنا دین میں دائن کی مفروضہ ملکیت تھی (L. Q. R Vol. 23 P.125) مگر تیرھویں صدی کا علم ہمیشہ اٹھارویں صدی کے عمل کے مطابق نہیں رہ سکتا۔ مسٹر ہربرٹ نے دین سے پیدا ہونے والی ذمہ داری کو (کتاب de Natura Brevium, 262 میں) معاہداتی ذمہ داری خیال کیا ہے! اور دین اور وعدہ خلافی کے ایک نہ کر دئے جانے کی وجہ جیسا کہ میں عرض کیا Bacon's Abridgment 1.30 اور (Chitty on Pleading, vol. i. 223) میں دی گئی ہے ———— W R A

(ولیم آر انسن)۔

قسم کے فعل ناجائز یعنے عدم ایفائے وعدہ پر۔

اسی لئے اقسام نالش میں قرضے پر وعدہ خلافی (Assumpsit) کو ترجیح دی جاتی تھی۔ لیکن کچھ عرصے بعد وکیل خوش اسلوبی سے رقمی دین کا وعدہ خلافی (Assumpsit) کے تحت ذکر کرتا تھا یا اس کی ادائی کے وعدے کا ذکر کرتا تھا۔ اس کا فیصلہ سب سے پہلے Slade[1] کے مقدمے میں ہوا کہ وعدہ خلافی (Assumpsit) کے تحت اس وقت بھی دعوی کیا جا سکتا ہے، جب کہ معاہدہ ''اشیا کی بیع کا ایک معاملہ ہو اور اس سے ایک معین مطالبہ یا دین پیدا ہو۔ پھر جب نقض معاہدہ سے ایسا مطالبہ پیدا ہوتا تو مدعی کو ایک مختصر بیان دین میں یہ بتانے کی اجازت دی گئی کہ مدعا علیہ نے اس سے کام کرنے یا اسباب مہیا کرنے کی درخواست اور ان کا معاوضہ ادا کرنے کا عہد کیا تھا۔ یہ سترھویں صدی کے آخری پچیس سالوں میں طے ہوا اس کے بعد[2] کوئی شخص ان مطالبات کو مختلف طور سے ایک ہی نالش میں بیان کر سکتا تھا جو معاہدے سے پیدا ہوئے ہیں ــــ کہ معاملہ خاص ہوا تھا جس کا نقض عمل میں آیا ــــ کہ ایک دین تھا جو معاملے سے پیدا ہوا تھا اور اسی بنا پر اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی ادائی کا عہد کیا جا رہا ہے۔

اس قسم کی بحث کو (indebitatus count) کہتے تھے[3] یا (count in indebitatus assumpsit) اگر معاہدۂ خصوصی کے ذریعے سے متعین مطالبہ پیدا ہوتا تو اب اس کو دین ہونا بیان کیا جا سکتا۔ نیز یہ بھی کہ اس کی ادائی کا وعدہ ہوا تھا اس طرح اس کا ذمہ داری کی ان اقسام پر اطلاق ہوتا جو اگرچہ معاملے کے عناصر سے خالی

---

[1] 4 Co Rep. 92

[2] دیکھو جیف جسٹس ہولٹ کا بیان جو مقدمہ Hayes بنام Warren (2 Str. 932) میں نقل کیا گیا ہے۔

[3] اس کا فارم یہ ہوتا تھا: "ہرگاہ مدعا علیہ ماہ ــــ سنہ ــــ عیسوی کے ــــ دن مدعی کا مبلغ ــــ پونڈ کے لئے بربنائے (مثلاً اشیائے مبیعہ) مدیون ہوا اور اس طرح مدیون ہونے کے بعد اس کے بدل میں بعد ازاں تاریخ وسنہ مذکورہ کو اس نے مدعی سے عہد کیا کہ وہ اسے عند المطالبہ مذکورہ مقدار رقم ادا کر دے گا" (Cf Chitty on Pleading ed. 6, vol. ii, p. 34)

ہوتے مگر نالش دین کا حق پیدا کرتے، اور اس طرح ان تمام مقدمات پر اس کا اطلاق ہونے لگا جن میں زید کو بکر کے حق میں اس رقم کی تلافی کا ذمہ دار قرار دیا گیا جو اُس نے بکر کے نقصان سے حاصل کی ہو[1]

اس طرح سہولت چارہ کار کے لئے چند ذمہ داریوں کو یہ حیثیت دی گئی ہے کہ گویا وہ معاہدے سے پیدا ہوئیں اور معاملے کی نالش کا فارم ان سے متعلق ہونے لگا۔ قرضے اور وعدہ خلافی (Assumpits) کا فرق عملاً کامن لا پروسیجر ایکٹ ۱۸۵۲ء کے ذریعے سے برطرف کر دیا گیا[2]۔ مدعی کو وہ فارم متعین کرنے کی ضرورت نہ تھی جس میں وہ نالش دائر کرتا (دفعہ ۳)۔ اسے اجازت تھی کہ ایک ہی دعوے میں متعدد نالشوں کے عنوان شامل کرے (دفعہ ۴۱)۔ اور بنائے نالش کے بیان سے مزعومہ عہد کو خارج کرے (دفعہ ۴۹)۔ ایسے مقدمات میں جو سادہ مطالبہ رقم بن جاتے تھے پلیڈنگ کے عنوان کو حذف کرکے فقط اس بات کا ایک مختصر بیان کافی سمجھا جانے لگا کہ رقم ادا شدہ یا وصول شدہ کی بنا پر دین واجب ہوا ہے۔ ۱۸۷۳ء کے جوڈیکیچر ایکٹ نے مقررہ فارموں کی پلیڈنگ کو ختم کر دیا اور نالشات قرضہ (indebitatus count) کی جگہ سمن پر ایک سادہ تحریر ظہری کو کافی قرار دیا۔

بعض رشتہ ہائے قانونی کا معاہدے کے ساتھ خاص تاریخی تعلق رہا ہے اس لئے ان پر بھی غور کرتے چلنا چاہیئے۔ ان رشتوں کو کسی زمانے میں پلیڈرز عہد ثابت کیا کرتے تھے۔

ایسے رشتے یا تو عدالت مجاز سماعت کے فیصلے سے قائم ہوتے یا فریقین کے اپنے فعل سے۔ پہلی قسم کے متعلق یہ کہنا کافی ہے کہ عدالت مجاز سماعت کے فیصلے کی (جو فریقین میں سے ایک کی جانب سے دوسرے کو رقمی ادائی کے متعلق ہوتا) نہ صرف بذریعہ کارروائی عدالت جبراً تعمیل کرائی جاسکتی بلکہ خود اس کو فریقین میں دین قائم کرنے والا امر قرار دے کر اس کی بنا پر نالش دائر کی جاسکتی خواہ عدالت، عدالت ریکارڈ ہو یا نہ ہو[3]

[1] Moss v Macferlan, 2 Burr 1105

[2] 15 & 16 Vict. c 76.

[3] Williams v Jones, 13 M. & W 628.

فریقین کے فعل سے یہ وجوب یا تو اس طرح پیدا ہوتا کہ (۱) زید اقرار کرتا کہ ایک حساب متذکرہ کی بنا پر کچھ مطالبہ اسے بکر کو ادا کرنا ہے یا (۲) زید وہ رقم ادا کرتا جو بکر کو ادا کرنی چاہیئے تھی یا (۳) زید وہ رقم حاصل کر لیتا جو بکر کی تھی۔

حساب متذکرہ (۱)

(۱) حساب متذکرہ سے مراد اس رقم کا اقرار ہے جو مثلاً "مجھ پر واجب الادا ہے" (I. O. U) لکھنے سے واجب ہوئی تھی یا کسی شخص کا جو کسی اور سے حساب کتاب رکھتا تھا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ اس کی جانب سے کچھ بقایا واجب الادا ہے[1]۔ ایسے اقرار سے ایک جدید اور ممتاز بنائے نالش پیدا ہوتی ہے جو ایک ایسے معنوی عہد پر مبنی ہوتی جسے قانون ادائی دین کے متعلق فرض کرتا ہے[2]۔

(۲) قانون انگلستان کا یہ ایک قاعدہ ہے کہ کوئی شخص مجاز نہیں کہ خود کو دوسرے کا دائن اس طرح بنائے کہ اس دوسرے شخص کی مرضی یا اس کی منظوری کے بغیر اس کا دین خود ادا کر دے[3]۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دوسرے کی جائداد کی حفاظت کے لئے کچھ کام کرتا یا رقم خرچتا ہے تو بھی اسے کسی اور باعث کی غیر موجودگی میں جائداد پر کوئی حق گرفت یا واپسی رقم کا کوئی حق نہ پیدا ہوتا[4]۔

لیکن اگر زید، بکر سے درخواست کرتا یا اس کو اجازت دیتا کہ وہ ایک ایسی حیثیت اختیار کرے جس میں اس کو اس بات پر مجبور ہونا پڑے کہ زید کی قانونی ذمہ داریوں کو سر انجام دے تو ایسی صورت میں قانون یہ فرض کرتا کہ زید نے بکر سے ایک درخواست کی اور ایک عہد کیا ہے — درخواست رقم ادا کرنے کے متعلق اور عہد رقم کی واپسی کے لئے۔

اگر چند مشترک مدیونوں میں سے ایک اکیلا ہی پورا قرضہ ادا کر دے تو

۱۔ Irving v Veitch 3 M & W. 90, 107.

۲۔ Lubbock v Tribe, 3 M & W 607

۳۔ از جسٹس Willes در مقدمۂ Johuson بنام رائل میل اسٹیم پیکٹ کمپنی (L. R. 3 C. P. 43.)

۴۔ Falcke بنام اسکاٹش امپیریل انشورنس کمپنی (34 Ch. D. at p 248.)

وہ دیگر ہر ایک مدیون سے فرداً فرداً اس کے حصے کے تناسب سے رقم پائے گا۔ ایسی صورت میں ادائی کی درخواست اور واپسی کا عہد اس لئے فرض کیا گیا تھا کہ مدعی کے لئے چارۂ کار وعدہ خلافی (Assumpsit) ممکن ہو اور اپنے شرکائے دین سے اس رقم کو واپس حاصل کر سکے جو ان کے فائدے کے لئے ادا کی گئی تھی[1]۔

اسی طرح اگر کوئی شخص دوران کاروبار میں اپنا اسباب دوسرے کے احاطے میں چھوڑے اور دوسرے کے ذمے کا کرایہ اس لئے ادا کرے کہ اس کے اپنے اسباب کو نقصان نہ پہنچے تو بھی وہ اپنی رقم اسی طور پر واپس پا سکتا ہے[2]۔

اس قسم کی ذمہ داری کی مثالیں بہ کثرت پیش کی جا سکتی ہیں لیکن ہمیں یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ جو قانونی ذمہ داری بکر نے زید کی جانب سے بغیر زید کی اجازت یا کسی باہمی رشتۂ قانونی کے اپنے سر لی وہ بکر کو اس بات کا مستحق نہیں بنائے گی کہ اس رقم کو واپس پا سکے جو ان حالات میں اس نے زید کے فائدے کے لئے ادا کی ہو[3]۔ ذمہ داریوں کے لئے ضروری ہے کہ زید نے کسی نہ کسی طور پر بکر پر عائد کی ہوں ورنہ محض یہ واقعہ کہ بکر نے قانون کے مجبور کرنے پر وہ رقم ادا کی جس کی ادائی پر زید کو مجبور کیا جا سکتا، بکر کو زید کے خلاف کوئی حق نالش نہیں عطا کرے گا[4]۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بکر خود اپنے نفع کے لئے عمل کر رہا ہو زید کی درخواست کی وجہ سے نہ ہو۔

(۳) ایسی بہت سی صورتیں ہیں جن میں زید کے لئے وہ رقم بکر کو واپس کرنی ضروری ہوتی ہے جو زید کے قبضے میں ایسے حالات میں آئی کہ زید اس کے

[1] Kemp v. Finden, 12 M. & W 421

[2] Exall v Partridge, 8 T. R. 308.

[3] Re Leslie, 23 Ch. D 552

[4] England v. Marsden, L R I. C P. 529.

لے کر رکھنے کا مستحق نہ تھا۔

اس قسم کے مقدمات کے متعلق ایک زمانے میں خوف تھا کہ لارڈ (Mansfield) کے ہاتھوں وسعت اختیار کرکے کہیں "اخلاقی وجوب" کی مبہم و غیر معین صورت نہ اختیار کرلیں۔ مگر اب وہ صورت ہائے حالات کافی اچھی طرح متعین ہو چکے ہیں جن میں اس کا اطلاق کیا جا سکے[1]۔ اس قسم میں وہ مقدمات بیان کئے جا سکتے ہیں جن میں رقم بذریعۂ فعل ناجائز حاصل کی جائے۔ مثلاً بذریعۂ فریب تحت معاہدہ رقم کی ادائی کی ترغیب یا جبر[2] نیز وہ مقدمات جن میں رقم واقعے کی غلط فہمی پر ادا ہوئی ہو یعنے اداکنندہ کو یہ یقین ہو کہ اس پر رقم کی ادائی کی قانونی ذمہ داری عائد ہے[3]۔ اور وہ مقدمات جن میں رقم کو واپس کرنے کی ذمہ داری کسی ایسے بدل کی بنا پر ہو جو پوری طرح ناکام ہو گیا ہو[4]۔ ایسے مقدمات ہمارے موضوع سے باہر ہیں۔

تمت



لہ۔ Moses v Macferlam, 2 Burr, 10 10

لہ۔ Kelly v Solari, 9 M. & W 54.

لہ۔ Jones Lld v Waring & Gillow Dtd., (1926) A. C 670.

لہ۔ Rowland v Divall, (1923) 2 K. B 500.

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف)

کرایہ نامۂ جہاز کا نمونہ

کرایہ نامۂ جہاز

آج مضبوط جہاز موسوم بہ فلاں (جس کی پیمائش ..... رجسٹریشن یا اس کے قریب ہے) کے .... اور ..... تاجر میں باہمی رضامندی سے یہ معاملہ طے ہوا ہے کہ مذکورہ جہاز جیسے مستحکم اور مضبوط ہونے اور ہر طریقے سے سفر کے لئے تیار رکھے جانے کے باعث، ہر موافق رفتار کے ساتھ مقام ..... کو (یا اس کے اتنا قریب جتنا کہ بے خطر ممکن ہو) جا اور روانہ ہو سکتا ہے۔ اور وہاں مذکورہ تاجر کوٹھی والوں سے جو ایک پورا اور مکمل بار تاجر کی اپنی جوکھم اور اس کے اپنے مصارف پر جہاز کے بازو لایا جائے گا اور اٹھایا جائے گا، اور اس کی اپنی کلوں، آلات، مایحتاج کے ذخیرے اور فرنیچر کے ساتھ جس قدر بوجھ وہ معقول طور سے لاد اور لیجا سکتا ہے اس سے زیادہ نہ ہو تو وہ وہاں سے مقام .... کو یا اس کے اتنے قریب جتنا کہ بے خطر جانا ممکن ہو روانہ ہو جائے گا اور کرایہ حمل و نقل

ادا ہو چکا ہو تو اس کی حوالگی عمل میں لائے گا۔

حاکموں اور بادشاہوں کی گرفت، فعل خدا، بادشاہ کے دشمن، آگ اور سمندر، دریا اور جہاز رانی کے دیگر تمام اور ہر ایک خطرے اور حادثے، چاہے کسی قسم اور نوعیت ہی کے کیوں نہ ہوں، مذکورہ سفر کے دوران میں بہر حال مستثنیات سمجھے جائیں گے۔

اسباب کی صحیح حوالگی پر کرایہ ادا ہوگا۔

مذکورہ تاجر کو . . . . دن بغرض . . . . دئے جائیں گے (اگر جہاز اس سے پہلے ہی نہ بھیج دیا جائے) اور اسباب اتارنے کی مذکورہ مدت کے علاوہ مزید . . . . دن قیام[1] کے لئے . . . . پونڈ روزانہ پر دئے جائیں گے۔

اگر معاملت نامۂ ہذا کی عدم تعمیل ہو تو اس کی سزا، کرایہ حمل و نقل کی اندازہ کردہ رقم ہوگی[2]

. . . . کی دستخط کا گواہ

. . . . کی دستخط کا گواہ

---

[1] عام طور سے چند معین دن اس غرض کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں کہ اسباب چڑھایا اور اتارا جائے ان کو (lay days) کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ تاجر کو اجازت ہو سکتی ہے کہ ضرورت ہو تو روزانہ کچھ معین رقم ادا کر کے جہاز کو روک رکھے حقیقت میں یہی وہ ایام قیام (lay days) ہیں جن کے متعلق رقم ادا کرنی پڑتی ہے (Wilson V Thoresen) (سنہ ۱۹۱۰ء 2 K. B. 405) جہاز کو روک رکھنا اور اس کا معاوضہ دونوں کو (Demurrage) "قیام" کہتے ہیں۔ "قیام" حقیقت میں ہر دن کی رکاوٹ کے طے شدہ یا مشخص کردہ ہرجے ہیں اگر "قیام" کی کوئی شرح طے نہ کی گئی ہو تو مالک جہاز کو غیر مشخصہ ہرجوں کے (جن کو "روک رکھنے کے ہرجے" کہتے ہیں) مطالبے کا حق پیدا ہوتا ہے یعنے اس قدر جتنا کہ وہ ثابت کر سکے اس تعویق سے اسے واقعی نقصان پہنچا (Invekip ss Co) بنام (1917) 2 K B. 193

[2] معلوم ہوتا ہے کہ تاجروں کی غیر متبدل پذیر قدامت پسندی ہی وہ واحد وجہ ہے جس کے باعث یہ فقرہ جات کراہتاً معمولاً باقی رہا ہے کیونکہ سزا کا بطور سزا تو ظاہر ہے کہ نفاذ نہیں ہو سکتا (ملاحظہ ہو صفحہ ۴۴۳ اصل کتاب ہذا میں) بلکہ

ضمیمہ (ب)

بھرت چٹھی کا نمونہ

سفر پر جانے والے جہاز پر بھیجے ہوئے سامان کے لئے[1]

سامان مندرجۂ ذیل کو . . . . . نے اچھی حالت اور عمدہ صورت میں . . . . . نامی اچھے جہاز پر جس کا کپتان زیر ذکر سفر میں . . . . . ہے اور جو . . . میں لنگر انداز ہے اور . . . . . کو جا رہا ہے، بار کیا ہے۔ وہ سامان یہ ہے:

اس پر حسب حاشیہ نشان اور نمبر لگا دیا گیا ہے اور اسے ویسی ہی اچھی حالت اور عمدہ صورت میں مذکورۂ بالا بندرگاہ . . . . . . میں۔

(بفعل خدا بادشاہ کے دشمن، آگ اور سمندر، دریاؤں اور جہاز رانی کے دیگر تمام اور ہر قسم کے ہر ایک خطرے کو مستثنےٰ کرتے ہوئے) . . . . . . کو یا اس کے محول علیہم . . . . . . کو جب کہ وہ خود یا اس کے محول علیہم مذکورہ سامان کا کرایۂ حمل ونقل ادا کریں۔ نیز مروّجہ حق کپتان (Primages) اور دیگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) واقعۃً جتنا نقصان اسے پہنچا ہے وہی دلایا جاسکے گا۔

[1] یہ امر بہت مشکل ہے کہ آج کل مندرجۂ بالا چٹھی کے جیسا سادہ نمونہ استعمال میں پایا جائے۔ آج کل کے مروجہ فارم اس سے بہت زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں اور خاص کر مستثنےٰ خطرات کی فہرست بہت وسیع ہوتی ہے۔

مصارفِ خفیفہ (inrugs) بھی[1] اس پر گواہی کے لئے مذکورہ جہاز کے کپتان یا خازن نے . . . . بعرت چٹھیوں پر جو سب کے سب یہی مضمون اور تاریخ رکھتی ہیں شہادت ثبت کی ہے اور ان . . . چٹھیوں میں سے اگر ایک کا کام پورا ہو جائے تو باقی . . . . کالعدم ہو جائیں گی۔

المرقوم مورخہ

ضمیمہ (ج)

بحری بیمے کے لئے لائڈ کمپنی کی پالیسی

(اب یہ قانون بیمۂ بحری بابت ۱۹۰۶ء کا ضمیمہ بنا دیا گیا ہے)

س. گ[2]
مبلغ . . . .

واضح باد کہ

نے خود اپنے نام پر نیز ان سب کے ناموں اور ان میں سے ہر ایک کے

---

[1] یعنی کپتان ایک چھوٹی سی رقم ہوتی تھی جس کے کپتان کو دینے کا رواج تھا مصارفِ خفیفہ سے مراد یہاں وہ چھوٹی رقمیں ہیں جو کپتان ادا کرتا تھا اور جو تاجر واپس ادا کرتا ہے۔ یہ دونوں اب عملاً رائج نہیں رہے اگرچہ یہ فقرہ اب بھی مذکورہ صورت میں بعض وقت لکھا جاتا ہے۔

خصوصی مصارفِ خفیفہ سے مراد وہ نقصان ہے جو جہاز یا اس میں بھرے ہوئے سامان کے کسی جز کو صدمہ پہنچنے سے صرف اس کے مالک یا اس کے بیمہ کرنے والے کو لاحق ہوتا ہے۔

عمومی مصارفِ خفیفہ سے مراد یہ ہے کہ نقصان کو جہاز یا اسباب کے جملہ مفاد داروں میں ان کے مفاد کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے جب کہ نقصان عمداً اور سب کی حفاظت کی خاطر پہنچایا جائے۔ مثلاً مستول کاٹ دئے جائیں یا اسباب سمندر میں پھینک دیا جائے۔

[2] لائڈ کی پالیسی میں ہمیشہ یہ دو حرف S G لکھے جاتے ہیں۔ معلوم نہیں ان کی اصلیت کیا تھی بعض لوگ اس سے جہاز اور اسباب (Ship and goods) مراد لیتے ہیں۔ بعض کی رائے میں ان سے مراد (Salutus gratia) ہے۔

نام پر جن یا جس سے یہ جزوًا یا کلاً متعلق ہو، بیمہ کیا اور خود کے اور
ان کے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے انشور کرایا ہے۔ چاہے
ضائع ہو یا نہ ہو۔ یہ بیمہ تاریخ . . . . . . سے اور اس سے
ہر اس اسباب اور مال تجارت پر نیز اس اچھے جہاز (جس کا نام
. ہے اور جس کا کپتان خدا کے حکم سے موجودہ سفر کے لئے
. . . . ہے یا جو کوئی بھی مذکورہ جہاز پر کپتان کی طرف سے
جائے اور مذکورہ جہاز اور اس کا کپتان آیندہ جو بھی نام اختیار
کریں یا کہلائیں) کے اور اس میں پائے جانے والے ڈھانچے،
حمل و نقل کی کلوں، اوزاروں، توپوں، گولی بارود، توپ خانے،
کشتی اور دیگر فرنیچر اور خود مذکورہ جہاز کے لئے ہے اور یہ بھی ہم
سامان و اسباب مذکور کو جہاز . . . پر بار کرکے . کو شروع کیا گیا ہے
یہ بیمہ مذکورہ جہاز وغیرہ کے دوران قیام میں جاری و ساری رہے گا تا آنکہ
جہاز مذکور توپوں حمل و نقل کی کلوں، اوزاروں وغیرہ اور جملہ سامان و اسباب
کے ساتھ . کو نہ پہنچ جائے اور چوبیس گھنٹوں تک سلامتی کے ساتھ لنگر انداز
نہ رہے۔ بیمہ، اسباب و سامان بھی اس وقت تک رہے گا جب تک کہ وہ
بحفاظت اتار کر خشکی پر نہ پہنچا دی جائیں۔ اور مذکورہ جہاز وغیرہ
کے لئے جائز ہوگا کہ اس سفر میں جہاں چاہے جائے اور
جس بندرگاہ یا مقام پر چاہے ٹھیرے اور اس سے بیمہ ہذا
متاثر نہ ہوگا۔ مذکورہ جہاز وغیرہ اور سامان و اسباب وغیرہ
بیمہ دار کے اغراض کے لئے بر بنائے معاہدہ مابین بیمہ کنندہ و
بیمہ دار اس پالیسی میں مبلغ . . . . کی مالیت کے
قرار دیے جاتے ہیں۔

جس جوکھم اور خطرے کو ہم بیمہ کنندہ برداشت کرنے تیار ہوئے ہیں وہ،
وہ خطرات ہیں جو سمندروں کے ہوں یا جنگی جہازوں، آتش زدگی، دشمنوں،
بحری قزاقوں، ڈاکوؤں، چوروں، جہاز کو ہلکا کرنے کے لئے اسباب کو سمندر میں

پھینک دینے، منڈی کی مہر یا مہر کرر، اچانک حملوں، سمندر میں ضبطی، کسی بھی قوم، حالت یا صفت کے بادشاہوں، حکمرانوں یا لوگوں کی طرف سے گرفتاریوں، پابندیوں اور رکاوٹوں، کپتان یا ملاحوں کے فریب و غفلت فاش اور ان تمام خدشوں، نقصانوں اور مصیبتوں کے متعلق ہیں جو مذکورہ سامان واسباب یا ان کے کسی حصے کو مضرت، نقصان یا ہرجہ پہنچانے کے لئے پیش آ چکے ہوں یا آیندہ آئیں۔ اور کسی نقصان یا مصیبت کے وقت بیمہ دار اور اس کے کارکنوں، ملازموں اور محول الیہم کے لئے جائز ہوگا کہ مقدمہ دائر کر کے، کوشش کر کے اور سفر کر کے مذکورہ سامان واسباب اور جہاز وغیرہ کے متعلق جوابدہی، حفاظت اور کلی یا جزئی وصولی عمل میں لائیں اور اس سے بیمۂ ہذا کی خلاف ورزی نہ ہو گی۔ اور اس کے اخراجات کے لئے ہم بیمہ کنندگان ہر ایک جس قدر رقم کے لئے اس کے بہاں بیمہ کیا گیا ہے اس کے نرخ و مقدار کے تناسب سے رقم ادا کرے گا اور یہ خاص طور پر اظہار کیا جاتا ہے اور اس کا معاہدہ ہوا ہے کہ جائداد بیمہ شدہ کی بازیابی، بچاؤ اور حفاظت کے لئے بیمہ کنندہ یا بیمہ دار جو بھی کارروائی عمل میں لائے وہ ہرگز دست برداری یا چھوڑ دینے پر آمادگی نہیں تصور کی جائے گی، اور ہم بیمہ کنندہ منظور کرتے ہیں کہ یہ تحریر یا پالیسی بیمہ ایسی ہی موثر و باوقعت ہو گی جیسی کہ کوئی عمدہ سے عمدہ تحریر یا پالیسی بیمہ جو لومبارڈ اسٹریٹ یا رائل اکسچینج یا لندن میں کسی اور جگہ مرتب کی گئی ہو چنانچہ ہم بیمہ کنندہ مطمئن ہیں اور ذریعۂ ہذا اقرار کرتے اور اپنے کو پابند کرتے ہیں کہ ہر ایک اپنے حصے کی حد تک ذمہ دار ہوگا اور ہمارے وارثوں، مہتمم وصیت اور اسباب (جائداد) سے بیمہ دار، اس کے مہتمم وصیت، منتظمین اور محول الیہم کے حق میں ہمارے وعدوں کی پوری تعمیل کی جائے گی۔ اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس بیمے کے لئے بیمہ دار . . . . سے ہمیں جو بدل وصول طلب تھا وہ وصول ہو چکا ہے جو بہ نرخ . . . ہے۔

اس کی گواہی میں ہم بیمہ کنندگان نے اپنے نام اور رقم ہائے بیمہ شدہ کو درج کیا۔

واضح باد کہ غلہ، مچھلی، نمک، میوہ، آٹا اور بیج کے متعلق ضمانت دی جاتی ہے کہ وہ جہاز کے نقصان کی تقسیم رسدی سے خارج رہیں گے بجز اس کے کہ وہ تقسیم رسدی

عام ہو یا جہاز خشکی پر چڑھ جائے۔ شکر، تمباکو، اگا بجہ، سن، کھالیں اور چمڑے کے متعلق ضمانت دی جاتی ہے کہ وہ پانچ پونڈ فی صد کے اندر ہوں تو جہاز کے نقصان کی تقسیم رسدی سے خارج رہیں گے۔ اور دیگر تمام اسباب نیز جہاز اور کرایۂ حمل و نقل کے متعلق ضمانت دی جاتی ہے کہ وہ تین پونڈ فی صد کے اندر ہوں تو جہاز کے نقصان کی تقسیم رسدی سے خارج رہیں گے بجز اس کے کہ وہ تقسیم رسدی عام ہو یا جہاز خشکی پر چڑھ جائے۔

ضمیمہ (د)

اندرون ملک ہنڈوی کا نمونہ

مبلغ پونڈ آکسفرڈ مورخہ یکم جنوری ۱۸۲۳ء

اس تاریخ کے تین ماہ بعد مسٹر جان اسٹائلس کو یا ان کے حکم پر مبلغ ایک سو پونڈ مالیت وصول شدہ کے معاوضے میں ادا کئے جائیں

بنام رچرڈ رو اسکوائر جان ڈو

ہنڈوی بالا کی سادہ عبارت ظہری

جان اسٹائلس

منتقل الیہ عبارت ظہری کی طرف سے (۱) خصوصی عبارت ظہری

(۲) سادہ عبارت ظہری

ولیم اسمتھ کو یا اس کے
حکم پر ادا کیے جائیں۔
جان اسٹائلس
ولیم اسمتھ

پرامیسری نوٹ کا نمونہ

آکسفورڈ یکم جنوری ۱۹۲۳ء

مبلغ ایک سو پونڈ

میں اقرار کرتا ہوں کہ رچرڈ رو کو یا ان کے حکم پر
اوازبنک آکسفورڈ میں تاریخ ہذا سے چھے ماہ بعد مالیت
وصول شدہ کے معاوضے میں مبلغ ایک سو پونڈ
ادا کر دوں گا۔

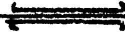
جان ڈو

یادداشت: ان دستاویزوں پر حسب قیمت اسٹامپ لگانے کی ضرورت ہے



اشاریہ
اصول قانون معاہدۂ انگلستان





صحت نامہ

اصول قانون معاہدۂ انگلستان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۱	۹	امیدوار	امیدوار کا
۳۶	۱	قبولیب	قبولیت
〃	۴	اور انھوں ستے	اور انھوں سنے
〃	۱۶	گرائٹ	گرانٹ
〃	۱۸	قنول	قبول
〃	۱۹	یھر	پھر
〃	۲۰	حط	خط
〃	۲۳	ابجاب	ایجاب
۳۷	۱۰	ے	سنے
۴۱	۲	ایلیاں	ایلیا سن
۶۲	۱۰	جہال	(۲) جہاں
۶۴	۳	مُدعی علیہ	مدعی علیہ
۸۲	۴	Grahuitous	Gratuitous
〃	۸	Sobemnity	Solemnity
۹۸	۱۸	احتبار	اعتبار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۹۸	۱۹	معاہدے	معاہدہ
۱۰۰	۸	تکمسل	تکمیل
۱۰۸	۱۴	گئیں	گئی
۱۰۹	۱۳	متوفا	متوفی
۱۱۲	۳	خادج	خارج
〃	۲۲	بلبک برن	بلیک برن
〃	۲۳	سے	ہے
۱۱۳	۵	ادالی	ادائی
۱۱۶	۶	شئے	شے
〃	۱۱ و ۱۲	کہاکہ..... متعلق کرنا چاہیے۔	کہاکہ میری رائے میں متعلق نہ کرنا چاہیے
〃	۹	شئے	شے
۱۲۲	۱۳	Oritur aclio (Nuclum Pactum exquo non)	Nudum Pactum ex quo non oritur actio
۱۲۷	۵	شئے	شے
〃	۶	شئے	شے
〃	۹	شئے	شے
۱۲۸	۱۶	کی	گی
۱۲۹	۱۴	ادلائل	ادائل
۱۳۳	۱۱	ہیں	ہے
۱۳۸	۹	سٹانیٹبل	سٹانٹیبل
〃	۱۴	سیموں	سیمون
۱۳۹	۲	کے	کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۴۲	۱	کرلے گا	کرے گا
"	۴	معاہدہ	معاہدۂ
"	۸	دائکد	دائکڈ
۱۴۷	۲۰ و ۲۱	یہ یقین کرتا۔۔۔۔۔۔ دین کو قبول کرلینا ہے	یہ بحث کرنا۔۔۔ دین کو ختم کردینا ہے
۱۶۰	۲۰	Quisque potest rehuntcare	Quisque Potest renuntiare
۱	"	Juri prose introducts	Juri pro se introducto
۱۶۳	۲	Privata Senttura	Privata Scrittura
۱۶۸	۱۰	(And ews Leng)	Leng بنام Ahdrews
۱۸۲	۱۵ و ۱۶	دوڑانے اور کرانے کی شرط اور	دوڑانے کے پہلی اور نہ کرانے کی شرط کی اور
"	۱۱	(Infauts Relief Act)	Infauts' Relief Act
۱۸۳	۱۰	(Act Infauts Rœief)	Infauts' Relief Act
"	۱۴	(Summer Lord) لارڈ سمر	(Lord Sumner) لارڈ سمنر
۱۸۵	۱۸	(Vltra Vires)	(Ultra Vires)
۱۸۶	۱۱	Companies Cousplidation Act	(Companies Consolidation Act)
۱۸۸	۲۳	teme sole	feme sole
۱۸۹	۱۳	teme feme sole	"
۱۹۲	۱۴	پائیہ	پایا ہند
۱۹۹	۷	تعمیل	تعمیل
"	۲۰	ہوئی	ہوئی
۲۰۲	۲۳	پابندۂ زر	پابندۂ زر
۲۰۸	۱۳	& Co. 906 roflles V	Raffles بنام Wichelhaus 2H
"	"	Wecheb hans 2H	& C. 906

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۰۸	۱۵	Purless	Peerless
"	"	Perless	"
"	۱۶	Liritch hous	Wichelhaus
"	"	Purless	Peerless
"	۱۸	buichel haus	Wichelhaus
"	حاشیہ سطر ۱	Iosides V Pacific insarauce Co. J.R C.Q B. 686	Ionides V Pacific insuranec Co. L R.6.Q.B. 686
۲۵۶	۲۴	جسٹس الٹرینگ	جسٹس اسٹرلنگ
۲۶۴	۹	(۲)	(۳)
۳۰۸	۱	بنیا	بنیاد
"	۴	تجویر	تجویز
۳۲۲	۲۰	امں	اس
۳۵۴	۲	فرلق	فریق
۳۷۴	۷	یدریعہ	بذریعہ
۳۸۴	۲۲	چیانچہ	چنانچہ
۴۰۴	۷	ہوئی کے	ہوئی کہ
۴۱۱	۱۹	Ejusden generis	Ejusdem generis
۴۲۰	۹	Rescission	Rescission
۴۲۲	۱۹	تفسیخ	تنفسیخ
۴۲۷	۹	معاہدو	معاہدہ
۴۲۹	۱	ٹوٹ گیا گیا	ٹوٹ گیا
۴۴۴	۱۵	کیا کو	کیا کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۵۵	۱۸	کو نلہ	کوئلہ
۴۵۷	۲	بہ لحاظ	بہ لحاظ
۴۶۲	حاشیہ	لہ 1 Q.P D. 410	لہ 1 Q B.D. 410
۴۶۵	۱۷	طلتی	ملتی
۴۶۸	۲۱	ہوتا ہے	ہوتا ہو
۴۷۱	۱۹	Varley	Varley
۴۷۳	۱۲	دسفعے	دفعہ
۴۷۴	۶	میں	ہیں
۴۷۴	۱۷	صوت	صورت
۴۷۶	۱۹	فریقین معاہدے	فریقین معاہدہ
۴۷۸	۱۷	قاعدے	قاعدے
۴۸۱	۱۳	واضح کیا گیا کہ	واضح کیا کہ
۴۸۴	۸	اقرار معاملے	اقرار یا معاملے
۴۸۷	۱۹	منری	ہنری
۴۸۹	۴	فرانسسی	فرانسیسی
۴۹۱	۱۰	ہوتا	ہونا
۴۹۳	۱۱	نقض معاہدے	نقض معاہدہ
〃		مندرجات معاہدے	مندرجات معاہدہ
۴۹۴	۱۰	عدالتوں میں	عدالتوں پر
۴۹۵	۱۰	نوٹ پر کے	نوٹ کے
۴۹۹	۲	دپا ہے	دیا ہے
۵۰۳	۱۲	مدعی لیہ	مدعی علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۵۱۱	۸	ہورتو	ہوتو
۵۱۴	۲۱ و ۲۲	اور اور یہ	اور یہ
۵۸۰	۱۸	کرلے	کرنے
"	۱۹	دو قیتیں	دو دقتیں
۵۸۱	۸	Tengley بنام Miller	Tingley بنام Miiler
"	۱۲	(جیسا عموماً ہوتا ہے)	(جیسا کہ عموماً ہوتا ہے)
۵۸۳	حاشیہ سطر ۳	جسٹس امسٹرلنگ	جسٹس اسٹرلنگ
"	" " ۵	برخاستگی	برخاستگی
۵۸۵	۲	نقص	نقض
"	۸	نتا تھا	بنتا تھا
"	حاشیہ سطر ۲	کہا گیا	کیا گیا
"	" " ۵	جیسا کہ میں	جیسا کہ میں نے
۵۸۶	۶	بیع کا	بیع کا
۵۸۷	۲	تلانی	تلافی
"	۶	Assumpsits	Assumpsit
۵۸۸	حاشیہ سطر ۲	Johuson	Johnson
۵۹۰	۱۰ " "	Maeferlam	Maeferlan
۵۹۲	۸ " "	(1917) 2 K.B. 193 Bunge بنام	(1917) 2 K.B. 193 Bunge بنام
"	۹ " "	کرارنا مول	کرایہ نا مول
۵۹۴	سطر ۹	س گ ۱	س گ ۲
"	حاشیہ سطر ۲	راغ	راج
"	۵ " "	خود کو صدمہ پہنچے	جزو کو صدمہ پہنچے